www.KitaboSunnat.com

المصباح المنير

تہذیب و تحقیق

تفسیر ابن کثیر (اردو)

قرآن مجید، صحیح احادیث اور آثار سلف کی روشنی میں

سورۂ فاتحہ —— سورۂ آل عمران

امام ابو الفدا، عماد الدین حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ

۷۰۱-۷۷۴ھ

ترجمہ: مولانا محمد خالد سیف حفظہ اللہ

ترجمہ قرآن: حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ، مولانا محمد عبد الجبار حفظہ اللہ

تہذیب، تخریج، تحقیق و نظرثانی:

شعبہ تحقیق و تصنیف و ترجمہ دارالسلام

دارالسلام
DARUSSALAM

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ....

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد آپ لوڈ (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

☆ تنبیہ ☆

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

- نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

kitabosunnat@gmail.com
www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

المصباح المنیر

تہذیب وتحقیق

تفسیر ابن کثیر (اردو)

قرآن مجید صحیح احادیث اور آثار سلف کی روشنی میں

4

”محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

© مكتبة دار السلام، ١٤٢٩ هـ
فهرسة مكتبة الملك فهد الوطنية أثناء النشر
ابن كثير، اسماعيل ابن عمر
المصباح المنير تهذيب و تحقيق تفسير ابن كثير: المجلد الرابع. / اسماعيل ابن عمر ابن كثير - الرياض، ١٤٢٩ هـ
ص: ٨٠٣ مقاس: ١٧×٢٤ سم
ردمك: ٦-٠٩-٠٠٥-٩٩٦٠-٩٧٨
(الكتاب باللغة الاردية)
١. قصص القرآن ٢. السيرة النبوية أ. العنوان
ديوي ٢٢٧,٣٢ ١٤٢٩/١٥٣٤
رقم الإيداع: ١٤٢٩/١٥٣٤
ردمك: ٦-٠٩-٠٠٥-٩٩٦٠-٩٧٨

238.45
ابن ک

المكتبة الرحمانية
٩٩۔ جے ماڈل ٹاؤن۔ لاہور
نمبر 17547

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

المصباح المنیر

تہذیب وتحقیق

تفسیر ابن کثیر (اردو)

قرآن مجید صحیح احادیث اور آثار سلف کی روشنی میں

4

سورۂ طٰہٰ ــــ سورۂ احزاب

امام ابو الفدا عماد الدین حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ

۷۰۱ــ ۷۷۴ ھ

تہذیب: مولانا صفی الرحمٰن مبارکپوری رحمہ اللہ ترجمہ: مولانا محمد خالد سیف حفظہ اللہ

ترجمہ قرآن: حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ، مولانا محمد عبدالجبار حفظہ اللہ

تخریج وتحقیق ونظر ثانی: شعبۂ تحقیق وتصنیف وترجمہ دارالسلام، لاہور

دارالسلام
DARUSSALAM

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق اشاعت برائے دارالسلام محفوظ ہیں

دارُالسّلام
کتاب وسنّت کی اشاعت کا عالمی ادارہ
DARUSSALAM

سعودی عرب (ہیڈ آفس)

پوسٹ بکس: 22743 الریاض: 11416 سعودی عرب فون: 4043432-4033962 1 00966 فیکس: 4021659

E-mail: darussalam@awalnet.net.sa - riyadh@dar-us-salam.com

Website: www.darussalam.com

الریاض۔ العلیا۔ فون: 4614483 01 فیکس: 4644945 ● الملز فون: 4735220 01 فیکس: 4735221 ● سویلم فون: 2860422 01

مندوب الریاض: موبائل: 0503459695-0505196736 ● قصیم (بریدہ): فون / فیکس: 3696124 06 موبائل: 0503417156

مکہ مکرمہ: موبائل: 0502839948-0506640175 ● مدینہ منورہ فون: 8234446 04 فیکس: 8151121 موبائل: 0503417155

جدہ فون: 6879254 02 فیکس: 6336270 ● الخبر فون: 8692900 03 فیکس: 8691551

ینبع البحر فون / فیکس: 3908027 04 موبائل: 0500887341 ● خمیس مشیط فون / فیکس: 2207055 07 موبائل: 0500710328

شارجہ فون: 5632623 6 00971 امریکہ ● ہوسٹن فون: 7220419 713 001 ● نیویارک فون: 6255925 718 001

لندن فون: 4885 539 208 0044 آسٹریلیا فون: 4040 9758 2 0061

پاکستان (ہیڈ آفس ومرکزی شوروم)

36- لوئر مال، سیکرٹریٹ سٹاپ، لاہور

فون: 7240024-7232400-7111023-7110081 42 0092 فیکس: 7354072

موبائل: 0322 8484569-0321 4212174 ● غزنی سٹریٹ، اردو بازار لاہور فون: 7120054 فیکس: 7320703

Website: www.d–ussalampk.com E-mail: info@darussalampk.com

کراچی طارق روڈ بالمقابل فری پورٹ شاپنگ مال فون: 4393936 21 0092 فیکس: 937 [illegible]

اسلام آباد F-8 مرکز، اسلام آباد فون / فیکس: 2281513 51 0092 موبائل: 5370378 0321

حافظ آباد فیصل پلازہ، گوجرانوالہ روڈ، حافظ آباد فون وفیکس 525170-0547

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اجمالی فہرست

سورۂ طٰہٰ	37
پارہ:17	97
سورۂ انبیاء	97
سورۂ حج	159
پارہ:18	234
سورۂ مومنون	234
سورۂ نور	281
سورۂ فرقان	365
پارہ:19	378
سورۂ شعراء	414
سورۂ نمل	470
پارہ:20	498
سورۂ قصص	521
سورۂ عنکبوت	574
پارہ:21	599
سورۂ روم	615
سورۂ لقمٰن	652
سورۂ سجدہ	678
سورۂ احزاب	695
پارہ:22	730

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ارشادِ باری تعالیٰ

وَقَالَ الرَّسُولُ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِی اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا

''اور رسول اللہ (ﷺ روزِ محشر) کہیں گے: اے میرے رب! بلاشبہ میری قوم نے اس قرآن کو گلدستۂ طاقِ نسیاں بنا دیا تھا۔''

(الفرقان 25:30)

فرمانِ نبوی

اَلْقُرْاٰنُ مُشَفَّعٌ، وَمَاحِلٌ مُصَدَّقٌ، مَنْ جَعَلَهٗ أَمَامَهٗ قَادَهٗ إِلَى الْجَنَّةِ وَمَنْ جَعَلَهٗ خَلْفَ ظَهْرِهٖ سَاقَهٗ إِلَى النَّارِ

''قرآن کی سفارش قبول کی جائے گی۔ وہ (قاری کی) وکالت کرے گا تو اس کو سچا قرار دیا جائے گا۔ جس نے اسے اپنے آگے رکھا یہ اس کی فردوسِ بریں کی طرف راہ نمائی کرے گا اور جس نے اسے پس پشت ڈال دیا اس کو آتشِ جہنم کی طرف ہانک کر لے جائے گا۔''

(صحیح ابن حبان ، حدیث:124)

وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہو کر
اور تم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہو کر

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

فہرست

عنوانات	آیات	صفحہ
سورۂ طٰہٰ		
قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ کتابِ نعمت ہے	8-1	37
موسیٰ علیہ السلام کی نبوت کا تذکرہ	10,9	39
موسیٰ علیہ السلام کی طرف پہلی وحی	16-11	41
قیامت آنے والی ہے	16-11	42
موسیٰ علیہ السلام کی لاٹھی	21-17	43
لاٹھی سانپ بن گئی	21-17	44
موسیٰ علیہ السلام کا ہاتھ کسی عیب کے بغیر چمکنے لگا	35-22	44
موسیٰ علیہ السلام کو تبلیغ کے لیے فرعون کے پاس جانے کا حکم	35-22	45
موسیٰ علیہ السلام کی دعا	35-22	45
قبولیتِ دعا کی بشارت اور سابقہ احسانات کی یاد دہانی	40-36	47
موسیٰ علیہ السلام کا نبوت کے لیے انتخاب	44-41,40	49
موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کا فرعون سے ڈرنا اور اللہ تعالیٰ کا انھیں ثابت قدم رکھنا	48-45	51
موسیٰ علیہ السلام کا فرعون کے سامنے وعظ	48-45	51
موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کی گفتگو	52-49	52
موسیٰ علیہ السلام کے جواب کا تتمہ	56-53	54

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عنوانات	آیات	صفحہ
فرعون تمام نشانیاں دیکھنے کے باوجود ایمان نہ لایا	56-53	55
فرعون نے معجزات کو جادو قرار دیا	59-57	55
دونوں گروہوں کا اجتماع	64-60	56
موسیٰ علیہ السلام کی کامیابی	70-65	58
جادوگر ایمان لے آئے	70-65	59
جادوگروں کی تعداد	70-65	59
فرعون کی جادوگروں کو سرزنش	73-71	60
جادوگروں کا فرعون کے سامنے وعظ	76-74	62
بنی اسرائیل کا مصر سے خروج	79-77	64
بنی اسرائیل کو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی یاددہانی	82-80	66
اللہ تعالیٰ کن لوگوں کو بخشتا ہے؟	82-80	67
موسیٰ علیہ السلام کا اللہ تعالیٰ کے وعدے کے مطابق جانا اور بنی اسرائیل کا بچھڑے کی پوجا کرنا۔	89-83	68
ہارون علیہ السلام کی بنی اسرائیل کو بچھڑے کی عبادت سے ممانعت	91,90	71
موسیٰ وہارون علیہما السلام کی گفتگو	94-92	72
سامری نے بچھڑا کس طرح بنایا تھا؟	98-95	73
سامری کی سزا اور بچھڑے کو جلانا	98-95	73
قرآن اللہ کا ذکر ہے	101-99	75
صور میں پھونکا جانا اور قیامت کا دن	104-102	76
پہاڑوں کو بکھیر اور زمین کو ہموار کر دیا جائے گا	108-105	77
لوگ پکارنے والے کی آواز کی طرف دوڑیں گے	108-105	78
شفاعت اور جزا	112-109	79
ظالم نامراد ہوگا	112-109	80
قرآن کے نزول کا مقصد	114,113	81

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عنوانات	آیات	صفحہ
نزولِ قرآن کے وقت اسے پڑھنے میں جلدی نہ کریں	114,113	82
قصۂ آدم و ابلیس	122-115	83
حضرت آدم علیہ السلام کا زمین پر اتارا جانا	126-123	86
وحی الٰہی سے اعراض کی دنیا و آخرت میں سزا	126-123	86
حد سے نکل جانے والوں کے لیے شدید عذاب	127	87
سابقہ امتوں کی تباہی باعثِ عبرت ہے	130-128	88
صبر اور نماز پنجگانہ کا حکم	130-128	89
دولت مندوں کے ساز و سامان کو نہ دیکھیں	132,131	91
قرآن مجید ایک نشانی ہے	135-133	94
سورۂ انبیاء		
پارہ: 17		
فضیلت		97
قیامت سر پر ہے اور لوگ غافل ہیں	6-1	97
کفار کا قرآن اور رسول کے بارے میں نظریہ	6-1	99
تمام پیغمبر بشر تھے	9-7	100
فضیلتِ قرآن	15-10	101
ظالموں کو کیسے ہلاک کیا گیا؟	15-10	101
کائنات کو عدل و حکمت کے ساتھ پیدا کیا گیا ہے	20-16	103
ہر چیز اللہ ہی کی مملوک ہے	20-16	103
جھوٹے خداؤں کی تردید	23-21	104
اللہ ہی معبود برحق ہے	25,24	105
فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں قرار دینے والوں کی تردید	29-26	106
اللہ کی نشانیاں	33-30	107

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عنوانات	آیات	صفحہ
﴿كَانَتَا رَتْقًا﴾ کا مفہوم	33-30	108
جنت میں داخلے کا جامع پیکج	33-30	109
پہاڑوں میں کشادہ راہیں	33-30	109
آسمان قبے کی طرح ہے	33-30	109
شمس وقمر میں غور وفکر	33-30	110
دنیا میں کوئی ہمیشہ نہیں رہے گا	35-34	111
مشرکین کا نبی ﷺ کے ساتھ استہزا	37-36	112
انسان عجلت پسند ہے	37-36	112
مشرکوں کا عذاب کو جلد طلب کرنا	40-38	113
استہزا کرنے والے کے لیے سابقہ لوگوں سے عبرت	43-41	114
مشرکین کی فریب خوردگی	47-44	115
﴿الْمَوَازِينَ﴾ کا مفہوم	47-44	116
پسندیدہ ترین کلمے	47-44	116
خائن ملازم سے حسن سلوک	47-44	117
تورات اور قرآن کا نزول	50-48	118
حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آپ کی قوم کا قصہ	56-51	119
ابراہیم علیہ السلام نے بتوں کو توڑ دیا	63-57	120
ابراہیم علیہ السلام کے تین توریے	63-57	121
بتوں کی عاجزی کے بارے میں قوم کا اعتراف	67-64	123
آتش نمرود کا گلزار ہونا	70-68	124
حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی لوط علیہ السلام کے ہمراہ شام کی طرف ہجرت	75-71	126
حضرت لوط علیہ السلام کا ذکر	75-71	126
نوح علیہ السلام اور ان کی قوم کا ذکر	77,76	127

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عنوانات	آیات	صفحہ
حضرت داود وسلیمان علیہما السلام کا ذکر	82-78	128
قاضی کی فہم وفراست	82-78	129
مسئلہ اجتہاد	82-78	129
داود علیہ السلام ایک خوش الحان قاری	82-78	130
داود علیہ السلام اور زرہ کی صنعتکاری	82-78	131
سلیمان علیہ السلام کی بے مثال سلطنت	82-78	131
سلیمان علیہ السلام کے غوطہ خور اور انجینئر	82-78	132
ذکرِ ایوب علیہ السلام	84,83	132
صبر کا مظاہرہ	84,83	133
صبر کا پھل	84,83	133
اسماعیل، ادریس اور ذوالکفل علیہم السلام کا ذکر	86,85	134
یونس علیہ السلام کا ذکر	88,87	135
یونس علیہ السلام کا کشتی میں سوار ہونا	88,87	135
مچھلی کا نگلنا	88,87	135
نقشہ: بحرِ محیط یا بحرِ اخضر	88,87	136
یونس علیہ السلام کی مچھلی کے پیٹ میں تسبیح	88,87	137
مشکلات میں یہ دعا کریں	88,87	138
زکریا ویحییٰ علیہما السلام کا ذکر	90,89	139
عیسیٰ اور مریم صدیقہ علیہما السلام کا ذکر	91	140
سب لوگ ایک امت ہیں	94-92	141
جو فوت ہو گیا وہ دنیا میں کبھی نہیں آئے گا	97-95	142
یاجوج وماجوج کا ذکر	97-95	143
قیامت سے پہلے چند علامات کا ظہور	97-95	143

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عنوانات	آیات	صفحہ
پہلی حدیث	97-95	143
دوسری حدیث	97-95	145
تیسری حدیث	97-95	148
مشرکین اوران کے معبود دوزخ کا ایندھن ہیں	103-98	149
سعادت مندوں کا حال	103-98	149
روزِ قیامت آسمان کو لپیٹ دیا جائے گا	104	153
روز محشر سب لوگ عریاں ہوں گے	104	154
زمین کے وارث نیک لوگ ہوں گے	107-105	154
﴿الزَّبُوْرِ﴾ کا مفہوم	107-105	155
رحمۃ للعالمین ﷺ	107-105	155
وحی کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو	112-108	157
قیامت کے وقت کا اللہ کے سوا کسی کو علم نہیں	112-108	157
میدان جنگ میں کون سی دعا پڑھنی چاہیے؟	112-108	158
سورۂ حج		
قیامت کی ہولناکیاں	2,1	159
اس حدیث کا ایک دوسرا طریق	2,1	161
شیطان کے پیروکاروں کی مذمت	4,3	164
انسان و جنات کی تخلیق سے بعث بعد الموت کے دلائل	7-5	165
رحم میں نطفے اور جنین کے ارتقائی مراحل	7-5	165
انسان بچپن سے بڑھاپے کی طرف	7-5	166
نباتات سے ایک دوسری مثال	7-5	167
بدعتیوں اور گمراہوں کے سرداروں کا حال	10-8	168
کنارے پر کھڑے ہو کر عبادت کرنے کے معنی	13-11	169

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عنوانات	آیات	صفحہ
نیک لوگوں کا بدلہ	14	171
اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو یقیناً فتح و نصرت عطا فرمائے گا	16,15	171
اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرقوں میں فیصلہ فرمائے گا	17	172
ہر چیز اللہ کو سجدہ کرتی ہے	18	173
سورج بھی ہر روز عرش تلے سجدہ کرتا ہے	18	173
سببِ نزول	22-19	176
کفار کی سزا	22-19	176
مومنوں کی جزا	24,23	178
سونے چاندی کے کنگن اور ریشم کا لباس	24,23	178
مومنوں کا روزِ قیامت خیر مقدم اور بہشت بریں میں داخلہ	24,23	179
اللہ کے رستے اور مسجد حرام سے روکنے والوں کے لیے وعید	25	180
مکہ کے گھروں کو کرائے پر دینے کا مسئلہ	25	181
حرم میں کفر و کج روی کرنے والے کے لیے وعید	25	183
تعمیر کعبہ اور اعلانِ حج	27,26	184
حج میں دونوں جہانوں کے فائدے ہیں	29,28	187
عشرۂ ذوالحجہ اور اس کی دوسرے دنوں پر فضیلت	29,28	187
قربانی کا گوشت خود کھانا اور محتاجوں کو کھلانا	29,28	188
ان آخری اعمال کے ساتھ حج مکمل ہو جاتا ہے	29,28	189
گناہوں سے اجتناب کا اجر و ثواب	31,30	190
کون سے مویشی حلال ہیں؟	31,30	191
شرک اور جھوٹ سے اجتناب کا حکم	31,30	191
مشرک کی مثال	31,30	192
ایک اور مثال	31,30	192

”محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

عنوانات	آیات	صفحہ
قربانی کے جانور کے جواز وعدم جواز کی صورتیں اور شعائر اللہ کی تفسیر	33,32	193
اونٹوں کے فائدے	33,32	194
قربانی کا حکم تمام امتوں کے لیے تھا	35,34	195
اونٹ نحر کرنے کا حکم	36	196
اونٹ اور گائے کی قربانی میں کتنے افراد شرکت کر سکتے ہیں؟	36	197
جانور ذبح کرتے وقت مسنون دعا	36	197
دوسری دعا	36	197
تیسری دعا	36	198
چوتھی دعا	36	198
پانچویں دعا	36	198
زندہ جانور سے کاٹا ہوا گوشت مردار کے حکم میں ہوگا	36	199
قربانی کا گوشت فقراء کو کھلانا	36	199
قربانی کے گوشت کو ذخیرہ کرنا اور کھال سے فائدہ اٹھانا	36	200
نماز عید سے قبل قربانی کرنے کی ممانعت	36	200
جانور قربان کرنے کے کتنے دن ہیں؟	36	201
قربانیوں سے مقصود اخلاص وتقویٰ ہے	37	201
تمام گھر والوں کی طرف سے ایک قربانی کافی ہے	37	202
قربانی کے جانور کی عمر	37	202
مومنوں کے دفاع کی بشارت	38	203
قتال کی اجازت اور جہاد کے بارے میں پہلی آیت	40,39	203
مسلمانوں اور یہود ونصاریٰ کی عبادت گاہوں کا بیان	40,39	206
غلبہ واقتدار کے وقت مسلمانوں کے فرائض	41	207
جھٹلانے والوں کا انجام	46-42	209

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عنوانات	آیات	صفحہ
ظالم اور نافرمان بستیوں کی تباہی	46-42	209
بطور عبرت کھنڈرات کی سیر وسیاحت کرنا	46-42	210
کفار کا مطالبۂ عذاب	48,47	211
نیک اور بد لوگوں کی جزا وسزا	51-49	212
شیطان کی وسوسہ اندازیاں اور قصۂ غرانیق	54-52	214
﴿فِيٓ أُمۡنِيَّتِهِۦ﴾ کا مفہوم	54-52	214
کفار ہمیشہ شک وتردد میں مبتلا رہیں گے	57-55	216
اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کے لیے اجر عظیم	60-58	217
اللہ کی راہ میں مرنے والے کے لیے رزق کریم اور اجر عظیم	60-58	218
اللہ ہی دنیا کا خالق ومتصرف ہے	62,61	220
اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں	66-63	221
زمین وآسمان کی ہر شے انسان کی مطیع وفرماں بردار ہے	66-63	222
زندگی اور موت کا مالک اللہ ہے	66-63	223
ہر امت کے لیے ایک شریعت ہے	69-67	224
اللہ تعالیٰ کو تخلیق کائنات سے پہلے بھی اس کے متعلق پورا پورا علم تھا	70	225
مشرکین کا غیر اللہ کی عبادت کرنا	72,71	226
بت حقیر اور ان کے پجاری احمق ہیں	74,73	227
اللہ تعالیٰ کا فرشتوں اور انسانوں سے پیغام پہنچانے والوں کا انتخاب	76,75	229
عبادت اور جہاد کا حکم	78,77	230
شریعت محمدیہ کی رخصتیں	78,77	230
﴿مِّلَّةَ﴾ کے منصوب ہونے کی وجہ	78,77	231
﴿سَمَّىٰكُمُ ٱلۡمُسۡلِمِينَ﴾ کا مفہوم	78,77	231
امت محمدیہ پہلی امتوں کی گواہی دے گی	78,77	232

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سورۂ مومنون

پارہ:18

عنوانات	آیات	صفحہ
مومنوں کی صفات	11-1	234
عجز و نیاز کے پیکر	11-1	234
لغویات سے پرہیز	11-1	235
مال و جان کا تزکیہ کرنے والے	11-1	235
فحاشی کے منکر	11-1	235
وعدوں کے پاس دار اور امین لوگ	11-1	236
بندگی کے محافظ	11-1	236
فردوس بریں کے وارث	11-1	236
انسان کی تخلیق کے تدریجی مراحل	16-12	238
آسمانوں کی پیدائش بھی نشانی ہے	17	241
بارش، نباتات، درخت اور چوپائے اس کی قدرت کی نشانیاں ہیں	22-18	242
پانی کو قابل استعمال بنانا	22-18	242
چوپائے قدرت کی نشانی ہیں	22-18	244
حضرت نوح علیہ السلام اور آپ کی قوم کا قصہ	25-23	245
نزولِ عذاب اور مومنوں کے لیے نجات	30-26	246
عاد یا ثمود کا قصہ	41-31	248
کچھ امتوں کا ذکر	44-42	249
موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کا قصہ	49-45	250
عیسیٰ و مریم علیہما السلام کا ذکر	50	250
اکل حلال اور عمل صالح کا حکم	56-51	252
تمام انبیائے کرام کا دین توحید ہے	56-51	243

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عنوانات	آیات	صفحہ
اہل خیر کی صفات	61-57	255
نیکی کرنے کے باوجود اللہ کا ڈر	61-57	255
اللہ تعالیٰ کا عدل اور مشرکین کی قلا بازیاں	67-62	256
مشرکین کی تردید اور مذمت	75-68	259
حق خواہشوں کے پیچھے نہیں چلتا	75-68	260
نبی اجرت کا طلب گار نہیں ہوتا	75-68	261
کفار کے حالات کا ذکر	75-68	262
نزولِ عذاب کے وقت عاجزی کیوں نہ اختیار کی؟	83-76	263
اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور عظیم قدرتوں کی یاددہانی	83-76	264
مشرکین کا بعث بعد الموت سے انکار	83-76	265
مشرکین توحید ربوبیت کے قائل تھے	90-84	266
اللہ کا کوئی شریک نہیں	92,91	268
آلام ومصائب کے وقت دعا کا حکم	98-93	270
کفار کی بوقت موت تمنا	100,99	271
برزخ اور اس کا عذاب	100,99	273
نفخ صور اور وزنِ اعمال	104-101	274
دوزخیوں کو سرزنش	107-105	275
اللہ تعالیٰ کا جواب	111-108	277
زندگانیٔ دنیا کی کل مدت	116-112	278
اللہ نے بندوں کو بے فائدہ نہیں پیدا فرمایا	116-112	279
شرک ظلم عظیم ہے	118,117	280
سورۂ نور		
سورۂ نور کی اہمیت	2,1	281

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عنوانات	آیات	صفحہ
زنا کی حد کا بیان	2,1	282
کنوارے اور شادی شدہ زانی مرد وزن کی سزا	2,1	282
حدود نافذ کرنے میں ترس نہ کھاؤ	2,1	283
لوگوں کی موجودگی میں حد قائم کرو	2,1	283
حد قذف کا بیان	5,4	285
بہتان بازی کرنے والے کی توبہ	5,4	285
لعان کا بیان	10-6	286
آیتِ لعان کا سبب نزول	10-6	287
واقعۂ اِفک	11	289
نقشہ: واقعۂ افک (غزوۂ بنو مصطلق)	11	290
بہتان بازوں کا ٹولا	11	292
محمد ﷺ عالم الغیب ہوتے تو تحقیق نہ کرتے	11	293
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی براءت	11	295
سب سے بڑا بہتان طراز لعنتی	11	297
بہتان کے پھیلانے پر مومنوں کی سرزنش	13,12	297
واقعۂ افک کے ''صریح بہتان'' ہونے کے عقلی دلائل	13,12	298
اللہ نے اپنے فضل سے بہتان باندھنے والوں کو توبہ کی توفیق بخشی	15,14	299
بہتان طرازوں کی دوبارہ سرزنش	18-16	301
مومنوں میں بے حیائی پھیلانے والوں کی گوشمالی	19	301
دوسروں کے عیب تلاش کرنے والا ذلیل وخوار ہوتا ہے	19	302
اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم کی یاددہانی	21,20	302
﴿خُطُوٰتِ﴾ کا مفہوم	21,20	303
اہلِ فضل کو جود وسخا کی ترغیب	22	303

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عنوانات	آیات	صفحہ
پاک دامن مومن عورتوں پر تہمت لگانے کی سزا	25-23	305
سات تباہ کن چیزیں	25-23	305
عائشہ رضی اللہ عنہا پاک ہیں کیونکہ یہ سب سے پاک باز انسان کی بیوی ہیں	26	307
گھروں میں داخلے اور اجازت کے آداب	29-27	308
نظر نیچی رکھنے کا حکم	30	312
چھ چیزوں کی ضمانت کی وجہ سے جنت میں داخلے کی ضمانت	30	313
آنکھ، زبان، کان اور پاؤں بھی زنا کرتے ہیں	30	314
پردے کے احکام	31	315
﴿ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا ﴾ کا مفہوم	31	316
جن لوگوں کے سامنے عورت اظہارِ زینت کرسکتی ہے	31	317
عورت کے لیے رستے میں چلنے کے آداب	31	319
نکاح کا حکم	34-32	320
﴿ الْاَيَامٰى ﴾ کا مطلب	34-32	321
اللہ تعالیٰ کی نصرت واعانت کے حق دار	34-32	321
شادی کی طاقت نہ رکھنے والے کے لیے عفت و پاک دامنی کا حکم	34-32	322
غلاموں سے مکاتبت کا حکم	34-32	323
لونڈیوں کو بدکاری پر مجبور کرنے کی ممانعت	34-32	324
آثار و روایات	34-32	324
کن کی کمائی ناپاک ہے؟	34-32	325
اللہ تعالیٰ کے نور کی مثال	35	327
﴿ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ ﴾ کا مفہوم	35	328
مساجد کے فضائل و آداب	38-36	330
مسجد میں تجارت جائز ہے نہ گم شدہ چیز کا اعلان	38-36	332

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عنوانات	آیات	صفحہ
پچیس گنا زیادہ ثواب حاصل کیجیے!	38-36	332
مسجد میں داخل ہونے کی دعا	38-36	333
تاجر ہوشیار باش!	38-36	334
کفار کی دو قسموں کی مثالیں	40,39	336
ہر چیز اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی ہے	42,41	339
بادلوں کی تخلیق میں اللہ تعالیٰ کی قدرت سے تنبیہ کا نمایاں پہلو	44,43	340
ژالہ باری اور اس کے نقصانات	44,43	340
جانوروں کی پیدائش میں اللہ تعالیٰ کی قدرت	45	341
منافقوں کے حیلے اور مومنوں کا حال	52-47	342
جھوٹی قسمیں منافقوں کی ڈھال ہیں	54,53	345
اللہ تعالیٰ کا مومنوں سے حکومت کا وعدہ	55	346
مشرق سے مغرب تک مسلمانوں کی حکومت	55	347
قیصر و کسریٰ کے خزانوں کے مالک مسلمان	55	349
اللہ اور بندوں کے حقوق	55	350
ایک گروہ ہمیشہ غالب رہے گا	55	350
نماز، زکاۃ اور اطاعت کا حکم	57,56	351
غلاموں اور بچوں کے اجازت طلب کرنے کے اوقات	60-58	353
زیادہ بوڑھی عورتیں پردہ نہ بھی کریں تو گناہ نہیں	60-58	354
قریبی رشتہ داروں کے گھروں سے کھانا کھانا	61	355
مل جل کر کھانے میں برکت ہے	61	358
مل جل کر کرنے والے کام سے جانے کے لیے اجازت طلب کرنا	62	359
نبی اکرم ﷺ سے مخاطب ہوتے وقت ادب کی تلقین	63	360
رسول اللہ ﷺ کے حکم کی مخالفت کی ممانعت	63	361

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عنوانات	آیات	صفحہ
جس طریق پر تم ہو اللہ اسے جانتا ہے	64	362
سورۂ فرقان		
اللہ تعالیٰ بہت بابرکت ہے	2,1	365
مشرکین کی بیوقوفی کا بیان	3	367
قرآن مجید کے بارے میں کفار کی باتیں	6-4	368
رسول اللہ ﷺ کے بارے میں کافروں کی باتیں	14-7	371
دوزخ بہتر ہے یا جنت؟	16,15	373
مشرکوں کے معبودوں کا روز قیامت اظہار براءت	19-17	375
سابقہ تمام انبیائے کرام علیہم السلام بشر تھے	20	377
پارہ:19		
کفار کی ہٹ دھرمی	24-21	378
اہل جنت کا ٹھکانا	24-21	381
قیامت کے دن کی سنگینیاں	29-25	383
رسول اللہ ﷺ مخالفین کا شکوہ کریں گے	31,30	385
قرآن مجید کے تدریجاً اتارنے میں حکمت	34-32	386
مشرکینِ قریش کو ڈراوا	40-35	388
نقشہ: اصحاب الرس	40-35	390
رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کافروں کا استہزا	44-41	392
خواہشِ نفس کو معبود بنانا	44-41	392
باری تعالیٰ کے وجود اور قدرت کے دلائل	47-45	393
پانی نعمت رب جلیل ہے	50-48	394
رسول اللہ ﷺ کی رسالت عالمگیر ہے	54-51	396
مشرکین کی جہالت	60-55	399

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عنوانات	آیات	صفحہ
رسول اللہ ﷺ بشیر ونذیر ہیں	60-55	400
رسول اللہ ﷺ کو اللہ پر توکل کا حکم	60-55	400
مشرکین کی مذمت	60-55	402
اللہ تعالیٰ کی عظمت وقدرت	62,61	403
اللہ تعالیٰ کے بندوں کی صفات	67-63	404
شرک، قتل اور زنا سے اجتناب	71-68	406
بندگان الٰہی کی کچھ اور صفات	74-72	410
اللہ کے بندوں کی جزا اور اہل مکہ کے لیے وعید	77-75	412
سورۂ شعراء		
کفار کا قرآن مجید سے اعراض	9-1	414
حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کا قصہ	22-10	417
پروردگار عالم کے متعلق فرعون کا توہین آمیز انداز	28-23	419
منطقیوں کے ایک شبہے کا ازالہ	28-23	420
موسیٰ علیہ السلام کے کچھ معجزے	37-29	421
فرعون کی چال	37-29	422
موسیٰ علیہ السلام اور جادوگروں کا مقابلہ	48-38	423
فرعون اور ایمان کی دولت سے سرفراز ہونے والے جادوگروں کی گفتگو	51-49	425
بنی اسرائیل کا مصر سے خروج	59-52	426
کیا تم اس بڑھیا سے بھی زیادہ عاجز ہو؟	59-52	426
فرعون اور اس کی قوم کی غرقابی	68-60	429
حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام کا قوم سے مکالمہ	77-69	430
اللہ تعالیٰ کا لطف وکرم	82-78	432
حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام کی اپنے اور اپنے باپ کے لیے دعا	89-83	433

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عنوانات	آیات	صفحہ
قیامت کے دن پرہیزگاروں اور گمراہوں کا انجام	104-90	436
حضرت نوح علیہ السلام کا اپنی قوم کو وعظ	110-105	438
قوم نوح کا جواب	115-111	439
قوم کی دھمکی، نوح علیہ السلام کی بددعا اور قوم کی ہلاکت	122-116	440
حضرت ہود علیہ السلام کا اپنی قوم کو وعظ	135-123	441
قوم ہود کا جواب اور ان پر عذاب	140-136	442
قوم ثمود اور صالح علیہ السلام	145-141	445
اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی یاددہانی	152-146	445
ثمود کا جواب، نشانی کا مطالبہ اور عذاب کی آمد	159-153	446
لوط علیہ السلام کی دعوت	164-160	448
قوم کی بے حیائی کی تردید، ان کا جواب اور ان پر عذاب	175-165	449
شعیب علیہ السلام کی اصحاب اَیکہ کو نصیحت	180-176	450
ناپ تول پورا دینے کا حکم	184-181	450
نقشہ: اصحاب مدین	184-181	451
قوم شعیب کا جواب اور ان پر عذاب	191-185	452
قرآن مجید کو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے	195-192	455
قرآن مجید کا ذکر پہلے لوگوں کی کتابوں میں بھی موجود ہے	199-196	456
قریش کا شدید کفر	199-196	456
جب تک عذاب نہ دیکھ لیں تکذیب کرنے والے ایمان نہیں لائیں گے	209-200	457
دنیا کی حقیقت	209-200	459
قرآن جبریل لے کر نازل ہوئے ہیں	212-210	460
قریبی رشتے داروں کو ڈرانے کا حکم	220-213	461
مشرکین کی افترا پردازی کی تردید	227-221	464

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عنوانات	آیات	صفحہ
نبی اکرم ﷺ کو شاعر کہنے کی تردید	227-221	466
شعرائے اسلام اس سے مستثنیٰ ہیں	227-221	467
سورۂ نمل		
قرآن مجید مومنوں کے لیے ہدایت و بشارت ہے	6-1	470
موسیٰ علیہ السلام کا قصہ اور فرعون کا انجام	14-7	472
داود و سلیمان علیہما السلام کا ذکر	19-15	475
نقشہ: داود علیہ السلام	14-15	476
ہدہد کی غیر حاضری	21,20	478
ہدہد سلیمان علیہ السلام کے دربار میں	26-22	480
سلیمان علیہ السلام کا نامۂ گرامی بلقیس کے نام	31-27	482
بلقیس کا درباریوں سے مشورہ	35-32	483
بلقیس کا تحفہ اور سلیمان علیہ السلام کا جواب	37,36	484
ایک لحظہ میں بلقیس کے تخت کی حاضری	40-38	485
بلقیس کا امتحان	44-41	488
نقشہ: سلیمان علیہ السلام	44-41	489
شیش محل	44-41	490
صالح علیہ السلام اور آپ کی قوم ثمود	47-45	491
فساد کرنے والے گروہ کی چال اور قوم ثمود کا انجام	53-48	493
لوط علیہ السلام اور آپ کی قوم کا ذکر	58-54	495
اللہ تعالیٰ کی حمد اور رسولوں پر سلام بھیجنے کا حکم	59	496
پارہ: 20		
توحید کے چند ایک دلائل	60	498
زمین بہترین قرارگاہ	61	499

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عنوانات	آیات	صفحہ
زمین میں دریاؤں کا جال	61	499
مشکل کشا اور حاجت روا	62	500
ایک مجاہد فی سبیل اللہ کا قصہ	62	501
زمین میں خلافت	62	501
ستاروں کے فوائد	63	503
اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کے دلائل	64	503
عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ذات گرامی ہے	66,65	504
کفار کا بعث بعد الموت کو بعید سمجھنا اور اس کی تردید	70-67	506
منکرینِ قیامت	75-71	507
قرآن بنی اسرائیل کے اختلاف کو بیان کرتا ہے	81-76	508
توکل کا حکم	81-76	509
زمین سے ایک جانور کا نکلنا	82	509
قیامت کے دن ظالموں کا جمع کیا جانا	86-83	512
قیامت کے دن کی ہولناکیاں اور نیکی و برائی کا بدلہ	90-87	513
اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حکم	93-91	518
سورۂ قصص		
موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کے حالات	6-1	521
موسیٰ علیہ السلام کی ماں کی طرف تدبیر کے بارے میں وحی	9-7	522
موسیٰ علیہ السلام فرعون کے گھر میں	9-7	523
موسیٰ کی ماں کا شدید غم اور بچے کی واپسی	13-10	525
موسیٰ کا ایک قبطی کو مار دینا	17-14	527
قتل کے راز کا افشاء	19,18	529
موسیٰ علیہ السلام کے قتل کے صلاح مشورے	20	530

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عنوانات	آیات	صفحہ
موسیٰ علیہ السلام مدین میں	24-21	530
موسیٰ علیہ السلام ان دوعورتوں کے والد کے پاس	28-25	531
طاقت وراور امانت دار ملازم	28-25	532
مشروط نکاح	28-25	533
موسیٰ کی مصر واپسی اور رستے میں نبوت ومعجزات کا ملنا	32-29	535
آگ لینے گئے تو اپنے رب سے ہم کلام ہو گئے	32-29	535
موسیٰ علیہ السلام کا اپنے بھائی ہارون کے بارے میں سوال	35-33	537
موسیٰ علیہ السلام کے وزیر	35-33	538
موسیٰ علیہ السلام فرعون کے دربار میں	37,36	540
فرعون کا تکبر اور انجام	42-38	541
فرعون کا انجینئر	42-38	541
کوئی کسی کا حامی وناصر نہ ہوگا	42-38	542
موسیٰ علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا بیان	43	543
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی برہان کی نشاندہی	47-44	544
کفار کی ہٹ دھرمی اور ان کا جواب	51-48	547
سرکش لوگ معجزات دیکھ کر بھی ایمان نہیں لاتے	51-48	548
موسیٰ وہارون علیہما السلام پر جادوگر ہونے کا الزام	51-48	548
الزام تراشی کا جواب	51-48	548
پہلی کتابوں کی تصدیق کرنے والی فصیح اور جامع کتاب	51-48	549
خواہشوں کی پیروی گمراہی ہے	51-48	549
اہل کتاب کے مومن	55-52	550
دگنا اجر حاصل کرنے والے ایمان دار	55-52	552
اللہ تعالیٰ جسے چاہے ہدایت عطا فرمائے	57,56	553

”محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

عنوانات	آیات	صفحہ
ابوطالب کس دین پر فوت ہوئے؟	57,56	554
ایمان نہ لانے کے لیے اہل مکہ کا عذر	57,56	554
بستیوں کو حجت قائم کرنے کے بعد ہلاک کیا جاتا ہے	59,58	555
دنیا فانی ہے، دنیا کے پرستار اور آخرت کے خریدار برابر نہیں ہوسکتے	61,60	557
مشرکین اور ان کے شرکاء کا ایک دوسرے سے اظہار براءت	67-62	558
قیامت کے دن رسولوں کے بارے میں ان کا موقف	67-62	560
خلق، علم اور اختیارات میں اللہ تعالی کا کوئی شریک نہیں	70-68	561
رات اور دن اللہ تعالیٰ کی نعمتیں اور اس کی توحید کے دلائل ہیں	73-71	562
مشرکین کو زجر و توبیخ	75,74	563
قارون کا ذکر اور قوم کی اسے نصیحت	77,76	564
متکبر و مغرور قارون	78	565
قارون کا ٹھاٹھ کے ساتھ نکلنا اور قوم کی خواہش	80,79	566
قارون کا اپنے گھر سمیت زمین میں دھنسنا	82,81	567
اس کے دھنسنے سے قوم کا نصیحت حاصل کرنا	82,81	568
﴿ وَيْكَأَنَّ ﴾ کے معانی	82,81	569
آخرت کی نعمتیں عجز و انکسار کرنے والے مومنوں کے لیے ہیں	84,83	569
تبلیغ اور توحید کا حکم	88-85	571
سورۂ عنکبوت		
مومنوں کی آزمائش اور اس کا مقصد	4-1	574
برے لوگ اللہ تعالیٰ کے قابو سے نکل نہیں سکتے	4-1	575
اللہ تعالیٰ نیک لوگوں کی امید پوری فرمادے گا	7-5	576
والدین سے حسن سلوک کا حکم مگر......	9,8	577
منافقین کی عادات	11,10	578

”محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

عنوانات	آیات	صفحہ
دوسروں کے گناہ اپنے ذمّے لینے کے بارے میں کافروں کی جرأت	13,12	580
حضرت نوح علیہ السلام اور آپ کی قوم کا ذکر	15,14	583
حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اپنی قوم کو وعظ	18-16	585
حیات بعد الممات کے دلائل	23-19	586
حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قوم کا جواب	25,24	588
فقط دنیا کی خاطر تعلقات کا انجام	25,24	589
حضرت لوط علیہ السلام کا ایمان و ہجرت	27,26	589
اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو اسحاق و یعقوب عطا فرمائے	27,26	590
حضرت لوط علیہ السلام کا اپنی قوم کو وعظ	30-28	592
حضرت ابراہیم اور لوط علیہما السلام کے پاس فرشتوں کی آمد	35-31	593
حضرت شعیب علیہ السلام اور آپ کی قوم کا ذکر	37,36	594
اپنے رسولوں کی تکذیب کرنے والی قومیں	40-38	596
نافرمان قوموں پر عذاب کی مختلف صورتیں	40-38	596
مشرکین کے معبودوں کی مثال مکڑی کے گھر کی ہے	43-41	597
تخلیق کائنات اور اس کا سبب	44	598
پارہ: 21		
تبلیغ، تلاوت اور نماز کا حکم	45	599
اہل کتاب سے جھگڑا	46	600
قرآن مجید کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہونے کی دلیل	49-47	602
مشرکین کے نشانیوں کے مطالبے پر سرزنش	52-50	604
مشرکین کا عذاب کے لیے جلدی کرنا	55-53	607
ہجرت کی طرف اشارہ	60-56	608
عمدہ رزق اور اچھے بدلے کا وعدہ	60-56	609

”محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

صفحہ	آیات	عنوانات
610	63-61	توحید کے مسائل
611	66-64	دنیا کا مال ومنال زوال پذیر ہے
612	69-67	حرم مقام امن ہے
		سورۂ روم
615	7-1	رومیوں کے غلبے کی پیش گوئی
615	7-1	پہلی حدیث
616	7-1	دوسری حدیث
617	7-1	رومی کون ہیں؟
617	7-1	امانت کبیرہ یا خیانت کبیرہ......؟
618	7-1	نقشہ: قیصر وکسریٰ
619	7-1	عیسائیوں کی عیدیں اوران کے کئی ایک فرقے
619	7-1	قیصر،کسریٰ پر کس طرح غالب آیا؟
622	7-1	دنیاداری میں سپیشلسٹ اور دینی امور میں صفر!
623	10-8	توحید کے دلائل
624	10-8	اقوام رفتہ مال ومنال میں کہیں بڑھ کر تھیں
625	16-11	خلقت کی دوبارہ آفرینش اور مجرموں کی مایوسی
625	16-11	سفارش اور خودساختہ شریک
626	19-17	نماز پنجگانہ کا حکم
627	19-17	زمین کی روئیدگی
628	21,20	اللہ تعالیٰ کی نشانیاں
628	21,20	ایک ہی خمیر سے مختلف رنگ ونسل کے لوگوں کی تخلیق
629	21,20	میاں بیوی کی ایک ہی جنس سے پیدائش
629	23,22	کرۂ ارضی پر رنگارنگ مخلوق اور بولیاں

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عنوانات	آیات	صفحہ
بجلیاں کوندنا بھی نشانی ہے	25,24	631
نوری اور ناری سب پروردگار کے تابع فرماں ہیں	27,26	632
مخلوق کو دوبارہ پیدا کرنا زیادہ آسان ہے	27,26	632
تفہیمِ توحید کی ایک عمدہ مثال	29,28	633
مشرکین کا تلبیہ	29,28	634
توحید ہی پر قائم رہنے کا حکم	32-30	635
انسان توحید سے شرک اور خوشی سے ناامیدی کی طرف پلٹتا رہتا ہے	37-33	638
مومن کا معاملہ بڑا تعجب خیز ہے	37-33	639
صلہ رحمی کا حکم اور سود کی ممانعت	40-38	640
دوگنا چوگنا نفع حاصل کرنے والے	40-38	640
پیدائش، رزق اور موت وحیات اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے	40-38	641
گناہوں کے دنیا میں اثرات ونتائج	42,41	641
دین پر استقامت کا حکم	45-43	643
اللہ کی نشانیوں میں سے ہوائیں بھی ہیں	47,46	644
زمین کو زندہ کرنا بعث بعد الموت کی دلیل ہے	51-48	645
کفار مُردوں کی طرح ہیں	53,52	647
انسانی زندگی کے مراحل	54	648
دنیا و آخرت میں کفار کی جہالت	57-55	649
قرآن مجید میں بیان کی گئی مثالیں اور کافروں کا ان پر یقین نہ کرنا	60-58	650
اس سورۂ شریفہ کو نماز فجر میں پڑھنے کا استحباب	60-58	650
سورۂ لقمٰن		
نیک لوگوں کے اوصاف	5-1	652
بے ہودہ حکایتوں کا مشغلہ بدبختوں کی عادت ہے	7,6	653

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عنوانات	آیات	صفحہ
موسیقی اور موسیقار	7,6	653
مومنوں کے اچھے انجام کا ذکر	9,8	654
توحید کے دلائل	11,10	655
کیا لقمان پیغمبر تھے؟	12	656
نقشہ: نوبیہ (لقمان حکیم رحمہ اللہ)	12	657
لقمان کی دانائی	12	658
حضرت لقمان کی اپنے بیٹے کو وصیت	15-13	659
ماں، جہد ومشقت کی چکی میں	15-13	660
میں اپنا مذہب ہرگز نہیں چھوڑوں گا	15-13	661
اولاد کے لیے نصیحتیں	19-16	662
میزان عدل کا قیام	19-16	662
ہنستے مسکراتے رہو اور تکبر نہ کرو	19-16	663
چال میں اعتدال کا حکم	19-16	663
لقمان حکیم کی نصیحتیں	19-16	664
نعمتوں کے ساتھ یاددہانی	21,20	665
تقلید آباء چھوڑ کر شریعت کی پیروی کا حکم	21,20	665
اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری اور اخلاص عمل	24-22	666
مشرکین کا اعتراف کہ اللہ خالق ہے	26,25	667
اللہ تعالیٰ کی صفات بے شمار بھی ہیں اور غیر فانی بھی	28,27	668
اللہ تعالیٰ کی قدرت وعظمت	30,29	669
ارض وسما میں قدرت الٰہی کی نشانیاں	32,31	671
﴿مُّقْتَصِدٌ ط﴾ اور ﴿خَتَّارٍ﴾ کا مفہوم	32,31	672
اللہ تعالیٰ سے ڈرنے اور قیامت سے خوف کھانے کا حکم	33	672

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عنوانات	آیات	صفحہ
کوئی کسی کا پرسان حال نہیں ہوگا	33	673
عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے	34	673
غیب کی کنجیاں	34	674
حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما	34	674
حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور ایمان کی تعریف	34	675
انسان جائے وفات تک کیسے پہنچتا ہے؟	34	677
سورۂ سجدہ		
سورۂ سجدہ کی فضیلت		678
قرآن کے کتاب اللہ ہونے میں کوئی شک نہیں	3-1	678
اللہ تعالیٰ ہی خالق اور کائنات کا منتظم ہے	6-4	679
تخلیق انسان کے مراحل	9-7	680
منکرین بعث کی تردید	11,10	681
روز قیامت مشرکین کا برا حال	14-12	682
اہل ایمان کا حال اور ان کی جزا	17-15	684
مومن اور فاسق برابر نہیں ہو سکتے	22-18	687
موسیٰ کی کتاب اور بنی اسرائیل کی امامت	25-23	689
سابقہ لوگوں سے عبرت حاصل کرو	27,26	691
مردہ زمین کی شادابی بعث بعد الموت کی دلیل ہے	27,26	691
کفار کا عذاب کے لیے جلدی کرنا اور ان کا جواب	30-28	692
سورۂ احزاب		
اللہ تعالیٰ پر توکل اور کفار کے مقابلے میں ڈٹ جانے کا حکم	3-1	695
منہ بولے بیٹے کی رسم کا اِبطال	5,4	696
متبنّٰی کو اپنے حقیقی باپ کی طرف منسوب کیا جائے	5,4	697

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عنوانات	آیات	صفحہ
پیغمبر مومنوں کی جانوں سے بھی زیادہ حق رکھتے ہیں	6	701
ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن امت کی مائیں ہیں	6	703
انبیائے کرام سے عہد و پیمان	8,7	704
غزوۂ احزاب	10,9	705
نقشہ: غزوۂ احزاب (غزوۂ خندق)	10,9	706
غزوۂ احزاب میں مومنوں کی آزمائش اور منافقوں کی باتیں	13-11	710
یثرب کی وجہ تسمیہ اور مختلف نام	13-11	711
منافقوں کی بہانے خوریاں	17-14	712
لالچی لوگ	19,18	713
بزدلی کی انتہا	20	714
اتباع رسول کا حکم	22,21	714
احزاب کے دن مومنوں کا موقف	22,21	715
عہد و پیمان کی پاس داری کی وجہ سے مومنوں کی تعریف	24,23	716
اللہ تعالیٰ نے فوجیں خائب و خاسر لوٹا دیں	25	719
غزوۂ بنو قریظہ	27,26	720
نقشہ: بنو قریظہ	27,26	721
ازواج مطہرات کو آپ ﷺ کے عقد میں رہنے یا نہ رہنے کا اختیار	29,28	726
ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن عام عورتوں جیسی نہیں ہیں	30	728
پارہ: 22		
امہات المومنین رضی اللہ عنہن کے لیے انعامات	31	730
امہات المومنین رضی اللہ عنہن دیگر خواتین کے لیے اسوہ ہیں	34-32	730
ازواج مطہرات اہل بیت میں سے ہیں	34-32	732
کتاب و سنت پر عمل کا حکم	34-32	733

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عنوانات	آیات	صفحہ
بخشش اور اجر عظیم کے مستحق لوگ	35	735
شانِ نزول	36	739
حضرت زید اور زینب رضی اللہ عنہما کا قصہ	37	742
اللہ کے فیصلے میں کوئی تنگی نہیں	38	745
اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانے والوں کی تعریف	40,39	746
رسول اللہ ﷺ مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں	40,39	746
آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں	40,39	747
آخری نبی ﷺ	40,39	747
قصر نبوت کی تکمیل	40,39	748
رسالت ونبوت کا انقطاع	40,39	748
سلسلہ نبوت کی آخری کڑی	40,39	748
عالمی وآخری نبوت	40,39	749
خاتم المرسلین ﷺ	40,39	749
باب نبوت کی بندش	40,39	749
کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کی فضیلت	44-41	750
رسول اللہ ﷺ کی صفات جمیلہ	48-45	754
جن عورتوں کے پاس جانے سے پہلے انھیں طلاق دے دی گئی ہو	49	756
ان عورتوں کا بیان جو نبی ﷺ کے لیے حلال کر دی گئی تھیں	50	759
نبی ﷺ کے لیے اختیار	51	762
رسول اللہ ﷺ کی صحبت اختیار کرنے کا بدلہ	52	764
کاشانۂ نبوی میں داخلے کے آداب اور حکمِ حجاب	54,53	766
نبی ﷺ کو ایذا رسانی کی ممانعت اور ازواج مطہرات کا مسلمانوں پر حرام ہونا	54,53	769
عورت کے وہ قریبی رشتہ دار جن سے پردہ نہیں	55	770

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عنوانات	آیات	صفحہ
نبی ﷺ پر درود بھیجنے کا حکم	56	771
درود سے متعلق کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کی روایات	56	771
ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت	56	772
ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ کی روایت	56	772
ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ کی روایت	56	773
فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ کی روایت	56	773
نبی ﷺ پر درود بھیجنے کی فضیلت	56	774
ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی روایت	56	774
ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت	56	775
حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی روایت	56	775
ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک اور روایت	56	775
درود شریف پڑھنے کے متعدد مواقع	56	776
اذان کے بعد درود شریف	56	776
مسجد میں داخل ہوتے اور نکلتے وقت درود شریف	56	776
نمازِ جنازہ میں درود شریف	56	777
دعا میں درود شریف	56	777
دعائے قنوت میں درود شریف	56	777
جمعے کے دن درود شریف	56	778
اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دینے والا دنیا و آخرت میں ملعون ہے	58,57	779
مومنوں کو ایذا دینے والوں کے لیے وعید	58,57	780
پردے کا حکم	62-59	781
شریر منافقوں کے لیے سرزنش اور ڈانٹ ڈپٹ	62-59	781
قیامت کے دن کا علم اللہ ہی کو ہے	68-63	782

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عنوانات	آیات	صفحہ
کفار پر لعنت، ہمیشہ کے لیے جہنم اور حسرت	68-63	783
یہودیوں کی موسیٰ علیہ السلام پر افترا پردازی	69	784
مومنوں کو تقوے اور صدق کا حکم	71,70	786
انسان کا بارِ امانت اٹھانا	73,72	786
بارِ امانت اٹھانے کا نتیجہ	73,72	788

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تفسیر
سُورَۂ طٰہٰ

یہ سورت مکی ہے

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے نام سے (شروع) جو نہایت مہربان، بہت رحم کرنے والا ہے۔

طٰهٰ ① مَآ اَنۡزَلۡنَا عَلَیۡكَ الۡقُرۡاٰنَ لِتَشۡقٰٓی ② اِلَّا تَذۡكِرَةً لِّمَنۡ یَّخۡشٰی ③ تَنۡزِیۡلًا

طٰہٰ ① ہم نے آپ پر قرآن اس لیے نازل نہیں کیا کہ آپ مشقت میں پڑیں ② مگر (یہ تو) اس شخص کے لیے نصیحت ہے جو (اللہ سے) ڈرتا ہے ③

مِّمَّنۡ خَلَقَ الۡاَرۡضَ وَالسَّمٰوٰتِ الۡعُلٰی ④ اَلرَّحۡمٰنُ عَلَی الۡعَرۡشِ اسۡتَوٰی ⑤ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ

اس ذات کی طرف سے نازل ہوا ہے جس نے زمین اور اونچے آسمان تخلیق کیے ④ وہ رحمٰن ہے، عرش پر مستوی ہے ⑤ اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں

وَمَا فِی الۡاَرۡضِ وَمَا بَیۡنَهُمَا وَمَا تَحۡتَ الثَّرٰی ⑥ وَاِنۡ تَجۡهَرۡ بِالۡقَوۡلِ فَاِنَّهٗ یَعۡلَمُ السِّرَّ

اور زمین میں ہے، اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے، اور جو کچھ گیلی مٹی کے نیچے ہے ⑥ اور اگر آپ بلند آواز سے بات کریں تو بلاشبہ وہ ہر راز

وَاَخۡفٰی ⑦ اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ لَهُ الۡاَسۡمَآءُ الۡحُسۡنٰی ⑧

اور (اس سے بھی) پوشیدہ تر بات کو جانتا ہے ⑦ (وہی) اللہ ہے، اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں، سب اچھے نام اسی کے ہیں ⑧

تفسیر آیات:1-8

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ کتاب نعمت ہے: حروف مقطعات کے بارے میں سورۂ بقرہ کے آغاز میں بحث کی جا چکی ہے، لہٰذا اب اس کے اعادے کی ضرورت نہیں ہے۔ ﴿مَآ اَنۡزَلۡنَا عَلَیۡكَ الۡقُرۡاٰنَ لِتَشۡقٰٓی ②﴾ ”(اے محمد ﷺ!) ہم نے آپ پر قرآن اس لیے نازل نہیں کیا کہ آپ مشقت میں پڑ جائیں۔“ جُویبر نے ضحاک سے روایت کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ پر قرآن نازل فرمایا تو آپ نے اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے قیام میں خوب قرآن مجید پڑھنا شروع کر دیا تھا، یہ دیکھ کر مشرکین قریش کہنے لگے کہ محمد ﷺ پر یہ قرآن اس لیے نازل کیا گیا ہے تا کہ وہ مشقت میں پڑ جائیں تو اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا: ﴿طٰهٰ ① مَآ اَنۡزَلۡنَا عَلَیۡكَ الۡقُرۡاٰنَ لِتَشۡقٰٓی ② اِلَّا تَذۡكِرَةً لِّمَنۡ یَّخۡشٰی ③﴾ ”(اے محمد ﷺ!) ہم نے آپ پر قرآن اس لیے نازل نہیں کیا کہ آپ مشقت میں پڑ جائیں بلکہ اس شخص کی نصیحت کے لیے

”محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

(نازل کیا ہے) جوخوف کھاتا ہے۔‘‘[1] بات اس طرح نہیں ہے جیسا کہ باطل پرستوں کا گمان ہے بلکہ بات یہ ہے کہ جسے اللہ تعالیٰ علم سے نواز دے اس کے ساتھ تو اس نے خیر کثیر کا ارادہ فرمایا ہے جیسا کہ صحیحین میں معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: [مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ] ’’جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ خیر و بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین کی سمجھ بوجھ عطا فرما دیتا ہے۔‘‘[2]

مجاہد نے ارشاد باری: ﴿مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓى ۝۲﴾ کے بارے میں فرمایا ہے کہ یہ اس طرح ہے جیسا کہ یہ آیت کریمہ ہے: ﴿فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ﴾ (المزمّل 20:73) ’’پس جتنا آسانی سے ہو سکے اتنا پڑھ لیا کریں۔‘‘ صحابۂ کرام نماز پڑھتے ہوئے اپنے سینوں کے ساتھ رسیوں کو باندھ لیا کرتے تھے۔[3] قتادہ اس آیت کریمہ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ نے قرآن کو باعث مشقت نہیں بنایا بلکہ اسے رحمت، نور اور جنت میں جانے کا ذریعہ بنایا ہے۔[4]

﴿اِلَّا تَذْكِرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى ۝۳﴾ ’’مگر اس شخص کی نصیحت کے لیے (نازل کیا ہے) جوخوف کھاتا ہے۔‘‘ یعنی بے شک اللہ تعالیٰ نے اس کتاب کو اس لیے نازل کیا اور اپنے رسول کو اس لیے مبعوث فرمایا ہے کہ وہ اپنے بندوں پر رحمت فرمائے تاکہ نصیحت حاصل کرنے والا اس سے نصیحت حاصل کر لے اور کتاب اللہ کو سن کر آدمی اس سے نفع حاصل کرے۔ یہ کتاب نصیحت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس میں حلال و حرام کے ضابطوں کو نازل فرمایا ہے۔

فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿تَنْزِيْلًا مِّمَّنْ خَلَقَ الْاَرْضَ وَالسَّمٰوٰتِ الْعُلٰى ۝۴﴾ ’’(یہ) اس ذات کا اتارا ہوا ہے جس نے زمین اور اونچے اونچے آسمان بنائے۔‘‘ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم!) یہ قرآن جو آپ کے پاس آیا ہے، یہ آپ کے اس رب کی طرف سے نازل کردہ ہے جو ہر چیز کا پروردگار اور مالک ہے، ہر اس چیز کے کرنے پر قادر ہے جو وہ چاہے۔ جس نے زمین کو اس کی پستی اور کثافت کے ساتھ اور بلند و بالا آسمانوں کو ان کی بلندی اور لطافت کے ساتھ پیدا فرمایا ہے۔ فرمان الٰہی ہے: ﴿اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى ۝۵﴾ ’’رحمان جو عرش پر مستوی ہوا۔‘‘ اس کے بارے میں قبل ازیں سورۂ اعراف میں بحث ہو چکی ہے،[5] لہٰذا اس کے اعادے کی ضرورت نہیں۔ استوائے عرش کے بارے میں سب سے زیادہ صحیح مسلک یہ ہے کہ سلف کے طریق کو اختیار کیا جائے اور نصوص کتاب و سنت پر تکییف، تحریف، تشبیہ، تعطیل اور تمثیل کے بغیر ایمان لایا جائے۔

فرمان الٰہی ہے: ﴿لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرٰى ۝۶﴾ ’’جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے اور جو کچھ (زمین کی) مٹی کے نیچے ہے، سب اسی کا ہے۔‘‘ یہ سب کچھ اسی کی ملکیت ہے، اسی کے قبضے میں اور اس کے تصرف و مشیّت اور ارادہ و حکم کے تحت ہے، وہ ان سب چیزوں کا خالق و مالک

---

[1] تفسير ابن أبي حاتم:2415/7 و الدر المنثور:516/4 و تفسير القرطبي:167/11. [2] صحيح البخاري، العلم، باب: [من يرد الله به خيراً......]، حديث:71 و صحيح مسلم، الزكاة، باب النهي عن المسألة، حديث :(100)-1037. [3] تفسير الطبري:172/16. [4] تفسير الطبري:172/16. [5] دیکھیے الأعراف، آیت: 54 کے ذیل میں۔

’’محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ‘‘

www.KitaboSunnat.com

وَهَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى ۞ اِذْ رَاٰ نَارًا فَقَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْٓا اِنِّيْٓ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّيْٓ

اور کیا آپ تک موسیٰ کی خبر پہنچی ہے؟⑨ جب اس نے (طور پر) آگ دیکھی تو اپنے گھر والوں سے کہا: (یہاں) ٹھہرو، بے شک میں نے آگ دیکھی

اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِقَبَسٍ اَوْ اَجِدُ عَلَى النَّارِ هُدًى ⑩

ہے، شاید میں اس میں سے تمھارے لیے کوئی انگارا لے آؤں، یا آگ کے پاس کوئی راہبر پاؤں ⑩

اور معبود ہے، اس کے سوا کوئی معبود اور مالک نہیں ہے۔ فرمان الٰہی: ﴿ وَمَا تَحْتَ الثَّرٰى ⑥ ﴾ ''اور جو کچھ (زمین کی) مٹی کے نیچے ہے'' کے بارے میں محمد بن کعب کہتے ہیں کہ جو کچھ ساتویں زمین کے نیچے ہے وہ بھی اسی کا ہے۔[1]

فرمان الٰہی ہے: ﴿ وَاِنْ تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ فَاِنَّهٗ يَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفٰى ⑦ ﴾ ''اور اگر تم پکار کر بات کہو تو وہ تو یقیناً چھپے بھید اور نہایت پوشیدہ (بات تک) کو جانتا ہے۔'' یعنی یہ قرآن اس ذات گرامی نے نازل کیا ہے جس نے زمین اور بلند و بالا آسمانوں کو وجود بخشا اور چھپے بھید اور نہایت مخفی بات تک کو جانتا ہے جیسا کہ فرمایا: ﴿ قُلْ اَنْزَلَهُ الَّذِيْ يَعْلَمُ السِّرَّ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ○ ﴾ (الفرقان 25:6) ''کہہ دیجیے: اس کو اس نے اتارا ہے جو آسمانوں اور زمین کی پوشیدہ باتوں کو جانتا ہے، بے شک وہی بخشنے والا، بڑا مہربان ہے۔''

علی بن ابوطلحہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ﴿ السِّرَّ ﴾ سے مراد وہ بات ہے جسے انسان اپنے دل میں چھپا لے اور ﴿ اَخْفٰى ﴾ سے مراد وہ بات ہے جسے انسان سے مخفی رکھا جائے اور کرنے سے پہلے اسے علم نہ ہو جبکہ اللہ تعالیٰ کو ان سب باتوں کا علم ہے۔ ماضی و مستقبل کے تمام حالات اس کے نزدیک یکساں ہیں، اسے ان سب کا علم ہے، اس کے نزدیک تمام مخلوقات اس طرح ہیں جیسے ایک جاندار چیز ہو جیسا کہ فرمایا: ﴿ مَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ اِلَّا كَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ ۭ ﴾ (لقمٰن 31:28) ''تمھارا پیدا کرنا اور (جلا) اٹھانا ایک شخص (کے پیدا کرنے اور جلا اٹھانے) کی طرح ہے۔''[2] فرمان الٰہی ہے: ﴿ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ لَهُ الْاَسْمَاۗءُ الْحُسْنٰى ⑧ ﴾ ''اللہ، اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، اس کے (سب) اچھے اچھے نام ہیں۔'' یعنی وہ ذات گرامی جس نے آپ پر قرآن نازل فرمایا وہ اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کے سب نام اچھے اور اس کی سب صفات بلند ہیں۔

تفسیر آیات:10,9

موسیٰ علیہ السلام کی نبوت کا تذکرہ: یہاں سے اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کا قصہ بیان کرنا شروع فرمایا ہے اور اس بات کو بیان فرمایا ہے کہ ان کی طرف وحی و تنزیل کی ابتدا کیسے ہوئی اور انھیں ہم کلامی کے شرف سے کس طرح سرفراز کیا گیا۔ اور وہ واقعہ اس وقت کے بعد کا ہے جب موسیٰ علیہ السلام نے بکریاں چرانے کی اس مدت کو پورا کر دیا جس کا ان کے سسرال کے ساتھ معاہدہ ہوا تھا اور دس سال سے زیادہ عرصہ بلاد مصر سے دور رہنے کے بعد اپنی بیوی کو ساتھ لیے بلاد مصر کی طرف جا رہے تھے مگر سفر کے دوران

[1] تفسیر الطبری: 174/16. [2] تفسیر الطبری: 175/16.

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

فَلَمَّآ اَتٰىهَا نُوْدِيَ يٰمُوْسٰى ⑪ اِنِّيْٓ اَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ ۚ اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ

چنانچہ جب وہ (موسیٰ) آگ کے پاس پہنچا تو آواز دی گئی: اے موسیٰ! ⑪ بے شک میں تیرا رب ہوں، لہٰذا تو اپنے جوتے اتار دے، بلاشبہ تو مقدس

طُوًى ⑫ وَاَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوْحٰى ⑬ اِنَّنِيْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا

وادی طویٰ میں ہے ⑫ اور میں نے تجھے چن لیا ہے، لہٰذا جو وحی کی جاتی ہے اسے غور سے سن ⑬ بے شک میں ہی اللہ ہوں، میرے سوا کوئی معبود

فَاعْبُدْنِيْ ۙ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ ⑭ اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ اَكَادُ اُخْفِيْهَا لِتُجْزٰى

نہیں، چنانچہ تو میری ہی عبادت کر اور میری یاد کے لیے نماز قائم کر ⑭ بے شک قیامت آنے والی ہے، میں اس کا وقت مخفی رکھنا چاہتا ہوں، تاکہ ہر

كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا تَسْعٰى ⑮ فَلَا يَصُدَّنَّكَ عَنْهَا مَنْ لَّا يُؤْمِنُ بِهَا وَاتَّبَعَ

نفس کو اس کا بدلہ دیا جائے جو وہ کوشش کرتا ہے ⑮ لہٰذا اس (فکرِ آخرت) سے تجھے وہ شخص روکنے نہ پائے جو اس پر ایمان نہیں رکھتا، اور اس نے اپنی

هَوٰىهُ فَتَرْدٰى ⑯

خواہشات کی پیروی کی، ورنہ تو (بھی) ہلاک ہو جائے گا ⑯

میں رستہ گم ہو گیا، یہ موسم سرما کی سرد رات تھی تو آپ نے وادیوں اور پہاڑوں کے درمیان ایک جگہ پڑاؤ ڈال دیا جبکہ موسم سرما تھا، سخت سردی تھی، آسمان پر بادل چھائے ہوئے اور سخت اندھیرا تھا، آپ کے پاس چقماق کا ایک پتھر تھا، آپ نے حسب معمول اسے رگڑنا شروع کیا تاکہ آگ جلا سکیں مگر عجیب بات تھی کہ آج اس سے کوئی شرار نہیں نکل رہا تھا مگر اس وقت اچانک آپ نے طور کی طرف آگ کو جلتے ہوئے دیکھا، کوہ طور آپ کی دائیں طرف تھا، آپ نے اپنی بیوی کو خوش خبری سناتے ہوئے فرمایا: ﴿ اِنِّيْٓ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّيْٓ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِقَبَسٍ ﴾ ''بلاشبہ میں نے آگ دیکھی ہے (میں وہاں جاتا ہوں) شاید اس میں سے میں تمھارے پاس انگاری لاؤں۔'' القبس آگ کے انگارے کو کہتے ہیں، دوسری آیت میں ہے: ﴿ اَوْ جَذْوَةٍ مِّنَ النَّارِ ﴾ (القصص 29:28) ''یا آگ کا انگارہ۔'' ﴿ جَذْوَةٍ ﴾ آگ کے ایسے انگارے کو کہتے ہیں جس کے ساتھ شعلہ بھی ہو، ﴿ لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ○ ﴾ (القصص 29:28) ''تاکہ تم تاپو۔'' ان الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت بہت سردی تھی جیسا کہ ﴿ بِقَبَسٍ ﴾ کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت اندھیرا بھی بہت تھا۔

فرمانِ الٰہی ہے: ﴿ اَوْ اَجِدُ عَلَى النَّارِ هُدًى ⑩ ﴾ ''یا آگ پر کوئی رہنمائی پاؤں۔'' یعنی شاید وہاں کوئی ایسا آدمی مل جائے جو رستہ بتا سکے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ رستے سے ہٹ گئے تھے۔ جیسا کہ ثوری رحمہ اللہ نے ابوسعید اعور سے، انھوں نے عکرمہ سے اور انھوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں روایت کیا ہے کہ شاید وہاں کوئی ایسا آدمی مل جائے جو رستہ بتا سکے، آپ نے یہ اس لیے فرمایا کہ سردی کا موسم تھا اور دونوں رستے سے دور ہٹ گئے تھے اور جب آپ نے آگ کو دیکھا تو فرمایا کہ رستے کی نشان دہی کرنے والا اگر کوئی نہ ملا تو آگ لے آؤں گا تاکہ تم اسے جلا سکو۔[1]

[1] تفسير الطبري: 179/16.

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

تفسیر آیات: 11-16

موسیٰ علیہ السلام کی طرف پہلی وحی: ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فَلَمَّآ اَتٰىهَا نُوۡدِيَ يٰمُوۡسٰى ۝۱۱﴾ ''پس جب وہ آگ کے پاس پہنچے تو آواز دی گئی کہ اے موسیٰ!'' یعنی جب آپ آگ کے قریب پہنچے تو وہاں یہ آواز آئی، دوسری آیت میں ہے: ﴿فَلَمَّآ اَتٰىهَا نُوۡدِيَ مِنۡ شَاطِیِٴ الۡوَادِ الۡاَیۡمَنِ فِی الۡبُقۡعَةِ الۡمُبٰرَکَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ اَنۡ يّٰمُوۡسٰۤی اِنِّیۡۤ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الۡعٰلَمِیۡنَ ۝﴾ (القصص 30:28) ''پھر جب وہ اس کے پاس پہنچے تو وادی کے دائیں کنارے سے ایک مبارک جگہ میں ایک درخت میں سے آواز دی گئی کہ موسیٰ میں تو اللہ رب العالمین ہوں۔'' اور یہاں فرمایا: ﴿اِنِّیۡۤ اَنَا رَبُّكَ﴾ ''بلاشبہ میں تمھارا پروردگار ہوں۔'' جو تم سے ہم کلام اور مخاطب ہوں، ﴿فَاخۡلَعۡ نَعۡلَیۡكَ ۚ﴾ ''سو اپنی دونوں جوتیاں اتار دو۔'' علی بن ابو طالب، ابو ذر، ابو ایوب اور سلف میں سے کئی ایک حضرات کا قول ہے کہ آپ کی جوتیاں گدھے کی کھال سے تھیں اور پاک نہ تھیں، اس لیے انھیں اتارنے کا حکم دیا گیا تھا۔[1] اور ایک دوسرے قول کے مطابق اس مبارک جگہ کی تعظیم کے پیش نظر آپ کو یہ حکم دیا گیا تھا۔[2]

ارشاد الٰہی: ﴿طُوًى ۝۱۲﴾ کے بارے میں علی بن ابو طلحہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ یہ اس وادی کا نام ہے اور دیگر کئی ایک ائمہ تفسیر کا بھی یہی قول ہے۔[3] اس تفسیر کے مطابق یہ وادیٔ مقدس کا عطف بیان ہوگا۔ دوسرا قول یہ ہے کہ یہ اپنے قدموں کے ساتھ پامال کرنے کے حکم سے عبارت ہے۔[4] اور تیسرا قول یہ ہے کہ اسے چونکہ دوبار مقدس قرار دیا گیا ہے اور برکت کو اس کے لیے جمع کر دیا گیا ہے، اس لیے وادیٔ مقدس کے ساتھ ساتھ اس کے لیے ﴿طُوًى ۝۱۲﴾ کا لفظ بھی استعمال کیا گیا ہے۔[5] لیکن ان میں سے پہلا قول ہی زیادہ صحیح ہے جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا: ﴿اِذۡ نَادٰىهُ رَبُّهٗ بِالۡوَادِ الۡمُقَدَّسِ طُوًى ۝ۚ﴾ (النّٰزعٰت 16:79) ''جب ان کے پروردگار نے ان کو پاک وادی طوٰی میں پکارا۔''

فرمان الٰہی ہے: ﴿وَاَنَا اخۡتَرۡتُكَ﴾ ''اور میں نے تمھارا انتخاب کر لیا ہے۔'' جیسا کہ دوسری آیت میں فرمایا: ﴿اِنِّی اصۡطَفَیۡتُكَ عَلَی النَّاسِ بِرِسٰلٰتِیۡ وَبِكَلَامِیۡ ۖ﴾ (الأعراف 144:7) ''بے شک میں نے تم کو اپنے پیغام پہنچانے اور اپنی ہم کلامی کے لیے لوگوں میں ممتاز کیا ہے۔'' یعنی ان کے زمانے میں موجود تمام لوگوں سے ممتاز کیا ہے۔ کہا گیا ہے کہ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ موسیٰ تمھیں معلوم ہے کہ دیگر لوگوں کی نسبت میں نے صرف تمھیں ہی ہم کلامی کے لیے کیوں منتخب کیا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: نہیں، فرمایا: اس لیے کہ کسی اور نے میرے سامنے اس طرح تواضع کا اظہار نہیں کیا جس طرح تم کرتے ہو۔[6]

فرمان الٰہی ہے: ﴿فَاسۡتَمِعۡ لِمَا یُوۡحٰی ۝۱۳﴾ ''پس جو (تمھاری طرف) وحی کی جائے اسے غور سے سنو۔'' یعنی اب اسے سنو جو میں تم سے کہوں اور جو تمھاری طرف وحی نازل کروں، ﴿اِنَّنِیۡۤ اَنَا اللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا﴾ ''بے شک میں ہی اللہ ہوں،

---

[1] تفسیر الطبری: 180/16 و تفسیر ابن أبی حاتم: 2417/7 و الدر المنثور: 522/4، البتہ ابوذر اور ابوایوب سے کسی کتاب میں نہیں ملا۔ [2] تفسیر القرطبی: 173/11. [3] تفسیر الرازی: 17/22. [4] تفسیر الطبری: 183/16. [5] تفسیر الطبری: 182/16 و 183. [6] الدر المنثور: 224/3.

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

میرے سوا کوئی معبود نہیں۔‘‘ تمام مکلفین کے لیے سب سے پہلے یہ واجب ہے کہ وہ اس بات کو جانیں کہ اللہ وحدہ لا شریک کے سوا کوئی معبود نہیں۔ فرمان الٰہی ہے: ﴿ فَاعْبُدْنِيْ ﴾ ’’پس تم میری عبادت کرو۔‘‘ یعنی میری توحید کو اختیار کرو، میری عبادت کرو اور کسی کو میرا شریک نہ بناؤ۔ ﴿ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ ﴿١٤﴾ ﴾ ’’اور میری یاد کے لیے نماز قائم کرو۔‘‘ اس کے یہ معنی بھی بیان کیے گئے ہیں کہ نماز پڑھو تا کہ تم میرا ذکر کر سکو۔[1]

علاوہ ازیں اس کے یہ معنی بھی بیان کیے گئے ہیں کہ جب تم میرا ذکر کرنا چاہو تو نماز قائم کرو۔[2] اس دوسرے معنی کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جسے امام احمد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: [إِذَا رَقَدَ أَحَدُكُمْ عَنِ الصَّلَاةِ أَوْ غَفَلَ عَنْهَا فَلْيُصَلِّهَا إِذَا ذَكَرَهَا، فَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَقُولُ:] ’’جب تم میں سے کوئی نماز سے سو جائے یا اس سے غافل ہو جائے تو اسے جب یاد آئے پڑھ لے، کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ ﴿١٤﴾ ﴾ ’’اور میری یاد کے لیے نماز قائم کرو۔‘‘[3] صحیح بخاری و مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: [مَنْ نَّسِيَ صَلَاةً أَوْ نَامَ عَنْهَا فَكَفَّارَتُهَا أَنْ يُّصَلِّيَهَا إِذَا ذَكَرَهَا لَا كَفَّارَةَ لَهَا إِلَّا ذٰلِكَ] ’’جو شخص نماز بھول جائے یا سو جائے تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ اسے اسی وقت پڑھ لے جب اسے یاد آئے، بس اس کا یہی کفارہ ہے۔‘‘[4]

قیامت آنے والی ہے: ارشاد الٰہی ہے: ﴿ اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ ﴾ ’’بلاشبہ قیامت آنے والی ہے۔‘‘ اور ہر صورت میں برپا ہونے والی ہے، فرمان الٰہی ہے: ﴿ اَكَادُ اُخْفِيْهَا ﴾ ’’میں چاہتا ہوں کہ اس (کے وقت) کو پوشیدہ رکھوں۔‘‘ ضحاک نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وہ اسے اس طرح پڑھا کرتے تھے: [أَكَادُ أُخْفِيهَا مِنْ نَّفْسِي] کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے نفس سے تو کبھی مخفی نہیں رہ سکتی۔[5] علی بن ابوطلحہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ اس کے وقت کے بارے میں اپنے سوا کسی کو مطلع نہیں کروں گا۔[6]

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ ثَقُلَتْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ لَا تَاْتِيْكُمْ اِلَّا بَغْتَةً ۭ ﴾ (الأعراف 187:7) ’’وہ آسمان اور زمین میں ایک بھاری بات ہوگی اور ناگہاں تم پر آ جائے گی۔‘‘ یعنی اس کا علم اہل آسمان و زمین پر بہت بھاری ہے۔ ﴿ لِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۢ بِمَا تَسْعٰى ﴿١٥﴾ ﴾ ’’تا کہ ہر شخص جو کوشش کرے اس کا بدلہ پائے۔‘‘ یعنی میں قیامت کو یقیناً برپا کروں گا تا کہ ہر عمل کرنے والے کو میں اس کے عمل کا بدلہ دوں۔ ﴿ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۝ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ۝ ﴾ (الزلزال 8,7:99) ’’تو جس نے ذرہ بھر نیکی کی ہوگی وہ اس کو دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ بھر برائی کی ہوگی وہ بھی اسے دیکھ لے گا۔‘‘ اور فرمایا: ﴿ اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ ﴾ (الطور 16:52) ’’جو کام تم کیا کرتے تھے (یہ) ان ہی کا تم کو بدلہ مل رہا ہے۔‘‘

---

[1] تفسير الطبرى:185/16. [2] تفسير الطبرى:185/16. [3] مسند أحمد:184/3. [4] صحيح البخارى، مواقيت الصلاة، باب من نسى صلاة......، حديث:597 وصحيح مسلم، المساجد......، باب قضاء الصلاة الفائتة......، حديث:(315)684 واللفظ له. [5] تفسير ابن أبى حاتم:2419/7. [6] تفسير الطبرى:187/16.

”محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

وَمَا تِلْكَ بِيَمِيْنِكَ يٰمُوْسٰى ⑰ قَالَ هِيَ عَصَايَ ۚ اَتَوَكَّؤُا عَلَيْهَا وَاَهُشُّ بِهَا عَلٰى غَنَمِيْ وَلِيَ

اور اے موسیٰ! یہ تیرے دائیں ہاتھ میں کیا ہے؟⑰ اس نے کہا: یہ میری لاٹھی ہے، میں اس پر ٹیک لگاتا ہوں، اور اس سے اپنی بکریوں کے لیے

فِيْهَا مَاٰرِبُ اُخْرٰى ⑱ قَالَ اَلْقِهَا يٰمُوْسٰى ⑲ فَاَلْقٰىهَا فَاِذَا هِيَ حَيَّةٌ تَسْعٰى ⑳ قَالَ خُذْهَا

پتے جھاڑتا ہوں، اور اس میں میرے لیے اور بھی مقاصد ہیں⑱ اللہ نے فرمایا: اے موسیٰ! اسے پھینک دے⑲ پھر جب اس نے اسے پھینکا تب

وَلَا تَخَفْ ۚ سَنُعِيْدُهَا سِيْرَتَهَا الْاُوْلٰى ㉑

وہ دوڑتا ہوا سانپ (بن گیا) تھا⑳ فرمایا: اسے پکڑ لے اور مت ڈر، ہم اسے اس کی پہلی حالت میں لوٹا دیں گے㉑

ارشاد الٰہی ہے: ﴿ فَلَا يَصُدَّنَّكَ عَنْهَا مَنْ لَّا يُؤْمِنُ بِهَا ﴾ ''لہٰذا اس (فکر آخرت) سے تجھے وہ شخص روکنے نہ پائے جو اس پر ایمان نہیں رکھتا۔'' اس خطاب سے مراد تمام مکلفین ہیں، یعنی تم اس شخص کے رستے کی پیروی نہ کرو جو قیامت کی تکذیب کرتا اور دنیا کی لذتوں کو اپنا اوڑھنا بچھونا بناتا، اپنے مولیٰ کی نافرمانی کرتا اور اپنی خواہشات کی پیروی کرتا ہے جو لوگ ایسے شخص کے رستے پر چلیں وہ ناکام و نامراد ہو جائیں گے، ﴿ فَتَرْدٰى ⑯ ﴾ ''تو (اس صورت میں) تو ہلاک ہو جائے گا۔'' اس کے معنی ہلاک و برباد ہونے کے ہیں جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ وَمَا يُغْنِيْ عَنْهُ مَالُهٗٓ اِذَا تَرَدّٰى ۞ ﴾ (الّیل 92:11) ''اور جب وہ (دوزخ کے گڑھے میں) گرے گا تو اس کا مال اس کے کچھ بھی کام نہ آئے گا۔''

تفسیر آیات: 17-21

موسیٰ علیہ السلام کی لاٹھی: یہ ایک برہان، عظیم الشان معجزہ اور ایک زبردست خرقِ عادت چیز تھی جو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو عطا فرمائی تھی، اس طرح کے کام پر اللہ عزوجل کے سوا کوئی قادر نہیں اور اس طرح کے معجزات کا ظہور نبی مرسل ہی کے ہاتھوں پر ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ وَمَا تِلْكَ بِيَمِيْنِكَ يٰمُوْسٰى ⑰ ﴾ ''اور موسیٰ! یہ تمھارے دائیں ہاتھ میں کیا ہے؟'' بعض مفسرین نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو مانوس کرنے کے لیے یہ فرمایا تھا۔ علاوہ ازیں یہ بھی کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو توجہ دلانے کے لیے یہ فرمایا کہ یہ جو تمھارے ہاتھ میں ہے تم اسے جانتے ہو، عنقریب تم دیکھو گے کہ ہم اب اس کے ساتھ کیا کرتے ہیں۔ ﴿ وَمَا تِلْكَ بِيَمِيْنِكَ يٰمُوْسٰى ⑰ ﴾ میں استفہام تقریری ہے۔ ﴿ قَالَ هِيَ عَصَايَ اَتَوَكَّؤُا عَلَيْهَا ﴾ ''انھوں نے کہا کہ یہ میری لاٹھی ہے، اس پر میں ٹیک لگاتا ہوں۔'' یعنی چلتے وقت میں اس کا سہارا لے لیتا ہوں، ﴿ وَاَهُشُّ بِهَا عَلٰى غَنَمِيْ ﴾ ''اور اس سے اپنی بکریوں کے لیے پتے جھاڑتا ہوں۔'' یعنی اس کے ساتھ میں درخت کو ہلاتا ہوں تو اس کے پتے گرتے ہیں تاکہ انھیں میری بکریاں کھا لیں۔ عبد الرحمٰن بن قاسم نے امام مالک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ الھش یہ ہے کہ آدمی چھڑی کو ٹہنی پر رکھ کر حرکت دے تاکہ پتے اور پھل گرنے لگیں مگر وہ لکڑی نہ ٹوٹے جس کے کنارے پر چھڑی کو لگایا گیا ہو۔[1] میمون بن مہران کا بھی یہی قول ہے۔[2]

---

① تفسیر ابن أبی حاتم: 2420/7. ② تفسیر ابن أبی حاتم: 2419/7.

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

وَاضْمُمْ يَدَكَ اِلٰى جَنَاحِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ اٰيَةً اُخْرٰى ﴿22﴾ لِنُرِيَكَ مِنْ اٰيٰتِنَا

اور تو اپنا ہاتھ اپنی بغل سے ملا وہ بغیر کسی مرض کے چمکتا ہوا سفید نکلے گا، (یہ) دوسری نشانی ہے ﴿22﴾ تاکہ ہم تجھے اپنی کچھ بڑی نشانیاں

الْكُبْرٰى ﴿23﴾ اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ﴿24﴾ قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ ﴿25﴾ وَيَسِّرْ لِيْٓ ع 1 24 10

دکھائیں ﴿23﴾ تو فرعون کی طرف جا، بے شک وہ سرکش ہوگیا ہے ﴿24﴾ اس (موسیٰ) نے کہا: میرے رب! میرے لیے میرا سینہ کھول دے ﴿25﴾ اور

اَمْرِيْ ﴿26﴾ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ ﴿27﴾ يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ ﴿28﴾ وَاجْعَلْ لِّيْ وَزِيْرًا مِّنْ اَهْلِيْ ﴿29﴾

میرے لیے میرا کام آسان کردے ﴿26﴾ اور میری زبان کی گرہ کھول دے ﴿27﴾ (تاکہ) وہ میری بات سمجھ سکیں ﴿28﴾ اور میرے لیے میرے کنبے میں سے

هٰرُوْنَ اَخِي ﴿30﴾ اشْدُدْ بِهٖٓ اَزْرِيْ ﴿31﴾ وَاَشْرِكْهُ فِيْٓ اَمْرِيْ ﴿32﴾ كَيْ نُسَبِّحَكَ كَثِيْرًا ﴿33﴾

ایک وزیر بنا دے ﴿29﴾ (یعنی) میرے بھائی ہارون کو ﴿30﴾ اس کے ساتھ میری کمر مضبوط کردے ﴿31﴾ اور اسے میرے کام (نبوت) میں شریک کر

وَّنَذْكُرَكَ كَثِيْرًا ﴿34﴾ اِنَّكَ كُنْتَ بِنَا بَصِيْرًا ﴿35﴾

دے ﴿32﴾ تاکہ ہم تیری بکثرت تسبیح کریں ﴿33﴾ اور ہم تجھے بکثرت یاد کریں ﴿34﴾ بے شک تو ہمیں خوب دیکھنے والا ہے ﴿35﴾

ارشادِ الٰہی ہے: ﴿ وَلِيَ فِيْهَا مَاٰرِبُ اُخْرٰى ﴿18﴾ ﴾ ''اور اس میں میرے لیے اور بھی کئی فائدے ہیں۔'' یعنی علاوہ ازیں اس سے اور بھی کئی مصلحتیں، منفعتیں اور حاجتیں وابستہ ہیں، بعض لوگوں نے ان مبہم فوائد کو بیان کرنے کا بھی تکلف کیا ہے۔

لاٹھی سانپ بن گئی: ﴿ قَالَ اَلْقِهَا يٰمُوْسٰى ﴿19﴾ ﴾ ''فرمایا: اے موسیٰ! اسے ڈال دو۔'' یعنی موسیٰ جو تمھارے دائیں ہاتھ میں عصا ہے اس کو ڈال دو، ﴿ فَاَلْقٰىهَا فَاِذَا هِيَ حَيَّةٌ تَسْعٰى ﴿20﴾ ﴾ ''پس انھوں نے اس کو ڈال دیا تو اچانک وہ سانپ بن کر دوڑنے لگا۔'' یعنی وہ لاٹھی ایک عظیم اور طویل سانپ بن گئی اور وہ سانپ تیزی سے حرکت کرنے لگا۔ دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَآنٌّ ﴾ (القصص 28:31) ''(لاٹھی) حرکت کر رہی ہے، گویا سانپ ہے۔'' ﴿ جَآنٌّ ﴾ سب سے تیز حرکت سانپ کو کہتے ہیں لیکن وہ ایک چھوٹا سانپ ہوتا ہے جبکہ یہ سانپ بہت بڑا اور بہت تیز حرکت کرنے والا تھا۔ ﴿ تَسْعٰى ﴾ یعنی چل رہا اور حرکت کر رہا تھا۔ فرمانِ الٰہی ہے: ﴿ سَنُعِيْدُهَا سِيْرَتَهَا الْاُوْلٰى ﴿21﴾ ﴾ ''ہم اس کو عنقریب اس کی پہلی حالت میں لوٹا دیں گے۔'' یعنی اس حالت میں جسے تم پہلے سے جانتے ہو۔

تفسیر آیات: 22-35

موسیٰ علیہ السلام کا ہاتھ کسی عیب کے بغیر چمکنے لگا: یہ موسیٰ علیہ السلام کے لیے دوسری نشانی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں حکم دیا کہ وہ اپنے ہاتھ کو گریبان میں ڈالیں جیسا کہ دوسری آیت میں اس کی صراحت ہے۔[1] اور یہاں فرمایا: ﴿ وَاضْمُمْ يَدَكَ اِلٰى جَنَاحِكَ ﴾ ''اور اپنا ہاتھ اپنے پہلو سے لگا لو۔'' ایک جگہ اور فرمایا: ﴿ وَّاضْمُمْ اِلَيْكَ جَنَاحَكَ مِنَ الرَّهْبِ فَذٰنِكَ بُرْهَانٰنِ مِنْ رَّبِّكَ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ ط ﴾ (القصص 28:32) ''اور خوف سے (بچنے کے لیے) اپنا بازو اپنی طرف ملا لو، چنانچہ تمھارے رب کی طرف سے یہ دونوں معجزے فرعون اور اس کے درباریوں کی طرف (بھیجنے کے لیے) ہیں۔''

[1] دیکھیے النمل، آیت: 12 کے ذیل میں۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

مجاہد کہتے ہیں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ اپنی ہتھیلی کو اپنے بازو کے نیچے کر لو۔① موسیٰ علیہ السلام اپنے ہاتھ کو اپنی بغل میں داخل کرنے کے بعد نکالتے تو وہ اس طرح چمکنے لگتا، گویا چاند کا ٹکڑا ہو۔ فرمان الٰہی ہے: ﴿ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوٓءٍ ﴾ ''تو بغیر کسی عیب کے چٹا سفید نکل آئے گا۔'' یعنی ہاتھ برص، تکلیف یا بدنمائی کی وجہ سے سفید نہیں ہوگا۔ یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما، مجاہد، عکرمہ، قتادہ، ضحاک، سدی اور دیگر کئی مفسرین کا قول ہے۔② حسن بصری فرماتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام نے جب ہاتھ نکالا تو وہ گویا چراغ تھا، اس سے موسیٰ علیہ السلام کو معلوم ہو گیا کہ ان کی اپنے رب عزوجل سے ملاقات ہوئی ہے۔③ اس لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ لِنُرِيَكَ مِنْ اٰيٰتِنَا الْكُبْرٰى ﴿23﴾ ﴾ ''تاکہ ہم تمھیں اپنے عظیم نشانات دکھائیں۔''

موسیٰ علیہ السلام کو تبلیغ کے لیے فرعون کے پاس جانے کا حکم: ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ﴿24﴾ ﴾ ''تم فرعون کے پاس جاؤ (کہ) بلاشبہ وہ سرکش ہو رہا ہے۔'' یعنی بادشاہِ مصر فرعون کے پاس جاؤ جس کے خوف کی وجہ سے تم مصر سے نکلے تھے اور اسے وحدہ لاشریک کی عبادت کی دعوت دو، اسے حکم دو کہ وہ بنی اسرائیل سے اچھا سلوک کرے اور انھیں عذاب نہ دے، بلاشبہ اس نے سرکشی و بغاوت کو اختیار کر رکھا ہے، دنیا کی زندگی کو ترجیح دے رہا ہے اور جلیل الشان پروردگار کو بھول بیٹھا ہے۔

موسیٰ علیہ السلام کی دعا: ﴿ قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ ﴿25﴾ وَيَسِّرْ لِيْٓ اَمْرِيْ ﴿26﴾ ﴾ ''کہا: میرے پروردگار! (اس کام کے لیے) میرا سینہ کھول دے اور میرا کام آسان کر دے۔'' موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب تعالیٰ سے یہ دعا کی کہ وہ ان کے سینے کو اس مقصد کے لیے کھول دے جس کے لیے انھیں مبعوث کیا جا رہا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انھیں ایک بڑا زبردست اور عظیم الشان حکم دیا ہے، روئے زمین پر اس وقت کے سب سے بڑے بادشاہ کی طرف بھیجا ہے جو کفر اور ظلم و استبداد میں سب سے بڑھا ہوا ہے جس کے لشکر بھی بہت زیادہ ہیں اور جس کا ملک بھی سب سے زیادہ آباد ہے مگر وہ بغاوت و سرکشی میں اس حد تک پہنچ گیا ہے کہ اس نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو جانتا ہی نہیں اور نہ اپنی رعایا کے لیے اپنے سوا کسی اور معبود کو جانتا ہے۔

قبل ازیں موسیٰ علیہ السلام فرعون کے گھر میں اس وقت ایک طویل مدت تک رہے تھے جب آپ ابھی بچے تھے اور فرعون کی گود میں پرورش پا رہے تھے، پھر آپ نے ان کے ایک آدمی کو قتل کر دیا تھا اور آپ کو خوف تھا کہیں وہ آپ کو قتل ہی نہ کر دیں، لہٰذا آپ وہاں سے بھاگ گئے تھے اور اب اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان کی طرف مبعوث فرما دیا تھا تاکہ آپ انھیں اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کی دعوت دیں، اسی لیے آپ نے دعا کی تھی: ﴿ رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ ﴿25﴾ وَيَسِّرْ لِيْٓ اَمْرِيْ ﴿26﴾ ﴾ ''میرے پروردگار! (اس کام کے لیے) میرا سینہ کھول دے اور میرا کام آسان کر دے۔'' اگر تو میرا حامی و ناصر اور مددومعاون نہیں بنے گا تو مجھے اس کام کے کرنے کی طاقت نہیں ہوگی۔

﴿ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ ﴿27﴾ يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ ﴿28﴾ ﴾ ''اور میری زبان کی گرہ کھول دے کہ وہ میری بات سمجھ لیں۔'' اس

① تفسیر الطبری:197/16. ② تفسیر الطبری:198,197/16. ③ تفسیر ابن أبی حاتم:2421/7.

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

لیے کہ آپ کی زبان میں اس وقت لکنت پیدا ہوگئی تھی جب آپ کے سامنے کھجور اور آگ کے انگارے کو رکھا گیا تو آپ نے آگ کے انگارے کو اٹھا کر اپنی زبان پر رکھ لیا تھا، آپ نے دعا کی کہ یہ لکنت ختم ہو جائے تا کہ آپ جو بات سمجھانا چاہیں وہ اسے سمجھ لیں، یعنی لکنت بقدر ضرورت زائل ہو جائے، اگر آپ ساری لکنت کے زائل ہونے کی دعا کرتے تو وہ بھی قبول ہو جاتی مگر انبیائے کرام بقدر ضرورت ہی دعا کیا کرتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ کچھ لکنت باقی رہ گئی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں یہ بھی کہا تھا: ﴿ اَمْ اَنَا خَيْرٌ مِّنْ هٰذَا الَّذِيْ هُوَ مَهِيْنٌ ۙ وَّلَا يَكَادُ يُبِيْنُ ﴾ (الزخرف 52:43) ''بلکہ میں اس شخص سے جو ذلیل وخوار ہے اور صاف گفتگو بھی نہیں کرسکتا، کہیں بہتر ہوں۔''

فرمان الٰہی ہے: ﴿ وَاجْعَلْ لِّيْ وَزِيْرًا مِّنْ اَهْلِيْ ۝ هٰرُوْنَ اَخِي ۝ ﴾ ''اور میرے گھر والوں میں سے (ایک کو) میرا وزیر (مددگار) مقرر فرما (یعنی) میرے بھائی ہارون کو۔'' یہ بھی موسیٰ علیہ السلام کی دعا ہی کا حصہ ہے کہ ان کے بھائی ہارون کو ان کا مددگار بنا دیا۔ ثوری نے ابوسعید سے، انھوں نے عکرمہ سے اور انھوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ہارون علیہ السلام کو بھی اسی وقت نبی بنا دیا گیا جب موسیٰ علیہ السلام کو نبی بنایا گیا تھا۔[1] امام ابن ابوحاتم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت کو بیان کیا ہے کہ وہ جب عمرے کے لیے روانہ ہوئیں تو بعض اعراب کے پاس ٹھہریں تو آپ نے ایک شخص کو یہ بات کرتے ہوئے سنا کہ یہ بتاؤ کہ وہ کون سا بھائی ہے جو دنیا میں اپنے بھائی کے لیے سب سے زیادہ فائدہ مند ثابت ہوا۔ انھوں نے کہا کہ ہمیں نہیں معلوم، اس نے کہا: اللہ کی قسم! مجھے معلوم ہے، میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ بڑے وثوق سے قسم کھا رہا ہے جیسے اسے واقعی معلوم ہو کہ کون سا بھائی دنیا میں اپنے بھائی کے لیے سب سے زیادہ فائدہ مند ثابت ہوا ہے، پھر وہ کہنے لگا کہ وہ بھائی موسیٰ علیہ السلام تھے جنھوں نے اپنے بھائی کے لیے نبوت کا سوال کیا تھا۔ میں نے کہا: ہاں، اللہ کی قسم! یہ بالکل سچ کہہ رہا ہے، اللہ تعالیٰ نے بھی موسیٰ علیہ السلام کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا: ﴿ وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا ۝ ﴾ (الأحزاب 69:33) ''اور وہ اللہ کے نزدیک آبرو والے تھے۔''[2]

فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿ اشْدُدْ بِهٖٓ اَزْرِيْ ۝ ﴾ ''اس سے میری پشت مضبوط کر۔'' مجاہد کہتے ہیں: ﴿ اَزْرِيْ ۝ ﴾ کے معنی میری پشت کے ہیں۔[3] ﴿ وَاَشْرِكْهُ فِيْٓ اَمْرِيْ ۝ ﴾ ''اور اسے میرے کام میں شریک کر۔'' تا کہ میں اس سے مشورہ کرسکوں، ﴿ كَيْ نُسَبِّحَكَ كَثِيْرًا ۝ وَّنَذْكُرَكَ كَثِيْرًا ۝ ﴾ ''تا کہ ہم تیری بہت کثرت سے تسبیح کریں اور ہم تجھے کثرت سے یاد کریں۔'' مجاہد فرماتے ہیں کہ اس وقت تک کوئی بندہ کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والا نہیں ہوسکتا جب تک وہ کھڑے، بیٹھے اور لیٹے ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کرے۔[4] فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿ اِنَّكَ كُنْتَ بِنَا بَصِيْرًا ۝ ﴾ ''یقیناً تو ہم کو (ہر حال میں) خوب دیکھ رہا ہے'' کہ تو نے ہمیں منتخب فرمایا، نبوت عطا فرمائی اور ہمیں اپنے دشمن فرعون کی طرف

---

[1] تفسير ابن أبي حاتم :2422/7. [2] تفسير ابن أبي حاتم :2422/7. [3] صحيح البخاري، التفسير، سورة طٰه، قبل الحديث: 4736. [4] تفسير القرطبي :186/14.

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قَالَ قَدۡ اُوۡتِیۡتَ سُؤۡلَکَ یٰمُوۡسٰی ﴿36﴾ وَلَقَدۡ مَنَنَّا عَلَیۡکَ مَرَّۃً اُخۡرٰۤی ﴿37﴾ اِذۡ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلٰۤی اُمِّکَ

اس (اللہ) نے فرمایا: اے موسیٰ! جو کچھ تو نے مانگا تجھے دیا جاتا ہے ﴿36﴾ اور البتہ تحقیق ہم تجھ پر ایک اور بار بھی احسان کر چکے ہیں ﴿37﴾ جب ہم نے تیری

مَا یُوۡحٰۤی ﴿38﴾ اَنِ اقۡذِفِیۡہِ فِی التَّابُوۡتِ فَاقۡذِفِیۡہِ فِی الۡیَمِّ فَلۡیُلۡقِہِ الۡیَمُّ بِالسَّاحِلِ یَاۡخُذۡہُ

ماں کی طرف وہ الہام کیا تھا جو (اب) وحی کی جاتی ہے ﴿38﴾ یہ کہ تو اس (موسیٰ) کو صندوق میں ڈال، پھر اس (صندوق) کو دریا میں ڈال دے، پھر دریا اسے

عَدُوٌّ لِّیۡ وَعَدُوٌّ لَّہٗ ؕ وَاَلۡقَیۡتُ عَلَیۡکَ مَحَبَّۃً مِّنِّیۡ ۬ۚ وَلِتُصۡنَعَ عَلٰی عَیۡنِیۡ ﴿39﴾ اِذۡ تَمۡشِیۡۤ

وقف لازم

ساحل پر لا ڈالے گا جسے میرا اور اس کا دشمن اٹھائے گا، اور میں نے اپنی طرف سے تجھ پر محبت ڈال دی اور یہ (اس لیے) کہ میری آنکھوں کے سامنے تیری

اُخۡتُکَ فَتَقُوۡلُ ہَلۡ اَدُلُّکُمۡ عَلٰی مَنۡ یَّکۡفُلُہٗ ؕ فَرَجَعۡنٰکَ اِلٰۤی اُمِّکَ کَیۡ تَقَرَّ عَیۡنُہَا وَلَا

پرورش کی جائے ﴿39﴾ جب تیری بہن چل رہی تھی تو کہہ رہی تھی: کیا میں تمھیں اس کا بتاؤں جو اس کی کفالت کرے؟ پھر ہم نے تجھے تیری ماں کے پاس

تَحۡزَنَ ۬ؕ وَقَتَلۡتَ نَفۡسًا فَنَجَّیۡنٰکَ مِنَ الۡغَمِّ وَفَتَنّٰکَ فُتُوۡنًا ۟ۚ

لوٹا دیا، تاکہ اس کی آنکھ ٹھنڈی رہے اور وہ غم نہ کھائے، اور تو نے ایک شخص کو قتل کیا تو ہم نے تجھے اس غم سے نجات دی۔ اور ہم نے تجھے خوب آزمایا۔

مبعوث فرمایا، لہٰذا اس پر تیری ہی تعریف ہے۔

تفسیر آیات: 36-40

قبولیتِ دعا کی بشارت اور سابقہ احسانات کی یاددہانی: یہ اس بات کا ذکر ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب تعالیٰ سے جو دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے اسے قبول فرما لیا تھا، اللہ تعالیٰ نے انھیں وہ سابقہ نعمتیں بھی یاد دلائیں کہ ان کی والدہ جب انھیں دودھ پلاتی تھی تو وہ فرعون اور اس کے سرداروں سے ڈرتی تھی کہ وہ انھیں قتل ہی نہ کر دیں کیونکہ موسیٰ کی ولادت اس سال ہوئی تھی جس میں وہ بچوں کو قتل کر رہے تھے۔ موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے آپ کے لیے ایک تابوت بنایا تھا، دودھ پلانے کے بعد آپ کو اس میں رکھ دیتیں اور تابوت کو دریائے نیل میں چھوڑ دیتیں جبکہ اسے رسی کے ساتھ اپنے گھر کے ساتھ باندھا ہوا تھا، اسی طرح ایک بار آپ گئیں تاکہ تابوت کو اس کے ساتھ باندھ دیں مگر تابوت آپ کے ہاتھ سے چھوٹ گیا اور دریا کی لہریں اسے بہا کر لے گئیں اور اس کی وجہ سے آپ بے حد حزن و ملال میں مبتلا ہو گئیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے: ﴿ وَاَصۡبَحَ فُؤَادُ اُمِّ مُوۡسٰی فٰرِغًا ؕ اِنۡ کَادَتۡ لَتُبۡدِیۡ بِہٖ لَوۡلَاۤ اَنۡ رَّبَطۡنَا عَلٰی قَلۡبِہَا ﴾ (القصص 28:10) ''اور موسیٰ کی ماں کا دل (صبر و ثبات سے) خالی ہو گیا، اگر ہم اس کے دل کو مضبوط نہ کرتے تو قریب تھا کہ وہ اس (قصے) کو ظاہر کر دیتیں۔'' پھر دریا کی لہریں تابوت کو فرعون کے محل کے پاس لے گئیں، ﴿ فَالۡتَقَطَہٗۤ اٰلُ فِرۡعَوۡنَ لِیَکُوۡنَ لَہُمۡ عَدُوًّا وَّحَزَنًا ؕ ﴾ (القصص 28:8) ''تو فرعون کے گھر والوں نے اس کو اٹھا لیا تاکہ وہ ان کا دشمن اور (ان کے لیے) موجب غم ہو۔'' یعنی یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے طے شدہ فیصلہ تھا کیونکہ موسیٰ علیہ السلام کی وجہ سے وہ بنی اسرائیل کے بچوں کو قتل کر دیتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ، جس کی بادشاہت عظیم اور جس کی قدرت کاملہ ہے، نے فیصلہ فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام فرعون ہی کے بستر پر پرورش پائیں، اس کے گھر کھائیں پئیں اور فرعون اور اس کی بیوی اس سے محبت کریں، اسی لیے فرمایا: ﴿ یَاۡخُذۡہُ عَدُوٌّ لِّیۡ وَعَدُوٌّ لَّہٗ ؕ وَاَلۡقَیۡتُ عَلَیۡکَ مَحَبَّۃً مِّنِّیۡ ۬ۚ ﴾ ''میرا اور اس

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

فَلَبِثْتَ سِنِيْنَ فِيْٓ اَهْلِ مَدْيَنَ ۙ ثُمَّ جِئْتَ عَلٰى قَدَرٍ يّٰمُوْسٰى ﴿40﴾ وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِيْ ﴿41﴾

پھر تو اہل مدین میں کئی سال ٹھہرا رہا، پھر اے موسیٰ! تو تقدیر الٰہی کے مطابق (یہاں) آیا﴿40﴾ اور میں نے تجھے اپنی ذات کے لیے خاص طور پر بنایا﴿41﴾

اِذْهَبْ اَنْتَ وَاَخُوْكَ بِاٰيٰتِيْ وَلَا تَنِيَا فِيْ ذِكْرِيْ ﴿42﴾ اِذْهَبَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ﴿43﴾

تو اور تیرا بھائی میری نشانیاں لے کر جاؤ اور تم دونوں میری یاد میں سستی نہ کرنا﴿42﴾ تم دونوں فرعون کی طرف جاؤ، بلاشبہ وہ سرکش ہو گیا ہے﴿43﴾ چنانچہ

فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى ﴿44﴾

تم دونوں اس سے نرم بات کہنا، شاید کہ وہ نصیحت پکڑے یا ڈرے﴿44﴾

کا دشمن اسے پکڑ لے گا اور (موسیٰ علیہ السلام) میں نے تم پر اپنی طرف سے محبت ڈال دی (اس لیے کہ تم پر مہربانی کی جائے۔)" یعنی میں نے تمھارے دشمن کے دل میں یہ بات ڈال دی کہ وہ تم سے محبت کرے۔ سلمہ بن کُہیل بیان کرتے ہیں کہ ﴿وَاَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّنِّيْ ۚ﴾ کے معنی یہ ہیں کہ میں نے اپنے بندوں کے دل میں تمھاری محبت ڈال دی۔[1] ﴿وَلِتُصْنَعَ عَلٰى عَيْنِيْ ﴿39﴾﴾ "اور اس لیے کہ تم میری آنکھ کے سامنے پرورش پاؤ۔" ابو عمران جَونی کہتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی آنکھ کے سامنے پرورش پائی۔[2]

فرمان الٰہی ہے: ﴿اِذْ تَمْشِيْٓ اُخْتُكَ فَتَقُوْلُ هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى مَنْ يَّكْفُلُهٗ ۭ فَرَجَعْنٰكَ اِلٰٓى اُمِّكَ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا﴾ "جب تمھاری بہن (فرعون کے ہاں) گئی اور کہنے لگی کہ میں تمھیں ایسی شخصیت بتاؤں جو اس کو پالے تو (اس طریق سے) ہم نے تم کو تمھاری ماں کی طرف لوٹایا تاکہ اس کی آنکھ ٹھنڈی ہو۔" موسیٰ علیہ السلام جب فرعون کے گھر میں تھے تو انھیں دودھ پلانے کے لیے کئی دائیاں بلائی گئیں مگر آپ نے ان کا دودھ پینے سے انکار کر دیا، ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ﴾ (القصص 12:28) "اور ہم نے پہلے ہی سے اس پر دودھ پلانے والیوں (کے دودھ) کو حرام کر دیا تھا۔" تو موسیٰ علیہ السلام کی بہن اس وقت آئیں اور کہنے لگیں: ﴿هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰٓى اَهْلِ بَيْتٍ يَّكْفُلُوْنَهٗ لَكُمْ وَهُمْ لَهٗ نٰصِحُوْنَ ○﴾ (القصص 12:28) "کیا میں تمھیں ایک ایسے گھر والوں کا پتا بتاؤں جو خیر خواہی سے تمھارے لیے اس بچے کو پالیں اور اس کی پرورش کریں۔" یعنی کیا میں تمھیں ایسے گھر کا پتا بتاؤں جو اجرت لے کر اس بچے کو دودھ پلا دیں گے، موسیٰ علیہ السلام کی بہن موسیٰ کو اپنے ساتھ لے گئیں، فرعون کے گھر والے بھی اس کے ساتھ تھے، موسیٰ علیہ السلام کی ماں نے اپنا دودھ پیش کیا تو انھوں نے اسے پینا شروع کر دیا، یہ دیکھ کر فرعون کے گھر والے بہت خوش ہوئے اور انھوں نے معاملہ طے کر لیا کہ وہ اجرت لے کر موسیٰ علیہ السلام کو دودھ پلائیں، موسیٰ کی والدہ کو اپنے اس بیٹے کی وجہ سے دنیا ہی میں بڑی سعادت، رفعت اور عظمت نصیب ہو گئی تھی اور آخرت میں جو مقام و مرتبہ حاصل ہو گا وہ اس سے کہیں بلند و بالا ہو گا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فَرَجَعْنٰكَ اِلٰٓى اُمِّكَ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ ۥ﴾ "سو ہم نے تم کو تمھاری ماں کی طرف لوٹا دیا

[1] تفسیر الطبری:202/16 و تفسیر ابن أبي حاتم:2422/7. [2] تفسیر ابن أبي حاتم:2422/7.

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تاکہ ان کی آنکھ ٹھنڈی ہو اور وہ رنج نہ کریں۔" تمھاری جدائی کی وجہ سے، ﴿ وَقَتَلْتَ نَفْسًا ﴾ "اور تم نے ایک شخص کو مار ڈالا۔" یعنی قبطی کو، ﴿ فَنَجَّيْنٰكَ مِنَ الْغَمِّ ﴾ "تو ہم نے تم کو غم سے نجات بخشی۔" یہ غم موسیٰ علیہ السلام کو اس وجہ سے تھا کہ آل فرعون نے آپ کے قتل کا ارادہ کر لیا تھا تو آپ وہاں سے بھاگ کر مدین میں پانی کے مقام پر پہنچ گئے تھے اور پھر تمام قصہ سننے کے بعد مدین کے اس مرد صالح نے آپ سے کہا تھا: ﴿ لَا تَخَفْ ۫ نَجَوْتَ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ○ ﴾ (القصص 25:28) "خوف نہ کرو تم ظالم لوگوں سے بچ گئے ہو۔"

بقیہ: تفسیر آیات: 40 و 41

موسیٰ علیہ السلام کا نبوت کے لیے انتخاب: اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے مخاطب ہو کر فرمایا ہے کہ وہ فرعون اور اس کے سرداروں کے خوف کی وجہ سے بھاگ کر اہل مدین کے ہاں مقیم ہو گئے تھے۔ اور پھر وہاں اپنے سسر کی بکریاں چراتے رہے حتی کہ وہ مدت پوری ہو گئی جو آپس میں طے کی تھی اور پھر وہ اللہ تعالیٰ کی مرضی و مشیت کے مطابق ایک اندازے پر پہنچ گئے۔ اور تمام امور اللہ تبارک و تعالیٰ ہی کے قبضہ و اختیار میں ہیں اور وہی اپنے بندوں کو اور دیگر ساری مخلوق کو اپنی مشیت کے مطابق توفیق عطا فرما دیتا ہے، اسی لیے فرمایا: ﴿ ثُمَّ جِئْتَ عَلٰى قَدَرٍ يّٰمُوْسٰى ۝ ﴾ "پھر اے موسیٰ! تم اندازے پر آ پہنچے۔" مجاہد کہتے ہیں کہ وقت مقررہ پر۔[1] عبدالرزاق نے معمر سے اور انھوں نے قتادہ سے روایت کیا ہے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ قابلیتِ رسالت و نبوت کے اندازے پر۔[2]

فرمان الٰہی ہے: ﴿ وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِيْ ۝ ﴾ "اور میں نے تم کو اپنے (کام کے) لیے بنایا ہے۔" یعنی میں نے اپنی مرضی و مشیت سے اپنے رسول کے طور پر تمھارا انتخاب کر لیا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس آیت کریمہ کی تفسیر میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: [اِلْتَقٰى آدَمُ وَمُوسٰى، فَقَالَ مُوسٰى لِآدَمَ: أَنْتَ الَّذِي أَشْقَيْتَ النَّاسَ وَأَخْرَجْتَهُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ؟ قَالَ لَهُ آدَمُ: أَنْتَ الَّذِي اصْطَفَاكَ اللّٰهُ بِرِسَالَتِهِ، وَاصْطَفَاكَ لِنَفْسِهِ، وَأَنْزَلَ عَلَيْكَ التَّوْرَاةَ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَوَجَدْتَّهَا كُتِبَ عَلَيَّ قَبْلَ أَنْ يَّخْلُقَنِي؟ قَالَ: نَعَمْ، فَحَجَّ آدَمُ مُوسٰى] "آدم و موسیٰ علیہما السلام کی ملاقات ہوئی تو موسیٰ نے کہا: (کیا) آپ نے سب لوگوں کو شقاوت میں مبتلا کر دیا اور جنت سے نکلوا دیا؟ حضرت آدم علیہ السلام نے جواب دیا: (کیا) اللہ تعالیٰ نے رسالت کے لیے اور اپنے لیے تمھارا انتخاب کیا اور تم پر تورات کو نازل فرمایا تھا؟ موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا: ہاں، تو حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا: کیا تم نے تورات میں نہیں دیکھا کہ اس بات کو تو اللہ تعالیٰ نے میرے لیے میرے پیدا فرمانے سے بھی پہلے لکھ دیا تھا۔ موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا: ہاں، تو اس طرح حضرت آدم علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام پر غالب آ گئے۔"[3]

---

[1] تفسیر الطبری: 210/16. [2] تفسیر عبدالرزاق: 372/2، رقم: 1813. [3] صحیح البخاری، التفسیر، باب قولہ: ﴿ وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِيْ ۝ ﴾ (طٰہٰ 41:20)، حدیث: 4736.

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قَالَا رَبَّنَآ اِنَّنَا نَخَافُ اَنۡ يَّفۡرُطَ عَلَيۡنَآ اَوۡ اَنۡ يَّطۡغٰى ﴿45﴾ قَالَ لَا تَخَافَآ اِنَّنِیۡ مَعَكُمَآ

ان دونوں نے کہا: اے ہمارے رب! بے شک ہم تو ڈرتے ہیں کہ وہ ہم پر زیادتی کرے یا سرکشی کرے ﴿45﴾ اس (اللہ) نے فرمایا: تم دونوں مت

اَسۡمَعُ وَاَرٰى ﴿46﴾ فَاۡتِيٰهُ فَقُوۡلَاۤ اِنَّا رَسُوۡلَا رَبِّكَ فَاَرۡسِلۡ مَعَنَا بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ ۙ وَلَا

ڈرو، بلاشبہ میں تم دونوں کے ساتھ ہوں، میں سنتا اور دیکھتا ہوں ﴿46﴾ لہٰذا تم دونوں اس کے پاس جاؤ اور کہو: بے شک ہم تیرے رب کے رسول

تُعَذِّبۡهُمۡ ؕ قَدۡ جِئۡنٰكَ بِاٰيَةٍ مِّنۡ رَّبِّكَ ؕ وَالسَّلٰمُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الۡهُدٰى ﴿47﴾ اِنَّا قَدۡ اُوۡحِىَ

ہیں، چنانچہ تو بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ بھیج، اور انھیں مت ستا، یقیناً ہم تیرے پاس تیرے رب کی طرف سے نشانی لائے ہیں، اور جو ہدایت کی

اِلَيۡنَاۤ اَنَّ الۡعَذَابَ عَلٰى مَنۡ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ﴿48﴾

اتباع کرے اس پر سلامتی ہے ﴿47﴾ بلاشبہ ہماری طرف وحی کی گئی ہے کہ یقیناً اس پر عذاب ہے جو (حق کی) تکذیب کرے اور پھر جائے ﴿48﴾

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿اِذۡهَبۡ اَنۡتَ وَاَخُوۡكَ بِاٰيٰتِیۡ﴾ ''تم اور تمھارا بھائی (دونوں) ہماری نشانیاں لے کر جاؤ۔'' یعنی میرے دلائل و براہین اور معجزات کے ساتھ جاؤ، ﴿وَلَا تَنِيَا فِیۡ ذِكۡرِیۡ ﴿42﴾﴾ ''اور تم دونوں میری یاد میں کمزور نہ پڑنا۔'' علی بن ابوطلحہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ تاخیر نہ کرنا۔[1] مجاہد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ کمزوری نہ دکھانا۔[2] مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کو ترک نہ کریں بلکہ فرعون کے سامنے جاتے وقت بھی اللہ کا ذکر کرتے رہیں تاکہ ذکر الٰہی فرعون کے مقابلے کے لیے معاون ثابت ہو اور اس سے انھیں قوت و طاقت نصیب ہو۔ ﴿اِذۡهَبَاۤ اِلٰى فِرۡعَوۡنَ اِنَّهٗ طَغٰى ﴿43﴾﴾ ''دونوں فرعون کے پاس جاؤ وہ سرکش ہو رہا ہے۔'' اس نے بغاوت، سرکشی، ظلم و استبداد اور نافرمانی کو اختیار کر رکھا ہے۔ ﴿فَقُوۡلَا لَهٗ قَوۡلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوۡ يَخۡشٰى ﴿44﴾﴾ ''پھر اس سے نرمی سے بات کرنا شاید وہ غور کرے یا ڈر جائے۔'' یہ آیت کریمہ عظیم الشان نصیحت پر مشتمل ہے، دیکھیے فرعون ظلم و استبداد اور سرکشی و بغاوت میں حد سے بڑھا ہوا تھا، موسیٰ اس وقت سارے انسانوں میں سب سے پسندیدہ اور اللہ تعالیٰ کے منتخب کردہ تھے، اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے انھیں حکم دیا کہ فرعون سے مخاطب ہوتے وقت لب و لہجہ نرم رکھیں اور اس سے ملائمت و شائستگی کے ساتھ دعوت دیں جیسا کہ فرمایا ہے: ﴿اُدۡعُ اِلٰى سَبِيۡلِ رَبِّكَ بِالۡحِكۡمَةِ وَالۡمَوۡعِظَةِ الۡحَسَنَةِ وَجَادِلۡهُمۡ بِالَّتِىۡ هِىَ اَحۡسَنُ ؕ﴾ (النحل 125:16) ''(اے پیغمبر!) لوگوں کو دانش اور نیک نصیحت سے اپنے پروردگار کے رستے کی طرف بلائیں اور بہت ہی اچھے طریق سے ان سے بحث کریں۔''

فرمان الٰہی ہے: ﴿لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوۡ يَخۡشٰى ﴿44﴾﴾ ''شاید وہ غور کرے یا ڈر جائے۔'' شاید وہ اپنی گمراہی و ضلالت سے باز آئے یا اپنے رب سے ڈر کر اس کی اطاعت شروع کر دے جیسا کہ فرمایا: ﴿لِّمَنۡ اَرَادَ اَنۡ يَّذَّكَّرَ اَوۡ اَرَادَ شُكُوۡرًا ۝﴾ (الفرقان 62:25) ''(یہ باتیں) اس شخص کے لیے جو غور کرنا چاہے یا شکر گزاری کا ارادہ کرے (سوچنے اور سمجھنے کی ہیں۔)'' التذکر یہ ہے کہ ممنوع کاموں سے رجوع کر لیا جائے اور خشیت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی جائے۔

[1] تفسیر الطبری: 211/16. [2] تفسیر الطبری: 212,211/16.

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

تفسیر آیات:45-48

موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کا فرعون سے ڈرنا اور اللہ تعالیٰ کا انھیں ثابت قدم رکھنا: اللہ تعالیٰ نے موسیٰ و ہارون علیہما السلام کے بارے میں فرمایا ہے کہ انھوں نے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہوئے اور فرعون کا شکوہ کرتے ہوئے کہا: ﴿ اِنَّنَا نَخَافُ اَنْ يَّفْرُطَ عَلَيْنَاۤ اَوْ اَنْ يَّطْغٰى ﴾ ''یقیناً ہمیں خوف ہے کہ وہ ہم پر زیادتی کرنے لگے یا زیادہ سرکش ہو جائے۔'' دونوں کا مقصد یہ تھا کہ فرعون ان پر ظلم کرے گا یا انھیں کوئی ایسی سزا دے گا جس کے وہ مستحق نہیں ہیں۔ ضحاک نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کو بیان کیا ہے کہ ﴿ اَنْ يَّطْغٰى ﴾ کے معنی زیادتی کرنے کے ہیں۔[1] ﴿ قَالَ لَا تَخَافَاۤ اِنَّنِيْ مَعَكُمَاۤ اَسْمَعُ وَ اَرٰى ﴾ ''اللہ نے فرمایا کہ ڈرو مت بلاشبہ میں تمھارے ساتھ ہوں، سنتا اور دیکھتا ہوں۔'' یعنی فرعون سے مت ڈرو، میں تم دونوں کے ساتھ ہوں، تمھاری اور فرعون کی بات سنتا ہوں اور تم دونوں کو اور اسے دیکھتا ہوں، تمھاری کوئی بات بھی مجھ سے مخفی نہیں اور خوب جان لو کہ فرعون کی پیشانی میرے ہاتھ میں ہے، میں تمھارے ساتھ ہوں، تمھاری حفاظت کروں گا اور تمھیں اپنی نصرت و تائید سے نوازوں گا۔

موسیٰ علیہ السلام کا فرعون کے سامنے وعظ: ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ قَدْ جِئْنٰكَ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ ﴾ ''تحقیق ہم تیرے پاس تیرے پروردگار کی طرف سے نشانی لے کر آئے ہیں۔'' یعنی تیرے پروردگار کی طرف سے ہمارے پاس دلیل اور معجزہ موجود ہے۔ ﴿ وَ السَّلٰمُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى ﴾ ''اور جو (راہِ) ہدایت کی پیروی کرے اس پر سلامتی ہو۔'' یعنی اگر تو ہدایت کی بات کو مان لے تو تیرے لیے بھی سلامتی ہوگی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ہرقل عظیم روم کو خط لکھا تو آپ کے مکتوب گرامی کا مضمون یہ تھا: [بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ، مِنْ مُّحَمَّدٍ (رَّسُولِ اللّٰهِ) إِلٰى هِرَقْلَ عَظِيمِ الرُّومِ ، سَلَامٌ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى، أَمَّا بَعْدُ: فَإِنِّي أَدْعُوكَ بِدِعَايَةِ الْإِسْلَامِ، أَسْلِمْ تَسْلَمْ، يُؤْتِكَ اللّٰهُ أَجْرَكَ مَرَّتَيْنِ] ''شروع اللہ کا نام لے کر جو بڑا مہربان، نہایت رحم والا ہے، محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف سے عظیم روم کے نام، جو (راہِ) ہدایت کی پیروی کرے اس کے لیے سلامتی ہے، اما بعد: میں تمھیں دین اسلام کی دعوت دیتا ہوں، مسلمان ہو جاؤ سلامتی پا لو گے، اللہ تعالیٰ تمھیں دوگنا اجر و ثواب عطا فرمائے گا۔''[2]

اسی طرح موسیٰ و ہارون علیہما السلام نے بھی فرعون سے کہا تھا: ﴿ وَ السَّلٰمُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى ﴿47﴾ اِنَّا قَدْ اُوْحِيَ اِلَيْنَاۤ اَنَّ الْعَذَابَ عَلٰى مَنْ كَذَّبَ وَ تَوَلّٰى ﴾ ''اور جو (راہِ) ہدایت کی پیروی کرے اس پر سلامتی ہو۔ بلاشبہ ہماری طرف یہ وحی کی گئی ہے کہ جو جھٹلائے اور پھرے اس کے لیے یقیناً عذاب (تیار) ہے۔'' اللہ تعالیٰ نے وحی معصوم کے ذریعے سے ہمیں یہ بتایا ہے کہ عذاب صرف اس شخص کے لیے ہے جو اللہ تعالیٰ کی آیات کو جھٹلائے اور اس کی اطاعت سے روگردانی کرے جیسا کہ ارشاد باری

[1] تفسير ابن أبي حاتم:2424/7 و تفسير القرطبي:201/11. [2] صحيح البخاري، بدء الوحي، باب كيف كان بدء الوحي......؟ حديث:7 البتہ قوسین والے الفاظ حدیث:4553 کے مطابق ہیں۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

قَالَ فَمَنْ رَّبُّكُمَا يٰمُوْسٰى ﴿49﴾ قَالَ رَبُّنَا الَّذِيْٓ اَعْطٰى كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰى ﴿50﴾

اس (فرعون) نے کہا: اے موسیٰ! پس تم دونوں کا رب کون ہے؟﴿49﴾ اس (موسیٰ) نے کہا: ہمارا رب وہ ہے جس نے ہر شے کو اس کی شکل وصورت

قَالَ فَمَا بَالُ الْقُرُوْنِ الْاُوْلٰى ﴿51﴾ قَالَ عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ فِيْ كِتٰبٍ ۚ لَا يَضِلُّ رَبِّيْ

دی، پھر ہدایت دی﴿50﴾ اس (فرعون) نے کہا: پس اگلی امتوں کا کیا حال ہے؟﴿51﴾ اس (موسیٰ) نے کہا: ان کا علم میرے رب کے پاس ایک کتاب

وَلَا يَنْسَى ﴿52﴾

(لوح محفوظ) میں ہے، میرا رب نہ بھٹکتا ہے اور نہ بھولتا ہے﴿52﴾

تعالیٰ ہے: ﴿فَاَمَّا مَنْ طَغٰى ۙ وَ اٰثَرَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ۙ فَاِنَّ الْجَحِيْمَ هِيَ الْمَاْوٰى ۗ﴾ (النّٰزعٰت 79:37-39) ''پس جس نے سرکشی کی اور دنیا کی زندگی کو مقدم سمجھا تو بلاشبہ اس کا ٹھکانا دوزخ ہے۔'' اور فرمایا: ﴿فَاَنْذَرْتُكُمْ نَارًا تَلَظّٰى ۚ لَا يَصْلٰىهَآ اِلَّا الْاَشْقَى ۙ الَّذِيْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ۗ﴾ (الّیل 92:14-16) ''سو میں نے تم کو بھڑکتی آگ سے متنبہ کر دیا، اس میں وہی داخل ہوگا جو بڑا بد بخت ہے جس نے جھٹلایا اور پھرا۔'' اور فرمایا: ﴿فَلَا صَدَّقَ وَلَا صَلّٰى ۙ وَلٰكِنْ كَذَّبَ وَ تَوَلّٰى ۙ﴾ (القیٰمۃ 75:31,32) ''تو اس (عاقبت نا اندیش) نے نہ تو (کلام اللہ کی) تصدیق کی اور نہ نماز پڑھی بلکہ جھٹلایا اور پھر گیا۔'' یعنی دل سے جھٹلایا اور فعل کے ساتھ منہ پھیر لیا۔

تفسیر آیات: 49-52

موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کی گفتگو: اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ فرعون نے صانع وخالق، ہر چیز کے معبود، رب اور مالک کے وجود کا انکار کرتے ہوئے موسیٰ علیہ السلام سے کہا: ﴿فَمَنْ رَّبُّكُمَا يٰمُوْسٰى ﴿49﴾﴾ ''اے موسیٰ! تو تمہارا پروردگار کون ہے؟'' یعنی جس نے تمھیں مبعوث کیا اور رسول بنا کر بھیجا ہے میں تو اسے جانتا نہیں اور میں یہ بھی نہیں جانتا کہ میرے علاوہ تمھارا کوئی اور معبود بھی ہے۔ ﴿قَالَ رَبُّنَا الَّذِيْٓ اَعْطٰى كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰى ﴿50﴾﴾ ''اس نے کہا: ہمارا پروردگار وہ ہے جس نے ہر چیز کو اس کی شکل وصورت بخشی، پھر (سیدھی) راہ دکھائی۔'' علی بن ابوطلحہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ جس نے ہر چیز کا جوڑا پیدا کیا۔[1] ضحاک نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جس نے انسان کو انسان، گدھے کو گدھا اور بکری کو بکری بنایا۔[2] لیث بن ابوسلیم نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ جس نے ہر چیز کو اس کی شکل وصورت بخشی۔[3] ابن ابونجیح نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ جس نے ہر جاندار کو مناسب انداز میں پیدا فرمایا۔[4] سعید بن جبیر نے اس آیت کریمہ کے بارے میں فرمایا ہے کہ جس نے مخلوق میں ہر چیز کو وہ کچھ دے دیا جو اس کے لیے موزوں تھا۔ انسان کو حیوان کے وجود کا کوئی حصہ نہیں دیا، کسی مویشی کو کتے کے جسم کا کوئی حصہ نہیں دیا اور کتے کو بکری کے جسم کا حصہ نہیں لگایا اور ہر چیز کو نکاح کے لیے وہ چیز دے دی جو اس کے مناسب حال تھی اور ہر چیز کو اس کے لیے تیار کر دیا، افعال خلق، رزق اور نکاح کے اعتبار سے کوئی چیز ان

① تفسیر الطبری:215/16. ② تفسیر ابن أبی حاتم:2424/7. ③ تفسیر ابن أبی حاتم:2425/7 و تفسیر الطبری: 215/16. ④ تفسیر الطبری:216/16.

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا وَّسَلَكَ لَكُمْ فِیْهَا سُبُلًا وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ؕ فَاَخْرَجْنَا

وہ ذات جس نے تمھارے لیے زمین کو بچھونا بنایا اور تمھارے چلنے کے لیے اس میں راستے بنائے اور آسمان سے پانی نازل کیا، پھر ہم نے اس کے

بِهٖۤ اَزْوَاجًا مِّنْ نَّبَاتٍ شَتّٰی ﴿53﴾ كُلُوْا وَارْعَوْا اَنْعَامَكُمْ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی

ذریعے سے کئی اقسام کی مختلف نباتات نکالیں ﴿53﴾ تم کھاؤ اور اپنے مویشیوں کو چراؤ، بے شک اس میں عقل مندوں کے لیے بہت سی نشانیاں

2 ع 30 11 النُّهٰی ﴿54﴾ مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِیْهَا نُعِیْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰی ﴿55﴾ وَلَقَدْ

ہیں ﴿54﴾ ہم نے تمھیں اسی (زمین) سے پیدا کیا اور اسی میں تمھیں لوٹائیں گے، اور اسی میں سے تمھیں ایک بار پھر نکالیں گے ﴿55﴾ اور بلاشبہ ہم نے

اَرَیْنٰهُ اٰیٰتِنَا كُلَّهَا فَكَذَّبَ وَاَبٰی ﴿56﴾

اس (فرعون) کو اپنی سب نشانیاں دکھا دیں، پھر بھی اس نے جھٹلایا اور انکار کیا ﴿56﴾

(افعال ومعاملات) کی مالک نہیں ہے۔ ① بعض مفسرین نے کہا ہے کہ یہ آیت کریمہ: ﴿ اَعْطٰی كُلَّ شَیْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰی ﴿50﴾ ﴾ اس طرح ہے جیسے یہ آیت ہے: ﴿ وَالَّذِیْ قَدَّرَ فَهَدٰی ﴾ (الأعلٰی 3:87) ”اور جس نے (اس کا) اندازہ ٹھہرایا، پھر (اس کو) رستہ بتایا۔“ یعنی اندازہ مقرر فرما دیا اور پھر مخلوق کی اس کی طرف رہنمائی فرما دی۔

اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات کے اعمال، عمریں اور رزق لکھ دیے اور پھر تمام مخلوقات اللہ تعالیٰ کے مقرر فرمائے ہوئے اندازوں کے مطابق چل رہی ہیں اور اس سے سرمو انحراف نہیں کر سکتیں، کوئی بھی اس اندازے سے باہر نکل ہی نہیں سکتا۔ بہرحال موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کو جواب دیا کہ ہمارا پروردگار وہ ہے جس نے مخلوق کو پیدا فرمایا، ہر چیز کا اندازہ مقرر کیا اور ہر مخلوق کو اپنے ارادے کے مطابق پیدا فرمایا ہے۔

﴿ قَالَ فَمَا بَالُ الْقُرُوْنِ الْاُوْلٰی ﴿51﴾ ﴾ ”کہا: پس پہلی جماعتوں کا کیا حال ہے؟“ اس آیت کے بارے میں سب سے زیادہ صحیح قول یہ ہے کہ فرعون کو موسیٰ علیہ السلام نے جب یہ بتایا کہ اس اللہ تعالیٰ نے انھیں اپنا رسول بنا کر بھیجا ہے جس نے ساری کائنات کو پیدا فرمایا جو ساری مخلوقات کا رازق ہے جس نے ہر چیز کا اندازہ مقرر فرمایا اور جس نے ہر چیز کو راہ دکھائی ہے تو فرعون نے دلیل کے طور پر پہلی جماعتوں کو پیش کیا اور کہا کہ اگر تمھاری بات صحیح ہے تو پھر ان پہلی جماعتوں کا کیا ہے جنھوں نے اے موسیٰ! تمھارے رب کی عبادت نہیں کی تھی بلکہ وہ کسی اور خدا کے پجاری تھے۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کو جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ اگر انھوں نے اللہ تعالیٰ کی عبادت نہیں کی تو اللہ تعالیٰ کو ان کا خوب علم ہے اللہ تعالیٰ کی کتاب لوح محفوظ میں ان کے جو اعمال لکھے ہوئے ہیں وہ ان کے مطابق انھیں بدلہ دے گا: ﴿ لَا یَضِلُّ رَبِّیْ وَلَا یَنْسَی ﴿52﴾ ﴾ ”میرا پروردگار نہ چوکتا ہے اور نہ بھولتا ہے۔“ کوئی چیز اس سے مخفی نہیں، چھوٹی بڑی کوئی چیز اس کے احاطۂ علم سے باہر نہیں اور نہ وہ کسی چیز کو بھولتا ہے، موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا کہ اس کا علم بے پایاں ہر چیز کا احاطہ کیے ہوئے ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات

① تفسیر ابن أبي حاتم :2425/7.

”محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

پاک کی شان یہ ہے کہ وہ قطعاً کسی چیز کو نہیں بھولتا۔ مخلوق کے علم میں دو طرح کا نقص ہے، ایک تو وہ ہر چیز کا احاطہ نہیں کر سکتا اور دوسرا یہ کہ علم کے بعد نسیان لاحق ہو جاتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کی ذات گرامی ہر قسم کے نقص و عیب سے پاک ہے۔

تفسیر آیات: 53-56

موسیٰ علیہ السلام کے جواب کا تتمہ: یہ بھی موسیٰ علیہ السلام کے جواب کا حصہ ہی ہے، فرعون نے موسیٰ علیہ السلام سے جب اللہ تعالیٰ کے بارے میں پوچھا تو آپ نے اللہ تعالیٰ کے اوصاف کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا تھا: ﴿الَّذِیْٓ اَعْطٰى كُلَّ شَیْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰى ۝۵۰﴾ ''جس نے ہر شے کو اس کی شکل وصورت بخشی، پھر اس نے ہدایت دی۔'' پھر درمیان میں جملہ معترضہ آ گیا اور اب پھر موسیٰ علیہ السلام کے جواب کے باقی حصے کا ذکر فرمایا ہے: ﴿الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا﴾ ''وہ (وہی تو ہے) جس نے تم لوگوں کے لیے زمین کو فرش بنایا۔'' بعض نے اسے ﴿مِهٰدًا﴾ بھی پڑھا ہے۔ (اور یہی معروف قراءت ہے۔) یعنی زمین کو اس نے تمھارے لیے جائے قرار بنا دیا جس میں تم رہتے سہتے، چلتے پھرتے، سوتے اور جس کی پشت پر سفر کرتے ہو: ﴿وَّسَلَكَ لَكُمْ فِیْهَا سُبُلًا﴾ ''اور اس میں تمھارے لیے رستے جاری کیے۔'' ایسے رستے جاری کر دیے جن پر تم چلتے پھرتے ہو جیسا کہ فرمایا: ﴿وَجَعَلْنَا فِیْهَا فِجَاجًا سُبُلًا لَّعَلَّهُمْ یَهْتَدُوْنَ ۝﴾ (الأنبیآء 31:21) ''اور ہم نے اس میں کشادہ رستے بنائے تا کہ لوگ راہ پائیں۔'' ﴿وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۭ فَاَخْرَجْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْ نَّبَاتٍ شَتّٰى ۝۵۳﴾ ''اور آسمان سے پانی برسایا، پھر ہم نے اس سے انواع واقسام کی مختلف روئیدگیاں نکالیں'' یعنی انواع واقسام کی نباتات، فصلیں اور پھل پیدا کیے جن میں سے بعض کھٹے، بعض میٹھے اور بعض کڑوے ہیں۔ ﴿كُلُوْا وَارْعَوْا اَنْعَامَكُمْ ۭ﴾ ''(کہ خود بھی) کھاؤ اور اپنے چوپایوں کو بھی چراؤ۔'' یعنی کچھ تو تمھارے کھانے اور پھل ہیں اور کچھ سبز اور خشک چارے تمھارے جانوروں کی خوراک کے لیے ہیں۔ ﴿اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی النُّهٰى ۝۵۴﴾ ''بے شک ان باتوں میں عقل والوں کے لیے (بہت سی) نشانیاں ہیں۔'' صحیح سالم عقل والوں کے لیے ان باتوں میں بہت سے دلائل وبراہین اور نشانات ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور نہ اس کے سوا کوئی پروردگار ہے۔

﴿مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِیْهَا نُعِیْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى ۝۵۵﴾ ''اسی (زمین) سے ہم نے تم کو پیدا کیا اور اسی میں ہم تمھیں لوٹائیں گے اور اسی سے ہم تمھیں دوسری دفعہ نکالیں گے۔'' یعنی زمین سے تمھاری ابتدا ہوئی ہے، تمھارے باپ آدم کو زمین کی مٹی سے پیدا کیا گیا تھا اور مرنے کے بعد پھر تم کو اسی زمین میں لوٹایا جانا ہے اور پھر اسی سے تمھیں دوبارہ نکالیں گے: ﴿یَوْمَ یَدْعُوْكُمْ فَتَسْتَجِیْبُوْنَ بِحَمْدِهٖ وَتَظُنُّوْنَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِیْلًا ۝﴾ (بنی إسرآءیل 52:17) ''جس دن وہ تمھیں پکارے گا تو تم اس کی تعریف کے ساتھ جواب دو گے اور خیال کرو گے کہ تم (دنیا میں) بہت کم (مدت) رہے۔'' یہ آیت کریمہ حسب ذیل آیت کریمہ کی طرح ہے: ﴿قَالَ فِیْهَا تَحْیَوْنَ وَفِیْهَا تَمُوْتُوْنَ وَمِنْهَا تُخْرَجُوْنَ ۝﴾ (الأعراف 25:7) ''اس نے کہا: اسی میں تمھارا جینا ہوگا اور اسی میں مرنا اور اسی میں سے (قیامت کو زندہ کر کے) نکالے جاؤ گے۔''

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

قَالَ اَجِئْتَنَا لِتُخْرِجَنَا مِنْ اَرْضِنَا بِسِحْرِكَ يٰمُوْسٰى ﴿57﴾ فَلَنَاْتِيَنَّكَ بِسِحْرٍ مِّثْلِهٖ

کہنے لگا: اے موسیٰ! کیا تو ہمارے پاس اسی لیے آیا ہے کہ اپنے جادو سے ہمیں ہماری سرزمین سے نکال دے؟﴿57﴾ چنانچہ ہم تیرے پاس (مقابل)

فَاجْعَلْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ مَوْعِدًا لَّا نُخْلِفُهٗ نَحْنُ وَلَآ اَنْتَ مَكَانًا سُوًى ﴿58﴾ قَالَ

اس جیسا ہی جادو لائیں گے، لہٰذا تو ہمارے اور اپنے درمیان ایک وعدہ ٹھہرا، نہ ہم اس کی خلاف ورزی کریں اور نہ تو، ایک ہموار جگہ میں﴿58﴾ اس

مَوْعِدُكُمْ يَوْمُ الزِّيْنَةِ وَاَنْ يُّحْشَرَ النَّاسُ ضُحًى ﴿59﴾

(موسیٰ) نے کہا: تمھارا وعدہ زینت (جشن) کا دن ہے، اور یہ کہ لوگ دن چڑھے اکٹھے کیے جائیں﴿59﴾

فرعون تمام نشانیاں دیکھنے کے باوجود ایمان نہ لایا: ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلَقَدْ اَرَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا كُلَّهَا فَكَذَّبَ وَاَبٰى ﴿56﴾﴾ ’’اور البتہ تحقیق ہم نے فرعون کو اپنی سب نشانیاں دکھائیں مگر وہ تکذیب اور انکار ہی کرتا رہا۔‘‘ فرعون کو تمام دلائل و براہین اور نشانیاں دکھا دی گئیں جنھیں اس نے خوب دیکھا مگر وہ تکذیب، انکار، کفر، فساد اور سرکشی کی روش پر ہی قائم رہا جیسا کہ فرمایا: ﴿وَجَحَدُوْا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَآ اَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَّعُلُوًّا ؕ﴾ (النمل 14:27) ’’اور انھوں نے ظلم اور تکبر کی وجہ سے ان کا انکار کر دیا تھا، جبکہ ان کے نفس (دل) ان کو مان چکے تھے۔‘‘

تفسیر آیات: 57-59

فرعون نے معجزات کو جادو قرار دیا: اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کو جب سب سے بڑا معجزہ دکھایا، یعنی جب اپنی لاٹھی کو پھینکا اور اس نے ایک بہت زبردست سانپ کا روپ دھار لیا اور ہاتھ کو بغل سے نکالا تو وہ کسی خرابی کے بغیر چمک رہا تھا تو فرعون نے کہا کہ یہ تو جادو ہے اور تم ہمارے پاس کیا اس لیے آئے ہو کہ ہم پر جادو کر دو اور اس جادو سے لوگوں پر تسلط حاصل کر لو تاکہ وہ تمھاری پیروی کریں اور پھر ہمارے مقابلے میں تمھارے ماننے والوں کی تعداد زیادہ ہو جائے لیکن ایسا کبھی نہیں ہوگا، ہمارے پاس بھی تمھارے جادو جیسا جادو موجود ہے، لہٰذا تم اپنے جادو پر غرور نہ کرو۔ ﴿فَاجْعَلْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ مَوْعِدًا﴾ ’’پس ہمارے اور اپنے درمیان ایک وقت مقرر کر لو۔‘‘ یعنی ایک دن مقرر کر لو جس میں ہم اور تم جمع ہوں اور پھر ایک مقرر جگہ پر اور متعین وقت میں ہم ایک دوسرے کے جادو کا مقابلہ کریں تو موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: ﴿مَوْعِدُكُمْ يَوْمُ الزِّيْنَةِ﴾ ’’تمھارے لیے یوم زینت کا وعدہ ہے۔‘‘ یہ ان کی عید نوروز کا دن تھا جس میں سب لوگ اپنے اپنے کام کاج سے فارغ ہو کر جمع ہو جایا کرتے تھے۔ موسیٰ علیہ السلام نے اس دن کا انتخاب اس لیے فرمایا تاکہ سب لوگ جمع ہو کر اللہ تعالیٰ کی قدرت، اللہ تعالیٰ کے نبی کے معجزے اور اس بات کا مشاہدہ کر لیں کہ جادوگر حضرات انبیائے کرام کے معجزات کا مقابلہ نہیں کر سکتے، اسی لیے موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: ﴿وَاَنْ يُّحْشَرَ النَّاسُ ضُحًى ﴿59﴾﴾ ’’اور یہ کہ لوگ (اس دن) چاشت کے وقت اکٹھے ہو جائیں‘‘ تاکہ سارا معاملہ بالکل ظاہر، روشن اور واضح ہو جائے، حضرات انبیائے کرام کی شان یہی ہوتی ہے کہ ان کا ہر کام واضح اور روشن ہوتا ہے، اس میں نہ کوئی چیز مخفی ہوتی ہے اور نہ مصنوعی، اس لیے آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ مقابلہ رات کو ہوگا بلکہ فرمایا کہ مقابلہ دن کے اجالے میں ہوگا۔

”محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

فَتَوَلّٰى فِرْعَوْنُ فَجَمَعَ كَيْدَهٗ ثُمَّ اَتٰى ﴿60﴾ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰى وَيْلَكُمْ لَا تَفْتَرُوْا عَلَى

چنانچہ فرعون (محل میں) واپس آیا، پھر اپنی ساری چالیں جمع کیں، پھر (میدان میں) آ گیا﴿60﴾ موسیٰ نے ان سے کہا: تمھارے لیے ہلاکت ہو! تم اللہ پر

اللّٰهِ كَذِبًا فَيُسْحِتَكُمْ بِعَذَابٍ ۚ وَقَدْ خَابَ مَنِ افْتَرٰى ﴿61﴾ فَتَنَازَعُوْٓا اَمْرَهُمْ

جھوٹ نہ گھڑو، ورنہ وہ عذاب سے تمھیں تباہ کر دے گا اور جس نے جھوٹ گھڑا یقیناً وہ ناکام رہا﴿61﴾ پھر انھوں نے آپس میں اپنے معاملے

بَيْنَهُمْ وَاَسَرُّوا النَّجْوٰى ﴿62﴾ قَالُوْٓا اِنْ هٰذٰىنِ لَسٰحِرٰنِ يُرِيْدٰنِ اَنْ يُّخْرِجٰكُمْ

میں باہم اختلاف کیا اور رازداری سے مشورہ کیا﴿62﴾ وہ بولے: بلاشبہ یہ دونوں جادوگر ہیں، یہ چاہتے ہیں کہ اپنے جادو (کے زور) سے تمھیں

مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهِمَا وَيَذْهَبَا بِطَرِيْقَتِكُمُ الْمُثْلٰى ﴿63﴾ فَاَجْمِعُوْا كَيْدَكُمْ ثُمَّ

تمھاری سرزمین سے نکال دیں اور تمھارا عمدہ نظام لے جائیں (تباہ و برباد کر دیں)﴿63﴾ لہٰذا اپنی تدبیریں پختہ کر لو، پھر صف باندھ کر آ جاؤ اور بلاشبہ جو

ائْتُوْا صَفًّا ۚ وَقَدْ اَفْلَحَ الْيَوْمَ مَنِ اسْتَعْلٰى ﴿64﴾

(آج) غالب رہا وہ کامیاب ٹھہرا﴿64﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ یہ دن یوم عاشوراء تھا۔[1] سدی، قتادہ اور ابن زید سے روایت ہے کہ یہ ان کی عید کا دن تھا۔[2] سعید بن جبیر کا قول ہے کہ یہ ان کے بازار کا دن تھا۔[3] اور ان اقوال میں کوئی تضاد نہیں ہے کیونکہ سب کا مفہوم ایک ہی ہے۔ اس جیسے دن میں اللہ تعالیٰ نے فرعون اور اس کے لشکر کو ہلاک کیا تھا جیسا کہ صحیح بخاری سے ثابت ہے۔[4] عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم کہتے ہیں کہ ﴿مَكَانًا سُوًى ﴿58﴾﴾ کے معنی ایک ہموار میدان کے ہیں جس میں کوئی نشیب و فراز نہ ہوتا کہ سب لوگ مقابلہ صاف صاف دیکھ سکیں اور کسی سے بھی کوئی بات اوجھل نہ ہو۔[5]

تفسیر آیات: 60-64

دونوں گروہوں کا اجتماع: اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا کہ جب فرعون اور موسیٰ علیہ السلام نے آپس میں معاہدہ کر کے خاص وقت اور مخصوص جگہ کا تعین کر لیا تو فرعون لوٹ گیا اور اس نے اپنے ملک کے شہروں میں سے جادوگروں کو جمع کرنا شروع کر دیا اور اس دور میں جادو کا بے حد چرچا تھا۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ﴿وَقَالَ فِرْعَوْنُ ائْتُوْنِيْ بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِيْمٍ ۝﴾ (یونس 79:10) ”اور فرعون نے حکم دیا کہ سب کامل فن جادوگروں کو میرے پاس لے آؤ۔“ پھر سب لوگ بھی جمع ہو گئے۔ ﴿لِمِيْقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ۝﴾ (الشعرآء 38:26) ”ایک مقررہ دن کی میعاد پر۔“ یہ عید کا دن تھا، فرعون اپنے تخت پر بیٹھ گیا، اعیان حکومت قطار در قطار اس کے پاس بیٹھ گئے، جب ساری رعایا دائیں بائیں کھڑی ہو گئی تو موسیٰ علیہ السلام اپنے عصا پر سہارا لیے تشریف لائے اور آپ کے ہمراہ آپ کے بھائی ہارون علیہ السلام بھی تھے، تمام جادوگر فرعون کے سامنے صفوں میں کھڑے ہو گئے

① الدر المنثور:540/4. ② تفسیر الطبری:222/16. ③ تفسیر الطبری:222/16 والدر المنثور:540/4. ④ دیکھیے صحیح البخاری، التفسیر، باب: ﴿وَجٰوَزْنَا بِبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْبَحْرَ ......﴾ (یونس 90:10)، حدیث:4680 و 2004.
⑤ تفسیر الطبری:221/16.

”محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

اور فرعون انھیں ترغیب دے رہا تھا کہ آج تم اپنے فن کے خوب خوب جوہر دکھانا، جادوگر بھی بڑے انعام واکرام کی خواہش کا اظہار کر رہے تھے اور فرعون ان سے وعدے کر رہا تھا۔

جادوگروں نے کہا: ﴿ اِنَّ لَنَا لَاَجْرًا اِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغٰلِبِيْنَ ○ قَالَ نَعَمْ وَاِنَّكُمْ اِذًا لَّمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ○ ﴾ (الشعرآء 42,41:26) ''اگر ہم غالب رہے تو ہمیں صلہ بھی عطا ہوگا؟ فرعون نے کہا: ہاں، اور تم مقربوں میں بھی داخل کر لیے جاؤ گے۔'' اور فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿ وَيْلَكُمْ لَا تَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ﴾ ''موسیٰ نے ان سے فرمایا: ہائے تمھاری کم بختی! اللہ پر جھوٹ نہ باندھو'' یعنی اپنے کرتبوں کے ذریعے سے لوگوں کے سامنے ایسی چیزیں نہ بناؤ جن کی کوئی حقیقت ہی نہ ہو، لوگ سمجھنے لگیں کہ یہ جاندار ہیں، حالانکہ وہ جاندار نہیں ہیں اور اس طرح تم اللہ تعالیٰ کی طرف جھوٹی باتیں منسوب کرنے لگو گے۔ ﴿ فَيُسْحِتَكُمْ بِعَذَابٍ ﴾ ''کیونکہ وہ تمھیں عذاب سے فنا کر دے گا۔'' یعنی عبرت ناک سزا دے کر وہ تمھیں اس طرح ہلاک کر دے گا کہ تمھارا نام ونشان باقی نہ رہے گا۔ ﴿ وَقَدْ خَابَ مَنِ افْتَرٰى ⁦٦١⁩ فَتَنَازَعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ ﴾ ''اور یقیناً جس نے افترا کیا وہ نامراد رہا تو وہ باہم اپنے معاملے میں جھگڑنے لگے۔'' اس کے یہ معنی بیان کیے گئے ہیں کہ وہ آپس ہی میں اختلاف کرنے لگے، کسی نے یہ کہا کہ یہ کسی جادوگر کا کلام نہیں بلکہ یہ تو نبی کا کلام ہے اور کسی نے کہا کہ نہیں یہ جادوگر ہے، اسی طرح کی کچھ اور باتیں بھی کی گئیں۔ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ.

فرمان الٰہی ہے: ﴿ وَاَسَرُّوا النَّجْوٰى ⁦٦٢⁩ ﴾ ''اور چپکے چپکے سرگوشی کرنے لگے۔'' یعنی آپس میں سرگوشیاں کرتے ہوئے کہنے لگے، ﴿ اِنْ هٰذٰىنِ لَسٰحِرٰنِ ﴾ ''یہ دونوں جادوگر ہیں۔'' یہ بعض عرب کی لغت کے مطابق ہے جبکہ یہ قراءت انھی کے بیان کردہ اعراب کے مطابق ہے اور بعض نے اسے اس طرح پڑھا ہے: [إِنَّ هٰذَيْنِ لَسٰحِرَانِ] اور یہ مشہور لغت ہے۔ پہلی قراءت کے جواب میں علمائے نحو نے کافی مفصل بحث کی ہے جس کی تفصیل کا یہ موقع نہیں ہے۔ الغرض! جادوگروں نے آپس میں گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ تم جانتے ہو کہ یہ شخص اور اس کا بھائی۔ یعنی موسیٰ وہارون علیہما السلام۔ دونوں ماہر جادوگر ہیں اور جادو کے فن کو خوب جانتے ہیں اور آج ان کا ارادہ یہ ہے کہ وہ تم پر اور تمھاری قوم پر غالب آجائیں تاکہ سب لوگوں پر تسلط جما لیں، لوگ ان کی پیروی کرنے لگیں، وہ دونوں فرعون اور اس کے لشکروں سے لڑائی کر کے ان پر کامیابی حاصل کر لیں اور تم سب کو تمھاری زمین سے باہر نکال دیں۔

فرمان الٰہی ہے: ﴿ وَيَذْهَبَا بِطَرِيْقَتِكُمُ الْمُثْلٰى ⁦٦٣⁩ ﴾ ''اور وہ دونوں تمھارے عمدہ طریقے کو ختم کر دیں۔'' یعنی اپنے اس جادو کے ساتھ وہ تمھارے مذہب کو نیست ونابود کر دیں، جادو ہی کی وجہ سے ان کی تعظیم کی جاتی تھی اور اس کی وجہ سے وہ مال کماتے تھے، لہٰذا وہ یہ کہہ رہے تھے کہ اگر یہ دونوں غالب آگئے تو وہ تم سب کو تباہ کر دیں گے اور تمھیں تمھاری زمین سے نکال دیں گے، دونوں خود زمین کے مالک بن جائیں گے اور بلا شرکتِ غیرے دونوں حکومت پر قبضہ جما لیں گے۔ عبدالرحمٰن بن زید کہتے ہیں کہ تمھارے شائستہ مذہب کو نابود کر دیں جس پر تم ہو۔[1] ﴿ فَاَجْمِعُوْا كَيْدَكُمْ ثُمَّ ائْتُوْا صَفًّا ﴾ ''پس تم

[1] تفسیر ابن أبي حاتم:2427/7.

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

قَالُوۡا یٰمُوۡسٰۤی اِمَّاۤ اَنۡ تُلۡقِیَ وَ اِمَّاۤ اَنۡ نَّکُوۡنَ اَوَّلَ مَنۡ اَلۡقٰی ﴿65﴾ قَالَ بَلۡ اَلۡقُوۡا ۚ فَاِذَا

(ان جادوگروں نے) کہا: اے موسیٰ! یا تو تو ڈال یا ہم ہی ہوں پہلے ڈالنے والے؟ ﴿65﴾ اس (موسیٰ) نے کہا: بلکہ تمھی ڈالو، پھر ناگہاں ان کے جادو کی وجہ

حِبَالُہُمۡ وَ عِصِیُّہُمۡ یُخَیَّلُ اِلَیۡہِ مِنۡ سِحۡرِہِمۡ اَنَّہَا تَسۡعٰی ﴿66﴾ فَاَوۡجَسَ فِیۡ نَفۡسِہٖ

سے موسیٰ کو یہ خیال گزرنے لگا کہ ان کی رسیاں اور ان کی لاٹھیاں بلاشبہ دوڑ رہی ہیں ﴿66﴾ پھر موسیٰ نے اپنے نفس میں خوف محسوس کیا ﴿67﴾ ہم نے کہا:

خِیۡفَۃً مُّوۡسٰی ﴿67﴾ قُلۡنَا لَا تَخَفۡ اِنَّکَ اَنۡتَ الۡاَعۡلٰی ﴿68﴾ وَ اَلۡقِ مَا فِیۡ یَمِیۡنِکَ تَلۡقَفۡ مَا

خوف نہ کھا، بے شک تو ہی غالب رہے گا ﴿68﴾ اور جو (لاٹھی) تیرے دائیں ہاتھ میں ہے اسے ڈال دے، وہ اس کو نگل جائے گی جو کچھ انھوں نے بنایا

صَنَعُوۡا ؕ اِنَّمَا صَنَعُوۡا کَیۡدُ سٰحِرٍ ؕ وَ لَا یُفۡلِحُ السّٰحِرُ حَیۡثُ اَتٰی ﴿69﴾ فَاُلۡقِیَ السَّحَرَۃُ سُجَّدًا

ہے، بس انھوں نے تو جادوگر کا فریب بنایا ہے، اور جادوگر جہاں سے بھی آئے کامیاب نہیں ہوتا ﴿69﴾ چنانچہ جادوگر بے اختیار سجدے میں گر گئے، اور

قَالُوۡۤا اٰمَنَّا بِرَبِّ ہٰرُوۡنَ وَ مُوۡسٰی ﴿70﴾

کہنے لگے: ہم ہارون اور موسیٰ کے رب پر ایمان لائے ﴿70﴾

اپنی (جادو کی) ساری تدبیریں اکٹھی کر لو، پھر قطار باندھ کر آؤ۔‘‘ یعنی تم سب ایک ہی صف میں کھڑے ہو جاؤ اور جو کچھ تمھارے ہاتھوں میں ہے اسے سب یکبار پھینک دو تاکہ لوگوں کی آنکھیں چندھیا جائیں اور اس طرح تم موسیٰ اور ہارون علیہما السلام پر غالب آ جاؤ۔ ﴿وَقَدۡ اَفۡلَحَ الۡیَوۡمَ مَنِ اسۡتَعۡلٰی ﴿64﴾﴾ ’’اور آج جو غالب رہا یقیناً وہی کامیاب ہوا۔‘‘ یعنی ہم میں اور موسیٰ علیہ السلام میں سے جو غالب رہا تو وہ کامیاب ہوا، اگر ہم غالب آ گئے تو فرعون نے ہم سے بہت بڑے انعام واکرام کا وعدہ کیا ہے اور اگر موسیٰ علیہ السلام غالب آ گئے تو وہ عظیم حکومت کے مالک بن جائیں گے۔

تفسیر آیات:65-70

موسیٰ علیہ السلام کی کامیابی: اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ جب جادوگر اور موسیٰ علیہ السلام ایک دوسرے کے بالمقابل صف آرا ہو گئے تو جادوگروں نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا: ﴿اِمَّاۤ اَنۡ تُلۡقِیَ وَ اِمَّاۤ اَنۡ نَّکُوۡنَ اَوَّلَ مَنۡ اَلۡقٰی ﴿65﴾ قَالَ بَلۡ اَلۡقُوۡا ۚ﴾ ’’یا تو تم (اپنی چیز) ڈالو، اور یا ہم (اپنی چیزیں) پہلے ڈالتے ہیں۔ موسیٰ (علیہ السلام) نے کہا: نہیں تم ہی ڈالو۔‘‘ یعنی پہلے تم ڈالو تاکہ ہم یہ دیکھیں کہ تم کیا جادو کرتے ہو اور تاکہ لوگوں کے سامنے تمھارا کرتب واضح ہو جائے۔ ﴿فَاِذَا حِبَالُہُمۡ وَ عِصِیُّہُمۡ یُخَیَّلُ اِلَیۡہِ مِنۡ سِحۡرِہِمۡ اَنَّہَا تَسۡعٰی ﴿66﴾﴾ ’’(جب انھوں نے اپنی چیزیں ڈالیں) تو ناگہاں ان کی رسیاں اور لاٹھیاں ان کے جادو کی وجہ سے اس (موسیٰ علیہ السلام) کے خیال میں ایسی لگیں کہ وہ (میدان میں ادھر ادھر) دوڑ رہی ہیں۔‘‘ دوسری آیت میں ہے کہ جب انھوں نے اپنی چیزیں ڈالیں تو: ﴿وَ قَالُوۡا بِعِزَّۃِ فِرۡعَوۡنَ اِنَّا لَنَحۡنُ الۡغٰلِبُوۡنَ ۝﴾ (الشعرآء 26:44) ’’اور وہ کہنے لگے کہ فرعون کے اقبال کی قسم! ہم ضرور غالب رہیں گے۔‘‘ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿سَحَرُوۡۤا اَعۡیُنَ النَّاسِ وَ اسۡتَرۡہَبُوۡہُمۡ وَ جَآءُوۡ بِسِحۡرٍ عَظِیۡمٍ ۝﴾ (الأعراف 7:116) ’’انھوں نے لوگوں کی آنکھوں پر جادو کر دیا اور (دلوں کو) خوفزدہ کر دیا اور بہت بڑا جادو لائے۔‘‘ اور یہاں فرمایا: ﴿فَاِذَا حِبَالُہُمۡ وَ عِصِیُّہُمۡ یُخَیَّلُ اِلَیۡہِ مِنۡ سِحۡرِہِمۡ اَنَّہَا تَسۡعٰی ﴿66﴾﴾ ’’تو وہ ناگہاں رسیاں اور لاٹھیاں ان

’’محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ‘‘

www.KitaboSunnat.com

کے جادو کی وجہ سے اس (موسیٰ علیہ السلام) کے خیال میں ایسے آنے لگیں کہ وہ (میدان میں ادھر ادھر) دوڑ رہی ہیں۔‘‘ جادوگروں کا ایک جم غفیر اور جماعت کثیر تھی، ان میں سے ہر ایک نے لاٹھی اور رسی پھینکی حتی کہ محسوس ہوتا تھا کہ سارا میدان سانپوں سے بھر گیا ہے اور وہ ایک دوسرے کے اوپر چڑھ رہے ہیں۔

ارشاد الٰہی ہے: ﴿فَاَوْجَسَ فِيْ نَفْسِهٖ خِيْفَةً مُّوْسٰى ۝﴾ ’’تو (اس وقت) موسیٰ علیہ السلام نے اپنے دل میں خوف محسوس کیا۔‘‘ موسیٰ علیہ السلام کو لوگوں کے بارے میں یہ خوف ہوا کہ وہ ان کے جادو کی وجہ سے کہیں فتنے میں مبتلا نہ ہو جائیں اور موسیٰ علیہ السلام کے اپنی لاٹھی کے پھینکنے سے پہلے کہیں دھوکا نہ کھا جائیں، اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس وقت موسیٰ علیہ السلام کی طرف یہ وحی نازل فرمائی: ﴿وَاَلْقِ مَا فِيْ يَمِيْنِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوْا ؕ﴾ ’’جو چیز (لاٹھی) تمھارے دائیں ہاتھ میں ہے اسے ڈال دو کہ جو کچھ انھوں نے بنایا ہے اس کو نگل جائے گی۔‘‘ کیونکہ موسیٰ علیہ السلام کی لاٹھی ایک ایسا عظیم الشان اور ہولناک سانپ بن گئی تھی جس کے پاؤں بھی تھے، گردن، سر اور داڑھیں بھی، اس نے ان لاٹھیوں اور رسیوں میں سے ایک ایک کا پیچھا کیا اور ان سب کو نگل لیا، جادوگروں اور دیگر سب لوگوں نے بھی دن کے اجالے میں صاف صاف یہ منظر دیکھا اور اس سے معجزہ نمودار، برہان واضح اور حق غالب آ گیا اور جادو مغلوب اور باطل قرار پا گیا، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿اِنَّمَا صَنَعُوْا كَيْدُ سٰحِرٍ ؕ وَلَا يُفْلِحُ السّٰحِرُ حَيْثُ اَتٰى ۝﴾ ’’بلاشبہ جو کچھ انھوں نے بنایا ہے (یہ تو) جادوگروں کے ہتھکنڈے ہیں اور جادوگر جہاں سے بھی آئے فلاح نہیں پائے گا۔‘‘

جادوگر ایمان لے آئے: جادوگروں نے جب یہ منظر دیکھا تو انھیں علم الیقین حاصل ہو گیا کہ موسیٰ علیہ السلام نے جو کارنامہ سرانجام دیا ہے یہ جادو کی شعبدہ بازی اور حیلہ سازی نہیں کیونکہ انھیں جادو کے تمام فنون، طریقوں اور وجود کا علم تھا، انھیں یقین کامل حاصل ہو گیا کہ موسیٰ علیہ السلام بلاشبہ حق پر ہیں کیونکہ اس طرح کا کام تو وہی سرانجام دے سکتا ہے جس کی شان یہ ہے کہ وہ جب کسی چیز سے فرماتا ہے ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے، اس یقین کامل کے حصول کا نتیجہ یہ نکلا کہ تمام جادوگر اللہ رب ذوالجلال کے حضور سجدہ ریز ہو گئے اور کہنے لگے: ﴿اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ رَبِّ مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ۝﴾ (الأعراف7:121,122) ’’ہم تمام جہانوں کے مالک پر ایمان لائے، جو موسیٰ (علیہ السلام) اور ہارون (علیہ السلام) کا مالک ہے۔‘‘ اسی لیے ابن عباس رضی اللہ عنہما اور عبید بن عمیر کا قول ہے کہ یہ لوگ دن کے ابتدائی حصے میں جادوگر تھے مگر دن کے آخری حصے میں شہداء اور نیکوکار۔[1]

جادوگروں کی تعداد: ابن ابوحاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کو بیان کیا ہے کہ یہ جادوگر ستر آدمی تھے جو صبح کے وقت جادوگر مگر شام کو شہداء تھے۔[2] ابن ابوحاتم ہی نے اوزاعی کی روایت کو بیان کیا ہے کہ جادوگر جب سجدہ ریز ہوئے تو جنت کو ان کے سامنے کر دیا گیا حتی کہ وہ جنت کو اپنے سر کی آنکھوں سے دیکھنے لگے۔[3] سعید بن جبیر سے بھی روایت ہے کہ حالت سجدہ

---

[1] تفسير الطبرى:235/16 و تفسير عبد الرزاق:373/2، رقم: 1819. [2] تفسير ابن أبى حاتم:2428/7. [3] تفسير ابن أبى حاتم:2428/7.

’’محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ‘‘

www.KitaboSunnat.com

قَالَ اٰمَنۡتُمۡ لَهٗ قَبۡلَ اَنۡ اٰذَنَ لَكُمۡ ؕ اِنَّهٗ لَكَبِيۡرُكُمُ الَّذِىۡ عَلَّمَكُمُ السِّحۡرَ ۚ فَلَاُقَطِّعَنَّ

فرعون نے کہا: کیا تم میری اجازت سے پہلے ہی اس پر ایمان لائے ہو؟ یقیناً یہ تمھارا بڑا ہی تو ہے جس نے تمھیں جادو سکھایا، لہٰذا میں تمھارے ہاتھ

اَيۡدِيَكُمۡ وَاَرۡجُلَكُمۡ مِّنۡ خِلَافٍ وَّلَاُصَلِّبَنَّكُمۡ فِىۡ جُذُوۡعِ النَّخۡلِ ۚ وَلَتَعۡلَمُنَّ اَيُّنَاۤ

اور پاؤں ایک دوسرے کی مخالف سمتوں سے ضرور کٹواؤں گا، اور تمھیں کھجور کے تنوں پر ضرور سولی دوں گا، اور تمھیں ضرور معلوم ہو جائے گا کہ ہم

اَشَدُّ عَذَابًا وَّاَبۡقٰى ﴿71﴾ قَالُوۡا لَنۡ نُّؤۡثِرَكَ عَلٰى مَا جَآءَنَا مِنَ الۡبَيِّنٰتِ وَالَّذِىۡ

میں سے کس کا عذاب زیادہ سخت اور دیرپا ہے ﴿71﴾ وہ کہنے لگے: ہم تجھے کبھی ترجیح نہیں دیں گے اُن واضح دلائل پر جو ہمارے پاس آچکے اور نہ اس

فَطَرَنَا فَاقۡضِ مَاۤ اَنۡتَ قَاضٍ ؕ اِنَّمَا تَقۡضِىۡ هٰذِهِ الۡحَيٰوةَ الدُّنۡيَا ﴿72﴾ اِنَّاۤ اٰمَنَّا

ذات پر جس نے ہمیں پیدا کیا، پس تو جو کر سکتا ہے کر گزر، بس تو تو اس دنیاوی زندگی ہی کا فیصلہ کرے گا ﴿72﴾ بے شک ہم اپنے رب پر ایمان لائے

بِرَبِّنَا لِيَـغۡفِرَ لَنَا خَطٰيٰنَا وَمَاۤ اَكۡرَهۡتَنَا عَلَيۡهِ مِنَ السِّحۡرِ ؕ وَاللّٰهُ خَيۡرٌ وَّاَبۡقٰى ﴿73﴾

ہیں تاکہ وہ ہمیں بخش دے ہماری خطائیں اور وہ جادو بھی جس پر تو نے ہمیں مجبور کیا، اور اللہ بہت بہتر اور وہی باقی رہنے والا ہے ﴿73﴾

الثلثة

میں انھیں جنت میں ان کے مقامات دکھا دیے گئے، عکرمہ اور قاسم بن ابو بزّہ کا بھی یہی قول ہے۔[1]

تفسیر آیات: 71-73

فرعون کی جادوگروں کو سرزنش: اللہ تعالیٰ نے فرعون کے کفر، عناد، سرکشی اور حق کے مقابلے میں باطل پر ہٹ دھرمی کو بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ جب اس نے ایسے زبردست معجزے اور ایسی عظیم الشان نشانی کو دیکھا، نیز اس نے یہ بھی دیکھا کہ جن لوگوں کو اپنی تائید وحمایت میں وہ میدان میں لے کر آیا تھا وہ تو سب لوگوں کے سامنے موسیٰ علیہ السلام کے پروردگار پر ایمان لے آئے ہیں اور وہ مکمل طور پر مغلوب اور ناکام ونامراد ہو گیا ہے تو اس نے ضد اور ہٹ دھرمی کا مظاہرہ شروع کر دیا اور جادوگروں کو دبانے کے لیے اس نے اپنے جاہ ومنصب کو استعمال کرنا شروع کر دیا اور جادوگروں کو سرزنش کرتے ہوئے کہنے لگا: ﴿اٰمَنۡتُمۡ لَهٗ﴾ ''تم اس پر ایمان لے آئے ہو!'' یعنی تم لوگوں نے اس کی تصدیق کر دی ہے، ﴿قَبۡلَ اَنۡ اٰذَنَ لَكُمۡ ؕ﴾ ''پیشتر اس کے کہ میں تمھیں اجازت دوں۔'' میں نے تو ابھی تمھیں یہ حکم نہیں دیا تھا کہ تم موسیٰ علیہ السلام کے رب پر ایمان لے آؤ۔ میرے بارے میں تم فتنے میں مبتلا ہو گئے ہو۔ فرعون نے یہ ایک ایسی بات کہی تھی جس کے بارے میں اسے بھی علم تھا اور جادوگروں کے علاوہ دیگر لوگوں کو بھی یہ معلوم تھا کہ یہ بے ہودہ بات اور جھوٹ ہے۔

﴿اِنَّهٗ لَكَبِيۡرُكُمُ الَّذِىۡ عَلَّمَكُمُ السِّحۡرَ ۚ﴾ ''بے شک وہ تمھارا بڑا (استاد) ہے جس نے تم کو جادو سکھایا ہے۔'' یعنی تم نے تو جادو موسیٰ علیہ السلام ہی سے سیکھا ہے اور تم نے میرے اور میری رعایا کے بارے میں ایکا کر لیا تھا تاکہ تم موسیٰ علیہ السلام کو کامیاب قرار دلا سکو جیسا کہ دوسری آیت میں فرمایا گیا ہے: ﴿اِنَّ هٰذَا لَمَكۡرٌ مَّكَرۡتُمُوۡهُ فِى الۡمَدِيۡنَةِ لِتُخۡرِجُوۡا مِنۡهَاۤ اَهۡلَهَا ۚ فَسَوۡفَ تَعۡلَمُوۡنَ ۝﴾ (الأعراف 123:7) ''بے شک یہ فریب ہے جو تم نے مل کر شہر میں کیا ہے تاکہ اہل شہر کو یہاں سے نکال دو، سو

[1] تفسير ابن أبي حاتم: 2428/7 والدر المنثور: 200/3.

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

عنقریب (اس کا نتیجہ) معلوم کرلو گے۔" پھر اس نے دھمکی دیتے ہوئے کہا: ﴿ فَلَاُقَطِّعَنَّ اَيۡدِيَكُمۡ وَاَرۡجُلَكُمۡ مِّنۡ خِلَافٍ وَّلَاُوصَلِّبَنَّكُمۡ فِىۡ جُذُوۡعِ النَّخۡلِ ﴾ "لہٰذا میں تمھارے ہاتھ اور پاؤں (جانبِ) خلاف سے کٹوا دوں گا اور کھجور کے تنوں پر سولی چڑھوا دوں گا۔" یعنی تمھارا مثلہ کردوں گا، تمھیں قتل کردوں گا اور تمھیں ذلیل کردوں گا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ یہ سزائیں سب سے پہلے فرعون ہی نے دی تھیں۔[1]

فرمان الٰہی ہے: ﴿ وَلَتَعۡلَمُنَّ اَيُّنَاۤ اَشَدُّ عَذَابًا وَّاَبۡقٰى ﴾ "اور (اس وقت) تم ضرور جان لو گے کہ ہم میں سے کس کا عذاب زیادہ سخت اور دیر تک رہنے والا ہے!" یعنی تم یہ دعویٰ کرتے ہو کہ میں اور میری قوم ضلالت پر ہیں اور تم موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کے ہمراہ ہدایت پر ہو لیکن عنقریب تم جان لو گے کہ عذاب کسے حاصل ہوتا ہے اور اس میں مبتلا کون رہتا ہے۔ فرعون نے انھیں جب یہ دھمکیاں دیں تو اللہ تعالیٰ کے رستے میں انھیں اپنی جانیں بہت حقیر معلوم ہونے لگیں۔ ﴿ قَالُوۡا لَنۡ نُّؤۡثِرَكَ عَلٰى مَا جَآءَنَا مِنَ الۡبَيِّنٰتِ ﴾ "انھوں نے کہا کہ جو دلائل ہمارے پاس آ گئے ہیں ان پر ہم آپ کو ہرگز ترجیح نہیں دیں گے۔" یعنی ہمیں جو ہدایت اور یقین حاصل ہو گیا ہے اس پر ہم آپ کو ہرگز ترجیح نہیں دیں گے۔ ﴿ وَالَّذِىۡ فَطَرَنَا ﴾ "اور جس نے ہم کو پیدا کیا ہے۔" اس بات کا بھی احتمال ہے کہ یہ قسم ہو اور اس بات کا بھی احتمال ہے کہ اس کا ﴿ الۡبَيِّنٰتِ ﴾ پر عطف ہو، معنی یہ ہوں گے کہ انھوں نے کہا کہ ہم اپنے اس پیدا کرنے والے پر تجھے ہرگز ترجیح نہیں دیں گے جس نے ہمیں عدم سے وجود بخشا اور ہماری تخلیق کا آغاز مٹی سے کیا، وہی ذات گرامی اس بات کی مستحق ہے کہ اس کی عبادت کی جائے اور اس کے حضور عجز و انکسار کا اظہار کیا جائے۔

﴿ فَاقۡضِ مَاۤ اَنۡتَ قَاضٍ ﴾ "پس تو نے جو حکم دینا ہو دے دے۔" یعنی تم جو چاہو کرلو اور جو کچھ تمھارے بس میں ہو اسے کر گزرو۔ ﴿ اِنَّمَا تَقۡضِىۡ هٰذِهِ الۡحَيٰوةَ الدُّنۡيَا ﴾ "تو (جو) حکم دے سکتا ہے وہ صرف اسی دنیا کی زندگی میں (دے سکتا) ہے۔" تمھیں صرف اسی دنیا میں تسلط حاصل ہے اور یہ دنیا ختم ہو جانے والی ہے جبکہ ہماری رغبت آخرت میں ہے جو ہمیشہ باقی رہنے والی ہے۔ ﴿ اِنَّاۤ اٰمَنَّا بِرَبِّنَا لِيَـغۡفِرَ لَنَا خَطٰيٰنَا ﴾ "بلاشبہ ہم اپنے پروردگار پر ایمان لائے تاکہ وہ ہمارے گناہوں کو معاف کرے۔" یعنی ہم سے جو گناہ بھی سرزد ہوئے، خصوصاً ﴿ مَاۤ اَكۡرَهۡتَنَا عَلَيۡهِ مِنَ السِّحۡرِ ﴾ "اس جادوگری سے (درگزر فرمائے) جس پر تو نے ہمیں مجبور کیا۔" حالانکہ یہ اللہ تعالیٰ کی آیات اور اس کے نبی کے معجزات کے خلاف ہے۔

اور ابن ابوحاتم نے اس آیت کی تفسیر میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول بیان کیا ہے کہ فرعون نے بنی اسرائیل کے چالیس غلام پکڑے اور انھیں حکم دیا کہ وہ "فرما" میں جادو سیکھیں اور ان کے اساتذہ سے کہا کہ انھیں ایسا جادو سکھا دو جسے روئے زمین پر کوئی نہیں جانتا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ انھیں لوگوں میں سے تھے جو موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آئے تھے اور جنھوں نے

[1] تفسیر الطبری: 32/9.

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اِنَّهٗ مَنْ يَّاْتِ رَبَّهٗ مُجْرِمًا فَاِنَّ لَهٗ جَهَنَّمَ ؕ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى ﴿74﴾ وَمَنْ

بے شک جو شخص اپنے رب کے پاس مجرم بن کر حاضر ہوگا تو یقیناً اس کے لیے جہنم ہے۔جس میں نہ تو وہ مرے گا اور نہ جیے گا﴿74﴾ اور جو اس کے حضور

يَّاْتِهٖ مُؤْمِنًا قَدْ عَمِلَ الصّٰلِحٰتِ فَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الدَّرَجٰتُ الْعُلٰى ﴿75﴾ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ

مومن (بن کر) حاضر ہوگا، جبکہ اس نے نیک عمل کیے ہوں، تو انھی (لوگوں) کے درجے بلند ہیں﴿75﴾ (یعنی) سدا رہنے والے باغات ہیں جن کے نیچے

مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا مَنْ تَزَكّٰى ﴿76﴾ ع 3 22 12

نہریں جاری ہیں، وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے اور یہی اس کی جزا ہے جو (گناہوں سے) پاک ہوا﴿76﴾

یہ کہا تھا کہ ﴿ اِنَّاۤ اٰمَنَّا بِرَبِّنَا لِيَغْفِرَ لَنَا خَطٰيٰنَا وَمَاۤ اَكْرَهْتَنَا عَلَيْهِ مِنَ السِّحْرِ ؕ﴾ ''ہم اپنے پروردگار پر ایمان لائے تاکہ وہ ہمارے گناہوں کو معاف کر دے اور اسے بھی جو تو نے ہم سے زبردستی جادو کرایا۔''[1] عبدالرحمن بن زید بن اسلم کا بھی یہی قول ہے۔[2] ﴿ وَاللّٰهُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ﴿73﴾﴾ ''اور اللہ بہتر اور باقی رہنے والا ہے۔'' یعنی اللہ ہمارے لیے تجھ سے بہتر ہے اور وہ باقی رہنے والا بھی ہے، تو نے ہم سے جو وعدہ کیا تھا اس کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے حاصل ہونے والا ثواب دائمی ہے۔ ظاہر ہے فرعون ملعون نے یہ بات سن کر انھیں سزا دینے کا پختہ ارادہ کر لیا اور اس کی طرف سے اگرچہ یہ سزا تھی مگر اللہ تعالیٰ نے اسے ان کے لیے باعث رحمت بنا دیا۔ اسی وجہ سے ابن عباس رضی اللہ عنہما اور دیگر کئی ائمۂ سلف کا قول ہے کہ یہ لوگ صبح کے وقت جادوگر تھے مگر شام کے وقت شہداء تھے۔[3]

تفسیر آیات: 76-74

جادوگروں کا فرعون کے سامنے وعظ: سیاقِ کلام سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ جادوگروں نے فرعون کو جو وعظ کیا یہ اسی کا باقی حصہ ہے۔ اس میں جادوگروں نے فرعون کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے سزا اور اس کے دائمی و سرمدی عذاب سے ڈراتے اور اس کے ابدی ثواب کی رغبت دلاتے ہوئے کہا: ﴿ اِنَّهٗ مَنْ يَّاْتِ رَبَّهٗ مُجْرِمًا ﴾ ''یقیناً جو شخص اپنے پروردگار کے پاس گناہ گار ہو کر آئے گا'' یعنی قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ کے پاس آئے اور وہ مجرم ہو، ﴿ فَاِنَّ لَهٗ جَهَنَّمَ ؕ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى ﴿74﴾﴾ ''تو بلاشک وشبہ اس کے لیے جہنم ہے جس میں نہ مرے گا نہ جیے گا۔'' جیسا کہ فرمایا: ﴿ لَا يُقْضٰى عَلَيْهِمْ فَيَمُوْتُوْا وَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ مِّنْ عَذَابِهَا ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِيْ كُلَّ كَفُوْرٍ ۚ ﴾ (فاطر 36:35) ''نہ ان کے بارے میں فیصلہ کیا جائے کہ وہ مر جائیں اور نہ اس کا عذاب ہی ان سے ہلکا کیا جائے گا، ہم ہر ایک ناشکرے کو ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں۔'' اور فرمایا: ﴿ وَيَتَجَنَّبُهَا الْاَشْقَى ۙ الَّذِيْ يَصْلَى النَّارَ الْكُبْرٰى ۚ ثُمَّ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى ؕ ﴾ (الأعلى 87:11-13) ''اور (بے خوف) بدبخت پہلو تہی کرے گا جو (قیامت کو) بڑی (تیز) آگ میں داخل ہوگا، پھر وہاں نہ مرے گا نہ جیے گا۔'' اور فرمایا: ﴿ وَنَادَوْا يٰمٰلِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ ؕ قَالَ اِنَّكُمْ مّٰكِثُوْنَ ۝ ﴾ (الزخرف 43:77) ''اور پکاریں گے کہ اے مالک!

[1] تفسیر ابن أبي حاتم: 2428/7. [2] تفسیر الطبري: 237/16 مختصرًا. [3] تفسیر الطبري: 235/16.

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

آپ کا پروردگار ہمارے بارے میں (موت کا) فیصلہ فرما دے، وہ کہے گا کہ تم یقیناً (ہمیشہ اس حالت میں) رہو گے۔‘‘

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت کو بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [أَمَّا أَهْلُ النَّارِ الَّذِينَ هُمْ أَهْلُهَا، فَإِنَّهُمْ لَا يَمُوتُونَ فِيهَا وَلَا يَحْيَوْنَ، وَلٰكِنْ نَّاسٌ...... تُصِيبُهُمُ النَّارُ بِذُنُوبِهِمْ، فَيُمِيتُهُمْ إِمَاتَةً حَتّٰى إِذَا صَارُوا فَحْمًا، أُذِنَ فِي الشَّفَاعَةِ، فَجِيءَ بِهِمْ ضَبَائِرَ ، ضَبَائِرَ، ضَبَائِرَ، (فَبُثُّوا) عَلٰى أَنْهَارِ الْجَنَّةِ، فَيُقَالُ: يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ! أَفِيضُوا عَلَيْهِمْ، فَيَنْبُتُونَ نَبَاتَ الْحِبَّةِ تَكُونُ فِي حَمِيلِ السَّيْلِ] ’’اہل دوزخ جو دوزخ ہی میں رہنے والے ہوں گے وہ اس میں نہ مریں گے، نہ جییں گے، البتہ کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو اپنے گناہوں کی وجہ سے دوزخ میں جائیں گے تو دوزخ کی آگ انھیں مار دے گی حتی کہ وہ جل کر کوئلہ ہو جائیں گے تو ان کے بارے میں شفاعت کی اجازت دی جائے گی، پھر انھیں اس طرح لایا جائے گا کہ وہ گروہ در گروہ ہوں گے اور انھیں جنت کی نہروں پر پھیلا دیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ اے اہل جنت! ان پر پانی ڈالو تو وہ اس طرح اگیں گے جیسے سیلاب کی گزرگاہ میں نرم و نازک سی نباتات اگتی ہے۔‘‘ رسول اللہ ﷺ کی مبارک زبان سے اس تشبیہ کو سننے کے بعد قوم میں سے ایک شخص نے کہا کہ یوں معلوم ہوتا ہے، گویا رسول اللہ ﷺ کا تعلق اہل بادیہ سے ہو۔[1] اسی طرح امام مسلم نے بھی صحیح میں اس روایت کو بیان فرمایا ہے۔[2]

فرمان الٰہی ہے: ﴿وَمَنْ يَّاْتِهٖ مُؤْمِنًا قَدْ عَمِلَ الصّٰلِحٰتِ﴾ ’’اور جو اس کے روبرو ایمان دار ہو کر آئے گا اور عمل بھی نیک کیے ہوں گے۔‘‘ یعنی جو قیامت کے دن اپنے رب سے اس طرح ملاقات کرے کہ اس کا دل ایمان سے لبریز ہو اور پھر اس نے اپنے قول و عمل سے اپنے ضمیر کی تصدیق بھی کی ہو ﴿فَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الدَّرَجٰتُ الْعُلٰى ﴿75﴾﴾ ’’تو ایسے لوگوں کے لیے اونچے اونچے درجے ہیں۔‘‘ یعنی ان کے لیے جنت ہوگی جس میں بلند و بالا درجات، پرامن بالا خانے اور پاکیزہ و نفیس مکانات ہوں گے۔

امام احمد نے عُبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی روایت کو بیان کیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: [اَلْجَنَّةُ مِائَةُ دَرَجَةٍ، مَّا بَيْنَ كُلِّ دَرَجَتَيْنِ ...... كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ، وَالْفِرْدَوْسُ أَعْلَاهَا دَرَجَةً، وَّمِنْهَا تَخْرُجُ الْأَنْهَارُ الْأَرْبَعَةُ، وَالْعَرْشُ مِنْ فَوْقِهَا، فَإِذَا سَأَلْتُمُ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فَاسْأَلُوهُ الْفِرْدَوْسَ] ’’جنت کے سو درجے ہیں، ہر دو درجوں کے درمیان...... اتنا فاصلہ ہے جتنا آسمان اور زمین کے درمیان ہے۔ فردوس جنت کا سب سے اعلیٰ درجہ ہے، اس سے چار نہریں نکلتی ہیں، عرش اس کے اوپر ہے، لہٰذا تم جب اللہ تعالیٰ سے سوال کرو تو فردوس کا سوال کرو۔‘‘[3]

صحیحین میں ہے کہ [إِنَّ أَهْلَ عِلِّيِّينَ لَيَرَوْنَ مَنْ فَوْقَهُمْ كَمَا تَرَوْنَ الْكَوْكَبَ(الْغَابِرَ) فِي أُفُقِ السَّمَآءِ لِتَفَاضُلِ مَا بَيْنَهُمْ] ’’اہل علیین اپنے سے اوپر لوگوں کو اس طرح دیکھیں گے جیسے تم آسمان کے افق پر دور کے ستارے کو

[1] مسند أحمد:11/3، البتہ قوسین والا لفظ صحیح مسلم کے مطابق ہے۔ [2] صحیح مسلم، الإیمان، باب إثبات الشفاعة ......، حدیث:185. [3] مسند أحمد:316/5 و جامع الترمذی، صفة الجنة ، باب ماجاء فی صفة درجات الجنة ، حدیث:2531.

”محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

وَلَقَدْ اَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى ۙ۬ اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِيْ فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِيْقًا فِي الْبَحْرِ يَبَسًا ۙ

اور یقیناً ہم نے موسیٰ کی طرف وحی کی کہ رات کو میرے بندے نکال لے چل، پھر ان کے لیے سمندر میں خشک راستہ بنا، جبکہ تجھے نہ تو پکڑے

لَّا تَخٰفُ دَرَكًا وَّلَا تَخْشٰى ﴿77﴾ فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ بِجُنُوْدِهٖ فَغَشِيَهُمْ مِّنَ الْيَمِّ

جانے کا خوف ہوگا اور نہ (ڈوبنے کا) ڈر﴿77﴾ بعد ازاں فرعون نے اپنے لشکروں سمیت ان کا پیچھا کیا تو انھیں سمندر (کے پانی) نے ڈھانپ لیا جیسے

مَا غَشِيَهُمْ ﴿78﴾ وَاَضَلَّ فِرْعَوْنُ قَوْمَهٗ وَمَا هَدٰى ﴿79﴾

ڈھانپنے کا حق تھا﴿78﴾ اور فرعون نے اپنی قوم کو گمراہ کیا اور (سیدھی) راہ نہ دکھائی﴿79﴾

دیکھتے ہو۔ یہ ان کے درجات میں فرق کی وجہ سے ہوگا۔'' صحابہ نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! یہ تو انبیاء کے مقامات ہوں گے، فرمایا: [بَلٰى، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! رِجَالٌ آمَنُوا بِاللّٰهِ وَصَدَّقُوا الْمُرْسَلِينَ] ''کیوں نہیں، بلکہ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! یہ ان لوگوں کے مقامات ہوں گے جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور جنھوں نے رسولوں کی تصدیق کی۔''[1] سنن کی روایت میں ہے: [وَإِنَّ أَبَابَكْرٍ وَّعُمَرَ لَمِنْهُمْ، وَأَنْعَمَا] ''ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما بھی انھی لوگوں میں سے ہوں گے، زہے نصیب۔''[2]

فرمان الٰہی ہے: ﴿جَنّٰتُ عَدْنٍ﴾ ''ہمیشہ رہنے کے باغ۔'' یعنی جن میں یہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، ﴿جَنّٰتُ عَدْنٍ﴾ ﴿الدَّرَجٰتُ الْعُلٰى ۙ﴿75﴾﴾ سے بدل ہے۔ ﴿تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا مَنْ تَزَكّٰى ﴿76﴾﴾ ''جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں ہمیشہ ان میں رہیں گے اور یہ اس شخص کا بدلہ ہے جو پاک ہوا۔'' یعنی جس نے میل کچیل، گندگی اور شرک سے اپنے آپ کو پاک کر لیا، اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کی اور حضرات انبیائے کرام جس خبر وطلب کو لے کر آئے، ان تمام امور میں ان کی پیروی کی۔

تفسیر آیات: 77-79

بنی اسرائیل کا مصر سے خروج: اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ جب فرعون نے بنی اسرائیل کو موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ بھیجنے سے انکار کر دیا تو اس نے موسیٰ علیہ السلام کو حکم دے دیا کہ وہ ان سب کو لے کر رات کے وقت نکل جائیں اور انھیں فرعون کے قبضے سے نکال لیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس واقعے کی دیگر کئی سورتوں میں تفصیل بیان فرمائی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام جب رات کے وقت بنی اسرائیل کو لے کر چلے گئے حتی کہ جب صبح ہوئی تو ان میں سے کوئی فرد بشر بھی وہاں موجود نہ تھا، فرعون یہ دیکھ کر شدید غضب ناک ہوا اور اس نے شہروں میں اپنے نقیب روانہ کر دیے تاکہ وہ مختلف شہروں اور قصبوں سے فرعون کے لیے لشکر

---

[1] [الغابر] کے سوا قوسین والے الفاظ مسند أحمد: 26/3 و 50/3 کے مطابق جبکہ باقی حدیث صحیح البخاری، بدء الخلق، باب ماجاء فی صفة الجنة ......، حدیث: 3256 و صحیح مسلم، الجنة وصفة نعیمها وأهلها، باب ترائی أهل الجنة ......، حدیث: 2831 عن أبي سعید الخدری رضی اللہ عنہ کے مطابق ہے۔ [2] سنن أبي داود، الحروف......، باب: (1)، حدیث: 3987 و جامع الترمذی، المناقب، باب مناقب أبی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ......، حدیث: 3658.

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ قَدْ اَنْجَيْنٰكُمْ مِّنْ عَدُوِّكُمْ وَوٰعَدْنٰكُمْ جَانِبَ الطُّوْرِ الْاَيْمَنَ وَنَزَّلْنَا

اے بنی اسرائیل! یقیناً ہم نے تمھیں تمھارے دشمن سے نجات دی، اور ہم نے تم سے طور کی دائیں جانب (تورات دینے) کا وعدہ کیا، اور ہم نے تم

عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ⑧⓪ كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَلَا تَطْغَوْا فِيْهِ

پر من اور سلویٰ نازل کیا⑧⓪ ہم نے تمھیں جن پاکیزہ چیزوں سے رزق دیا ہے ان سے کھاؤ، اور تم اس میں سرکشی نہ کرو کہ تم پر میرا غضب

فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبِيْ ۚ وَمَنْ يَّحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِيْ فَقَدْ هَوٰى ⑧① وَاِنِّيْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ

اترے، اور جس پر میرا غضب اترا تو یقیناً وہ تباہ ہو گیا⑧① اور بے شک میں بہت بخشنے والا ہوں اس کے لیے جو توبہ کرے، ایمان لائے اور نیک

تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰى ⑧②

عمل کرے، پھر ہدایت پر رہے⑧②

اکٹھے کریں۔ فرعون نے کہا تھا: ﴿اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَشِرْذِمَةٌ قَلِيْلُوْنَ ۝ وَاِنَّهُمْ لَنَا لَغَآئِظُوْنَ ۝﴾ (الشعرآء 26:54,55) ''بلاشبہ یہ لوگ تھوڑی سی جماعت ہیں اور یقیناً یہ ہمیں غصہ دلا رہے ہیں۔''

فرعون نے جب اپنے تمام لاؤ لشکر کو جمع کر لیا تو وہ بنی اسرائیل کے تعاقب میں نکل کھڑا ہوا۔ ﴿فَاَتْبَعُوْهُمْ مُّشْرِقِيْنَ ۝﴾ (الشعرآء 26:60) ''تو انھوں نے سورج نکلتے (صبح کو) ان کا تعاقب کیا۔'' یعنی طلوع شمس کے وقت، ﴿فَلَمَّا تَرَآءَ الْجَمْعٰنِ﴾ (الشعرآء 26:61) ''پھر جب دونوں جماعتیں آمنے سامنے ہوئیں'' اور ہر ایک فریق نے دوسرے کو دیکھ لیا، ﴿قَالَ اَصْحٰبُ مُوْسٰٓى اِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ ۚ۝ قَالَ كَلَّا ۚ اِنَّ مَعِيَ رَبِّيْ سَيَهْدِيْنِ ۝﴾ (الشعرآء 26:61,62) ''تو موسیٰ (علیہ السلام) کے ساتھی کہنے لگے کہ ہم تو پکڑ لیے گئے! موسیٰ (علیہ السلام) نے کہا: ہر گز نہیں! میرا پروردگار میرے ساتھ ہے وہ مجھے ضرور رستہ بتائے گا۔''

موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو لے کر کھڑے ہو گئے، سمندر آگے تھا اور فرعون پیچھے تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی طرف یہ وحی نازل فرمائی: ﴿فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِيْقًا فِي الْبَحْرِ يَبَسًا ۙ﴾ ''پس ان کے لیے دریا میں (لاٹھی مار کر) خشک رستہ بنا دو۔'' موسیٰ علیہ السلام نے دریا میں اپنی لاٹھی ماری اور کہا کہ اللہ کے حکم سے مجھ پر پھٹ جا تو دریا اللہ تعالیٰ کے حکم سے پھٹ گیا، ﴿فَانْفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِيْمِ ۚ۝﴾ (الشعرآء 26:63) ''تو وہ پھٹ گیا، پھر ہر ایک ٹکڑا (یوں) ہو گیا، گویا بہت بڑا پہاڑ (ہے۔)'' گویا ایک بہت بڑا پہاڑ ہے، اللہ تعالیٰ نے دریا کی زمین پر ہوا کو بھیج دیا حتی کہ دریا کا پیندہ بھی سطح زمین کی طرح خشک ہو گیا، اسی لیے فرمایا: ﴿فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِيْقًا فِي الْبَحْرِ يَبَسًا ۙ لَّا تَخٰفُ دَرَكًا﴾ ''پس ان کے لیے دریا میں (لاٹھی مار کر) خشک رستہ بنا دو جبکہ تم کو نہ تو پکڑے جانے کا خوف ہو گا۔'' یعنی فرعون کے پکڑنے کا۔ ﴿وَلَا تَخْشٰى ⑦⑦﴾ ''اور نہ ڈرو گے'' کہ دریا تمھاری قوم کو غرق کر دے گا۔

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ بِجُنُوْدِهٖ فَغَشِيَهُمْ مِّنَ الْيَمِّ مَا غَشِيَهُمْ ⑦⑧﴾ ''پھر فرعون نے اپنے لشکر کے ساتھ ان کا تعاقب کیا تو دریا سے ڈھانپ لیا ان کو جس چیز نے بھی ڈھانپا۔'' یعنی انھیں ڈھانپ لیا جس چیز نے

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

بھی ڈھانپ لیا اور وہ مشہور و معروف ہی ہے، یعنی دریا کی موجوں نے ڈھانپ لیا۔ مشہور و معروف معاملے میں اس طرح کا اسلوبِ بیان اختیار کیا جاتا ہے جیسا کہ فرمایا: ﴿ وَالْمُؤْتَفِكَةَ اَهْوٰى ۙ فَغَشّٰىهَا مَا غَشّٰى ۚ ﴾ (النجم53:53،54) ''اور اسی نے الٹی ہوئی بستی کو دے پٹکا، پھر ان پر چھایا جو چھایا۔'' فرعون اپنے لشکر کے آگے آگے تھا وہ انھیں لے کر دریا میں داخل ہو گیا، اس نے ان سب کو گمراہ کر دیا اور رشد و ہدایت کے رستے کی طرف نہ آنے دیا، اسی طرح: ﴿ يَقْدُمُ قَوْمَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَاَوْرَدَهُمُ النَّارَ ۭ وَبِئْسَ الْوِرْدُ الْمَوْرُوْدُ ﴾ (ھود11:98) ''وہ قیامت کے دن اپنی قوم کے آگے ہوگا، پس وہ ان کو آگ میں داخل کر دے گا اور وہ برا گھاٹ ہے جس پر آیا جائے۔''

تفسیر آیات: 80-82

بنی اسرائیل کو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی یاددہانی: اللہ تعالیٰ نے اس مقام پر اپنی ان عظیم الشان نعمتوں اور بڑے بڑے احسانات کا تذکرہ فرمایا ہے جن سے اس نے بنی اسرائیل کو نوازا تھا اور وہ یہ کہ اس نے انھیں ان کے دشمن فرعون سے نجات بخشی اور ان کی آنکھوں کو اس طرح ٹھنڈک بخشی کہ ان کے سامنے فرعون اور اس کے سارے لشکر کو ایک ہی وقت میں غرق کر دیا جبکہ وہ یہ سارا منظر خود اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے جیسا کہ فرمایا: ﴿ وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ﴾ (البقرۃ 2:50) ''اور ہم نے فرعون کی آل اولاد کو غرق کر دیا اور تم دیکھ ہی تو رہے تھے۔''

امام بخاری رحمہ اللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کو بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب مدینہ میں تشریف لائے تو آپ نے دیکھا کہ یہودی عاشوراء کے دن کا روزہ رکھتے ہیں، آپ نے ان سے اس کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے جواب دیا کہ اس دن اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو فرعون پر کامیابی عطا فرمائی تھی تو آپ نے فرمایا: [نَحْنُ أَوْلٰى بِمُوسٰى مِنْهُمْ فَصُومُوهُ] ''موسیٰ (علیہ السلام) کے ہم زیادہ حق دار ہیں، لہٰذا مسلمانو! تم بھی روزہ رکھا کرو۔''[1]

پھر اللہ تعالیٰ نے فرعون کی ہلاکت کے بعد موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل سے کوہِ طور کی دائیں جانب کا وعدہ فرمایا، اسی پہاڑ پر اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا، اسی پر انھوں نے دیدار باری تعالیٰ کا سوال کیا تھا اور اسی مقام پر اللہ تعالیٰ نے انھیں تورات عطا فرمائی تھی۔ اسی اثنا میں جبکہ موسیٰ علیہ السلام کوہِ طور پر تشریف لائے ہوئے تھے تو بنی اسرائیل نے ان کی عدم موجودگی میں گائے کے بچھڑے کی پوجا شروع کر دی تھی جیسا کہ چند اگلی آیات میں اللہ تعالیٰ نے قصے کو بیان فرمایا ہے۔ جہاں تک من وسلویٰ کا تعلق ہے تو اس کے بارے میں سورۂ بقرہ اور دیگر کئی سورتوں میں بحث کی جا چکی ہے۔[2] منّ حلوے کی صورت کی ایک چیز تھی جو ان پر آسمان سے برستی تھی اور سلویٰ پرندے تھے جو ان پر گرتے تھے اور وہ ان دونوں چیزوں کو بقدر ضرورت لے لیا کرتے تھے، اللہ تعالیٰ کا ان پر یہ خاص لطف و کرم اور احسان تھا، اسی وجہ سے فرمایا: ﴿ كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ

---

[1] صحیح البخاری، التفسیر، باب: ﴿ فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِيْقًا فِي الْبَحْرِ يَبَسًا ۙ ...... ﴾ (طٰہٰ 20:77-79)، حدیث: 4737 وصحیح مسلم، الصیام، باب صوم یوم عاشوراء، حدیث: 1130. [2] دیکھیے البقرۃ، آیت: 57 کے ذیل میں۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

وَمَآ اَعْجَلَكَ عَنْ قَوْمِكَ يٰمُوْسٰى ﴿83﴾ قَالَ هُمْ اُولَآءِ عَلٰٓى اَثَرِيْ وَعَجِلْتُ اِلَيْكَ رَبِّ

اور اے موسیٰ! کون سی چیز تجھے تیری قوم سے جلدی لے آئی؟ ﴿83﴾ اس نے کہا: وہ لوگ میرے پیچھے ہیں، اور اے میرے رب! میں نے تیری طرف

لِتَرْضٰى ﴿84﴾ قَالَ فَاِنَّا قَدْ فَتَنَّا قَوْمَكَ مِنْۢ بَعْدِكَ وَاَضَلَّهُمُ السَّامِرِيُّ ﴿85﴾ فَرَجَعَ

جلدی کی، تا کہ تو راضی ہو جائے ﴿84﴾ اللہ نے فرمایا: چنانچہ بے شک ہم نے تیرے بعد تیری قوم کو آزمائش میں ڈال دیا، اور انھیں سامری نے گمراہ

مُوْسٰٓى اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا ۚ قَالَ يٰقَوْمِ اَلَمْ يَعِدْكُمْ رَبُّكُمْ وَعْدًا حَسَنًا ۚ

کر دیا ﴿85﴾ تو موسیٰ اپنی قوم کی طرف غضب ناک (اور) غمگین لوٹا (اور) کہنے لگا: اے میری قوم! کیا تمھارے رب نے تم سے اچھا وعدہ نہ کیا تھا؟ کیا

اَفَطَالَ عَلَيْكُمُ الْعَهْدُ اَمْ اَرَدْتُّمْ اَنْ يَّحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَخْلَفْتُمْ

پھر تم پر عہد طویل ہو گیا تھا یا تم نے چاہا کہ تم پر تمھارے رب کا غضب اترے، تو تم نے میرے وعدے کی خلاف ورزی کی ﴿86﴾ وہ کہنے لگے: ہم نے

مَّوْعِدِيْ ﴿86﴾ قَالُوْا مَآ اَخْلَفْنَا مَوْعِدَكَ بِمَلْكِنَا وَلٰكِنَّا حُمِّلْنَآ اَوْزَارًا مِّنْ زِيْنَةِ

تیرے وعدے کی اپنے اختیار سے خلاف ورزی نہیں کی، لیکن ہم پر قوم (فرعون) کے زیب و زینت کے بوجھ لاد دیے گئے تھے تو ہم نے وہ (آگ

الْقَوْمِ فَقَذَفْنٰهَا فَكَذٰلِكَ اَلْقَى السَّامِرِيُّ ﴿87﴾ فَاَخْرَجَ لَهُمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ

میں) پھینک دیے، پس اسی طرح سامری نے بھی (زیور) پھینکے ﴿87﴾ پھر اس نے ان کے لیے ایک بچھڑا نکالا (بنایا) جو محض جسم تھا، جس کی آواز گائے

فَقَالُوْا هٰذَآ اِلٰهُكُمْ وَاِلٰهُ مُوْسٰى ۚ فَنَسِيَ ﴿88﴾ اَفَلَا يَرَوْنَ اَلَّا يَرْجِعُ اِلَيْهِمْ قَوْلًا ۚ وَّلَا

کی سی تھی، پھر وہ (لوگ) کہنے لگے: یہی ہے تمھارا الٰہ اور موسیٰ کا الٰہ۔ تو وہ تو بھول گیا ﴿88﴾ پس بھلا وہ دیکھتے نہیں تھے کہ بلاشبہ وہ (بچھڑا) ان کی کسی

4 ع 13 13 يَمْلِكُ لَهُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا ﴿89﴾

بات کا جواب نہیں دیتا اور نہ ان کے کسی نفع و نقصان کا مالک ہے ﴿89﴾

﴿وَلَا تَطْغَوْا فِيْهِ فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبِيْ﴾ ''(اور حکم دیا کہ) جو پاکیزہ چیزیں ہم نے تم کو دی ہیں انھی میں سے کھاؤ اور اس میں حد سے نہ نکلو کہ تم پر میرا غضب نازل ہو۔'' یعنی یہ رزق کھاؤ جو میں نے تمھیں عطا فرمایا ہے اور اس میں حد سے نہ نکلنا کہ بلا ضرورت اسے جمع کرنے لگ جاؤ اور اس طرح میرے حکم کی مخالفت کرو اور اگر ایسا کرو گے تو تم پر میرا غضب نازل ہو گا، ﴿وَمَنْ يَّحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِيْ فَقَدْ هَوٰى ﴿81﴾﴾ ''اور جس پر میرا غضب نازل ہوا تو یقیناً وہ ہلاک ہو گیا۔'' علی بن ابوطلحہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کے یہ معنی بیان کیے ہیں کہ وہ بد بخت ہو گیا۔[1]

اللہ تعالیٰ کن لوگوں کو بخشتا ہے: ارشاد الٰہی ہے: ﴿وَاِنِّيْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰى ﴿82﴾﴾ ''اور جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور نیک عمل کرے، پھر ہدایت یاب ہو تو اس کو میں یقیناً بخش دینے والا ہوں۔'' یعنی جو بھی میرے حضور توبہ کرے تو میں اس کی توبہ قبول فرما لیتا ہوں، خواہ اس نے کیسا ہی گناہ کیا ہو حتی کہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی توبہ کو بھی قبول فرمایا تھا جنھوں نے بچھڑے کی پوجا کی تھی۔ فرمان الٰہی: ﴿تَابَ﴾ کے معنی ہیں کہ جو کفر یا شرک یا معصیت یا نفاق

[1] تفسیر الطبری:241/16.

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

سے باز آ جائے۔ارشادِ الٰہی ہے: ﴿ وَاٰمَنَ ﴾ ''اور وہ ایمان لائے۔''یعنی دل کے ساتھ، ﴿ وَعَمِلَ صَالِحًا ﴾ ''اور عمل نیک کرے۔''اپنے اعضاء کے ساتھ، ﴿ ثُمَّ اهْتَدٰى ﴿82﴾ ﴾ ''پھر ہدایت یاب ہو۔''علی بن ابوطلحہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ پھر شک نہ کرے۔[1]

اور امام قتادہ نے اس کے معنی یہ بیان کیے ہیں کہ پھر موت تک اسلام کے دامن سے وابستہ رہے۔[2] ﴿ ثُمَّ ﴾ ''پھر'' یہاں خبر کی خبر پر ترتیب کے لیے ہے جیسا کہ درج ذیل آیت کریمہ میں ہے: ﴿ ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ ۝ ﴾ (البلد 17:90) ''پھر ان لوگوں میں بھی (داخل) ہوا جو ایمان لائے اور صبر کی نصیحت اور (لوگوں پر) شفقت کرنے کی وصیت کرتے رہے۔''

تفسیر آیات: 83-89

موسیٰ علیہ السلام کا اللہ تعالیٰ کے وعدے کے مطابق جانا اور بنی اسرائیل کا بچھڑے کی پوجا کرنا: فرعون کی ہلاکت کے بعد موسیٰ علیہ السلام جب بنی اسرائیل کو لے کر چلے ﴿ فَاَتَوْا عَلٰى قَوْمٍ يَّعْكُفُوْنَ عَلٰٓى اَصْنَامٍ لَّهُمْ ۚ قَالُوْا يٰمُوْسَى اجْعَلْ لَّنَآ اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ ۭ قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ ۝ اِنَّ هٰٓؤُلَاۗءِ مُتَبَّرٌ مَّا هُمْ فِيْهِ وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ ﴾ (الأعراف 7:138,139) ''تو وہ ایسے لوگوں کے پاس جا پہنچے جو اپنے بتوں کے لیے مجاور تھے۔ (بنی اسرائیل) کہنے لگے: موسیٰ! جیسے ان لوگوں کے معبود ہیں ہمارے لیے بھی ایک معبود بنا دو، موسیٰ (علیہ السلام) نے کہا: تم بڑے جاہل لوگ ہو۔ یہ لوگ جس (شغل) میں (پھنسے ہوئے) ہیں وہ برباد کیا جانے والا ہے اور جو کام یہ کرتے ہیں سب بے ہودہ ہیں۔''

اللہ تعالیٰ نے موسیٰ سے تیس راتوں کا وعدہ فرمایا تھا اور پھر اس میں دس راتوں کا اور اضافہ فرما دیا اور اس طرح یہ پوری چالیس راتیں ہوگئیں جن میں رات دن روزہ رکھنے کا حکم تھا۔موسیٰ علیہ السلام حکم ملنے پر جلدی سے کوہ طور پر آ گئے اور بنی اسرائیل میں اپنے بھائی ہارون کو اپنا نائب بنا کر چھوڑ آئے، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ وَمَآ اَعْجَلَكَ عَنْ قَوْمِكَ يٰمُوْسٰى ﴿83﴾ قَالَ هُمْ اُولَاۗءِ عَلٰٓى اَثَرِيْ ﴾ ''اور اے موسیٰ! تجھے اپنی قوم سے جلد کیا چیز لے آئی؟ کہا: وہ میرے پیچھے (آ رہے) ہیں۔''اور وہ بھی جلدی ہی کوہ طور پر پہنچ جائیں گے، ﴿ وَعَجِلْتُ اِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضٰى ﴿84﴾ ﴾ ''اور اے میرے پروردگار! میں نے تیری طرف (آنے کی) جلدی اس لیے کی کہ تو خوش ہو۔''یعنی تاکہ تو مجھ سے زیادہ خوش ہو جائے۔ ﴿ قَالَ فَاِنَّا قَدْ فَتَنَّا قَوْمَكَ مِنْۢ بَعْدِكَ وَاَضَلَّهُمُ السَّامِرِيُّ ﴿85﴾ ﴾ ''فرمایا کہ بلاشبہ ہم نے تمھاری قوم کو تمھارے بعد آزمائش میں ڈال دیا ہے اور سامری نے ان کو بہکا دیا ہے۔''اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی موسیٰ علیہ السلام کو بتا دیا کہ ان کے بعد بنی اسرائیل میں کیا حادثہ رونما ہوا ہے اور انھوں نے کس طرح اس بچھڑے کی پوجا شروع کر دی ہے جو سامری نے ان کے لیے بنایا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس مدت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے تختیاں لکھ دیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿ وَكَتَبْنَا لَهٗ فِي

[1] تفسیر الطبری: 242/16. [2] تفسیر الطبری: 242/16.

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

الْاَلْوَاحِ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَّوْعِظَةً وَّ تَفْصِيْلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ ۚ فَخُذْهَا بِقُوَّةٍ وَّاْمُرْ قَوْمَكَ يَاْخُذُوْا بِاَحْسَنِهَا ؕ سَاُورِيْكُمْ دَارَ الْفٰسِقِيْنَ ۝﴾ (الأعراف 145:7) ''اور ہم نے اس (موسیٰ علیہ السلام) کے لیے (تورات کی) تختیوں میں (زندگی کے) ہر معاملے کے بارے میں نصیحت اور ہر پہلو کے متعلق تفصیل لکھ کر دے دی ہے، چنانچہ تو ان (ہدایات) کو مضبوطی سے پکڑ لے اور اپنی قوم کو حکم دے کہ ان کی اچھی اچھی باتوں پر کاربند رہیں، جلدی ہی میں تمھیں نافرمانوں کا گھر دکھاؤں گا۔'' یعنی میری اطاعت سے نکلنے اور میرے حکم کی نافرمانی کرنے والوں کا انجام دکھاؤں گا۔

فرمان الٰہی ہے: ﴿فَرَجَعَ مُوْسٰۤى اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا ۚ﴾ ''پھر موسیٰ (علیہ السلام) غضبناک غمزدہ اپنی قوم کے پاس واپس آگئے۔'' یعنی جب اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو یہ بتایا کہ ان کی قوم نے بچھڑے کی پوجا شروع کر دی ہے تو وہ انتہائی غصے اور غم کی حالت میں اپنی قوم کے پاس آگئے، موسیٰ علیہ السلام تو اپنی قوم کا خاص خیال رکھتے تھے، انھی کی خاطر انھیں تورات ملی تھی جس میں ان کی شریعت کے احکام درج تھے لیکن ان لوگوں نے غیر اللہ کی عبادت شروع کر دی تھی، حالانکہ ہر صاحب عقل و ہوش یہ جانتا ہے کہ بنی اسرائیل کا یہ عمل سراسر باطل اور ان کی حماقت و بے وقوفی کی دلیل تھا، اس لیے فرمایا: ﴿غَضْبَانَ اَسِفًا ۚ﴾ ''غضبناک غمزدہ۔'' أسف شدت غضب کو کہتے ہیں۔ مجاہد کہتے ہیں کہ ﴿غَضْبَانَ اَسِفًا ۚ﴾ کے معنی ہیں گھبرائے ہوئے۔[1] قتادہ اور سدی کا قول ہے کہ ﴿اَسِفًا ۚ﴾ کے معنی یہ ہیں کہ آپ کی قوم نے آپ کے بعد جو کیا آپ اس پر بے حد غمزدہ تھے۔[2]

﴿قَالَ يٰقَوْمِ اَلَمْ يَعِدْكُمْ رَبُّكُمْ وَعْدًا حَسَنًا ؕ﴾ ''(اور) کہنے لگے: اے میری قوم! کیا تمھارے پروردگار نے تم سے اچھا وعدہ نہیں کیا تھا؟'' یعنی کیا اس نے میری زبانی تم سے یہ وعدہ نہیں کیا تھا کہ تمھیں دنیا و آخرت کی ہر خیر و بھلائی اور اچھے انجام سے نوازا جائے گا جیسا کہ تم نے اس کی طرف سے آنے والی فتح و نصرت کا مشاہدہ بھی کر لیا کہ تمھارے دشمن کو اس نے تباہ کر کے تمھیں کامیاب و کامران کر دیا، علاوہ ازیں اس نے اور بھی بے شمار نعمتوں سے تمھیں سرفراز فرمایا: ﴿اَفَطَالَ عَلَيْكُمُ الْعَهْدُ﴾ ''کیا پھر (میری جدائی کی) مدت تم پر دراز ہوگئی؟'' اس کے انتظار میں جس کا اللہ تعالیٰ نے تم سے وعدہ فرمایا تھا اور اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں کو بھول گئے جو اس نے تمھیں عطا فرمائیں، حالانکہ اس پر کوئی زیادہ عرصہ نہیں گزرا، ﴿اَمْ اَرَدْتُّمْ اَنْ يَّحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ﴾ ''بلکہ تم نے چاہا کہ تم پر تمھارے پروردگار کی طرف سے غضب نازل ہو۔'' أم یہاں بل کے معنی میں ہے اور یہ کلام اول سے صرفِ نظر کر کے کلام ثانی کی طرف مائل ہونے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے، گویا معنی یہ ہوئے بلکہ اپنے اس کرتوت سے تم نے گویا ارادہ یہ کیا ہے کہ تم پر تمھارے رب کی طرف سے غضب نازل ہو جائے، ﴿فَاَخْلَفْتُمْ مَّوْعِدِيْ ۝٨٦﴾ ''پس تم نے میرے وعدے کی خلاف ورزی کی۔'' ﴿قَالُوْا﴾ ''وہ کہنے لگے'' یعنی بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام کی اس سرزنش اور ڈانٹ ڈپٹ کے جواب میں کہا: ﴿مَاۤ اَخْلَفْنَا مَوْعِدَكَ بِمَلْكِنَا﴾ ''ہم نے اپنے اختیار سے تم سے وعدہ خلافی نہیں کی'' اور پھر انھوں نے فرسودہ عذر پیش کرنے شروع کر دیے اور کہا کہ وہ قبطیوں کے ان زیورات

[1] تفسیر الهواری للإباضی:304/2 (CD). [2] تفسیر الطبری:244/16.

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

سے بچنا چاہتے تھے جوان کے پاس تھے اور جو انھوں نے قبطیوں سے مصر سے نکلتے وقت مستعار لیے تھے، ﴿فَقَذَفْنٰهَا﴾ ''تو انھیں ہم نے (اپنے اوپر سے) اتار پھینکا۔''

سدی نے ابو مالک سے اور انھوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ہارون علیہ السلام نے یہ ارادہ کیا تھا کہ وہ ان تمام زیورات کو اکٹھا کر کے ایک گڑھے میں ڈال دیں اور انھیں پگھلا کر ایک پتھر کی طرح بنا دیں اور پھر جب موسیٰ علیہ السلام واپس تشریف لائیں تو اس کے بارے میں جو چاہیں فیصلہ فرمائیں مگر یہ سامری آیا اور اس نے اس پر مٹی کی وہ مٹھی ڈال دی جو اس نے فرشتے (کے گھوڑے کے پاؤں کے نیچے) سے لی تھی اور ہارون علیہ السلام سے اس نے درخواست کی کہ وہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ سامری کی اس کے بارے میں دعا قبول فرما لے، ہارون علیہ السلام نے دعا فرما دی جبکہ سامری کے ارادے کے بارے میں انھیں کوئی علم نہ تھا، یہ دعا ہو گئی تو سامری نے کہا: اے اللہ! میں یہ دعا کرتا ہوں کہ اس سے گائے کا ایک بچھڑا بن جائے، پس ایک بچھڑا بن گیا جس کی گائے کی سی آواز تھی اور یہ سب کچھ امتحان و آزمائش اور استدراج و مہلت کے طور پر تھا، اس لیے فرمایا: ﴿فَكَذٰلِكَ اَلْقَى السَّامِرِيُّ ۝ فَاَخْرَجَ لَهُمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ﴾ ''پھر اسی طرح سامری نے ڈال دیا تو اس نے ان کے لیے ایک بچھڑے کا دھڑ نکالا، جو ڈکراتا تھا۔''[1]

محمد بن اسحاق نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کو بیان کیا ہے کہ بچھڑا بنانے کے بعد سامری نے ان سے کہا: ﴿هٰذَآ اِلٰهُكُمْ وَاِلٰهُ مُوْسٰى ۥ﴾ ''یہی تمھارا معبود ہے اور یہی موسیٰ (علیہ السلام) کا معبود ہے۔'' اور وہ اس پر جم کر بیٹھ گئے اور اس بچھڑے سے اس قدر شدید محبت کرنے لگے کہ کسی اور چیز سے انھوں نے اس طرح محبت نہ کی تھی۔ ﴿فَنَسِيَ ۝﴾ ''مگر وہ بھول گیا۔'' یعنی سامری بھول گیا اور اس نے دین اسلام کو ترک کر دیا۔[2] اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کی تردید کرتے ہوئے، انھیں سرزنش کرتے ہوئے اور ان کی ذلت و رسوائی اور حماقت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا: ﴿اَفَلَا يَرَوْنَ اَلَّا يَرْجِعُ اِلَيْهِمْ قَوْلًا ۥ وَّلَا يَمْلِكُ لَهُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا ۝﴾ ''کیا پس یہ لوگ نہیں دیکھتے کہ وہ ان کی کسی بات کا جواب نہیں دیتا اور نہ ان کے نقصان اور نفع کا کچھ اختیار رکھتا ہے۔'' یعنی کیا یہ لوگ نہیں دیکھتے کہ اگر یہ اس بچھڑے سے کوئی سوال کریں تو وہ ان کی کسی بات کا جواب نہیں دے سکتا اور نہ ہی دنیا و آخرت کے کسی نفع و نقصان کا کوئی اختیار رکھتا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ کی قسم! اس کی آواز کی بھی حقیقت یہ تھی کہ جب ہوا اس کی دبر سے داخل ہو کر منہ سے خارج ہوتی تو ایک آواز سی پیدا ہو جاتی تھی۔[3]

امام حسن بصری سے مروی حدیث فتون میں ہے کہ اس بچھڑے کا نام بہموت تھا۔[4] ان جاہلوں نے موسیٰ علیہ السلام کے سامنے جو عذر پیش کیا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ انھوں نے ازراہ پرہیزگاری قبطیوں کے زیورات کو تو اتار پھینکا مگر اس بچھڑے کی عبادت

① السنن الکبریٰ للنسائی، التفسیر، باب قوله عزوجل: ﴿وَفَتَنّٰكَ فُتُوْنًا ۥ﴾ (طٰهٰ 40:20)، حدیث الفتون: 403/6، حدیث: 11326 نحوه۔ ② تاریخ الطبری، ذکر نسب موسٰی بن عمران وأخباره......: 299/1. ③ السنن الکبریٰ للنسائی، التفسیر، باب قوله عزوجل: ﴿وَفَتَنّٰكَ فُتُوْنًا ۥ﴾، حدیث الفتون: 403/6، حدیث: 11326. ④ تاریخ دمشق الکبیر لابن عساکر، ترجمة همام بن الولید الدمشقی: 118,117/67، رقم: 8308 کسی اور سیاق کے ساتھ۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

وَلَقَدْ قَالَ لَهُمْ هٰرُوْنُ مِنْ قَبْلُ يٰقَوْمِ اِنَّمَا فُتِنْتُمْ بِهٖ ۚ وَاِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحْمٰنُ

اور بلاشبہ اس سے پہلے ہارون نے ان سے کہا تھا: اے میری قوم! یقیناً اس (بچھڑے) کے ساتھ تم آزمائے گئے ہو، اور یقیناً تمھارا رب رحمٰن ہے، لہٰذا

فَاتَّبِعُوْنِيْ وَاَطِيْعُوْٓا اَمْرِيْ ﴿90﴾ قَالُوْا لَنْ نَّبْرَحَ عَلَيْهِ عٰكِفِيْنَ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلَيْنَا مُوْسٰى ﴿91﴾

تم میری اتباع کرو اور میرے حکم کی اطاعت کرو ﴿90﴾ وہ کہنے لگے: ہم تو ہمیشہ اس پر مجاور (بن کر بیٹھ) رہیں گے حتی کہ موسیٰ ہمارے پاس لوٹ آئے ﴿91﴾

قَالَ يٰهٰرُوْنُ مَا مَنَعَكَ اِذْ رَاَيْتَهُمْ ضَلُّوْٓا ﴿92﴾ اَلَّا تَتَّبِعَنِ ۭ اَفَعَصَيْتَ اَمْرِيْ ﴿93﴾ قَالَ

اس نے (موسیٰ) کہا: اے ہارون! تجھے کس چیز نے روکے رکھا جب تو نے انھیں دیکھا کہ وہ بھٹک گئے ہیں ﴿92﴾ کہ تو نے میری اتباع نہ کی؟ تو کیا تو

يَبْنَؤُمَّ لَا تَاْخُذْ بِلِحْيَتِيْ وَلَا بِرَاْسِيْ ۚ اِنِّيْ خَشِيْتُ اَنْ تَقُوْلَ فَرَّقْتَ بَيْنَ بَنِيْٓ

نے میرے حکم کی نافرمانی کی؟ ﴿93﴾ اس (ہارون) نے کہا: اے میرے ماں جائے! میری ڈاڑھی اور میرا سر نہ پکڑ، یقیناً میں ڈرا کہ تو کہے گا: تو نے بنی

اِسْرَآءِيْلَ وَلَمْ تَرْقُبْ قَوْلِيْ ﴿94﴾

اسرائیل کے درمیان تفرقہ ڈال دیا اور میری بات کا انتظار نہ کیا ﴿94﴾

شروع کر دی، یعنی ایک چھوٹے کام سے پرہیز کیا اور ایک بہت بڑے سنگین جرم کا ارتکاب شروع کر دیا جیسا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی صحیح حدیث میں ہے کہ عراق کے ایک شخص نے ان سے یہ مسئلہ پوچھا کہ اگر کپڑے کو مچھر کا خون لگ جائے تو کیا اس میں نماز پڑھی جا سکتی ہے یا نہیں۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ان عراقیوں کو دیکھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے (حسین رضی اللہ عنہ) کو قتل کرنے سے تو دریغ نہ کیا مگر مچھر کے خون کے بارے میں پوچھ رہے ہیں![1]

تفسیر آیات: 91,90

ہارون علیہ السلام کی بنی اسرائیل کو بچھڑے کی عبادت سے ممانعت: اللہ نے بیان فرمایا ہے کہ ہارون علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو بچھڑے کی عبادت سے منع کیا اور فرمایا کہ یہ ان کی آزمائش ہے۔ ان کا پروردگار تو وہ رحمان ہے جس نے ہر چیز کو پیدا فرمایا اور ہر چیز کا ایک اندازہ ٹھہرا دیا، وہ عرش کا مالک بڑی شان والا ہے اور جو چاہتا ہے کر دیتا ہے۔ ﴿فَاتَّبِعُوْنِيْ وَاَطِيْعُوْٓا اَمْرِيْ ﴿90﴾﴾ ”تو میری پیروی کرو اور میرا کہا مانو۔“ یعنی جو میں تمھیں حکم دیتا ہوں اسے بجا لاؤ اور جس سے تمھیں منع کرتا ہوں اس سے باز آ جاؤ۔ ﴿قَالُوْا لَنْ نَّبْرَحَ عَلَيْهِ عٰكِفِيْنَ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلَيْنَا مُوْسٰى ﴿91﴾﴾ ”وہ کہنے لگے کہ جب تک موسیٰ (علیہ السلام) ہمارے پاس واپس نہ آئیں ہم تو اس پر مجاور (بنے) رہیں گے۔“ یعنی ہم اس وقت تک اس کی عبادت کو ترک نہیں کریں گے جب تک اس کے بارے میں موسیٰ علیہ السلام کی بات کو نہیں سن لیتے، الغرض! اس سلسلے میں انھوں نے ہارون علیہ السلام کی نہ صرف مخالفت کی بلکہ آپ سے لڑائی بھی کی اور قریب تھا کہ آپ کو قتل ہی کر دیتے۔

تفسیر آیات: 94-92

---

① صحیح البخاری، الأدب، باب رحمة الولد……، حدیث: 5994 نحوه وجامع الترمذی، المناقب، باب مناقب أبی محمد الحسن بن علی بن أبی طالب ……، حدیث: 3770.

”محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

قَالَ فَمَا خَطْبُكَ يٰسَامِرِيُّ ﴿95﴾ قَالَ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ يَبْصُرُوْا بِهٖ فَقَبَضْتُ قَبْضَةً

اس (موسیٰ) نے کہا: اے سامری! پس تیرا کیا معاملہ ہے؟﴿95﴾ اس (سامری) نے کہا: میں نے وہ چیز دیکھی جو ان لوگوں نے نہ دیکھی، چنانچہ میں نے

مِّنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ فَنَبَذْتُهَا وَكَذٰلِكَ سَوَّلَتْ لِيْ نَفْسِيْ ﴿96﴾ قَالَ فَاذْهَبْ فَاِنَّ لَكَ

(مٹی کی) ایک مٹھی رسول (جبریل کے گھوڑے) کے نقش قدم سے بھرلی اور وہ اس میں ڈال دی، اور اسی طرح میرے نفس نے (اسے) میرے لیے خوشنما بنا

فِي الْحَيٰوةِ اَنْ تَقُوْلَ لَا مِسَاسَ ۪ وَاِنَّ لَكَ مَوْعِدًا لَّنْ تُخْلَفَهٗ ۚ وَانْظُرْ اِلٰٓى اِلٰهِكَ

دیا﴿96﴾ اس (موسیٰ) نے کہا: تو تو چلا جا، یقیناً تیرے لیے زندگی بھر یہی ہے کہ تو کہتا رہے: (مجھے) نہ چھونا، اور بے شک تیرے لیے ایک وعدہ ہے،

الَّذِيْ ظَلْتَ عَلَيْهِ عَاكِفًا ؕ لَنُحَرِّقَنَّهٗ ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهٗ فِي الْيَمِّ نَسْفًا ﴿97﴾ اِنَّمَآ

جس کی خلاف ورزی تجھ سے ہرگز نہیں کی جائے گی۔ اور تو اپنے معبود کی طرف دیکھ جس پر تو مجاور بنا رہا، البتہ ہم اسے ضرور جلا دیں گے، پھر یقیناً

اِلٰهُكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ وَسِعَ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ﴿98﴾

(اس کی راکھ) اڑا کر سمندر میں بکھیر دیں گے﴿97﴾ بس تمھارا معبود تو اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، اس نے ہر چیز کو اپنے علم سے گھیر رکھا ہے﴿98﴾

موسیٰ و ہارون علیہما السلام کی گفتگو: اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام جب اپنی قوم کے پاس کوہ طور سے واپس آئے اور انھوں نے دیکھا کہ ان کی قوم کس قدر سنگین جرم میں مبتلا ہو چکی ہے تو وہ غم و غصے سے بھر گئے اور انھوں نے ان الٰہی تختیوں کو پھینک دیا جو ان کے ہاتھ میں تھیں اور اپنے بھائی کے سر کے بالوں سے پکڑ کر کھینچنا شروع کر دیا، اس واقعے کو تفصیل کے ساتھ قبل ازیں سورۂ اعراف میں بیان کیا جا چکا ہے۔[1] اور وہاں ہم نے یہ حدیث بھی بیان کی ہے: [لَيْسَ الْخَبَرُ كَالْمُعَايَنَةِ] ''سنی سنائی بات دیکھی ہوئی چیز کی طرح نہیں ہو سکتی۔''[2] موسیٰ علیہ السلام نے اپنے بھائی ہارون علیہ السلام کو ملامت کرتے ہوئے کہا: ﴿مَا مَنَعَكَ اِذْ رَاَيْتَهُمْ ضَلُّوْٓا ﴿92﴾ اَلَّا تَتَّبِعَنِ ؕ﴾ ''جب تم نے ان کو دیکھا تھا کہ گمراہ ہو گئے ہیں تو تم کو کس چیز نے روکا کہ میری پیروی نہ کرو۔'' یعنی جیسے ہی یہ واقعہ رونما ہوا تھا تم فوراً آ کر مجھے بتا دیتے، ﴿اَفَعَصَيْتَ اَمْرِيْ ﴿93﴾﴾ ''تو بھلا تم نے میرے حکم کے خلاف کیا؟''

موسیٰ علیہ السلام نے ہارون علیہ السلام کو یہ حکم دیا تھا: ﴿اخْلُفْنِيْ فِيْ قَوْمِيْ وَاَصْلِحْ وَلَا تَتَّبِعْ سَبِيْلَ الْمُفْسِدِيْنَ ○﴾ (الأعراف 142:7) ''میرے (کوہ طور پر جانے کے) بعد تم میری قوم میں میرے جانشین ہو اور (ان کی) اصلاح کرتے رہنا اور شریروں کے رستے پر نہ چلنا۔'' ﴿قَالَ يَبْنَؤُمَّ﴾ ''کہنے لگے: اے میری ماں جائے!'' ہارون علیہ السلام نے ماں کا ذکر کر کے موسیٰ علیہ السلام کو نرم کرنا چاہا تھا، حالانکہ وہ ان کے حقیقی بھائی تھے کیونکہ ماں کا ذکر انھیں زیادہ نرم کرنے اور محبت و شفقت کرنے کا سبب تھا، اسی لیے انھوں نے کہا: ﴿يَبْنَؤُمَّ لَا تَاْخُذْ بِلِحْيَتِيْ وَلَا بِرَاْسِيْ﴾ ''اے میری ماں جائے! میری ڈاڑھی اور سر (کے بالوں) کو نہ پکڑیے۔'' ہارون علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام کے سامنے بیان کیا کہ ان کے پیچھے رہ جانے کا یہ عذر تھا اور اس وجہ سے انھوں نے موسیٰ علیہ السلام کو آ کر اس سنگین واقعے کے بارے میں خبر نہ دی، انھوں نے کہا: ﴿اِنِّيْ خَشِيْتُ﴾ ''بلاشبہ میں تو (اس سے) ڈرا''

[1] دیکھیے الأعراف، آیت: 150 کے ذیل میں۔ [2] مسند أحمد: 271/1.

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

کہ اگر میں نے آپ کے پیچھے آ کر آپ کو اس واقعے کے بارے میں بتایا تو کہیں آپ یہ نہ کہنے لگیں کہ آپ نے انھیں اکیلا کیوں چھوڑا اور ان میں تفرقہ کیوں ڈال دیا: ﴿وَلَمۡ تَرۡقُبۡ قَوۡلِیۡ ﴿۹۴﴾﴾ ''اور میری بات کو ملحوظ نہ رکھا۔'' یعنی میں نے تمھیں اپنا نائب بناتے وقت جو حکم دیا تھا تم نے اسے ملحوظ کیوں نہ رکھا؟ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ ہارون علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام کے مطیع و فرماں بردار تھے۔[1]

تفسیر آیات:95-98

سامری نے بچھڑا کس طرح بنایا تھا؟ موسیٰ علیہ السلام نے سامری سے پوچھا: تم نے یہ حرکت کیوں کی؟ تمھیں کیا ہوا کہ تم نے یہ کام کیا۔ محمد بن اسحاق نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کو بیان کیا ہے کہ سامری اہل ''باجرما'' میں سے تھا اور اس کا تعلق ایک ایسی قوم سے تھا جو گائے کی پجاری تھی، اس وجہ سے گائے کی محبت اس کے دل میں رچی بسی ہوئی تھی، اس نے بنی اسرائیل کے ساتھ ظاہری طور پر اسلام قبول کر لیا تھا، اس کا نام موسیٰ بن ظفر تھا۔[2] قتادہ کا قول ہے کہ یہ ''سامرا'' نامی ایک بستی کا رہنے والا تھا۔[3] ﴿قَالَ بَصُرۡتُ بِمَا لَمۡ یَبۡصُرُوۡا بِهٖ﴾ ''اس نے کہا: میں نے ایسی چیز دیکھی جو اوروں نے نہیں دیکھی تھی۔'' یعنی میں نے جبریل علیہ السلام کو اس وقت دیکھا جب وہ فرعون کو ہلاک کرنے کے لیے آئے تھے۔ ﴿فَقَبَضۡتُ قَبۡضَةً مِّنۡ اَثَرِ الرَّسُوۡلِ﴾ ''تو میں نے فرشتے کے نقشِ پا سے (مٹی کی) ایک مٹھی بھر لی۔'' یعنی ان کے گھوڑے کے پاؤں کے نشانات سے جیسا کہ بہت سے یا اکثر مفسرین کے ہاں یہی بات مشہور ہے۔

مجاہد کہتے ہیں کہ ﴿فَقَبَضۡتُ قَبۡضَةً مِّنۡ اَثَرِ الرَّسُوۡلِ﴾ کا مطلب یہ ہے کہ میں نے جبریل کے گھوڑے کے پاؤں کے نیچے سے مٹی کی ایک مٹھی بھر لی۔ انھوں نے یہ بھی کہا ہے کہ ﴿قَبۡضَةً﴾ مٹھی بھر کو کہتے ہیں، نیز انھوں نے یہ بھی کہا ہے کہ سامری کے ہاتھ میں جو مٹی کی مٹھی تھی وہ اس نے بنی اسرائیل کے زیورات پر ڈال دی تو اس سے ایک بچھڑا بن گیا اور اس کے قالب سے گائے کی سی آواز نکل رہی تھی اور یہ آواز اس میں ہوا کے داخل اور خارج ہونے کی وجہ سے پیدا ہو رہی تھی۔[4] اس لیے اس نے کہا کہ ﴿فَنَبَذۡتُهَا﴾ ''پھر میں نے اس کو (بچھڑے کے قالب میں) ڈال دیا۔'' دوسرے لوگوں کے ساتھ میں نے بھی اسے ڈال دیا۔ ﴿وَكَذٰلِكَ سَوَّلَتۡ لِیۡ نَفۡسِیۡ ﴿۹۶﴾﴾ ''اور اسی طرح میرے لیے میرے جی نے (اس کام کو) مزین کیا۔'' یعنی میرے جی نے اسے اچھا اور خوش کن کر کے میرے سامنے پیش کیا۔

سامری کی سزا اور بچھڑے کو جلانا: ﴿قَالَ فَاذۡهَبۡ فَاِنَّ لَكَ فِی الۡحَیٰوةِ اَنۡ تَقُوۡلَ لَا مِسَاسَ﴾ ''اس (موسیٰ) نے کہا: تو تو، جا تجھ کو (دنیا کی) زندگی میں یہ (سزا) ہے کہ کہتا رہے: (مجھ کو) نہ چھونا۔'' یعنی جیسے تو نے فرشتے کے نقشِ پا سے وہ چیز پکڑ کر ہاتھ میں لے لی جو تجھے نہیں لینی چاہیے تھی، ایسے ہی مکافاتِ عمل کے طور پر دنیا میں تیری سزا یہ ہے کہ تو کہتا پھرے گا: ﴿لَا مِسَاسَ﴾

---

(1) تفسير الطبري:252/16. (2) تاريخ الطبري، ذكر نسب موسى بن عمران وأخباره......:299,298/1. (3) تفسير الطبري:256/16. (4) تفسير الطبري:255/16 و تفسير ابن أبي حاتم:2433/7.

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

كَذٰلِكَ نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ مَا قَدْ سَبَقَ ۚ وَقَدْ اٰتَيْنٰكَ مِنْ لَّدُنَّا ذِكْرًا ﴿99﴾ مَنْ اَعْرَضَ

اسی طرح ہم آپ کو وہ احوال سناتے ہیں جو (پہلے) گزر چکے، اور یقیناً ہم نے آپ کو اپنے پاس سے ذکر (قرآن) دیا ﴿99﴾ جس نے اس سے اعراض

عَنْهُ فَاِنَّهٗ يَحْمِلُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وِزْرًا ﴿100﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهِ ؕ وَسَآءَ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ حِمْلًا ﴿101﴾

کیا تو یقیناً وہ یوم قیامت ایک بوجھ اٹھائے ہوئے ہوگا ﴿100﴾ وہ اس (تکلیف) میں ہمیشہ رہیں گے اور یوم قیامت ان کے لیے بوجھ اٹھانا برا ہوگا ﴿101﴾

’’نہ چھونا۔‘‘ یعنی نہ تو لوگوں کو ہاتھ لگائے گا اور نہ وہ تجھے ہاتھ لگائیں گے۔ ﴿ وَ اِنَّ لَكَ مَوْعِدًا ﴾ ’’اور بے شک تیرے لیے ایک (اور) وعدہ ہے۔‘‘ جس کا تعلق قیامت کے دن کے عذاب سے ہے، ﴿ لَّنْ تُخْلَفَهٗ ﴾ ’’جو تجھ سے ٹل نہ سکے گا۔‘‘ اور جس سے کوئی مفر نہ ہوگا۔ قتادہ کہتے ہیں کہ ﴿ اَنْ تَقُوْلَ لَا مِسَاسَ ﴾ یہ ان کے لیے سزا تھی اور سامری کے پیروکار آج بھی یہ کہتے ہیں کہ ہمیں ہاتھ نہ لگانا۔[1]

فرمان الٰہی: ﴿ وَ اِنَّ لَكَ مَوْعِدًا لَّنْ تُخْلَفَهٗ ﴾ کے بارے میں حسن، قتادہ اور ابونہیک کہتے ہیں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ تیرے لیے ایک اور وعدہ ہے جس سے تو کہیں چھپ نہیں سکے گا۔[2] اور فرمایا: ﴿ وَ انْظُرْ اِلٰۤى اِلٰهِكَ الَّذِيْ ظَلْتَ عَلَيْهِ عَاكِفًا ﴾ ’’اور جس معبود کا تو مجاور تھا، اس کو دیکھ۔‘‘ یعنی جس بچھڑے کی تو عبادت کرتا رہا اسے ہم جلا دیں گے۔

فرمان الٰہی ہے: ﴿ اِنَّمَاۤ اِلٰهُكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ وَسِعَ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ﴿98﴾ ﴾ ’’صرف اور صرف تمھارا معبود اللہ ہی ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کا علم ہر چیز پر محیط ہے۔‘‘ موسیٰ علیہ السلام نے ان لوگوں سے فرمایا کہ یہ بچھڑا تمھارا معبود نہیں ہے بلکہ تمھارا معبود تو وہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور جس کے سوا کوئی اور مستحق عبادت نہیں ہے، ہر چیز اس کی محتاج اور غلام ہے۔ فرمان الٰہی: ﴿ وَسِعَ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ﴿98﴾ ﴾ میں علمًا تمیز کی وجہ سے حالت نصب میں ہے، یعنی وہ ہر چیز کا عالم ہے۔ ﴿ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا ۝ ﴾ (الطلاق 65:12) ’’اللہ اپنے علم سے ہر چیز پر احاطہ کیے ہوئے ہے۔‘‘ اور فرمایا: ﴿ وَ اَحْصٰى كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا ۝ ﴾ (الجن 72:28) ’’اور اس نے ہر ایک چیز گن رکھی ہے۔‘‘ اور فرمایا: ﴿ لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ ﴾ (سبا 34:3) ’’ذرہ بھر چیز بھی اس سے پوشیدہ نہیں۔‘‘ اور فرمایا: ﴿ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَ لَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَ لَا رَطْبٍ وَّ لَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝ ﴾ (الأنعام 6:59) ’’اور کوئی پتا نہیں جھڑتا مگر وہ اس کو جانتا ہے اور زمین کے اندھیروں میں کوئی دانہ اور کوئی ہری یا سوکھی چیز نہیں ہے مگر واضح کتاب میں (لکھی ہوئی) ہے۔‘‘ اور فرمایا: ﴿ وَ مَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا وَ يَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَ مُسْتَوْدَعَهَا ؕ كُلٌّ فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝ ﴾ (هود 11:6) ’’اور زمین پر کوئی چلنے پھرنے والا نہیں مگر اس کا رزق اللہ کے ذمے ہے وہ جہاں رہتا ہے اسے بھی جانتا ہے اور جہاں سونپا جاتا ہے اسے بھی، یہ سب کچھ واضح کتاب میں (لکھا ہوا) ہے۔‘‘

تفسیر آیات: 99-101

[1] تفسیر الطبری: 256/16 و تفسیر ابن أبي حاتم: 2433/7. [2] تفسیر الطبری: 257/16.

”محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

يَّوۡمَ يُنۡفَخُ فِي الصُّوۡرِ وَنَحۡشُرُ الۡمُجۡرِمِيۡنَ يَوۡمَئِذٍ زُرۡقًا ﴿102﴾ ۚۖ يَّتَخَافَتُوۡنَ بَيۡنَهُمۡ

جس دن صور میں پھونکا جائے گا، اور ہم اس دن مجرم اکٹھے کریں گے اس حال میں کہ نیلی آنکھوں والے ہوں گے ﴿102﴾ وہ باہم چپکے چپکے کہتے

اِنۡ لَّبِثۡتُمۡ اِلَّا عَشۡرًا ﴿103﴾ نَحۡنُ اَعۡلَمُ بِمَا يَقُوۡلُوۡنَ اِذۡ يَقُوۡلُ اَمۡثَلُهُمۡ طَرِيۡقَةً اِنۡ

ہوں گے: تم (دنیا میں) نہیں ٹھہرے مگر صرف دس دن ﴿103﴾ ہم کو خوب معلوم ہے جو وہ کہیں گے، جبکہ ان میں بہترین رائے والا کہے گا: تم تو

ع 5 15 14 لَّبِثۡتُمۡ اِلَّا يَوۡمًا ﴿104﴾ ع

صرف ایک دن ٹھہرے تھے ﴿104﴾

قرآن اللہ کا ذکر ہے: اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی محمد ﷺ سے مخاطب ہو کر فرمایا ہے کہ جیسے ہم نے آپ کو موسیٰ علیہ السلام کا فرعون اور اس کے لشکروں کے ساتھ واقعہ واضح طور پر بلا کم و کاست سنایا ہے اسی طرح گزشتہ قوموں کے حالات و واقعات بھی ہم آپ کو بلا کم و کاست سناتے ہیں، ﴿وَقَدۡ اٰتَيۡنٰكَ مِنۡ لَّدُنَّا ذِكۡرًا ﴿99﴾﴾ ''اور تحقیق ہم نے آپ کو اپنے پاس سے نصیحت (کی کتاب) عطا فرمائی ہے۔'' کتاب نصیحت سے مراد ایسا قرآن عظیم ہے کہ ﴿لَّا يَاۡتِيۡهِ الۡبَاطِلُ مِنۡۢ بَيۡنِ يَدَيۡهِ وَلَا مِنۡ خَلۡفِهٖ ؕ تَنۡزِيۡلٌ مِّنۡ حَكِيۡمٍ حَمِيۡدٍ ○﴾ (حٰمٓ السجدۃ 42:41) ''اس پر جھوٹ کا دخل نہ آگے سے ہو سکتا ہے نہ پیچھے سے (اور) دانا (اور) خوبیوں والے (اللہ) کی اتاری ہوئی ہے۔''

یہ ایسی کتاب ہے کہ سید الاولین والآخرین، خاتم الانبیاء والمرسلین حضرت محمد ﷺ سے پہلے جس قدر بھی انبیائے کرام دنیا میں تشریف لائے، ان میں سے کسی نبی کو بھی ایسی کتاب نہیں دی گئی تھی۔ نہ ہی کوئی ایسی کتاب دی گئی جو اس سے زیادہ کامل اور ماضی و مستقبل کے حالات کی زیادہ جامع ہو اور جس میں روز قیامت لوگوں کے فیصلوں کی تفصیل کو بیان کیا گیا ہو، اسی لیے فرمایا: ﴿مَنۡ اَعۡرَضَ عَنۡهُ﴾ ''جو شخص اس سے اعراض کرے گا۔'' یعنی جو شخص اس کی تکذیب کرے گا اور اس کے اوامر و نواہی کی اتباع سے اعراض کرے گا اور اس کے بجائے ہدایت کو کسی اور جگہ سے تلاش کرے گا تو اللہ تعالیٰ اسے گمراہ کر کے جہنم رسید کر دے گا، اسی لیے فرمایا: ﴿مَنۡ اَعۡرَضَ عَنۡهُ فَاِنَّهٗ يَحۡمِلُ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ وِزۡرًا ﴿100﴾﴾ ''جو شخص اس سے اعراض کرے گا تو یقیناً وہ قیامت کے دن (گناہ کا) بوجھ اٹھائے گا۔'' وزر کے معنی گناہ ہیں جیسا کہ فرمایا: ﴿وَمَنۡ يَّكۡفُرۡ بِهٖ مِنَ الۡاَحۡزَابِ فَالنَّارُ مَوۡعِدُهٗ ۚ﴾ (ھود 17:11) ''اور جو کوئی فرقوں میں سے اس کا منکر ہو تو اس کا ٹھکانا آگ ہے۔'' یہ حکم عام ہے اور عرب و عجم اور اہل کتاب و غیر اہل کتاب ہر اس شخص کے لیے ہے جس تک قرآن پہنچ جائے جیسا کہ فرمایا: ﴿لِاُنۡذِرَكُمۡ بِهٖ وَمَنۡۢ بَلَغَ ؕ﴾ (الأنعام 19:6) ''تاکہ اس کے ذریعے سے تم کو اور جس شخص تک وہ پہنچ سکے آگاہ کر دوں۔''

ہر شخص جس تک قرآن پہنچ جائے تو قرآن اس کے لیے نذیر اور داعی ہے جو اس کی اتباع کرے گا ہدایت پالے گا اور جو اس کی مخالفت کرے گا اور اس سے منہ موڑے گا تو وہ بدبخت دنیا میں گمراہ ہو گا اور قیامت کے دن اس کا ٹھکانا جہنم ہو گا، اسی لیے فرمایا: ﴿مَنۡ اَعۡرَضَ عَنۡهُ فَاِنَّهٗ يَحۡمِلُ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ وِزۡرًا ﴿100﴾ خٰلِدِيۡنَ فِيۡهِ ؕ﴾ ''جو شخص اس سے اعراض کرے گا وہ

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

قیامت کے دن (گناہ کا) بوجھ اٹھائے گا (ایسے لوگ) ہمیشہ اس (عذاب) میں (مبتلا) رہیں گے۔'' اور اس سے کبھی نجات اور خلاصی حاصل نہیں کرسکیں گے، ﴿ وَسَآءَ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ حِمْلًا ۝١٠١ ﴾ ''اور یہ بوجھ قیامت کے روز ان کے لیے برا ہوگا۔'' یعنی ان کا بوجھ بدترین بوجھ ہوگا۔

تفسیر آیات:102-104

صور میں پھونکا جانا اور قیامت کا دن: حدیث سے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے صور کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: [قَرْنٌ يُنْفَخُ فِيهِ] ''یہ ایک سینگ ہے جس میں پھونکا جائے گا۔''[1] اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ والی حدیث صور میں ہے کہ [إِنَّهُ قَرْنٌ عَظِيمٌ ، اَلدَّائِرَةُ مِنْهُ بِقَدْرِ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ، يَنْفُخُ فِيهِ إِسْرَافِيلُ عليه السلام] ''یہ ایک بہت بڑا سینگ ہوگا جس کا دائرہ آسمانوں اور زمین کے بقدر ہوگا اور اس میں اسرافیل علیہ السلام پھونکیں گے۔''[2] حدیث میں ہے کہ [كَيْفَ أَنْعَمُ وَقَدِ الْتَقَمَ صَاحِبُ الْقَرْنِ الْقَرْنَ وَحَنٰى جَبْهَتَهُ، وَأَصْغٰى سَمْعَهُ يَنْتَظِرُ أَنْ يُّؤْمَرَ أَنْ يَّنْفُخَ فَيَنْفُخَ] ''میں کیسے مطمئن ہو جاؤں جبکہ سینگ پر مقرر فرشتے نے سینگ کو منہ میں لے لیا ہے، اپنی پیشانی کو جھکا دیا ہے اور کان لگا لیے ہیں اور اس انتظار میں ہے کہ اسے صور میں پھونکنے کا کب اذن ملے اور وہ اس میں پھونکے۔'' صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! اس حال میں ہم کیا کہیں؟ آپ نے فرمایا: [قُولُوا: حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ ، عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا] ''کہو: ہمیں اللہ ہی کافی ہے اور وہ بہت اچھا کارساز ہے، اللہ ہی پر ہم نے بھروسا کیا۔''[3]

فرمان الٰہی ہے: ﴿ وَنَحْشُرُ الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ زُرْقًا ۝١٠٢ ﴾ ''ہم گناہ گاروں کو اس دن اس حال میں اکٹھا کریں گے کہ (ان کی آنکھیں) نیلی نیلی ہوں گی۔'' یعنی شدید ہولناکی کی وجہ سے ان کی آنکھیں نیلی ہو جائیں گی۔ ﴿ يَتَخَافَتُوْنَ بَيْنَهُمْ ﴾ ''(تو) وہ آپس میں سرگوشیاں کریں گے۔'' ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ آپس میں سرگوشیاں کریں گے۔[4] ایک دوسرے سے کہیں گے: ﴿ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا عَشْرًا ۝١٠٣ ﴾ ''تم (دنیا میں) صرف دس دن رہے ہو۔'' یعنی دنیا میں تمھارے قیام کی مدت دس دن کے قریب تھی، ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ ﴾ ''جو باتیں یہ کریں گے ہم خوب جانتے ہیں۔'' یعنی ہم ان کی آپس کی سرگوشیوں کو خوب جانتے ہوں گے۔

﴿ اِذْ يَقُوْلُ اَمْثَلُهُمْ طَرِيْقَةً ﴾ ''اس وقت ان میں سب سے اچھے طریقے والا (عاقل و ہوش مند) کہے گا۔'' یعنی ان میں جو عاقل کامل ہوگا وہ یہ کہے گا: ﴿ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا يَوْمًا ۝١٠٤ ﴾ ''(نہیں بلکہ) تم تو صرف ایک ہی روز ٹھہرے ہو۔'' کیونکہ آخرت کے دن انھیں دنیا کی مدت بہت ہی کم معلوم ہوگی کیونکہ ساری دنیا، خواہ اس کے اوقات مکرر ہوں اور دن راتیں اور دنیا کی

---

[1] جامع الترمذی، تفسیر القرآن ، باب ومن سورة الزمر، حدیث:3244 عن عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ. [2] ان الفاظ سے یہ روایت ہمیں نہیں ملی، البتہ بالفاظ دیگر دیکھیے الأحادیث الطوال للطبرانی، حدیث الصور: 48 و کتاب العظمة لأبی الشیخ الأصفهانی:822,82/13، حدیث: 386 مگر یہ روایت ضعیف ہے۔ [3] جامع الترمذی، تفسیر القرآن، باب ومن سورة الزمر، حدیث:3243. [4] تفسیر الطبری:261/16.

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّيْ نَسْفًا ﴿105﴾ فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا ﴿106﴾

اور وہ آپ سے پہاڑوں کی بابت سوال کرتے ہیں، پس آپ کہہ دیجیے: میرا رب انھیں اڑا کر بکھیر دے گا ﴿105﴾ پھر وہ اس (زمین) کو چٹیل میدان

لَّا تَرٰى فِيْهَا عِوَجًا وَّلَآ اَمْتًا ﴿107﴾ يَوْمَىِٕذٍ يَّتَّبِعُوْنَ الدَّاعِيَ لَا عِوَجَ لَهٗ ۚ وَخَشَعَتِ

(بنا) چھوڑے گا ﴿106﴾ آپ اس میں نہ کوئی کجی دیکھیں گے اور نہ ابھری جگہ ﴿107﴾ اس دن سب لوگ پکارنے والے کے پیچھے چلیں گے، اس (کی اتباع)

الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ فَلَا تَسْمَعُ اِلَّا هَمْسًا ﴿108﴾

سے کوئی کجی نہیں ہوگی اور سب آوازیں رحمٰن کے سامنے پست ہو جائیں گی، پھر آپ آہٹ (اور خفی آواز) کے سوا کچھ نہ سنیں گے ﴿108﴾

ساعتیں دوگنا ہو جائیں، تب بھی آخرت میں یوں محسوس ہوں گی، گویا وہ ایک دن ہے، اس وجہ سے کافر قیامت کے دن دنیا کی زندگی کی مدت کو بہت کم سمجھیں گے اور اس سے ان کی غرض یہ ہوگی کہ دنیا کی مدت کی کمی کی وجہ سے اپنے خلاف دلیل کو رد کر سکیں، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يُقْسِمُ الْمُجْرِمُوْنَ ۙ۬ مَا لَبِثُوْا غَيْرَ سَاعَةٍ ؕ كَذٰلِكَ كَانُوْا يُؤْفَكُوْنَ ○ وَقَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَالْاِيْمَانَ لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ اِلٰى يَوْمِ الْبَعْثِ ۫ فَهٰذَا يَوْمُ الْبَعْثِ وَلٰكِنَّكُمْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ○ ﴾ (الروم 30:55,56) ”اور جس روز قیامت برپا ہوگی گناہ گار قسمیں اٹھائیں گے کہ وہ (دنیا میں) ایک گھڑی سے زیادہ نہیں رہے تھے، اسی طرح وہ (رستے سے) الٹے جاتے تھے اور جن لوگوں کو علم اور ایمان دیا گیا تھا وہ کہیں گے کہ اللہ کی کتاب کے مطابق تم قیامت تک رہے ہو اور یہ قیامت ہی کا دن ہے لیکن تم نہیں جانتے تھے۔“ پھر فرمایا: ﴿ اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَّا يَتَذَكَّرُ فِيْهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَآءَكُمُ النَّذِيْرُ ؕ...... ﴾ الآیۃ (فاطر 35:37) ”کیا ہم نے تمھیں اتنی عمر نہ دی تھی کہ جس میں کوئی نصیحت حاصل کرنا چاہتا تو وہ نصیحت حاصل کر سکتا تھا اور تمھارے پاس ڈرانے والا بھی آیا!......“ اور فرمایا: ﴿ كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْاَرْضِ عَدَدَ سِنِيْنَ ○ قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ فَسْـَٔلِ الْعَآدِّيْنَ ○ قٰلَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا لَّوْ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ ﴾ (المؤمنون 23:112-114) ”تم زمین میں کتنے برس رہے؟ وہ کہیں گے کہ ہم ایک روز یا ایک روز سے بھی کم رہے تھے، پس شمار کرنے والوں سے پوچھ لیجیے۔ (اللہ) فرمائے گا: (وہاں) تم (بہت ہی) کم رہے کاش! تم جانتے ہوتے۔“ یہاں تمھارا دنیا میں رہنا بہت ہی کم تھا، کاش! تم اسے جان لیتے تو باقی رہنے والی آخرت کو ختم ہو جانے والی دنیا پر ترجیح نہ دیتے لیکن تم نے بہت ہی برا طرز عمل اختیار کیا اور حاضر اور فانی کو دائم اور باقی سے مقدم قرار دے دیا تھا۔

تفسیر آیات:105-108

پہاڑوں کو بکھیر اور زمین کو ہموار کر دیا جائے گا: ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْجِبَالِ ﴾ ”اور آپ سے پہاڑوں کے بارے میں دریافت کرتے ہیں۔“ یعنی قیامت کے دن باقی رہیں گے یا ختم ہو جائیں گے؟ ﴿ فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّيْ نَسْفًا ﴿105﴾ ﴾ ”پس کہہ دیجیے کہ میرا پروردگار ان کو اکھاڑ پھینکے گا۔“ انھیں ان کی جگہ سے ہٹا دے گا، مٹا دے گا اور انھیں چلا دے گا۔ ﴿ فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا ﴿106﴾ ﴾ ”پھر زمین کو ہموار میدان کر چھوڑے گا۔“ قاع زمین کے ہموار میدان کو کہتے ہیں اور

”محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

يَوْمَئِذٍ لَّا تَنفَعُ الشَّفَاعَةُ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمَٰنُ وَرَضِيَ لَهُ قَوْلًا ﴿109﴾ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ

اس دن سفارش کوئی نفع نہ دے گی مگر صرف اس کی جسے رحمٰن اجازت دے گا اور اس کی بات پسند کرے گا ﴿109﴾ جو کچھ ان کے آگے اور ان کے

أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيطُونَ بِهِ عِلْمًا ﴿110﴾ وَعَنَتِ الْوُجُوهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّومِ ۖ وَقَدْ

پیچھے ہے اسے اللہ ہی جانتا ہے، اور وہ (لوگ) اپنے علم سے اس کا احاطہ نہیں کر سکتے ﴿110﴾ اور سب چہرے حَیّ قَیُّوم (اللہ) کے آگے جھک جائیں

خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا ﴿111﴾ وَمَن يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا يَخَافُ ظُلْمًا

گے، اور یقیناً وہ ناکام ہوا جس نے ظلم (شرک) کا بوجھ اٹھایا ﴿111﴾ اور جو شخص نیک عمل کرے، جبکہ وہ مومن ہو تو وہ نہ ظلم و زیادتی (بے انصافی) کا خوف

وَلَا هَضْمًا ﴿112﴾

کھائے گا اور نہ حق تلفی کا ﴿112﴾

صفصف کے بھی یہی معنی ہیں، اسے تاکید کے لیے لایا گیا ہے، یہ بھی کہا گیا ہے کہ صفصف اس میدان کو کہتے ہیں جس میں کوئی نباتات نہ ہو لیکن پہلے معنی زیادہ بہتر ہیں، گو دوسرے معنی بھی اسے مستلزم ہیں، اسی لیے فرمایا: ﴿لَّا تَرَىٰ فِيهَا عِوَجًا وَلَا أَمْتًا ﴿107﴾﴾ ''جس میں نہ تم کجی (اور پستی) دیکھو گے نہ ٹیلا (اور بلندی۔)'' اس دن زمین میں کوئی وادی، ٹیلہ یا کوئی اونچی نیچی جگہ نظر نہ آئے گی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما، عکرمہ، مجاہد، حسن بصری، ضحاک، قتادہ اور کئی ایک ائمہ سلف کا یہی قول ہے۔[1]

لوگ پکارنے والے کی آواز کی طرف دوڑیں گے: ﴿يَوْمَئِذٍ يَتَّبِعُونَ الدَّاعِيَ لَا عِوَجَ لَهُ ۖ﴾ ''اس روز سب لوگ پکارنے والے کے پیچھے چلیں گے اس کے لیے کوئی کجی نہ ہوگی۔'' یعنی اس دن جب وہ یہ ہولناک حالات دیکھیں گے تو پکارنے والے کی آواز پر فوراً لبیک کہیں گے اور جہاں بھی انھیں حکم دیا جائے گا فوراً لپکیں گے، اگر دنیا میں یہ سمع و طاعت ہوتی تو اس سے انھیں فائدہ حاصل ہوتا مگر آج انھیں اس سے کوئی فائدہ حاصل نہ ہوگا جیسا کہ فرمایا: ﴿أَسْمِعْ بِهِمْ وَأَبْصِرْ يَوْمَ يَأْتُونَنَا﴾ (مریم 19:38) ''وہ جس دن ہمارے سامنے آئیں گے تو کیسے سننے والے اور کیسے دیکھنے والے ہوں گے!'' اور فرمایا: ﴿مُّهْطِعِينَ إِلَى الدَّاعِ ۖ﴾ (القمر 54:8) ''بلانے والے کی طرف دوڑتے جاتے ہوں گے۔''

فرمان الٰہی ہے: ﴿وَخَشَعَتِ الْأَصْوَاتُ لِلرَّحْمَٰنِ﴾ ''اور رحمٰن کے سامنے آوازیں پست ہو جائیں گی۔'' ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ آوازیں خاموش ہو جائیں گی۔ سدی کا بھی یہی قول ہے۔[2] ﴿فَلَا تَسْمَعُ إِلَّا هَمْسًا ﴿108﴾﴾ ''تو تم آہٹ (آواز خفی) کے سوا کچھ نہ سنو گے۔'' سعید بن جبیر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اس آواز سے مراد قدموں کی آہٹ ہے۔[3] عکرمہ، مجاہد، ضحاک، ربیع بن انس، قتادہ اور ابن زید وغیرہم رحمہم اللہ کا بھی یہی قول ہے۔[4] علی بن ابوطلحہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اس سے مراد آواز خفی ہے۔[5] عکرمہ اور ضحاک سے بھی ایک روایت یہی ہے۔ سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ اس سے مراد آوازوں کی پستی اور قدموں کی آہٹ ہے۔[6]

[1] تفسیر الطبری: 16/263، 264 و تفسیر ابن أبی حاتم: 7/2435۔ [2] تفسیر الطبری: 16/265۔ [3] تفسیر الطبری: 16/265۔ [4] تفسیر الطبری: 16/265، 266۔ [5] تفسیر الطبری: 16/265۔ [6] الدر المنثور: 4/551۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

تفسیر آیات:109-112

شفاعت اور جزا: ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ یَوْمَىِٕذٍ ﴾ ”اس روز“ یعنی روز قیامت۔ ﴿ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ ﴾ ”(کسی کی) سفارش کچھ فائدہ نہ دے گی۔“ یعنی اس کے ہاں، ﴿ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَرَضِیَ لَهٗ قَوْلًا ﴿۱۰۹﴾ ﴾ ”مگر اس شخص کی جسے اللہ اجازت دے اور اس کی بات کو پسند فرمائے۔“ جیسا کہ فرمایا: ﴿ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ﴾ (البقرة 2:255) ”کون ہے کہ اس کی اجازت کے بغیر اس سے (کسی کی) سفارش کر سکے۔“ اور فرمایا: ﴿ وَكَمْ مِّنْ مَّلَكٍ فِی السَّمٰوٰتِ لَا تُغْنِیْ شَفَاعَتُهُمْ شَیْـًٔا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اَنْ یَّاْذَنَ اللّٰهُ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَرْضٰی ○ ﴾ (النجم 53:26) ”اور آسمانوں میں بہت سے فرشتے ہیں جن کی سفارش کچھ بھی فائدہ نہیں دیتی مگر اس وقت کہ اللہ جس کے لیے چاہے اجازت بخشے اور (سفارش) پسند کرے۔“ اور فرمایا: ﴿ وَلَا یَشْفَعُوْنَ ۙ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰی وَهُمْ مِّنْ خَشْیَتِهٖ مُشْفِقُوْنَ ○ ﴾ (الأنبیآء 21:28) ”اور وہ (اس کے پاس کسی کی) سفارش نہیں کر سکتے مگر اس شخص کی جس سے اللہ خوش ہو اور وہ اس کی ہیبت سے ڈرتے رہتے ہیں۔“ اور فرمایا: ﴿ وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ ﴾ (سبا 34:23) ”اور اللہ کے ہاں (کسی کے لیے) سفارش فائدہ نہ دے گی مگر اس کے لیے جس کے بارے میں وہ اجازت بخشے۔“ اور فرمایا: ﴿ یَوْمَ یَقُوْمُ الرُّوْحُ وَالْمَلٰٓىِٕكَةُ صَفًّا ۙۗ لَّا یَتَكَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَقَالَ صَوَابًا ○ ﴾ (النبا 78:38) ”جس دن روح (الامین) اور فرشتے صف باندھ کر کھڑے ہوں گے تو کوئی بول نہ سکے گا مگر جس کو (اللہ) رحمٰن اجازت بخشے اور اس نے بات بھی درست کہی ہو۔“

صحیح بخاری و مسلم میں کئی سندوں سے مروی یہ حدیث ہے کہ سرور کائنات، فخر موجودات حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [(آتِي تَحْتَ الْعَرْشِ) وَأَخِرُّ لِلّٰهِ سَاجِدًا، وَيَفْتَحُ عَلَيَّ بِمَحَامِدَ لَا أُحْصِيهَا الْآنَ]، [فَيَدَعُنِي مَاشَاءَ (اللّٰهُ أَنْ يَّدَعَنِي) ثُمَّ يُقَالُ: اِرْفَعْ رَأْسَكَ...... وَقُلْ يُسْمَعْ ، وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ...... فَيَحُدُّلِي حَدًّا فَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ، ثُمَّ أَعُودُ......] ”میں عرش الٰہی کے نیچے آ کر اللہ تعالیٰ کے لیے سجدہ ریز ہو جاؤں گا، مجھے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے ایسے کلمات القا کیے جائیں گے جنھیں میں اب بیان نہیں کر سکتا، اللہ تعالیٰ جب تک چاہے گا مجھے اسی حالت میں رکھے گا، پھر فرمائے گا: محمد (ﷺ!) اپنے سر کو اٹھائیں...... اور کہیں آپ کی بات سنی جائے گی، سفارش کریں آپ کی سفارش قبول کی جائے گی......، پھر اللہ تعالیٰ میرے لیے (سفارش کے مرحلوں کی) حد بندی فرما دے گا تو میں انھیں جنت میں داخل کراؤں گا اور پھر لوٹ آؤں گا......“ آپ نے چار مرتبہ واپسی کا ذکر فرمایا ہے۔[1] صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَعَلٰى سَائِرِ الْأَنْبِيَاءِ.

---

[1] حافظ ابن کثیر کے ذکر کردہ الفاظ کی ترتیب نہیں ملی، البتہ پہلے حصے کے بجائے صحیح البخاري، التوحید، باب كلام الرب تعالی ......، حدیث:7510 میں اس طرح [وَيُلْهِمُنِي مَحَامِدَ أَحْمَدُهُ بِهَا لَاتَحْضُرُنِي الْآنَ...... وَأَخِرُّ لَهُ سَاجِدًا......] عن أنس ؓ اور قوسین والے الفاظ کتاب السنة لابن أبي عاصم، حدیث:811 عن أبي هريرة ؓ میں ہیں، اسی طرح دوسرا حصہ صحیح البخاري، التفسیر، باب قول الله تعالی: ﴿ وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ﴾ (البقرة 2:31)، حدیث: 4476 و صحیح مسلم، الإیمان، باب أدنى أهل الجنة منزلة فيها، حدیث:(322)-193 میں جبکہ قوسین والا جملہ بھی صحیح البخاري، التوحید، باب قول الله تعالی: ﴿ وُجُوْهٌ یَّوْمَىِٕذٍ نَّاضِرَةٌ ○ ...... ﴾ (القیٰمة 75:22,23)، حدیث:7440 عن أنس ؓ میں ہے۔

”محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

حدیث میں یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: [أَخْرِجُوا مِنَ النَّارِ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِّنْ إِيمَانٍ، فَيُخْرِجُونَ خَلْقًا كَثِيرًا، ثُمَّ يَقُولُ: أَخْرِجُوا مِنَ النَّارِ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ نِصْفُ مِثْقَالٍ مِّنْ إِيمَانٍ، أَخْرِجُوا مِنَ النَّارِ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مَا يَزِنُ ذَرَّةً، مَّنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ أَدْنٰى أَدْنٰى أَدْنٰى مِثْقَالِ ذَرَّةٍ مِّنْ إِيمَانٍ] ''جہنم سے ہر اس شخص کو نکال دو جس کے دل میں ایک دانے کے برابر ایمان ہو تو اس فرمان کے بعد بہت سی مخلوق کو نکال دیا جائے گا، پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ جہنم سے ہر اس شخص کو نکال دو جس کے دل میں نصف دانے کے برابر ایمان ہو، جہنم سے ہر اس شخص کو نکال دو جس کے دل میں ذرہ بھر ایمان ہو، جس کے دل میں ادنیٰ سے ادنیٰ ذرے کے برابر بھی ایمان ہو۔'' مکمل حدیث دیکھیے۔[1] ارشاد الٰہی ہے: ﴿ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ﴾ ''جو کچھ ان کے آگے ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے ہے وہ اس کو جانتا ہے۔'' یعنی ساری مخلوقات کا اپنے علم سے احاطہ کیے ہوئے ہے۔ ﴿ وَلَا يُحِيطُونَ بِهِ عِلْمًا ﴿110﴾ ﴾ ''اور وہ (اپنے) علم سے اس (اللہ کے علم) پر احاطہ نہیں کر سکتے۔'' جیسا کہ فرمایا: ﴿ وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ ﴾ (البقرة 2:255) ''اور وہ اس کی معلومات میں سے کسی چیز پر دسترس حاصل نہیں کر سکتے۔ ہاں، جس قدر وہ چاہتا ہے (اسی قدر معلوم کرا دیتا ہے۔)''

فرمان الٰہی ہے: ﴿ وَعَنَتِ الْوُجُوهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّومِ ﴾ ''اور اسی زندہ و قائم کے روبرو منہ نیچے ہو جائیں گے۔'' ابن عباس رضی اللہ عنہما اور دیگر کئی ایک ائمۂ تفسیر نے فرمایا ہے کہ تمام مخلوقات اس زبردست و زندہ رہنے والے کے سامنے عجز و انکسار کے ساتھ جھک جائیں گی۔[2] ﴿ لِلْحَيِّ ﴾ جو فوت نہیں ہوتا، ﴿ الْقَيُّومِ ﴾ جو ہمیشہ رہنے والا ہے اور کبھی نہیں سوتا۔ وہ ہر چیز پر نگہبان ہے، ہر چیز کی تدبیر و حفاظت فرماتا ہے، وہ اپنی ذات پاک میں کامل ہے، ہر چیز اس کی محتاج ہے اور صرف اسی کے سہارے قائم ہے۔

ظالم نامراد ہوگا: ﴿ وَقَدْ خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا ﴿111﴾ ﴾ ''اور جس نے ظلم کا بوجھ اٹھایا وہ نامراد رہا۔'' یعنی قیامت کے دن، اللہ تعالیٰ ہر حق دار کو اس کا حق ادا کر دے گا حتی کہ بغیر سینگوں کے بکری کا بھی سینگوں والی بکری سے بدلہ دلوا دے گا جیسا کہ حدیث میں ہے: [فَيَقُولُ: وَعِزَّتِي وَجَلَالِي! لَا يُجَاوِزُنِي (الْيَوْمَ ظُلْمُ) ظَالِمٍ، فَيُنْصِفُ الْخَلْقَ بَعْضَهُمْ مِّنْ بَعْضٍ، حَتّٰى إِنَّهُ لَيُنْصِفُ الشَّاةَ الْجَمَّاءَ مِنَ الْعَضْبَاءِ بِنَطْحَةٍ نَّطَحَهَا] ''اللہ عزوجل فرمائے گا: مجھے اپنے عزت و جلال کی قسم! آج کسی ظالم کا ظلم مجھ سے گزر نہیں سکے گا (انصاف ہوگا)، پھر وہ لوگوں کو ایک دوسرے سے پورا پورا حق دلوائے گا، یہاں تک کہ بغیر سینگوں والی بکری کا بھی سینگوں والی بکری سے اسے سینگ مارنے کا بدلہ دلوائے گا۔''[3] صحیح حدیث میں ہے:

---

[1] جملہ کتب احادیث سے حافظ ابن کثیر کے ذکر کردہ الفاظ کی ترتیب نہیں ملی، البتہ یہ الفاظ دیکھیے صحيح البخاری، الإيمان، باب زيادة الإيمان ونقصانه......، حديث: 44 عن أنس رضی اللہ عنہ و7439 عن أبي سعيد الخدري رضی اللہ عنہ و7510 عن أنس رضی اللہ عنہ و صحيح مسلم، الإيمان، باب معرفة طريق الرؤية، حديث: 183 عن أبي سعيد الخدري رضی اللہ عنہ و(326)-193 عن أنس رضی اللہ عنہ. [2] تفسير الطبري: 268/16 والدر المنثور: 552/4. [3] المعجم الكبير للطبراني: 95/2، حديث: 1421 ومجمع الزوائد، البعث، باب ماجاء في القصاص: 353/10، حديث: 18414 عن ثوبان رضی اللہ عنہ اور قوسین والے الفاظ مسند الفردوس: 269/5، حديث: 8153 کے مطابق ہیں، البتہ حدیث ضعیف ہے۔ مزید دیکھیے السلسلة الضعيفة: حديث: 1401.

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

وَكَذٰلِكَ اَنۡزَلۡنٰهُ قُرۡاٰنًا عَرَبِيًّا وَّصَرَّفۡنَا فِيۡهِ مِنَ الۡوَعِيۡدِ لَعَلَّهُمۡ يَتَّقُوۡنَ

اور اسی طرح ہم نے اس کو عربی قرآن نازل کیا اور ہم نے اس میں پھیر پھیر کر کئی پہلوؤں سے (اپنی) وعید بیان کی تاکہ وہ تقویٰ اپنائیں یا وہ ان

اَوۡ يُحۡدِثُ لَهُمۡ ذِكۡرًا ﴿113﴾ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الۡمَلِكُ الۡحَقُّ ۚ وَلَا تَعۡجَلۡ بِالۡقُرۡاٰنِ مِنۡ قَبۡلِ اَنۡ

کے لیے نصیحت پیدا کرے ﴿113﴾ پس ثابت وسچا بادشاہ اللہ بلند وبالا ہے، اور (اے نبی!) آپ قرآن (پڑھنے) میں جلدی نہ کریں قبل اس کے کہ آپ

يُّقۡضٰٓى اِلَيۡكَ وَحۡيُهٗ ۫ وَقُلۡ رَّبِّ زِدۡنِىۡ عِلۡمًا ﴿114﴾

کی طرف اس کی وحی پوری کی جائے اور کہیے: اے میرے رب! مجھے علم میں زیادہ کر ﴿114﴾

[إِيَّاكُم وَالظُّلم ، فَإِنَّ الظُّلمَ ظُلُماتٌ يَّومَ القِيامَةِ] ''ظلم سے بچو، بے شک ظلم قیامت کے دن ظلمتوں کا سبب بن جائے گا۔''[1] وہ شخص مکمل ناکام ونامراد ہوگا جو اللہ تعالیٰ سے ملے اور وہ اس کے ساتھ شرک کرنے والا ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ اِنَّ الشِّرۡكَ لَظُلۡمٌ عَظِيۡمٌ ۝ ﴾ (لقمٰن 31:13) ''یقیناً شرک تو بہت بڑا ظلم ہے۔''

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ وَمَنۡ يَّعۡمَلۡ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤۡمِنٌ فَلَا يَخٰفُ ظُلۡمًا وَّلَا هَضۡمًا ﴿112﴾ ﴾ ''اور جو نیک کام کرے گا اور مومن بھی ہوگا تو اس کو نہ ظلم کا خوف ہوگا اور نہ نقصان کا۔'' اللہ تعالیٰ نے پہلے ظالموں اور ان کی وعید کا ذکر کیا اور اب متقین اور ان کا حال بیان فرمایا ہے کہ ان پر نہ ظلم کیا جائے گا اور نہ انھیں کوئی نقصان پہنچایا جائے گا، یعنی نہ ان کی برائیوں میں اضافہ کیا جائے گا اور نہ ان کی نیکیوں میں کمی کی جائے گی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما، مجاہد، ضحاک، حسن، قتادہ اور کئی ایک ائمہ تفسیر کا یہی قول ہے۔[2] ظلم کے معنی زیادتی ہے اور وہ یہ کہ کسی دوسرے کے گناہ کا بوجھ لاد دیا جائے اور ھضم کے معنی کمی کے ہیں اور وہ یہ کہ اس کی اپنی نیکیوں کا ثواب کم کر دیا جائے اور یہ دونوں باتیں ہی نہیں ہوں گی۔

تفسیر آیات: 114,113

قرآن کے نزول کا مقصد: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ آخرت کا دن یقیناً آنے والا ہے جس میں اعمال کے مطابق اچھا یا برا بدلہ دیا جائے گا تو اس نے لوگوں کی ہدایت کے لیے قرآن مجید کو بشیر ونذیر بنا کر مبین وفصیح عربی زبان میں نازل فرمایا ہے جس میں کوئی ابہام اور کمی نہیں ہے، ﴿ وَّصَرَّفۡنَا فِيۡهِ مِنَ الۡوَعِيۡدِ لَعَلَّهُمۡ يَتَّقُوۡنَ ﴾ ''اور اس میں ہم نے طرح طرح کے ڈراوے بیان کر دیے ہیں تاکہ لوگ پرہیزگار بنیں۔'' اور گناہوں، حرام امور اور بے حیائی کے کاموں کو ترک کر دیں، ﴿ اَوۡ يُحۡدِثُ لَهُمۡ ذِكۡرًا ﴿113﴾ ﴾ ''یا وہ ان کے لیے نصیحت پیدا کر دے۔'' اور انھیں اطاعت بجالانے اور نیک اعمال کرنے کی توفیق عطا فرما دے۔ ﴿ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الۡمَلِكُ الۡحَقُّ ۚ ﴾ ''تو اللہ جو سچا بادشاہ ہے عالی قدر ہے۔'' پاک اور مقدس ہے وہ سچا بادشاہ جو خود بھی حق ہے جس کا وعدہ بھی حق ہے جس کی وعید بھی حق ہے جس کے رسول بھی حق ہیں، جنت بھی حق ہے، جہنم بھی حق ہے اور جس کی ہر چیز حق ہے۔ اس ذات پاک کا یہ عدل ہے کہ وہ اس وقت تک کسی کو عذاب نہیں دیتا جب تک وہ رسولوں کو بھیج کر

---

[1] صحيح البخاري، المظالم، باب: الظلم ظلمات يوم القيامة، حديث:2447 وصحيح مسلم، البر والصلة...... باب تحريم الظلم، حديث:2578 ومسند أحمد:106/2 واللفظ له عن ابن عمر رضي الله عنهما. [2] تفسير الطبري:271,270/16.

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

ع 6 11 15

وَلَقَدْ عَهِدْنَآ اِلٰٓى اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا ﴿115﴾ وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ

اور البتہ ہم نے اس سے پہلے آدم سے عہد لیا تھا تو وہ بھول گیا اور ہم نے اس میں عزم صمیم نہ پایا﴿115﴾ اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا: آدم کو سجدہ

اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰى ﴿116﴾ فَقُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اِنَّ هٰذَا عَدُوٌّ لَّكَ

کرو تو انھوں نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے، اس نے انکار کیا﴿116﴾ پھر ہم نے کہا: اے آدم! بے شک یہ (ابلیس) تیرا اور تیری بیوی کا دشمن ہے،

وَلِزَوْجِكَ فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقٰى ﴿117﴾ اِنَّ لَكَ اَلَّا تَجُوْعَ فِيْهَا وَلَا

کہیں وہ تم دونوں کو جنت سے نہ نکلوا دے کہ تو مشقت میں پڑ جائے﴿117﴾ بے شک تیرے لیے (یہاں اہتمام) ہے کہ تو اس میں نہ بھوکا رہے گا اور نہ

تَعْرٰى ﴿118﴾ وَاَنَّكَ لَا تَظْمَؤُا فِيْهَا وَلَا تَضْحٰى ﴿119﴾ فَوَسْوَسَ اِلَيْهِ الشَّيْطٰنُ قَالَ

ننگا ہوگا﴿118﴾ اور بے شک تجھے نہ پیاس لگے گی اور نہ تجھے دھوپ لگے گی﴿119﴾ پھر شیطان نے اس کی طرف وسوسہ ڈالا، اس نے کہا: اے آدم! کیا میں

يٰٓاٰدَمُ هَلْ اَدُلُّكَ عَلٰى شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَّا يَبْلٰى ﴿120﴾ فَاَكَلَا مِنْهَا فَبَدَتْ لَهُمَا

تجھے سدا جینے کا درخت اور بادشاہی نہ بتاؤں جو پرانی نہ ہو؟﴿120﴾ چنانچہ ان دونوں نے اس میں سے (پھل) کھایا تو ان کی شرمگاہیں ان پر ظاہر

سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ ز وَعَصٰٓى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى ﴿121﴾ صلے

ہو گئیں، اور وہ دونوں اپنے اوپر جنت کے پتے چپکانے لگے، اور آدم نے اپنے رب کی نافرمانی کی تو وہ بھٹک گیا﴿121﴾ پھر اسے اس کے رب نے

ثُمَّ اجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَتَابَ عَلَيْهِ وَهَدٰى ﴿122﴾

برگزیدہ کیا، تو اس کی توبہ قبول کی اور (اسے) ہدایت دی﴿122﴾

ڈرانہ دے اور مخلوق پر حجت تمام نہ کر دے تا کہ کسی کے پاس کوئی حجت اور شبہ باقی نہ رہے۔

نزول قرآن کے وقت اسے پڑھنے میں جلدی نہ کریں: ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّقْضٰٓى اِلَيْكَ وَحْيُهٗ ز﴾ ''اور قرآن کی جو آپ کی طرف وحی بھیجی جاتی ہے اس کے پورا ہونے سے پہلے قرآن کے (پڑھنے کے) لیے جلدی نہ کیا کریں۔'' اسی طرح سورۂ قیامہ میں بھی فرمایا ہے: ﴿لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ ۝ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ ۝ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ۝ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ ۝﴾ (القيمة 75:16-19) ''اور (اے محمد!) وحی کے پڑھنے کے لیے اپنی زبان کو حرکت نہ دیا کریں کہ اس کو جلد یاد کر لیں، اس کا جمع کرنا اور پڑھانا ہمارے ذمے ہے جب ہم وحی پڑھا کریں تو آپ (اس کو سنا کریں اور) پھر اسی طرح پڑھا کریں، پھر اس (کے معانی) کا بیان بھی ہمارے ہی ذمے ہے۔''

صحیح بخاری میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وحی کی وجہ سے شدت محسوس فرمایا کرتے تھے اور آپ اسے جلد جلد پڑھنے کے لیے زبان (اور ہونٹوں) کو حرکت دیتے تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے ان آیات: ﴿لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ﴾ (القيمة 75:16) کو نازل فرمایا۔[1] یعنی جبریل علیہ السلام جب آپ کے پاس وحی لے کر آتے اور جوں ہی جبریل ایک آیت پڑھتے

[1] صحيح البخاري، بدء الوحي، باب كيف كان بدء الوحي......؟ حديث: 5 و 4929 و صحيح مسلم، الصلاة، باب الاستماع للقراءة، حديث: 448.

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

تو قرآن مجید کو جلد حفظ کر لینے کے شدید شوق کی وجہ سے آپ بھی اسے جلد جلد پڑھنے لگ جاتے تو اللہ تعالیٰ نے بہت ہی آسان اور سہل کام کی طرف آپ کی رہنمائی فرما دی تا کہ نزول قرآن مجید کی وجہ سے آپ مشقت میں مبتلا نہ ہوں، فرمایا: ﴿ لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ ۝ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ ۝ ﴾ (القیمة 75:16,17) ''اور (اے محمد! ﷺ) وحی کے پڑھنے کے لیے اپنی زبان کو حرکت نہ دیا کریں کہ اس کو جلد یاد کر لیں، اس کا جمع کرنا اور پڑھانا ہمارے ذمے ہے۔'' یعنی یہ ہمارے ذمے ہے کہ اس قرآن کو ہم آپ کے سینے میں جمع کر دیں اور پھر آپ اسے لوگوں کو پڑھ کر سنائیں اور اس میں سے کچھ بھی نہ بھولیں۔ ﴿ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ۝ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ ۝ ﴾ (القیمة 75:18,19) ''چنانچہ جب ہم وحی پڑھا کریں تو آپ (اس کو سنا کریں اور) پھر اس طرح پڑھا کریں، پھر اس (کے معانی) کا بیان بھی ہمارے ذمے ہے۔''

اور اس آیت کریمہ میں فرمایا ہے: ﴿ وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّقْضٰٓى اِلَيْكَ وَحْيُهٗ ﴾ ''اور قرآن کی وحی جو آپ کی طرف بھیجی جاتی ہے اس کے پورا ہونے سے پہلے قرآن کے (پڑھنے کے) لیے جلدی نہ کیا کریں۔'' بلکہ خاموشی سے جبریل کی تلاوت کو سنا کریں اور جب جبریل تلاوت سے فارغ ہو جائیں تو پھر ان کے بعد آپ پڑھیں: ﴿ وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا ۝ ﴾ ''اور کہیے کہ میرے پروردگار! مجھے اور زیادہ علم دے۔'' یعنی مجھے اپنے پاس سے اور زیادہ علم عطا فرما۔ ابن عیینہ رحمہ اللہ کا قول ہے کہ تاحیات آپ ﷺ کے علم میں اضافہ ہوتا رہا۔

تفسیر آیات:115-122

قصۂ آدم و ابلیس: امام ابن ابو حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کو بیان کیا ہے کہ انسان کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اس سے عہد لیا گیا تھا مگر یہ اسے بھول گیا۔ علی بن ابوطلحہ نے بھی آپ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔ [1] مجاہد اور حسن کہتے ہیں: اس لیے کہ اس نے عہد کو ترک کر دیا تھا۔ [2] ﴿ وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ ﴾ ''اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کے آگے سجدہ کرو۔'' اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی توقیر و تکریم اور اپنی بہت سی مخلوقات پر انھیں جو فضیلت دی، اس کا ذکر فرمایا ہے۔ قصۂ آدم و ابلیس قبل ازیں سورۂ بقرہ، سورۂ اعراف، سورۂ حجر اور سورۂ کہف میں بیان ہو چکا ہے، نیز آگے سورۂ صٓ کے آخر میں بھی اس کا ذکر آئے گا۔ [3] یہاں اللہ تعالیٰ نے یہ بیان فرمایا ہے کہ اس نے آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا اور فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ توقیر و تکریم کے طور پر ان کے آگے سجدہ کریں، نیز اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ ابلیس کی آدم و اولادِ آدم سے عداوت زمانۂ قدیم ہی سے چلی آ رہی ہے، اسی لیے فرمایا: ﴿ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰى ۝ فَقُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اِنَّ هٰذَا عَدُوٌّ لَّكَ وَلِزَوْجِكَ فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقٰى ۝ ﴾ ''تو سب سجدے میں گر پڑے مگر ابلیس نے انکار کیا، ہم نے فرمایا کہ آدم! یہ تمھارا اور تمھاری بیوی کا دشمن ہے، پس یہ کہیں تم دونوں کو بہشت سے نکلوا نہ دے اور تم تکلیف میں پڑ جاؤ۔''

[1] تفسیر ابن أبي حاتم: 7/2437 و تفسیر الطبري: 16/274. [2] تفسیر الطبري: 16/273 و تفسیر ابن أبي حاتم: 7/2437. [3] دیکھیے البقرة 2:30-38 و الأعراف: 7:11-25 و الحجر: 15:28-44 و الکهف 18:50 و صٓ: 38:71-85.

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

حضرت آدم علیہ السلام کی بیوی کا نام حوّا تھا۔ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ اس نے آدم علیہ السلام کو حکم دیا کہ ابلیس سے بچو کہیں وہ کوشش کر کے تمھیں جنت سے نہ نکلوا دے ورنہ تم طلب رزق کے لیے محنت و مشقت میں پڑ جاؤ گے بلکہ یہاں جنت میں تمھیں بغیر کسی کُلفت و مَشقّت کے عیش و آرام کی زندگی میسر ہے، ﴿ اِنَّ لَكَ اَلَّا تَجُوْعَ فِيْهَا وَلَا تَعْرٰى ﴿118﴾ ﴾ ”بے شک یہاں تم کو یہ (آسائش) ہے کہ نہ بھوکے رہو نہ ننگے۔“

یہاں بھوک اور ننگ کو ملا کر بیان کیا گیا ہے کیونکہ بھوک باطن کی ذلت ہے جبکہ ننگ ظاہر کی ذلت ہے، ﴿ وَاَنَّكَ لَا تَظْمَؤُا فِيْهَا وَلَا تَضْحٰى ﴿119﴾ ﴾ ”اور یہ کہ نہ تم یہاں پیاسے رہو اور نہ دھوپ لگے۔“ یہ دونوں چیزیں بھی ایک دوسرے کے مقابل کی ہیں کہ پیاس باطن کی گرمی ہے اور دھوپ ظاہر کی گرمی ہے۔

ارشاد الٰہی ہے: ﴿ فَوَسْوَسَ اِلَيْهِ الشَّيْطٰنُ قَالَ يٰاٰدَمُ هَلْ اَدُلُّكَ عَلٰى شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَّا يَبْلٰى ﴿120﴾ ﴾ ”تو شیطان نے ان کے دل میں وسوسہ ڈالا اور کہا کہ آدم بھلا میں تم کو (ایسا) درخت بتاؤں (جو) ہمیشہ کی زندگی کا (ثمرہ دے) اور (ایسی) بادشاہت کہ کبھی زائل نہ ہو۔“ قبل ازیں یہ بیان ہو چکا ہے کہ شیطان مردود نے دھوکا دے کر ان کو معصیت کی طرف کھینچ ہی لیا۔ ﴿ وَقَاسَمَهُمَآ اِنِّيْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ ﴾ (الأعراف 21:7) ”اور اس نے ان سے قسمیں کھا کھا کر کہا کہ میں تو تمھارا خیر خواہ ہوں۔“ قبل ازیں یہ بھی بیان ہو چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم و حوا علیہما السلام سے یہ فرمایا تھا کہ وہ جنت کے تمام پھلوں کو کھائیں مگر جنت کے ایک معین درخت کے قریب نہ جائیں لیکن ابلیس دونوں کو مسلسل بہکاتا رہا حتی کہ انھوں نے اس درخت کے پھل کو کھا لیا اور یہ شجرِ خلد تھا، یعنی وہ درخت کہ جس کا پھل کھانے والا خلد اور دوام حاصل کر لیتا ہے۔ حدیث میں بھی شجرِ خلد کا ذکر آیا ہے۔ امام ابوداود طیالسی نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کو بیان کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: [إِنَّ فِي الْجَنَّةِ شَجَرَةً يَسِيرُ الرَّاكِبُ فِي ظِلِّهَا مِائَةَ عَامٍ مَّا يَقْطَعُهَا ، وَهِيَ شَجَرَةُ الْخُلْدِ] ”جنت میں ایک ایسا درخت ہے کہ سوار اگر سو سال تک بھی اس کے سائے میں چلتا رہے تو وہ کبھی ختم نہ ہو اور یہ شجرِ خلد ہے۔“[1] اسے امام احمد نے بھی بیان کیا ہے۔[2]

ارشاد الٰہی ہے: ﴿ فَاَكَلَا مِنْهَا فَبَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا ﴾ ”تو دونوں نے اس درخت کا پھل کھا لیا تو ان پر ان کی شرم گاہیں ظاہر ہو گئیں۔“ ابن ابوحاتم نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی روایت کو بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[إِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ آدَمَ رَجُلًا طُوَالًا كَثِيرَ شَعْرِ الرَّأْسِ كَأَنَّهُ نَخْلَةٌ سَحُوقٌ، فَلَمَّا ذَاقَ الشَّجَرَةَ سَقَطَ عَنْهُ لِبَاسُهُ ، فَأَوَّلُ مَا بَدَا مِنْهُ عَوْرَتُهُ ، فَلَمَّا نَظَرَ إِلٰى عَوْرَتِهِ جَعَلَ يَشْتَدُّ فِي الْجَنَّةِ فَأَخَذَتْ شَعْرَهُ شَجَرَةٌ

[1] مسند أبي داود الطيالسي بتحقيق الدكتور محمد بن عبد المحسن التركي:279,278/4، حديث:2670. [2] مسند أحمد:455/2 حدیث کے آخری الفاظ:[وهي شجرة الخلد] صحیح نہیں ہیں، ان کو ابوضحاک روایت کرنے میں متفرد ہیں اور وہ مجہول راوی ہیں، والله تعالىٰ أعلم.

”محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

فَنَازَعَهَا، فَنَادَاهُ الرَّحْمٰنُ: يَا آدَمُ! مِنِّي تَفِرُّ؟ فَلَمَّا سَمِعَ كَلَامَ الرَّحْمٰنِ ،قَالَ : يَا رَبِّ !لَا، وَلٰكِنِ اسْتِحْيَاءً، أَرَأَيْتَ ! إِنْ تُبْتُ وَرَجَعْتُ ، أَعَائِدٌ إِلَى الْجَنَّةِ ؟ قَالَ: نَعَمْ]

''آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اس طرح پیدا فرمایا کہ وہ طویل قد کے آدمی تھے، ان کے سر کے بال گھنے تھے گویا وہ بلند کھجور ہیں، جب انھوں نے درخت کو چکھا تو ان کا لباس اتر گیا، چنانچہ سب سے پہلے شرم گاہ سے لباس اترا۔ جب انھوں نے شرم گاہ کو دیکھا تو جنت میں بھاگنا شروع کر دیا اور ان کے بال ایک درخت سے اٹک گئے، انھوں نے انھیں چھڑانے کی کوشش کی تو اللہ تعالیٰ نے انھیں آواز دی: اے آدم! کیا مجھ سے بھاگتے ہو؟ جب آدم نے اللہ تعالیٰ کے کلام کو سنا تو عرض کی: اے میرے رب! (میں تجھ سے بھاگتا) نہیں لیکن مجھے حیا آتی ہے اگر میں توبہ کر لوں اور رجوع کر لوں تو کیا میں واپس جنت میں لوٹ جاؤں گا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہاں۔'' یہ معنی ہیں اس ارشاد باری تعالیٰ کے: ﴿ فَتَلَقّٰٓى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ ط ﴾ (البقرۃ 2:37) ''پھر آدم نے اپنے پروردگار سے کچھ کلمات سیکھے (اور معافی مانگی) تو اس نے ان پر مہربانی فرمائی۔''[1] یہ روایت امام حسن اور حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کے درمیان منقطع ہے، یعنی حسن نے اسے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے نہیں سنا، نیز اس کا مرفوع ہونا بھی محل نظر ہے۔

فرمانِ الٰہی ہے: ﴿ وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ ز ﴾ ''اور وہ دونوں اپنے (بدنوں) پر بہشت کے پتے چپکانے لگے۔'' مجاہد کہتے ہیں کہ وہ دونوں پتوں سے کپڑوں کی طرح اپنے تن بدن کو ڈھانپنے لگے، قتادہ اور سدی کا بھی قول ہے۔[2]

فرمان الٰہی ہے: ﴿ وَعَصٰٓى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى ۝ ۱۲۱ ثُمَّ اجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَتَابَ عَلَيْهِ وَهَدٰى ۝ ۱۲۲ ﴾ ''اور آدم نے اپنے پروردگار کی نافرمانی کی تو (وہ اپنے مطلوب سے) بے راہ ہو گئے، پھر ان کے پروردگار نے ان کو نوازا، چنانچہ ان کی توبہ قبول فرمائی اور سیدھی راہ بتائی۔'' امام بخاری رحمہ اللہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کو بیان کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: [حَاجَّ مُوسٰى آدَمَ، فَقَالَ لَهُ: أَنْتَ الَّذِي أَخْرَجْتَ النَّاسَ مِنَ الْجَنَّةِ بِذَنْبِكَ فَأَشْقَيْتَهُمْ، قَالَ آدَمُ: يَا مُوسٰى! أَنْتَ الَّذِي اصْطَفَاكَ اللّٰهُ بِرِسَالَاتِهِ وَبِكَلَامِهِ، أَتَلُومُنِي عَلٰى أَمْرٍ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلَيَّ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَنِي، أَوْ قَدَّرَهُ اللّٰهُ عَلَيَّ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَنِي؟۔ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ۔ فَحَجَّ آدَمُ مُوسٰى] ''موسیٰ علیہ السلام نے آدم علیہ السلام سے جھگڑا کیا اور ان سے کہا کہ آپ نے گناہ کے ساتھ لوگوں کو جنت سے نکلوا کر مشقت میں ڈال دیا تھا! آدم علیہ السلام نے کہا: اے موسیٰ علیہ السلام! آپ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغام و کلام کے ساتھ منتخب کیا، کیا آپ مجھے ایسے کلام کی وجہ سے ملامت کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے میری پیدائش سے بھی پہلے میرے لیے لکھ دیا تھا یا آپ نے یہ فرمایا کہ جسے اللہ تعالیٰ نے میری پیدائش سے بھی پہلے میرے مقدر میں لکھ دیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

[1] تفسير ابن أبي حاتم:1452,1451/5 و المستدرك للحاكم، التفسير، باب من سورة البقرة:262/2 ، حديث:3038، البتہ مستدرک میں [أَرَأَيْتَ......] سے لے کر آخر تک کے الفاظ نہیں ہیں۔ [2] تفسير ابن أبي حاتم:1453,1452/5.

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

قَالَ اهۡبِطَا مِنۡهَا جَمِيۡعًاۢ بَعۡضُكُمۡ لِبَعۡضٍ عَدُوٌّ ۚ فَاِمَّا يَاۡتِيَنَّكُمۡ مِّنِّىۡ هُدًى ۙ فَمَنِ اتَّبَعَ

اس (اللہ) نے فرمایا: تم دونوں یہاں سے اکٹھے اتر جاؤ، تمھارے بعض، بعض کے دشمن ہیں، پھر جب تمھارے پاس میری ہدایت پہنچے تو جس نے

هُدَاىَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشۡقٰى ﴿123﴾ وَمَنۡ اَعۡرَضَ عَنۡ ذِكۡرِىۡ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيۡشَةً ضَنۡكًا

میری ہدایت کی پیروی کی تو وہ نہ گمراہ ہوگا اور نہ مشقت میں پڑے گا ﴿123﴾ اور جس نے میری یاد سے اعراض کیا تو بلاشبہ اس کے لیے گزران تنگ ہوگا،

وَّنَحۡشُرُهٗ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ اَعۡمٰى ﴿124﴾ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرۡتَنِىۡۤ اَعۡمٰى وَقَدۡ كُنۡتُ بَصِيۡرًا ﴿125﴾ قَالَ

اور روزِ قیامت ہم اسے اندھا کر کے اٹھائیں گے ﴿124﴾ وہ کہے گا: اے میرے رب! تو نے مجھے اندھا کیوں اٹھایا؟ جبکہ میں تو (دنیا میں) دیکھنے والا

كَذٰلِكَ اَتَتۡكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيۡتَهَا ۚ وَكَذٰلِكَ الۡيَوۡمَ تُنۡسٰى ﴿126﴾

تھا ﴿125﴾ ارشاد ہوگا: اسی طرح تیرے پاس ہماری آیات آئیں تو تو نے وہ بھلا دیں، اور اسی طرح آج تجھے بھی بھلا دیا جائے گا ﴿126﴾

تو آدم علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام پر غالب آ گئے۔''[1] یہ حدیث صحیحین اور مسانید وغیرہ میں کئی طریق سے مروی ہے۔[2]

تفسیر آیات: 126-123

حضرت آدم علیہ السلام کا زمین پر اتارا جانا: اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام، حوا اور ابلیس سے فرمایا کہ تم سب کے سب جنت سے نکل جاؤ، اس کے بارے میں سورۂ بقرہ میں تفصیل بیان کی جا چکی ہے۔[3] ﴿بَعۡضُكُمۡ لِبَعۡضٍ عَدُوٌّ ۚ﴾ ''تم میں بعض، بعض کے دشمن ہیں۔'' یعنی آدم و اولادِ آدم اور ابلیس اور اس کی ذریت کی ایک دوسرے کے ساتھ دشمنی ہوگی۔ فرمان الٰہی ہے: ﴿فَاِمَّا يَاۡتِيَنَّكُمۡ مِّنِّىۡ هُدًى ۙ﴾ ''پھر اگر میری طرف سے تمھارے پاس ہدایت آئے۔'' ابو عالیہ کہتے ہیں کہ ہدایت سے یہاں انبیاء، رسول اور بیان مراد ہے۔[4] ﴿فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَاىَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشۡقٰى ﴿123﴾﴾ ''تو جو شخص میری ہدایت کی پیروی کرے گا وہ نہ گمراہ ہوگا اور نہ تکلیف میں پڑے گا۔'' ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ وہ نہ دنیا میں گمراہ ہوگا اور نہ آخرت میں تکلیف میں پڑے گا۔[5]

وحی الٰہی سے اعراض کی دنیا و آخرت میں سزا: ارشاد باری ہے: ﴿وَمَنۡ اَعۡرَضَ عَنۡ ذِكۡرِىۡ﴾ ''اور جو میری نصیحت سے اعراض کرے گا۔'' یعنی میرے حکم کی نافرمانی کرے اور جو میں نے اپنے رسولوں پر نازل کیا ہے اس سے منہ پھیرے گا اور اسے بھول جائے گا اور ہدایت کو کسی اور جگہ سے تلاش کرے گا۔ ﴿فَاِنَّ لَهٗ مَعِيۡشَةً ضَنۡكًا﴾ ''تو اس کی گذران تنگ ہو جائے گی'' یعنی دنیا میں تنگ ہو جاتی ہے جس کے نتیجے میں اس کو اطمینان اور انشراح صدر حاصل نہیں ہوتا بلکہ اس کا سینہ اپنی

[1] صحیح البخاري، التفسیر، باب: ﴿فَلَا يُخۡرِجَنَّكُمَا مِنَ الۡجَنَّةِ فَتَشۡقٰى﴾ (طٰہٰ 117:20)، حدیث:4738. [2] صحیح البخاري، أحادیث الأنبیاء، باب وفاۃ موسٰی......، حدیث:3409 والتوحید، باب ماجاء في قوله عزوجل: ﴿وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوۡسٰى تَكۡلِيۡمًا﴾ (النسآء 164:4)، حدیث:7515 وصحیح مسلم، القدر، باب حجاج آدم وموسٰی صلی اللہ علیهما وسلم، حدیث:2652 ومسند أحمد:287/2. [3] دیکھیے البقرۃ:38-302. [4] تفسیر الطبري:352/1. [5] تفسیر الطبري:279/16.

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وَكَذٰلِكَ نَجْزِيْ مَنْ اَسْرَفَ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ؕ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَدُّ

اور جو حد سے بڑھ گیا اور اپنے رب کی آیات پر ایمان نہ لایا، ہم اس کو اسی طرح سزا دیں گے۔ اور یقیناً آخرت کا عذاب شدید تر اور بہت

وَاَبْقٰى ﴿127﴾

باقی رہنے والا ہے ﴿127﴾

ضلالت کی وجہ سے تنگ ہو کر حرج میں مبتلا ہو جاتا ہے، گو یا بظاہر خوش وخرم ہو، جو چاہے لباس پہنے جو چاہے کھائے اور جہاں چاہے رہے کیونکہ اس کا دل جب تک یقین و ہدایت کے لیے خالص نہ ہوگا، وہ قلق و حیرت اور شک میں رہے گا اور گذران تنگ ہونے کے یہی معنی ہیں۔

فرمان الٰہی ہے: ﴿ وَنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ﴿124﴾ ﴾ ''اور قیامت کو ہم اسے اندھا (کرکے) اٹھائیں گے۔'' مجاہد، ابو صالح اور سدی کہتے ہیں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ روز قیامت اس کے پاس کوئی حجت نہ ہوگی۔[1] عکرمہ کہتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جہنم کے سوا اسے کوئی چیز نظر نہ آئے گی۔[2] جیسا کہ فرمایا: ﴿ وَنَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ عُمْيًا وَّبُكْمًا وَّصُمًّا ؕ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ ﴾ (بنيٓ إسرآءيل 97:17) ''اور ہم ان کو قیامت کے دن اوندھے منہ، اندھے، گونگے اور بہرے (بنا کر) اٹھائیں گے اور ان کا ٹھکانا دوزخ ہے۔'' اسی لیے وہ کہے گا: ﴿ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْٓ اَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا ﴿125﴾ ﴾ ''اے میرے پروردگار! تو نے مجھے اندھا کر کے کیوں اٹھایا، حالانکہ میں تو دیکھتا بھالتا تھا؟'' یعنی دنیا میں۔ ﴿ قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا ۚ وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى ﴿126﴾ ﴾ ''اللہ فرمائے گا: ایسے ہی (چاہیے تھا) تیرے پاس ہماری آیتیں آئیں تو تو نے ان کو بھلا دیا اور اسی طرح آج ہم تجھ کو بھلا دیں گے۔'' یعنی جب تو نے اللہ تعالیٰ کی آیات سے منہ پھیر لیا، انھیں یاد نہ رکھا بلکہ انھیں بھلا دیا، ان سے اعراض کیا اور ان سے غفلت برتی تو آج تجھ سے بھی اسی طرح معاملہ کیا جائے گا کہ گویا تجھے بھلا دیا جائے گا۔ ﴿ فَالْيَوْمَ نَنْسٰىهُمْ كَمَا نَسُوْا لِقَآءَ يَوْمِهِمْ هٰذَا ۙ ﴾ (الأعراف 51:7) ''تو جس طرح یہ لوگ اپنی اس دن کی ملاقات کو بھولے ہوئے تھے، اسی طرح آج ہم بھی انھیں بھلا دیں گے۔'' کیونکہ جزا جنس عمل کے مطابق ہی ہوتی ہے لیکن یاد رہے قرآن مجید کے الفاظ کو بھول جانا جبکہ اس کا مفہوم یاد ہو اور اس کے تقاضے کے مطابق عمل کیا جاتا ہو تو وہ اس خاص وعید میں داخل نہیں ہے، اگرچہ اس کے بارے میں دوسری نوعیت کی وعید موجود ہے کیونکہ قرآن مجید کو یاد کر کے بھلا دینے کے بارے میں سنت میں سخت ممانعت اور شدید وعید موجود ہے۔[3]

تفسیر آیت: 127

حد سے نکل جانے والوں کے لیے شدید عذاب: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جو لوگ حد سے نکل جائیں اور اللہ تعالیٰ کی

---

[1] تفسير الطبري: 284/16. [2] تفسير ابن أبي حاتم: 2440/7. [3] اس بارے میں کوئی روایت صحیح سند سے ثابت نہیں ہے۔ واللہ أعلم .

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

اَفَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ فِيْ مَسٰكِنِهِمْ ؕ اِنَّ

کیا پھر (اس چیز نے) ان کی رہنمائی نہیں کی کہ ہم نے ان سے پہلے کتنی ہی قومیں ہلاک کر دیں، جن کے مساکن (بستیوں) میں یہ لوگ چلتے پھرتے ہیں،

7 ع 13 16 فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي النُّهٰى ﴿128﴾ وَلَوْ لَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَكَانَ لِزَامًا

بے شک اس میں البتہ عقل والوں کے لیے نشانیاں ہیں﴿128﴾ اور اگر آپ کے رب کی طرف سے ایک بات پہلے ہی سے (طے) نہ ہو چکی ہوتی، اور میعاد

وَّاَجَلٌ مُّسَمًّى ﴿129﴾ فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ

مقرر بھی (نہ ہوتی) تو (انھیں عذاب) چمٹ کے رہتا﴿129﴾ لہٰذا جو کچھ وہ کہتے ہیں آپ اس پر صبر کیجیے، اور طلوع شمس سے پہلے اور اس کے غروب سے پہلے

وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا ۚ وَمِنْ اٰنَآئِ الَّيْلِ فَسَبِّحْ وَاَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضٰى ﴿130﴾

اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کیجیے، اور رات کی کچھ گھڑیوں میں بھی تسبیح کیجیے، اور دن کے (دونوں) حصوں میں بھی، تاکہ آپ راضی ہو جائیں﴿130﴾

آیات کی تکذیب کریں تو انھیں دنیا و آخرت میں ہم اسی طرح سزا دیا کرتے ہیں: ﴿ لَهُمْ عَذَابٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَقُّ ۚ وَمَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ ○ ﴾ (الرعد 13:34) ''ان کو دنیا کی زندگی میں بھی عذاب ہے اور آخرت کا عذاب تو بہت ہی سخت ہے اور ان کو اللہ (کے عذاب) سے کوئی بھی بچانے والا نہیں۔'' اور اسی طرح یہاں فرمایا ہے: ﴿ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَدُّ وَاَبْقٰى ﴿127﴾ ﴾ ''اور آخرت کا عذاب بہت سخت اور بہت دیر رہنے والا ہے۔'' دنیا کے عذاب کی نسبت آخرت کا عذاب زیادہ دردناک بھی ہوگا اور ہمیشہ باقی رہنے والا بھی ہوگا اور یہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ مبتلا رہیں گے، اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے بھی لعان کرنے والے جوڑے کو آخرت کے عذاب سے ڈراتے ہوئے فرمایا تھا: [أَنَّ عَذَابَ الدُّنْيَا أَهْوَنُ مِنْ عَذَابِ الْآخِرَةِ] ''بے شک دنیا کا عذاب آخرت کے عذاب کے مقابلے میں بہت ہلکا ہے۔''[1]

تفسیر آیات:128-130

سابقہ امتوں کی تباہی باعث عبرت ہے: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿ اَفَلَمْ يَهْدِ ﴾ ''کیا پھر (یہ بات) موجب ہدایت نہ ہوئی۔'' ان لوگوں کے لیے جو آپ کے لائے ہوئے دین کی تکذیب کرنے والے ہیں، اے محمد (ﷺ!) کہ ہم نے ان سے پہلے رسولوں کی تکذیب کرنے والی کتنی ہی امتوں کو ہلاک کر دیا تھا کہ اب ان کا کوئی نام و نشان تک باقی نہیں ہے اور نہ ان پر کوئی آنکھ رونے والی ہے جیسا کہ یہ خود ان کے خالی مکانات کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں جنھیں وہ اپنے پیچھے چھوڑ گئے ہیں اور یہ ان میں چلتے پھرتے ہیں۔ ﴿ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي النُّهٰى ﴿128﴾ ﴾ ''بلاشبہ عقل والوں کے لیے اس میں بہت سی نشانیاں ہیں۔'' یعنی ان لوگوں کے لیے جن کی عقل صحیح اور جن کی دانش مستقیم ہے جیسا کہ فرمایا: ﴿ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَتَكُوْنَ لَهُمْ قُلُوْبٌ يَّعْقِلُوْنَ بِهَآ اَوْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا ۚ فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِيْ فِي الصُّدُوْرِ ○ ﴾ (الحج 22:46) ''کیا پھر وہ لوگ زمین میں چلے پھرے نہیں کہ ان کے دل (ایسے) ہوتے تاکہ ان سے سمجھ سکتے

[1] صحیح مسلم، اللعان، حدیث:1493 عن ابن عمر رضی اللہ عنہما۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اور کان (ایسے) ہوتے کہ ان سے سن سکتے۔ بات یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ دل جو سینوں میں ہیں وہ اندھے ہوتے ہیں۔'' ﴿ اَوَ لَمۡ یَهۡدِ لَهُمۡ کَمۡ اَهۡلَکۡنَا مِنۡ قَبۡلِهِمۡ مِّنَ الۡقُرُوۡنِ یَمۡشُوۡنَ فِیۡ مَسٰکِنِهِمۡ ﴾ (السجدة 26:32) ''کیا ان کو اس (امر) سے ہدایت نہ ہوئی کہ ہم نے ان سے پہلے بہت سی امتوں کو جن کے مقامات سکونت میں یہ چلتے پھرتے ہیں ہلاک کر دیا۔''

پھر فرمایا: ﴿ وَلَوۡ لَا کَلِمَةٌ سَبَقَتۡ مِنۡ رَّبِّکَ لَکَانَ لِزَامًا وَّ اَجَلٌ مُّسَمًّی ﴿۱۲۹﴾ ﴾ ''اور اگر ایک بات آپ کے پروردگار کی طرف سے پہلے صادر اور (جزائے اعمال کے لیے) ایک میعاد مقرر نہ ہو چکی ہوتی تو (نزول) عذاب لازم ہو جاتا۔'' یعنی اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ بات پہلے سے صادر نہ ہو چکی ہوتی کہ وہ حجت تمام ہونے اور اس میعاد مقرر کے پورا ہونے کے بعد ہی کسی کو عذاب دیا کرتا ہے جو اس نے ان کی تکذیب کرنے والوں کے لیے مقرر کر رکھی ہوتی ہے تو ان کے پاس اچانک عذاب آ جاتا۔

صبر اور نماز پنجگانہ کا حکم: اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا: ﴿ فَاصۡبِرۡ عَلٰی مَا یَقُوۡلُوۡنَ ﴾ ''پس جو کچھ یہ کہتے ہیں اس پر صبر کریں۔'' یعنی یہ جو آپ کی تکذیب کرتے ہیں اس پر صبر کریں۔ ﴿ وَ سَبِّحۡ بِحَمۡدِ رَبِّکَ قَبۡلَ طُلُوۡعِ الشَّمۡسِ ﴾ ''اور سورج کے نکلنے سے پہلے پروردگار کی تسبیح و تحمید کیا کریں۔'' یعنی نماز فجر ادا کریں۔ ﴿ وَ قَبۡلَ غُرُوۡبِهَا ﴾ ''اور اس کے غروب ہونے سے پہلے (بھی۔)'' یعنی نماز عصر ادا کریں جیسا کہ صحیحین میں جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ نے چودھویں رات کے چاند کو دیکھ کر فرمایا: [إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ كَمَا تَرَوْنَ هٰذَا الْقَمَرَ، لَا تُضَامُونَ فِي رُؤْيَتِهِ، فَإِنِ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ لَّا تُغْلَبُوا عَلٰى صَلَاةٍ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا فَافْعَلُوا] ''تم اپنے رب کو اسی طرح دیکھو گے جس طرح اس چاند کو دیکھتے ہو کہ اس کے دیکھنے میں تم کوئی تکلیف محسوس نہیں کرتے، پس اگر ہو سکے کہ طلوعِ آفتاب سے قبل اور غروب آفتاب سے پہلے نماز ادا کرنے سے مغلوب نہ ہو جاؤ تو ایسا ضرور کرو۔'' یعنی یہ نمازیں ضرور بروقت ادا کرو، پھر آپ نے اس مذکورہ بالا آیت کریمہ کی تلاوت بھی فرمائی۔[1]

امام احمد نے عُمارہ بن رُؤَیبہ کی روایت کو بیان کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ [لَنْ يَّلِجَ النَّارَ أَحَدٌ صَلّٰى قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا] ''وہ شخص ہرگز جہنم میں داخل نہیں ہوگا جس نے سورج کے طلوع و غروب ہونے سے پہلے نماز پڑھی۔''[2] اور اسے امام مسلم نے بھی روایت کیا ہے۔[3]

فرمان الٰہی ہے: ﴿ وَ مِنۡ اٰنَآیِٔ الَّیۡلِ فَسَبِّحۡ ﴾ ''اور رات کی ساعات میں بھی اس کی تسبیح کیا کریں۔'' یعنی رات کی

---

[1] صحیح البخاري، مواقیت الصلاة، باب فضل صلاة العصر، حدیث: 554 و573 و صحیح مسلم، المساجد……، باب فضل صلاتي الصبح والعصر……، حدیث: 633. ملحوظہ: بعض روایات میں سورۂ طٰہٰ کی آیت کے بجائے سورۂ ق، آیت: 39 کا ذکر ہے جو اسی مفہوم میں ہے۔ [2] مسند أحمد: 136/4. [3] صحیح مسلم، المساجد……، باب فضل صلاتي الصبح والعصر……، حدیث: 634.

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖۤ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ﵼ

اور (اے نبی!) ان چیزوں کی طرف آپ اپنی نگاہیں نہ اٹھائیں جو چیزیں زندگانی دنیا کی آرائش کی ہم نے ان میں سے مختلف قسم کے لوگوں کو دے

لِنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ ؕ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ﴿131﴾ وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ

رکھی ہیں، تاکہ ہم انھیں ان کے ذریعے سے آزمائیں، اور آپ کے رب کا رزق بہت بہتر اور باقی رہنے والا ہے ﴿131﴾ اور اپنے اہل وعیال کو نماز کا حکم دیجیے

عَلَيْهَا ؕ لَا نَسْـَٔلُكَ رِزْقًا ؕ نَحْنُ نَرْزُقُكَ ؕ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى ﴿132﴾

اور (خود بھی) اس پر قائم رہیے، ہم آپ سے رزق نہیں مانگتے، ہم ہی آپ کو رزق دیتے ہیں، اور (بہترین) انجام تو (اہل) تقوی کے لیے ہے ﴿132﴾

گھڑیوں میں نماز تہجد پڑھا کریں اور بعض ائمۂ تفسیر نے کہا ہے کہ اس سے مراد مغرب وعشاء کی نماز ہے۔ ﴿وَاَطْرَافَ النَّهَارِ﴾ ''اور دن کے کناروں میں بھی۔'' ﴿وَاَطْرَافَ النَّهَارِ﴾ کے الفاظ ﴿اٰنَآئِ الَّيْلِ﴾ کے مقابلے میں لائے گئے ہیں۔ ﴿لَعَلَّكَ تَرْضٰى ﴿130﴾﴾ ''تاکہ آپ خوش ہو جائیں۔'' جیسا کہ فرمایا: ﴿وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ؕ﴾ (الضحى 5:93) ''اور آپ کو، آپ کا پروردگار عنقریب وہ کچھ عطا فرمائے گا کہ آپ خوش ہو جائیں گے۔''

صحیح حدیث میں ہے: [إِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى يَقُولُ:...... يَاأَهْلَ الْجَنَّةِ ! فَيَقُولُونَ: لَبَّيْكَ رَبَّنَا ! وَسَعْدَيْكَ، فَيَقُولُ: هَلْ رَّضِيتُمْ؟ فَيَقُولُونَ: وَمَا لَنَا لَا نَرْضٰى (يَارَبِّ!)، وَقَدْ أَعْطَيْتَنَا مَالَمْ تُعْطِ أَحَدًا مِّنْ خَلْقِكَ، فَيَقُولُ: أَنَا أُعْطِيكُمْ أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ، قَالُوا: يَارَبِّ ! وَأَيُّ شَيْءٍ أَفْضَلُ مِنْ ذٰلِكَ؟ فَيَقُولُ: أُحِلُّ عَلَيْكُمْ رِضْوَانِي، فَلَا أَسْخَطُ عَلَيْكُمْ بَعْدَهُ أَبَدًا]

''اللہ تعالیٰ فرمائے گا:...... اے اہل جنت! تو وہ عرض کریں گے: لبيك و سعديك اے ہمارے پروردگار! اللہ فرمائے گا: کیا تم خوش ہو؟ تو وہ عرض کریں گے: اے ہمارے پروردگار! ہم کیونکر خوش نہ ہوں جبکہ تو نے ہمیں وہ کچھ عطا فرما دیا ہے جو اپنی مخلوق میں سے اور کسی کو بھی نہیں دیا، اللہ فرمائے گا: میں تمھیں اس سے بھی بہتر دیتا ہوں۔ وہ عرض کریں گے: ہمارے پروردگار! اس سے بہتر کیا چیز ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میں تمھیں اپنی خوشنودی سے سرفراز کرتا ہوں اور آج کے بعد میں کبھی بھی تم سے ناراض نہیں ہوں گا۔''[1]

دوسری حدیث میں ہے: [يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ! إِنَّ لَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ مَوْعِدًا يُرِيدُ أَنْ يُّنْجِزَكُمُوهُ، فَيَقُولُونَ: وَمَا هُوَ أَلَمْ يُبَيِّضْ وُجُوهَنَا، أَلَمْ يُثَقِّلْ مَوَازِينَنَا، وَيُزَحْزِحْنَا عَنِ النَّارِ، وَيُدْخِلْنَا الْجَنَّةَ؟ فَيُكْشَفُ الْحِجَابُ، قَالَ: فَيَنْظُرُونَ إِلَيْهِ، فَوَاللّٰهِ ! مَا أَعْطَاهُمْ شَيْئًا أَحَبَّ إِلَيْهِمْ مِّنَ النَّظَرِ إِلَيْهِ] ''اے اہل جنت! اللہ تعالیٰ نے تم سے ایک وعدہ کیا تھا اور وہ چاہتا ہے کہ اسے پورا فرما دے۔ وہ عرض کریں گے: کون سا وعدہ۔ کیا اس نے ہمارے چہروں کو منور نہیں فرما دیا، ہمارے میزانوں کو بھاری نہیں کر دیا، ہمیں جہنم سے دور کر کے جنت میں داخل نہیں فرما دیا، اسی دوران میں حجاب کو دور کر

[1] صحيح البخاري، الرقاق، باب صفة الجنة والنار......، حديث:6549 و7518 قوسین والا جملہ صحيح مسلم، الجنة وصفة نعيمها......، باب إحلال الرضوان على أهل الجنة......، حديث:2829 عن أبي سعيد رضی اللہ عنہ میں بھی ہے۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

دیا جائے گا اور وہ اللہ تعالیٰ کے دیدار سے فیض یاب ہوں گے، اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ نے اپنے دیدار سے زیادہ اچھی چیز انھیں عطا نہیں فرمائی ہوگی۔''[1] اور ''زیادہ'' سے یہی مراد ہے۔ یہ اس آیت کریمہ کی طرف اشارہ ہے: ﴿ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ ط ...... ﴾ الآیۃ (یونس 26:10) ''جن لوگوں نے نیکوکاری کی ان کے لیے بھلائی ہے اور (مزید برآں) اور بھی......۔''

تفسیر آیات: 132,131

دولت مندوں کے ساز وسامان کو نہ دیکھیں: اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ سے فرمایا ہے کہ ان دنیاداروں اور سرمایہ داروں اور ان جیسے ان لوگوں کی طرف نہ دیکھیں جنھیں اللہ تعالیٰ نے دنیا میں خوش حالی عطا کی ہے کیونکہ دنیا کی یہ سج دھج عارضی وفانی اور دنیا کی یہ نعمتیں زوال پذیر ہو جانے والی ہیں اور ہم نے انھیں یہ محض آزمائش کی خاطر دی ہیں اور میرے بندوں میں سے شکر گزار بہت کم ہیں۔ مجاہد کہتے ہیں: ﴿ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ ﴾ سے مراد اغنیاء ہیں۔[2] لیکن اللہ تعالیٰ نے جس چیز سے آپ کو سرفراز فرمایا ہے وہ ان کو دی گئی دنیوی نعمتوں سے بدرجہا بہتر ہے جیسا کہ دوسری آیت میں فرمایا: ﴿ وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ ۝ لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ ﴾ (الحجر 15:87,88) ''اور البتہ تحقیق ہم نے آپ کو سات (آیتیں) جو (نماز میں) دہرا کر پڑھی جاتی ہیں (سورۂ فاتحہ) اور عظمت والا قرآن عطا فرمایا ہے۔ اور ہم نے کفار کی کئی جماعتوں کو جو (فوائد دنیاوی سے) متمتع کیا ہے آپ ان کی طرف (رغبت سے) اپنی دونوں آنکھیں نہ اٹھائیں۔''

اس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کے لیے آخرت میں جو نعمتیں تیار فرما رکھی ہیں وہ اس قدر عظیم الشان ہیں کہ ان کی تعریف وتوصیف کو بیان ہی نہیں کیا جا سکتا جیسا کہ فرمایا: ﴿ وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ۝ ﴾ (الضحی 93:5) ''اور آپ کو آپ کا پروردگار عنقریب وہ کچھ عطا فرمائے گا کہ آپ خوش ہو جائیں گے۔'' اور اسی لیے یہاں فرمایا: ﴿ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ۝ ﴾ ''اور آپ کے پروردگار کی عطا فرمائی ہوئی روزی بہت بہتر اور باقی رہنے والی ہے۔''

صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جب رسول اللہ ﷺ کے پاس اس خیمے میں گئے جس میں رسول اللہ ﷺ نے ازواج مطہرات سے ایلا کے بعد علیحدگی اختیار فرمائی تھی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ آپ کھجور کی چٹائی پر تکیہ لگائے استراحت فرما رہے تھے اور گھر میں چھال کا ڈھیر اور کچا چمڑہ لٹکنے کے سوا اور کچھ نہ تھا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ یہ دیکھ کر زار و قطار رونے لگے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [مَا يُبْكِيكَ؟ يَا عُمَرُ!] ''عمر! روتے کیوں ہو؟'' انھوں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! قیصر وکسریٰ کے پاس دنیا کی کیسی کیسی نعمتیں ہیں اور آپ تو اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق کے سردار ہیں؟ آپ نے فرمایا: [أَوَفِي شَكٍّ أَنْتَ؟ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ! أُولٰئِكَ قَوْمٌ عُجِّلَتْ لَهُمْ طَيِّبَاتُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا] ''ابن خطاب! کیا تمھیں کوئی شک ہے؟ یہ وہ لوگ ہیں کہ ان کے حصے کی ساری اچھی چیزیں انھیں دنیا ہی میں دے دی گئی ہیں۔''[3]

---

[1] مسند أحمد کی مختلف روایات میں یہ الفاظ مذکور ہیں، دیکھیے 4/333,332 و 6/16,15 عن صهيب رضی اللہ عنہ۔ [2] تفسير الطبري: 81/14. [3] ملخص از صحيح البخاري، المظالم، باب الغرفة والعلية المشرفة......، حديث: 2468 و 4913 و 5191 وصحيح مسلم، الطلاق، باب في الإيلاء......، حديث: 1479 ومسند أحمد: 3/140,139.

17547

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ قدرت کے باوجود دنیا میں سب سے زیادہ زاہد تھے، آپ کے پاس جب بھی دنیا کا مال آتا تو آپ اسے فوراً بندگانِ الٰہی میں تقسیم فرما دیتے اور اپنے کل کے لیے کچھ بچا کر نہیں رکھتے تھے۔

امام ابن ابوحاتم نے ابوسعید کی روایت کو بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [إِنَّ أَخْوَفَ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ مَّا يَفْتَحُ اللّٰهُ لَكُمْ مِّنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا] ''مجھے تمھارے بارے میں سب سے زیادہ خوف دنیا کی اس چمک کا ہے جو اللہ تعالیٰ تمھارے لیے کھول دے گا۔'' صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! دنیا کی چمک سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا: [بَرَكَاتُ الْأَرْضِ] ''زمین کی برکتیں۔''[1] قتادہ وسدی نے کہا ہے: ﴿ زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ﴾ سے مراد دنیا کی زندگی کی زینت ہے۔[2] قتادہ کہتے ہیں: ﴿ لِنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ ﴾ کے معنی یہ ہیں کہ ہم ان کی آزمائش کریں۔[3]

فرمان الٰہی ہے: ﴿ وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ﴾ ''اور اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم کریں اور اس پر قائم رہیں۔'' یعنی انھیں نماز کا پابند بنا کر عذاب الٰہی سے بچالیں اور خود بھی اس کی پابندی کریں۔ جیسا کہ فرمایا: ﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا ﴾ (التحریم 6:66) ''اے مومنو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو آتش (جہنم) سے بچاؤ۔'' امام ابن ابوحاتم نے زید بن اسلم کی اپنے باپ سے روایت کو بیان کیا ہے کہ میں اور یرفأ (غلام کا نام) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس رات بسر کرتے تھے، آپ رات کو اٹھ کر ایک خاص وقت میں نماز پڑھا کرتے تھے اور کبھی ایسا بھی ہوتا کہ آپ نہ اٹھتے تو ہم کہتے کہ آج آپ حسب معمول قیام نہیں فرمائیں گے اور جب بیدار ہوتے تو اپنے گھر والوں کو بھی بیدار کر لیا کرتے تھے اور پھر اس وقت اس آیت کریمہ کی تلاوت فرماتے: ﴿ وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ﴾ ''اور اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم کرو اور اس پر قائم رہو۔''[4]

فرمان الٰہی ہے: ﴿ لَا نَسْـَٔلُكَ رِزْقًا نَحْنُ نَرْزُقُكَ ﴾ ''ہم آپ سے روزی کے خواستگار نہیں بلکہ ہم آپ کو روزی دیتے ہیں۔'' یعنی جب آپ نماز قائم کریں گے تو آپ کے پاس ایسی ایسی جگہ سے رزق آئے گا جو آپ کے وہم وگمان میں بھی نہ ہوگی جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۝ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ﴾ (الطلاق 3,2:65) ''اور جو کوئی اللہ سے ڈرے گا، وہ اس کے لیے مخلصی (کی صورت) پیدا کر دے گا اور اس کو ایسی جگہ سے رزق دے گا جہاں سے وہم وگمان بھی نہ ہو۔'' ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ۝ مَاۤ اُرِيْدُ مِنْهُمْ مِّنْ رِّزْقٍ وَّمَاۤ اُرِيْدُ اَنْ يُّطْعِمُوْنِ ۝ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ ۝ ﴾ (الذّٰریٰت 51:56-58) ''اور میں نے جنوں اور انسانوں کو اس لیے پیدا کیا ہے کہ میری عبادت کریں۔ میں ان سے طالبِ رزق نہیں اور نہ چاہتا ہوں کہ مجھے (کھانا) کھلائیں۔ یقیناً اللہ ہی تو رزق دینے والا زور آور (اور) مضبوط ہے۔'' اس لیے یہاں فرمایا: ﴿ لَا نَسْـَٔلُكَ رِزْقًا نَحْنُ

[1] تفسیر ابن أبي حاتم:2442/7. [2] تفسیر الطبري:292/16. [3] تفسیر الطبري:293/16 و تفسیر ابن أبي حاتم: 2442/7. [4] تفسیر ابن أبي حاتم:2442/7.

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

وَقَالُوۡا لَوۡلَا یَاۡتِیۡنَا بِاٰیَۃٍ مِّنۡ رَّبِّہٖ ؕ اَوَ لَمۡ تَاۡتِہِمۡ بَیِّنَۃُ مَا فِی الصُّحُفِ الۡاُوۡلٰی ﴿۱۳۳﴾

اور انھوں نے کہا: وہ ہمارے پاس اپنے رب کی طرف سے کوئی نشانی کیوں نہیں لاتا؟ کیا ان کے پاس پہلے صحیفوں میں واضح دلیل نہیں آچکی؟ ﴿133﴾

وَلَوۡ اَنَّاۤ اَہۡلَکۡنٰہُمۡ بِعَذَابٍ مِّنۡ قَبۡلِہٖ لَقَالُوۡا رَبَّنَا لَوۡلَاۤ اَرۡسَلۡتَ اِلَیۡنَا رَسُوۡلًا فَنَتَّبِعَ اٰیٰتِکَ

اور اگر بلاشبہ ہم انھیں اس (رسول) سے پہلے کسی عذاب سے ہلاک کر دیتے تو وہ لوگ کہتے: اے ہمارے رب! تو نے ہماری طرف کوئی رسول کیوں

مِنۡ قَبۡلِ اَنۡ نَّذِلَّ وَنَخۡزٰی ﴿۱۳۴﴾ قُلۡ کُلٌّ مُّتَرَبِّصٌ فَتَرَبَّصُوۡا ۚ فَسَتَعۡلَمُوۡنَ مَنۡ اَصۡحٰبُ

نہ بھیجا کہ ہم ذلیل اور رسوا ہونے سے پہلے تیری آیات کی پیروی کرتے ﴿134﴾ آپ کہہ دیجیے: ہر ایک (انجام کار کا) منتظر ہے، لہٰذا تم بھی انتظار کرو، تم

ع 8 7 17 الصِّرَاطِ السَّوِیِّ وَمَنِ اہۡتَدٰی ﴿۱۳۵﴾ ع

جلد ہی جان لو گے کہ راہِ راست والے کون ہیں اور ہدایت یافتہ کون ہیں ﴿135﴾

نَرۡزُقُکَ ؕ ”ہم تم سے روزی کے خواست گار نہیں بلکہ ہم آپ کو روزی دیتے ہیں۔“

امام ترمذی اور ابن ماجہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کو بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [یَقُولُ اللّٰهُ تَعَالٰی: یَا ابْنَ آدَمَ! تَفَرَّغْ لِعِبَادَتِي أَمْلَأْ صَدْرَكَ غِنًى وَّأَسُدَّ فَقْرَكَ، وَإِنْ (لَّمْ) تَفْعَلْ مَلَأْتُ (صَدْرَكَ) شُغُلًا وَّلَمْ أَسُدَّ فَقْرَكَ] ”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے ابن آدم! تو میری عبادت کے لیے فارغ ہو جا، میں تیرے سینے کو دولت سے بھر دوں گا اور تیرے فقر کو دور کر دوں گا اور اگر تو نے ایسا نہ کیا (میری عبادت کے لیے فارغ نہ ہوا) تو میں تیرے سینے کو مصروفیات سے بھر دوں گا اور تیرے فقر کو دور نہیں کروں گا۔“[1]

ابن ماجہ ہی میں زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو بیان فرماتے ہوئے سنا: [مَنْ كَانَتِ الدُّنْيَا هَمَّهُ، فَرَّقَ اللّٰهُ عَلَيْهِ أَمْرَهُ، وَجَعَلَ فَقْرَهُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ، وَلَمْ يَأْتِهِ مِنَ الدُّنْيَا إِلَّا مَا كُتِبَ لَهُ، وَمَنْ كَانَتِ الْآخِرَةُ نِيَّتَهُ، جَمَعَ اللّٰهُ لَهُ أَمْرَهُ، وَجَعَلَ غِنَاهُ فِي قَلْبِهِ، وَأَتَتْهُ الدُّنْيَا وَهِيَ رَاغِمَةٌ] ”جس شخص کا مقصود دنیا ہو، اللہ تعالیٰ اس کے کام کو منتشر کر دیتا ہے اور اس کے فقر کو اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان کر دیتا ہے اور دنیا سے اس قدر ملتی ہے جو اس کے لیے لکھ دی گئی ہو اور جس کی نیت میں آخرت (کی کامیابی) ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے کام کو مجتمع کر دیتا ہے، اس کے دل کو غنا سے بھر دیتا ہے اور دنیا ذلیل و رسوا ہو کر اس کے پاس چلی آتی ہے۔“[2]

وَالۡعَاقِبَۃُ لِلتَّقۡوٰی ﴿۱۳۲﴾ ”اور (نیک) انجام (اہل) تقویٰ کا ہے۔“ دنیا و آخرت میں اچھا انجام اہل تقویٰ ہی کا ہے۔ صحیح حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ كَأَنَّا فِي دَارِ عُقْبَةَ بْنِ رَافِعٍ، وَأُتِينَا بِرُطَبٍ مِّنْ رُّطَبِ ابْنِ طَابٍ، فَأَوَّلْتُ: أَنَّ الرِّفْعَةَ لَنَا فِي الدُّنْيَا وَالْعَاقِبَةَ فِي الْآخِرَةِ، وَأَنَّ دِينَنَا قَدْ طَابَ] ”میں نے رات کو خواب

① جامع الترمذی، صفة القيامة......، باب أحاديث: ابتلينا بالضراء......، حديث:2466 و اللفظ له، البتہ دونوں قوسین والے الفاظ سنن ابن ماجه، الزهد، باب الهم بالدنيا، حديث:4107 میں ہیں۔ ② سنن ابن ماجه، الزهد، باب الهم بالدنيا، حديث:4105۔

”محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

میں دیکھا، گویا ہم عقبہ بن رافع کے گھر ہیں اور ہمارے پاس ابن طاب کے باغ کی کھجوریں لائی گئی ہیں، میں نے اس خواب کی تعبیر یہ کی کہ دنیا میں سر بلندی اور آخرت میں اچھا انجام ہمیں ہی حاصل ہوگا اور ہمارا دین بے حد پاکیزہ ہے۔‘‘[1]

تفسیر آیات:133-135

قرآن مجید ایک نشانی ہے: اللہ تعالیٰ نے کفار کے بارے میں فرمایا ہے: ﴿ وَقَالُوا لَوْلَا يَأْتِينَا بِآيَةٍ مِّن رَّبِّهِ ۚ ﴾ ’’اور کہتے ہیں کہ یہ (پیغمبر) اپنے پروردگار کی طرف سے ہمارے پاس کوئی نشانی کیوں نہیں لائے۔‘‘ یعنی محمد ﷺ ہمارے پاس اپنے رب کی طرف سے کوئی ایسی نشانی کیوں نہیں لائے جو ان کے رسول اللہ ہونے کی صداقت کی دلیل ہوتی، اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ أَوَلَمْ تَأْتِهِم بَيِّنَةُ مَا فِي الصُّحُفِ الْأُولَىٰ ﴿١٣٣﴾ ﴾ ’’کیا ان کے پاس پہلی کتابوں کی نشانی نہیں آئی؟‘‘ یعنی قرآن عظیم جسے اللہ تعالیٰ نے آپ پر نازل فرمایا ہے، حالانکہ آپ نبی امی ہیں نہ اچھی طرح لکھنا جانتے ہیں اور نہ آپ نے اہل کتاب کی کتابوں کو پڑھا ہے، اس کے باوجود قرآن مجید میں بہت ہی پہلے زمانے کے لوگوں کے حالات بھی بیان کیے گئے ہیں اور وہ سابقہ صحیح کتابوں میں بیان کیے گئے حالات کے عین مطابق ہیں، قرآن مجید ان سب کتابوں پر مشتمل ہے، ان میں موجود صحیح باتوں کی تصدیق کرتا ہے اور ان غلط باتوں کی نشاندہی کرتا ہے جو انسانوں نے از راہ کذب و افترا ان میں اپنی طرف سے شامل کر دی ہیں، یہ آیت درج ذیل آیات کی طرح ہے: ﴿ وَقَالُوا لَوْلَا أُنزِلَ عَلَيْهِ آيَاتٌ مِّن رَّبِّهِ ۖ قُلْ إِنَّمَا الْآيَاتُ عِندَ اللَّهِ ۖ وَإِنَّمَا أَنَا نَذِيرٌ مُّبِينٌ ○ أَوَلَمْ يَكْفِهِمْ أَنَّا أَنزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ يُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَرَحْمَةً وَذِكْرَىٰ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ○ ﴾ (العنکبوت29:50، 51) ’’اور (کافر) کہتے ہیں کہ اس پر اس کے پروردگار کی طرف سے نشانیاں کیوں نازل نہیں ہوئیں، کہہ دیجیے: نشانیاں تو اللہ ہی کے پاس ہیں اور میں تو کھلم کھلا ہدایت کرنے والا ہوں۔ کیا ان لوگوں کے لیے یہ کافی نہیں کہ ہم نے تم پر کتاب نازل کی جو ان پر تلاوت کی جاتی ہے۔ کچھ شک نہیں کہ مومن لوگوں کے لیے اس میں رحمت اور نصیحت ہے۔‘‘

صحیحین میں رسول اللہ ﷺ کی حدیث موجود ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [مَا مِنَ الْأَنْبِيَاءِ نَبِيٌّ إِلَّا أُعْطِيَ مِنَ الْآيَاتِ مَا مِثْلُهُ آمَنَ عَلَيْهِ الْبَشَرُ ، وَإِنَّمَا كَانَ الَّذِي أُوتِيتُهُ وَحْيًا أَوْحَاهُ اللّٰهُ إِلَيَّ ، فَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَكْثَرَهُمْ تَابِعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ] ’’ہر نبی کو ایسی نشانیاں دی گئیں جن پر انسان ایمان لائے تھے اور مجھے جو نشانی دی گئی ہے وہ وحی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے میری طرف بھیجا ہے، مجھے امید ہے کہ قیامت کے دن میں سب سے زیادہ کثیر امت والا نبی ہوں گا۔‘‘[2]

آنحضور ﷺ کو جو نشانیاں عطا فرمائی گئیں، ان میں سب سے عظیم نشانی کا یہاں ذکر کیا گیا ہے اور وہ ہے قرآن مجید

---

[1] صحیح مسلم، الرؤیا، باب رؤیا النبی ﷺ ......، حدیث: 2270 و سنن أبی داود ، الأدب ، باب فی الرؤیا ، حدیث: 5025 عن أنس رضی اللہ عنہ و اللفظ له. [2] صحیح البخاری، فضائل القرآن ، باب کیف نزل الوحی......؟ حدیث: 4981 و صحیح مسلم، الإیمان، باب وجوب الإیمان برسالة نبینا محمد ﷺ ......، حدیث: 152 عن أبی ہریرة رضی اللہ عنہ.

’’محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ‘‘

www.KitaboSunnat.com

ورنہ آپ کو بے حد وحساب معجزات عطا فرمائے گئے تھے جیسا کہ اپنے مقامات پر اور اپنے موضوع کی کتب میں ان کا تفصیل کے ساتھ ذکر موجود ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ وَلَوْ اَنَّآ اَهْلَكْنٰهُمْ بِعَذَابٍ مِّنْ قَبْلِهٖ لَقَالُوْا رَبَّنَا لَوْلَآ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا ﴾ ''اور اگر ہم ان کو پیغمبر (کے بھیجنے) سے پیشتر کسی عذاب سے ہلاک کر دیتے تو وہ کہتے: اے ہمارے پروردگار! تو نے ہماری طرف کوئی پیغمبر کیوں نہ بھیجا؟'' یعنی اگر اس رسول کریم ﷺ کے ان کی طرف بھیجنے اور اس کتاب عظیم کے ان کی طرف نازل کرنے سے قبل ان تکذیب کرنے والوں کو ہم ہلاک کر دیتے تو یہ کہتے: ﴿ رَبَّنَا لَوْلَآ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا ﴾ ''اے ہمارے رب! تو نے ہماری طرف کوئی پیغمبر کیوں نہ بھیجا؟'' تاکہ ہم اس پر ایمان لے آتے اور اس کی پیروی کرتے جیسا کہ فرمایا: ﴿ فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ نَّذِلَّ وَنَخْزٰى ۝134 ﴾ ''کہ ہم ذلیل و رسوا ہونے سے پہلے تیرے کلام (و احکام) کی پیروی کرتے۔'' اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ یہ تکذیب کرنے والے بے حد معاند اور ہٹ دھرم ہیں، یہ ایمان نہیں لائیں گے، ﴿ وَلَوْ جَآءَتْهُمْ كُلُّ اٰيَةٍ حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ۝ ﴾ (یونس 97:10) ''جب تک کہ عذاب الیم نہ دیکھ لیں، خواہ ان کے پاس ہر (طرح کی) نشانی آ جائے۔'' جیسا کہ فرمایا: ﴿ وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ اَنْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اُنْزِلَ الْكِتٰبُ عَلٰى طَآئِفَتَيْنِ مِنْ قَبْلِنَا ۠ وَاِنْ كُنَّا عَنْ دِرَاسَتِهِمْ لَغٰفِلِيْنَ ۝ اَوْ تَقُوْلُوْا لَوْ اَنَّآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْكِتٰبُ لَكُنَّآ اَهْدٰى مِنْهُمْ ۚ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ ۚ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَصَدَفَ عَنْهَا ۭ سَنَجْزِي الَّذِيْنَ يَصْدِفُوْنَ عَنْ اٰيٰتِنَا سُوْٓءَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا يَصْدِفُوْنَ ۝ ﴾ (الأنعام 6:155-157) ''اور (اے کفر کرنے والو!) یہ برکت والی کتاب بھی ہمی نے اتاری ہے، پس اس کی پیروی کرو اور (اللہ سے) ڈرو تاکہ تم پر مہربانی کی جائے (اور اس لیے اتاری ہے) کہ (تم یوں نہ) کہو کہ ہم سے پہلے دو ہی گروہوں پر کتابیں اتری ہیں اور ہم ان کے پڑھنے سے (معذور اور) بے خبر تھے یا (یہ نہ) کہو کہ اگر ہم پر بھی کتاب نازل ہوتی تو ہم ان لوگوں کی نسبت کہیں سیدھے رستے پر ہوتے، سو تمھارے پاس تمھارے پروردگار کی طرف سے دلیل اور ہدایت اور رحمت آ گئی ہے تو اس سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جو اللہ کی آیتوں کی تکذیب کرے اور ان سے پھرے، جو لوگ ہماری آیتوں سے پھرتے ہیں، اس پھرنے کے سبب ہم ان کو برے عذاب کی سزا دیں گے۔'' اور فرمایا: ﴿ وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَىِٕنْ جَآءَهُمْ نَذِيْرٌ لَّيَكُوْنُنَّ اَهْدٰى مِنْ اِحْدَى الْاُمَمِ ۚ ﴾ (فاطر 35:42) ''اور یہ اللہ کی سخت سخت قسمیں کھاتے ہیں کہ اگر ان کے پاس کوئی ڈرانے والا آئے تو یہ ہر ایک امت سے بڑھ کر ہدایت پر ہوں۔'' اور فرمایا: ﴿ وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَىِٕنْ جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ لَّيُؤْمِنُنَّ بِهَا ۭ ﴾ (الأنعام 6:109) ''اور یہ لوگ اللہ کی سخت سخت قسمیں کھاتے ہیں کہ اگر ان کے پاس کوئی نشانی آئی تو وہ اس پر ضرور ایمان لے آئیں گے۔''

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿ قُلْ ﴾ ''کہہ دیجیے (اے محمد ﷺ!)'' ان لوگوں سے جو آپ کی تکذیب و مخالفت کرتے اور

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

اپنے کفر وعناد پر اصرار کرتے ہیں کہ ﴿ كُلٌّ مُّتَرَبِّصٌ ﴾ ''سب (نتائج اعمال کے) منتظر ہیں۔'' ہم بھی اور تم بھی، ﴿ فَتَرَبَّصُوْا ۚ فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ اَصْحٰبُ الصِّرَاطِ السَّوِيِّ ﴾ ''سو تم بھی منتظر رہو، عنقریب تم کو معلوم ہو جائے گا کہ (دین کے) سیدھے رستے پر (چلنے والے) کون ہیں۔'' ﴿ الصِّرَاطِ السَّوِيِّ ﴾ کے معنی سیدھے رستے کے ہیں۔ ﴿ وَمَنِ اهْتَدٰى ۝ ﴾ ''اور راہ پانے والے کون ہیں (ہم یا تم؟)'' حق اور رشد و ہدایت کے رستے پر کون ہیں؟ اور یہ فرمان باری تعالیٰ (حسب ذیل) فرمان کی طرح ہے: ﴿ وَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ حِيْنَ يَرَوْنَ الْعَذَابَ مَنْ اَضَلُّ سَبِيْلًا ۝ ﴾ (الفرقان 42:25) ''اور عنقریب جب وہ عذاب دیکھیں گے جان لیں گے کہ (سیدھے) راستے سے سب سے بڑھ کر گمراہ کون ہے؟'' اور جیسا کہ فرمایا: ﴿ سَيَعْلَمُوْنَ غَدًا مَّنِ الْكَذَّابُ الْاَشِرُ ۝ ﴾ (القمر 26:54) ''ان کو کل ہی معلوم ہو جائے گا کہ کون جھوٹا خود پسند ہے۔''

سورۂ طٰہٰ کی تفسیر مکمل ہوئی۔ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَالْمِنَّةُ.
اور اب سورۂ انبیاء کی تفسیر شروع ہوگی۔ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ.

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

تفسیر سُورَۂ اَنْبِیَاء

یہ سورت مکی ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے (شروع) جو نہایت مہربان، بہت رحم کرنے والا ہے۔

اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ ① مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنْ

لوگوں کے حساب کا وقت قریب آ گیا ہے، جبکہ وہ غفلت میں پڑے اعراض کر رہے ہیں ① ان کے رب کی طرف سے ان کے پاس جو بھی نئی

رَّبِّهِمْ مُّحْدَثٍ اِلَّا اسْتَمَعُوْهُ وَهُمْ يَلْعَبُوْنَ ② لَاهِيَةً قُلُوْبُهُمْ ۭ وَاَسَرُّوا النَّجْوَى ۖ الَّذِيْنَ

نصیحت آتی ہے اسے وہ کھیلتے کودتے (ہنسی مذاق ہی میں) سنتے ہیں ② ان کے دل غافل ہیں، اور ان ظالموں نے چپکے چپکے مشورہ کیا کہ یہ (رسول) تم

ظَلَمُوْا ۖ هَلْ هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۚ اَفَتَاْتُوْنَ السِّحْرَ وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ ③ قٰلَ رَبِّيْ يَعْلَمُ

جیسا ایک بشر ہی تو ہے، کیا پھر تم دیکھتے بھالتے (اس کے) جادو میں پھنستے ہو؟ ③ اس (رسول) نے کہا: میرا رب آسمان اور زمین میں ہر بات جانتا

الْقَوْلَ فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ۡ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ④ بَلْ قَالُوْٓا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍۢ بَلِ افْتَرٰىهُ بَلْ

ہے، اور وہ خوب سننے والا، خوب جاننے والا ہے ④ بلکہ انھوں نے کہا: یہ پراگندہ خواب ہیں، بلکہ اس نے جھوٹ گھڑ لیا ہے، بلکہ وہ شاعر ہے، پس

هُوَ شَاعِرٌ ۖ فَلْيَاْتِنَا بِاٰيَةٍ كَمَآ اُرْسِلَ الْاَوَّلُوْنَ ⑤ مَآ اٰمَنَتْ قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْيَةٍ

اسے ہمارے پاس کوئی (ایسی) نشانی لانی چاہیے جیسے پہلے رسول بھیجے گئے تھے ⑤ ان سے پہلے کوئی بستی بھی جسے ہم نے ہلاک کیا، ایمان نہیں لائی

اَهْلَكْنٰهَا ۚ اَفَهُمْ يُؤْمِنُوْنَ ⑥

تھی، کیا پھر یہ ایمان لائیں گے؟ ⑥

فضیلت: امام بخاری رحمہ اللہ نے عبدالرحمٰن بن یزید سے روایت بیان کی ہے کہ عبداللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بنی اسرائیل، کہف، مریم، طٰہٰ اور انبیاء یہ ابتدائی نہایت فصیح سورتیں ہیں اور قدیم سے میری یاد کردہ سورتوں میں سے ہیں۔[1]

تفسیر آیات:1-6

قیامت سر پر ہے اور لوگ غافل ہیں: اللہ تعالیٰ نے متنبہ فرمایا ہے کہ قیامت قریب ہے اور لوگ غفلت میں پڑے ہوئے

[1] صحیح البخاری، التفسیر، سورة الأنبياء، حديث:4739.

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہیں، یعنی اس کے لیے عمل اور اس کی تیاری نہیں کر رہے ہیں۔ امام نسائی رحمہ اللہ نے ابوسعید رضی اللہ عنہ کی روایت کو بیان کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ﴿ فِیْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ ① ﴾ ''وہ غفلت میں (پڑے اس سے) اعراض کر رہے ہیں۔'' اور غفلت سے مراد دنیا ہے۔''[1]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿ اَتٰۤی اَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ ﴾ (النحل 1:16) ''اللہ کا حکم (عذاب) آ ہی پہنچا لہٰذا اس کے لیے جلدی مت کرو۔'' اور فرمایا: ﴿ اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ○ وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا...... ﴾ الآیة (القمر 54:1,2) ''قیامت قریب آ پہنچی اور چاند شق ہو گیا۔ اور اگر وہ (کافر) کوئی نشانی دیکھتے ہیں تو اعراض کر لیتے ہیں......۔''

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وہ اس وحی کی طرف کان نہیں لگاتے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پر نازل فرمایا ہے۔ یہ خطاب قریش اور ان جیسے دیگر کفار سے ہے، فرمایا: ﴿ مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنْ رَّبِّهِمْ مُّحْدَثٍ اِلَّا اسْتَمَعُوْهُ وَهُمْ يَلْعَبُوْنَ ② ﴾ ''ان کے پاس کوئی نئی نصیحت ان کے پروردگار کی طرف سے نہیں آتی مگر وہ اسے کھیلتے ہوئے سنتے ہیں۔'' ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے کہ تم اہل کتاب سے اس بارے میں پوچھتے ہو جو ان کے پاس ہے، حالانکہ انھوں نے اس میں تحریف کر دی، اسے بدل دیا اور اس میں کمی بیشی کر دی ہے جبکہ تمھاری کتاب اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہونے والی کتابوں میں سے جدید ترین کتاب ہے، تم اسے بالکل اصلی اور خالص حالت میں پڑھتے ہو، اس میں کسی چیز کی آمیزش نہیں ہے۔ اسے امام بخاری رحمہ اللہ نے تقریباً اسی طرح بیان فرمایا ہے۔[2]

فرمان الٰہی ہے: ﴿ وَاَسَرُّوا النَّجْوَى ۖ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۖ ﴾ ''اور ظالم لوگ (آپس میں) خفیہ مشورے کرتے ہیں۔'' اور خفیہ طور پر اپنی ان باتوں میں کہتے ہیں: ﴿ هَلْ هٰذَاۤ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۚ ﴾ ''یہ (شخص کچھ بھی) نہیں مگر تمھارے جیسا انسان ہے۔'' یہ باتیں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کرتے تھے اور آپ کے نبی ہونے کو وہ بعید سمجھتے تھے کیونکہ آپ ان جیسے انسان تھے لہٰذا ان کے بجائے آپ کو وحی الٰہی کے لیے مختص کیوں کیا گیا؟ اسی لیے کہا: ﴿ اَفَتَاْتُوْنَ السِّحْرَ وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ ③ ﴾ ''تو تم آنکھوں دیکھتے جادو (کی لپیٹ) میں کیوں آتے ہو؟'' یعنی کیا تم ان کی پیروی کرتے ہو؟ تمھاری مثال تو ایسی ہے جیسے کوئی شخص جانتے بوجھتے جادو میں مبتلا ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے کذب و افترا کا جواب دیتے ہوئے فرمایا: ﴿ قٰلَ رَبِّيْ يَعْلَمُ الْقَوْلَ فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ۫ ﴾ ''(پیغمبر نے) کہا کہ جو بات آسمان اور زمین میں (کہی جاتی) ہے میرا پروردگار اسے جانتا ہے۔'' یعنی جو یہ جانتا ہے اس سے کوئی چیز بھی مخفی نہیں، اس نے اس قرآن کو نازل فرمایا ہے جو اگلے پچھلے تمام لوگوں کی خبروں پر مشتمل ہے اور جس کی کوئی بھی مثال پیش نہیں کر سکتا، البتہ اس کی مثال وہ ذات گرامی ہی پیش کر سکتی ہے جو آسمانوں اور زمین کی تمام خفیہ باتوں سے آگاہ ہے۔ فرمان الٰہی ہے: ﴿ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ④ ﴾ ''اور وہی خوب سننے والا (اور) خوب جاننے والا ہے۔''

[1] السنن الکبریٰ للنسائی، التفسیر، باب سورة الأنبیاء:6/407، حدیث:11332. [2] صحیح البخاری، الشهادات، باب لایسأل أهل الشرك عن الشهادة وغیرها......، حدیث:2685 وتفسیر ابن أبی حاتم:1/154 والدر المنثور:1/160.

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

وَمَآ اَرۡسَلۡنَا قَبۡلَكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوۡحِيۡۤ اِلَيۡهِمۡ فَسۡـَٔلُوۡۤا اَهۡلَ الذِّكۡرِ اِنۡ كُنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ ⑦

(اے نبی!) آپ سے پہلے ہم نے جتنے رسول بھیجے وہ سب مرد ہی تھے، ان کی طرف ہم وحی کرتے تھے، پس اگر تم خود نہیں جانتے تو اہل ذکر (اہل

وَمَا جَعَلۡنٰهُمۡ جَسَدًا لَّا يَاۡكُلُوۡنَ الطَّعَامَ وَمَا كَانُوۡا خٰلِدِيۡنَ ⑧ ثُمَّ صَدَقۡنٰهُمُ الۡوَعۡدَ

کتاب) سے پوچھ لو⑦ اور ہم نے ان (نبیوں) کے ایسے جسم نہیں بنائے تھے کہ وہ کھانا نہ کھاتے ہوں، اور نہ وہ ہمیشہ رہنے والے تھے⑧ پھر ہم نے

فَاَنۡجَيۡنٰهُمۡ وَمَنۡ نَّشَآءُ وَاَهۡلَكۡنَا الۡمُسۡرِفِيۡنَ ⑨

ان (رسولوں) سے (کیا ہوا) وعدہ سچا کر دکھایا، پھر ہم نے ان کو اور جسے ہم نے چاہا نجات دی، اور ہم نے حد سے گزرنے والوں کو ہلاک کر دیا⑨

یعنی تمھاری باتوں کو سنتا اور تمھارے حالات کو جانتا ہے، اس میں ان کے لیے شدید وعید اور سرزنش ہے۔

کفار کا قرآن اور رسول کے بارے میں نظریہ: ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ بَلۡ قَالُوۡۤا اَضۡغَاثُ اَحۡلَامٍۭ بَلِ افۡتَرٰىهُ ﴾ ''بلکہ (ظالم) کہنے لگے کہ یہ (قرآن) خوابوں کی پریشان باتیں ہیں (نہیں) بلکہ اس نے اس کو اپنی طرف سے بنالیا ہے۔'' یہ کفار کی ہٹ دھرمی، الحاد اور قرآن مجید کے بارے میں ان کی اختلاف والی باتوں کا ذکر ہے، نیز اس میں ان کی حیرت وضلالت کی طرف بھی اشارہ ہے کہ کبھی تو وہ اسے جادو قرار دیتے، کبھی اسے شعر کہتے، کبھی پریشان خوابوں سے تعبیر کرتے اور کبھی اسے اپنی طرف سے بنائی ہوئی باتیں کہا کرتے تھے جیسا کہ فرمایا: ﴿ اُنۡظُرۡ كَيۡفَ ضَرَبُوۡا لَكَ الۡاَمۡثَالَ فَضَلُّوۡا فَلَا يَسۡتَطِيۡعُوۡنَ سَبِيۡلًا ۝ ﴾ (بنیٓ إسرآء یل 48:17) ''دیکھیے انھوں نے کس کس طرح آپ کے لیے مثالیں بیان کی ہیں، سو یہ گمراہ ہو رہے ہیں اور رستہ نہیں پا سکتے۔''

فرمان الٰہی ہے: ﴿ فَلۡيَاۡتِنَا بِاٰيَةٍ كَمَاۤ اُرۡسِلَ الۡاَوَّلُوۡنَ ⑤ ﴾ ''تو جیسے پہلے پیغمبر نشانیاں دے کر بھیجے گئے تھے (اسی طرح) یہ بھی ہمارے پاس کوئی نشانی لائے۔'' ان کا اشارہ صالح علیہ السلام کی اونٹنی اور موسیٰ وعیسیٰ علیہما السلام کے معجزات کی طرف تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے جواب میں فرمایا: ﴿ وَمَا مَنَعَنَاۤ اَنۡ نُّرۡسِلَ بِالۡاٰيٰتِ اِلَّاۤ اَنۡ كَذَّبَ بِهَا الۡاَوَّلُوۡنَ ؕ ﴾ (بنیٓ إسرآء یل 59:17) ''اور ہمیں نشانیوں کے بھیجنے سے مانع یہی ہے کہ اگلے لوگوں نے اس کی تکذیب کی تھی۔'' اور اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے: ﴿ مَاۤ اٰمَنَتۡ قَبۡلَهُمۡ مِّنۡ قَرۡيَةٍ اَهۡلَكۡنٰهَا ۚ اَفَهُمۡ يُؤۡمِنُوۡنَ ⑥ ﴾ ''ان سے پہلے جن بستیوں کو ہم نے ہلاک کیا وہ ایمان نہیں لائی تھیں، تو کیا یہ ایمان لے آئیں گے؟'' یعنی ہم نے جس بستی کی طرف بھی رسول بھیجا انھیں نشانیاں بھی دیں اس کے باوجود بستیوں والے نشانیاں دیکھ کر بھی ایمان نہیں لائے بلکہ انھوں نے تکذیب ہی کی تو ہم نے انھیں ہلاک کر دیا تو کیا یہ لوگ اگر نشانیاں دیکھ لیں تو ایمان لے آئیں گے؟ نہیں! یہ لوگ بھی ہرگز ایمان نہیں لائیں گے بلکہ ﴿ اِنَّ الَّذِيۡنَ حَقَّتۡ عَلَيۡهِمۡ كَلِمَتُ رَبِّكَ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ ۝ وَلَوۡ جَآءَتۡهُمۡ كُلُّ اٰيَةٍ حَتّٰى يَرَوُا الۡعَذَابَ الۡاَلِيۡمَ ۝ ﴾ (یونس 10: 97,96) ''یقیناً وہ لوگ جن پر آپ کے رب کی بات ثابت ہو چکی ہے وہ ایمان نہیں لائیں گے اور اگرچہ ان کے پاس ہر نشانی آجائے، یہاں تک کہ وہ دردناک عذاب بھی دیکھ لیں۔''

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

ان لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے مبارک ہاتھوں پر ظاہر ہونے والی روشن نشانیوں، براہین قاطعہ اور ایسے واضح دلائل کا مشاہدہ کیا جو بالکل ظاہر، روشن اور قطعی تھے اور سابقہ انبیائے کرام علیہم السلام کے معجزات کے مقابلے میں بے حد جاندار اور شان دار تھے مگر اس کے باوجود یہ لوگ ایمان نہ لائے۔

تفسیر آیات:7-9

تمام پیغمبر بشر تھے: اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی تردید کرتے ہوئے فرمایا ہے جنھوں نے انسانوں کے رسول ہونے کا انکار کیا تھا، چنانچہ فرمایا: ﴿ وَمَاۤ اَرۡسَلۡنَا قَبۡلَكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوۡحِىۡۤ اِلَيۡهِمۡ ﴾ ''اور ہم نے آپ سے پہلے مرد ہی (پیغمبر بنا کر) بھیجے جن کی طرف ہم وحی بھیجتے تھے۔'' یعنی سابقہ تمام انبیائے کرام علیہم السلام بشر تھے اور مرد تھے، ان میں سے کوئی بھی فرشتوں میں سے نہ تھا جیسا کہ دوسری آیت میں فرمایا: ﴿ وَمَاۤ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ قَبۡلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوۡحِىۡۤ اِلَيۡهِمۡ مِّنۡ اَهۡلِ الۡقُرٰى ؕ ﴾ (یوسف 109:12) ''اور ہم نے تم سے پہلے بستیوں کے رہنے والوں میں سے مرد ہی بھیجے تھے جن کی طرف ہم وحی بھیجتے تھے۔'' اور فرمایا: ﴿ قُلۡ مَا كُنۡتُ بِدۡعًا مِّنَ الرُّسُلِ ﴾ (الأحقاف 9:46) ''کہہ دیجیے: میں رسولوں میں سے انوکھا نہیں ہوں۔''

اللہ تعالیٰ نے سابقہ امتوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ انھوں نے بشر کے نبی ہونے کا انکار کرتے ہوئے کہا تھا: ﴿ اَبَشَرٌ يَّهۡدُوۡنَنَا ۫ ﴾ (التغابن 6:64) ''کیا بشر ہمارے ہادی بنتے ہیں؟'' اسی لیے فرمایا: ﴿ فَسۡـَٔلُوۡۤا اَهۡلَ الذِّكۡرِ اِنۡ كُنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ ۝ ﴾ ''اگر تم نہیں جانتے تو اہل علم سے پوچھ لو۔'' یعنی سابقہ امتوں، یہودیوں، عیسائیوں اور دیگر تمام قوموں کے اہل علم سے پوچھ لو کہ ان کی طرف جو پیغمبر آئے تھے کیا وہ بشر تھے یا فرشتے۔ یقیناً وہ بشر ہی تھے اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر احسان عظیم ہے کہ اس نے انھی میں سے پیغمبر بھیجے تھے تاکہ ان سے آسانی سے دین و شریعت کے احکام اخذ کیے جا سکیں۔

فرمان الٰہی ہے: ﴿ وَمَا جَعَلۡنٰهُمۡ جَسَدًا لَّا يَاۡكُلُوۡنَ الطَّعَامَ ﴾ ''اور ہم نے ان کے ایسے جسم نہیں بنائے تھے کہ کھانا نہ کھاتے ہوں۔'' بلکہ وہ ایسے جسم والے تھے جو کھانا کھاتے تھے جیسا کہ فرمایا: ﴿ وَمَاۤ اَرۡسَلۡنَا قَبۡلَكَ مِنَ الۡمُرۡسَلِيۡنَ اِلَّاۤ اِنَّهُمۡ لَيَاۡكُلُوۡنَ الطَّعَامَ وَيَمۡشُوۡنَ فِى الۡاَسۡوَاقِ ؕ ﴾ (الفرقان 20:25) ''اور ہم نے آپ سے پہلے جتنے بھی پیغمبر بھیجے ہیں، سب کھانا کھاتے تھے اور بازاروں میں چلتے پھرتے تھے۔'' یعنی تمام پیغمبر بھی انسان ہی تھے، وہ بھی انسانوں کی طرح کھاتے پیتے تھے اور کسبِ معاش اور تجارت کے لیے بازاروں میں آتے جاتے تھے اور یہ بات نہ ان کے لیے نقصان دہ تھی اور نہ کسر شان کا سبب جیسا کہ مشرکوں نے کہا تھا: ﴿ مَالِ هٰذَا الرَّسُوۡلِ يَاۡكُلُ الطَّعَامَ وَيَمۡشِىۡ فِى الۡاَسۡوَاقِ ؕ لَوۡلَاۤ اُنۡزِلَ اِلَيۡهِ مَلَكٌ فَيَكُوۡنَ مَعَهٗ نَذِيۡرًا ۝ اَوۡ يُلۡقٰۤى اِلَيۡهِ كَنۡزٌ اَوۡ تَكُوۡنُ لَهٗ جَنَّةٌ يَّاۡكُلُ مِنۡهَا ؕ ﴾ الآیۃ (الفرقان 8,7:25) ''یہ کیسا پیغمبر ہے کہ کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا پھرتا ہے، اس پر کوئی فرشتہ کیوں نازل نہیں کیا گیا کہ اس کے ساتھ وہ ڈرانے والا ہوتا، یا اس کی طرف خزانہ اتارا جاتا یا اس کا کوئی باغ ہوتا کہ اس میں سے کھایا کرتا......''

فرمان الٰہی ہے: ﴿ وَمَا كَانُوۡا خٰلِدِيۡنَ ۝ ﴾ ''اور نہ وہ ہمیشہ رہنے والے تھے۔'' یعنی دنیا میں۔ بلکہ وہ اپنی زندگی کے پورا

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

لَقَدْ اَنْزَلْنَاۤ اِلَيْكُمْ كِتٰبًا فِيْهِ ذِكْرُكُمْ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ⑩ وَكَمْ قَصَمْنَا مِنْ قَرْيَةٍ

بلاشبہ ہم نے تمھاری طرف ایک کتاب نازل کی ہے، اس میں تمھارا ہی ذکر ہے، کیا پھر بھی تم نہیں سمجھتے؟⑩ اور ہم نے کتنی ہی بستیاں تہس نہس

كَانَتْ ظَالِمَةً وَّاَنْشَاْنَا بَعْدَهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ ⑪ فَلَمَّاۤ اَحَسُّوْا بَاْسَنَاۤ اِذَا هُمْ مِّنْهَا

کردیں جو ظالم تھیں، اور ان کے بعد ہم نے دوسری قومیں پیدا کیں⑪ پھر جب انھوں نے ہمارے عذاب (کی آہٹ) کو محسوس کیا تو وہ لوگ وہاں

يَرْكُضُوْنَ ⑫ لَا تَرْكُضُوْا وَارْجِعُوْۤا اِلٰى مَاۤ اُتْرِفْتُمْ فِيْهِ وَمَسٰكِنِكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْـَٔلُوْنَ ⑬

سے بھاگنے لگے⑫ (ان سے کہا گیا:) مت بھاگو، اور لوٹ جاؤ جہاں تمھیں سامان عیش وعشرت دیا گیا تھا اور اپنے مکانات ومحلات کی طرف، تاکہ تم

قَالُوْا يٰوَيْلَنَاۤ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ⑭ فَمَا زَالَتْ تِّلْكَ دَعْوٰىهُمْ حَتّٰى جَعَلْنٰهُمْ

سے سوال کیا جائے⑬ وہ کہنے لگے: ہائے ہماری کم بختی! بے شک ہم ہی ظالم تھے⑭ پھر یہی رہی ان کی پکار، حتی کہ ہم نے انھیں کٹے ہوئے

حَصِيْدًا خٰمِدِيْنَ ⑮

(اور) بجھے ہوئے بنا دیا⑮

ہونے کے بعد فوت ہو جایا کرتے تھے جیسا کہ فرمایا: ﴿ وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ ؕ ﴾ (الأنبیآء 34:21) ”اور اے پیغمبر! ہم نے آپ سے پہلے کسی آدمی کو بقائے دوام نہیں بخشا۔“

حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کو یہ اختصاص و امتیاز حاصل تھا کہ ان پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی نازل ہوتی تھی، ان پر فرشتے اللہ تعالیٰ کے وہ احکام لے کر نازل ہوتے تھے جو مخلوق کے لیے اوامر ونواہی پر مشتمل تھے۔ فرمان الٰہی ہے: ﴿ ثُمَّ صَدَقْنٰهُمُ الْوَعْدَ ﴾ ”پھر ہم نے ان سے (اپنا) وعدہ سچا کر دیا۔“ وہ وعدہ جو ان کے رب نے ان سے کیا تھا کہ وہ ظالموں کو ضرور ہلاک کر دے گا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدے کو سچا کر دکھایا، اس لیے فرمایا: ﴿ فَاَنْجَيْنٰهُمْ وَمَنْ نَّشَآءُ ﴾ ”تو ہم نے ان کو اور جس کو چاہا نجات دی۔“ یعنی ان کی اتباع کرنے والے مومنوں کو۔ ﴿ وَاَهْلَكْنَا الْمُسْرِفِيْنَ ⑨ ﴾ ”اور ہم نے حد سے نکل جانے والوں کو ہلاک کر دیا۔“ یعنی انبیائے کرام کے لائے ہوئے دین وشریعت کی تکذیب کرنے والوں کو ہم نے ہلاک کر دیا۔

تفسیر آیات: 10-15

فضیلتِ قرآن: اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی فضیلت کو بیان کرتے اور اس کی قدر ومنزلت کو پہچاننے کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایا: ﴿ لَقَدْ اَنْزَلْنَاۤ اِلَيْكُمْ كِتٰبًا فِيْهِ ذِكْرُكُمْ ؕ ﴾ ”البتہ تحقیق ہم نے تمھاری طرف ایسی کتاب نازل کی ہے جس میں تمھارا ذکر ہے۔“ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ جس میں تمھارا شرف ہے۔[1] ﴿ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ⑩ ﴾ ”کیا تم نہیں سمجھتے؟“ اس نعمت کو اور اسے قبول نہیں کرتے جیسا کہ فرمایا: ﴿ وَاِنَّهٗ لَذِكْرٌ لَّكَ وَلِقَوْمِكَ ۚ وَسَوْفَ تُسْـَٔلُوْنَ ○ ﴾ (الزخرف 44:43) ”اور یقیناً یہ (قرآن) آپ کے لیے اور آپ کی قوم کے لیے البتہ نصیحت ہے اور (لوگو!) تم سے عنقریب پرسش ہوگی۔“

ظالموں کو کیسے ہلاک کیا گیا؟ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ وَكَمْ قَصَمْنَا مِنْ قَرْيَةٍ كَانَتْ ظَالِمَةً ﴾ ”اور ہم نے

① تفسیر ابن أبي حاتم: 2446/8.

”محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ ⑯ لَوْ اَرَدْنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ لَهْوًا لَّاتَّخَذْنٰهُ

اور ہم نے آسمان اور زمین کو اور جو کچھ ان کے مابین ہے، کھیل تماشا کرتے ہوئے پیدا نہیں کیا⑯ اگر ہم (یوں ہی) کھیل بنانا چاہتے تو اپنے پاس ہی

مِنْ لَّدُنَّآ ۖ اِنْ كُنَّا فٰعِلِيْنَ ⑰ بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهٗ فَاِذَا

سے اسے بنا لیتے اگر ہم کرنے والے ہوتے⑰ بلکہ ہم حق کو باطل پر پھینک مارتے ہیں تو وہ اس کا سر پھوڑ دیتا ہے، پھر یکایک وہ (باطل) ملیامیٹ

هُوَ زَاهِقٌ ؕ وَلَكُمُ الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُوْنَ ⑱ وَلَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَمَنْ عِنْدَهٗ

ہو جاتا ہے اور تمھارے لیے ان باتوں کی وجہ سے ہلاکت ہے جو تم (اللہ کے بارے میں) بیان کرتے ہو⑱ اور اسی کے لیے ہیں جو آسمانوں اور زمین

لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَلَا يَسْتَحْسِرُوْنَ ⑲ يُسَبِّحُوْنَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا

میں ہیں، اور جو (فرشتے) اس کے پاس ہیں وہ اس کی عبادت کرنے سے تکبر نہیں کرتے اور نہ وہ تھکتے (اکتاتے) ہیں⑲ وہ رات اور دن اس کی تسبیح

يَفْتُرُوْنَ ⑳

کرتے ہیں، سست نہیں پڑتے⑳

بہت سی بستیوں کو جو ستم گار تھیں ہلاک کر مارا۔'' کلمۂ ﴿ كَمْ ﴾ تکثیر، یعنی کثرتِ تعداد بتانے کے لیے ہے جیسا کہ اس آیت: ﴿ وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْۢ بَعْدِ نُوْحٍ ؕ ﴾ (بنی إسرآء یل 17:17) ''اور ہم نے نوح (علیہ السلام) کے بعد بہت سی امتوں کو ہلاک کر ڈالا۔'' میں بھی ﴿ كَمْ ﴾ تکثیر کے لیے ہے جیسا کہ اس آیت میں کأین تکثیر کے لیے ہے: ﴿ فَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ فَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا ﴾ (الحج 45:22) ''اور بہت سی بستیاں ہیں کہ ہم نے ان کو تباہ کر ڈالا وہ نافرمان تھیں، لہٰذا وہ اپنی چھتوں پر گری پڑی ہیں۔''

فرمان الٰہی ہے: ﴿ وَّاَنْشَاْنَا بَعْدَهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ ⑪ ﴾ ''اور ہم نے ان کے بعد اور لوگ پیدا کر دیے۔'' یعنی ان کے بعد ایک اور امت پیدا کر دی۔ ﴿ فَلَمَّآ اَحَسُّوْا بَاْسَنَآ ﴾ ''پس جب انھوں نے ہمارے عذاب کو محسوس کیا۔'' اور انھوں نے یقین کر لیا کہ اب عذاب یقیناً آنے ہی والا ہے جیسا کہ ان کے نبی نے ان سے وعدہ کیا تھا، ﴿ اِذَا هُمْ مِّنْهَا يَرْكُضُوْنَ ⑫ ﴾ ''تو اچانک وہ ان (بستیوں) سے بھاگنے لگے۔'' تو ان سے کہا گیا: ﴿ لَا تَرْكُضُوْا وَارْجِعُوْٓا اِلٰى مَآ اُتْرِفْتُمْ فِيْهِ وَمَسٰكِنِكُمْ ﴾ ''مت بھاگو اور ان کی طرف واپس ہو جاؤ جن میں تمھیں آسائشیں دی گئی تھیں اور اپنے گھروں کی طرف۔'' ناراضی کا اظہار کرتے ہوئے ان سے کہا جائے گا کہ عذاب کے نازل ہونے سے ڈر کر مت بھاگو اور نعمتوں، عیش و نشاط اور اپنی ان اعلیٰ رہائش گاہوں کی طرف لوٹ جاؤ جن میں تم زندگی بسر کر رہے تھے، قتادہ کہتے ہیں کہ یہ ان سے ازراہ مذاق کہا جائے گا۔[1] ﴿ لَعَلَّكُمْ تُسْـَٔلُوْنَ ⑬ ﴾ ''تا کہ تم سے پوچھا جائے'' کہ تم نعمتوں کا کس قدر شکر ادا کرتے تھے۔ ﴿ قَالُوْا يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ⑭ ﴾ ''کہنے لگے: ہائے ہماری شامت! بے شک ہم ظالم تھے۔'' اپنے گناہوں کا اعتراف کریں گے مگر اس وقت اعتراف ان کے لیے کچھ فائدہ مند ثابت نہ ہوگا۔ ﴿ فَمَا زَالَتْ تِّلْكَ دَعْوٰىهُمْ حَتّٰى جَعَلْنٰهُمْ حَصِيْدًا خٰمِدِيْنَ ⑮ ﴾ ''تو

[1] تفسیر ابن أبي حاتم: 2446/8.

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

ان کی پکار ہمیشہ یہی رہی، یہاں تک کہ ہم نے انھیں کٹے ہوئے، بجھے ہوئے بنا دیا۔‘‘یعنی وہ اسی طرح کی باتیں اور اپنے ظلم کا اعتراف کرتے رہے حتی کہ ہم نے انھیں کھیتی کی طرح کاٹ کر رکھ دیا حتی کہ ان کی حرکات وسکنات اور ان کی آوازیں بھی ختم ہو کر رہ گئیں۔

تفسیر آیات:20-16

کائنات کو عدل وحکمت کے ساتھ پیدا کیا گیا ہے: اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ اس نے کائنات کو حق اور عدل وانصاف کے ساتھ پیدا فرمایا ہے، چنانچہ فرمایا: ﴿لِيَجْزِيَ الَّذِينَ أَسَاءُوا بِمَا عَمِلُوا وَيَجْزِيَ الَّذِينَ أَحْسَنُوا بِالْحُسْنَى ﴾ (النجم 31:53) ’’تاکہ جن لوگوں نے برے کام کیے ان کو ان کے اعمال کا (برا) بدلہ دے اور جنھوں نے نیکیاں کیں ان کو نیک بدلہ دے۔‘‘ اس نے اس کائنات کو بے مقصد یا محض کھیل تماشے کے طور پر پیدا نہیں کیا جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا بَاطِلًا ۚ ذَٰلِكَ ظَنُّ الَّذِينَ كَفَرُوا ۚ فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ كَفَرُوا مِنَ النَّارِ ﴾ (ص 27:38) ’’اور ہم نے آسمان اور زمین کو اور جو (کائنات) ان کے درمیان میں ہے، اس کو خالی از مصلحت نہیں پیدا کیا۔ یہ ان کا گمان ہے جو کافر ہیں، چنانچہ کافروں کے لیے آگ سے ہلاکت ہے۔‘‘

فرمان الٰہی ہے: ﴿لَوْ أَرَدْنَا أَن نَّتَّخِذَ لَهْوًا لَّاتَّخَذْنَاهُ مِن لَّدُنَّا﴾ ’’اگر ہم چاہتے کہ کوئی کھیل بنائیں تو ہم اپنے پاس سے بنا لیتے۔‘‘ ابن ابونجیح نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ اگر ہم چاہتے تو اپنے پاس سے ان چیزوں کو بنا لیتے اور جنت اور دوزخ، موت وبعثت اور حساب کتاب کو نہ بناتے۔[1]

فرمان الٰہی ہے: ﴿إِن كُنَّا فَاعِلِينَ ﴾ ’’اگر ہم (ایسا) کرنے والے ہوتے۔‘‘ قتادہ، سدی، ابراہیم نخعی اور مغیرہ بن مِقْسَم کہتے ہیں، یعنی ہم ایسا کرنے والے نہیں ہیں۔[2] مجاہد کہتے ہیں کہ قرآن مجید میں جہاں بھی ﴿إِنْ﴾ آیا ہے، وہ انکار کے معنی میں ہے۔[3] ﴿بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ﴾ ’’(نہیں) بلکہ ہم سچ کو جھوٹ پر کھینچ مارتے ہیں۔‘‘ یعنی ہم حق کو واضح کر دیتے ہیں اور باطل کو نیست ونابود کر دیتے ہیں، اسی لیے فرمایا: ﴿فَيَدْمَغُهُ فَإِذَا هُوَ زَاهِقٌ ۚ﴾ ’’تو وہ اس کا سر توڑ دیتا ہے، پھر وہ (جھوٹ) اسی وقت نابود ہو جاتا ہے‘‘ ختم ہو جاتا ہے اور مضمحل ہو جاتا ہے۔ ﴿وَلَكُمُ الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُونَ ﴾ ’’اور جو (باتیں) تم بیان کرتے ہو ان سے تمھاری ہی خرابی ہے۔‘‘ اے لوگو! جو اس بات کے قائل ہو کہ اللہ کے لیے اولاد ہے، یہ محض تمھاری افترا پردازی ہے، پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ فرشتے تو اس کے بندے ہیں اور ان کی شان یہ ہے کہ وہ دن رات اسی کی اطاعت وبندگی میں مصروف رہتے ہیں۔

ہر چیز اللہ ہی کی مملوک ہے: ﴿وَلَهُ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ وَمَنْ عِندَهُ لَا يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِهِ﴾ ’’اور جو آسمانوں اور زمین میں ہیں سب اسی کے (مملوک اور اسی کا مال) ہیں اور جو (فرشتے) اس کے پاس ہیں، وہ اس کی عبادت سے

[1] تفسیر الطبری: 15/17. [2] تفسیر الطبری: 14/17 وتفسیر البغوی: 285/3. [3] تفسیر ابن أبی حاتم: 2448/8.

”محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

اَمِ اتَّخَذُوْٓا اٰلِهَةً مِّنَ الْاَرْضِ هُمْ يُنْشِرُوْنَ ﴿21﴾ لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا

کیا انھوں نے زمین میں سے ایسے معبود بنالیے ہیں جو (مردوں کو) اٹھا کھڑا کریں گے؟﴿21﴾ اگر ان دونوں (زمین وآسمان) میں اللہ کے سوا اور معبود

اللّٰهُ لَفَسَدَتَا ۚ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿22﴾ لَا يُسْـَٔلُ عَمَّا يَفْعَلُ

ہوتے تو ضرور یہ دونوں تباہ ہوجاتے، پس اللہ، عرش کا رب ان باتوں سے پاک ہے جو وہ (مشرک) بیان کرتے ہیں﴿22﴾ وہ جو کچھ کرتا ہے اس کی

وَهُمْ يُسْـَٔلُوْنَ ﴿23﴾

بابت اس سے سوال نہیں کیا جاسکتا، جبکہ ان (لوگوں) سے باز پرس کی جائے گی﴿23﴾

تکبر نہیں کرتے۔''یعنی عار محسوس نہیں کرتے جیسا کہ فرمایا: ﴿لَنْ يَّسْتَنْكِفَ الْمَسِيْحُ اَنْ يَّكُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ وَلَا الْمَلٰٓئِكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ ؕ وَمَنْ يَّسْتَنْكِفْ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَ يَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْشُرُهُمْ اِلَيْهِ جَمِيْعًا ○﴾(النسآء 4:172) ''مسیح ہرگز اس سے عار نہ رکھے گا کہ وہ اللہ کا بندہ ہو اور نہ ہی مقرب فرشتے اور جو شخص اللہ کا بندہ ہونے کو موجب عار سمجھے اور سرکشی کرے تو اللہ سب کو اپنے پاس جمع کرے گا۔''

فرمان الٰہی ہے: ﴿وَلَا يَسْتَحْسِرُوْنَ ﴿19﴾ يُسَبِّحُوْنَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُوْنَ ﴿20﴾﴾ ''اور نہ وہ تھکتے ہیں، رات اور دن (اس کی) تسبیح کرتے رہتے ہیں (اور) نہ وہ سستی کرتے ہیں۔''یعنی رات دن کام میں لگے رہتے ہیں، پھر نہ وہ تھکتے ہیں اور نہ اکتاتے ہیں۔اور کام سے ان کا مقصود اللہ تعالیٰ کی اطاعت و بندگی ہے اور وہ رات دن کام کرنے کی قدرت بھی رکھتے ہیں جیسا کہ فرمایا: ﴿لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ○﴾(التحریم 66:6) ''اللہ تعالیٰ انھیں جو حکم فرماتا ہے اس کی نافرمانی نہیں کرتے اور جو حکم ان کو ملتا ہے اسے بجالاتے ہیں۔''

تفسیر آیات: 21-23

جھوٹے خداؤں کی تردید: جن لوگوں نے اللہ کے سوا اور معبود بنالیے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کی تردید کرتے ہوئے فرمایا ہے: ﴿اَمِ اتَّخَذُوْٓا اٰلِهَةً مِّنَ الْاَرْضِ هُمْ يُنْشِرُوْنَ ﴿21﴾﴾ ''بھلا لوگوں نے (جو) زمین سے (بعض کو) معبود بنالیا ہے (تو کیا) وہ (ان کو مرنے کے بعد) زندہ کردیں گے؟''یعنی کیا مردوں کو زندہ کریں گے اور انھیں زمین سے اٹھائیں گے، وہ تو اس طرح کی کسی بات کی قدرت نہیں رکھتے تو ان لوگوں نے انھیں اللہ تعالیٰ کا شریک قرار دے کر ان کی عبادت کیوں شروع کردی؟ پھر اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ اگر اس کے سوا دوسرے معبودوں کا بھی وجود ہوتا تو آسمانوں اور زمین کا نظام درہم برہم ہوجاتا، چنانچہ فرمایا: ﴿لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا ۚ﴾ ''اگر ان (آسمانوں اور زمین) میں اللہ کے سوا اور معبود ہوتے تو دونوں (زمین وآسمان) درہم برہم ہوجاتے۔'' جیسا کہ فرمایا: ﴿مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ وَّلَدٍ وَّمَا كَانَ مَعَهٗ مِنْ اِلٰهٍ اِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ اِلٰهٍۢ بِمَا خَلَقَ وَلَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۙ﴾(المؤمنون 23:91) ''اللہ نے کوئی اولاد نہیں بنائی اور نہ ہی اس کے ساتھ کوئی معبود ہے، ایسا ہوتا تو ہر معبود اپنی اپنی مخلوق کو لے کر چل دیتا اور البتہ بعض ان کے بعض پر چڑھائی کرتے۔ یہ لوگ جو کچھ (اللہ کے بارے میں) بیان کرتے ہیں اللہ اس سے پاک ہے۔''

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً ۭ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ ۚ هٰذَا ذِكْرُ مَنْ مَّعِيَ وَذِكْرُ مَنْ

کیا انھوں نے اس (اللہ) کے سوا اور معبود بنا لیے ہیں؟ کہہ دیجیے: تم اپنی دلیل لاؤ، یہ (توحید ہی) میرے ساتھیوں کا ذکر ہے اور مجھ سے پہلوں کا بھی

قَبْلِيْ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۙ الْحَقَّ فَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿24﴾ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ

ذکر تھا، بلکہ ان میں سے اکثر حق کا علم نہیں رکھتے، پھر وہ (اس سے) اعراض کر رہے ہیں ﴿24﴾ اور آپ سے پہلے ہم نے جو بھی رسول بھیجا اس کی طرف

مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ﴿25﴾

یہی وحی کرتے رہے کہ بے شک میرے سوا کوئی معبود نہیں، پس تم میری ہی عبادت کرو ﴿25﴾

اور یہاں فرمایا: ﴿فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿22﴾﴾ ”پس جو باتیں یہ لوگ بیان کرتے ہیں، اللہ مالکِ عرش ان سے پاک ہے۔“ یعنی یہ جو یہ کہتے ہیں کہ اللہ کا بیٹا یا اس کا کوئی شریک ہے تو اس کی ذات گرامی ان کے اس کذب و افترا سے پاک اور بہت بلند و بالا اور ارفع و اعلیٰ ہے۔

فرمانِ الٰہی ہے: ﴿لَا يُسْـَٔلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْـَٔلُوْنَ ﴿23﴾﴾ ”وہ جو کام کرتا ہے اس سے اس کی پرسش نہیں ہوگی اور (جو کام یہ لوگ کرتے ہیں اس کی) ان سے پرسش ہوگی۔“ یعنی وہ حاکم ہے اس کی عظمت و جلال، کبریائی، علم و حکمت اور عدل و لطف کے باعث اس کے حکم کو نہ کوئی ٹال سکتا ہے اور نہ اس پر اعتراض کر سکتا ہے جبکہ وہ اپنی مخلوق سے ان کے اعمال کے بارے میں ضرور پرسش کرے گا جیسا کہ فرمایا: ﴿فَوَرَبِّكَ لَنَسْـَٔلَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝﴾ (الحجر15:92,93) ”آپ کے پروردگار کی قسم! ہم ان سب سے ضرور پرسش کریں گے ان کاموں کی جو وہ کرتے رہے۔“ اور فرمانِ مذکور حسب ذیل ارشاد باری تعالیٰ کی طرح ہے: ﴿وَّهُوَ يُجِيْرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ﴾ (المؤمنون 23:88) ”اور وہ پناہ دیتا ہے اور اس کے مقابلے میں پناہ نہیں دی جاتی۔“

تفسیر آیات: 25,24

اللہ ہی معبود برحق ہے: ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً ۭ قُلْ﴾ ”کیا ان لوگوں نے اس (اللہ) کے سوا اور معبود بنا لیے ہیں؟ کہہ دیجیے“ اے محمد (ﷺ!): ﴿هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ ۚ﴾ ”(اس بات پر) اپنی دلیل پیش کرو۔“ یعنی جو تم کہتے ہو۔ ﴿هٰذَا ذِكْرُ مَنْ مَّعِيَ﴾ ”یہ ان کا ذکر ہے جو میرے ساتھ ہیں۔“ یعنی قرآن مجید، ﴿وَذِكْرُ مَنْ قَبْلِيْ ۭ﴾ ”اور جو مجھ سے پہلے ہیں ان کا بھی (یہی ذکر ہے۔)“ یعنی سابقہ آسمانی کتابیں بھی اس کے خلاف ہیں جو تم کہتے اور گمان کرتے ہو کیونکہ ہر وہ کتاب جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے کسی بھی نبی پر نازل فرمایا وہ یہ بیان کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں لیکن مشرکو! تم حق کو نہیں جانتے ہو، اسی لیے اس سے منہ پھیر رہے ہو، چنانچہ فرمایا: ﴿وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ﴿25﴾﴾ ”اور جو پیغمبر ہم نے آپ سے پہلے بھیجے ان کی طرف یہی وحی بھیجی کہ میرے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں تو تم میری ہی عبادت کرو۔“ جیسا کہ فرمایا: ﴿وَسْـَٔلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُّسُلِنَآ اَجَعَلْنَا مِنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ اٰلِهَةً يُّعْبَدُوْنَ ۝﴾ (الزخرف 43:45) ”اور (اے محمد ﷺ!) جو اپنے پیغمبر ہم نے آپ سے پہلے بھیجے ہیں

”محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحۡمٰنُ وَلَدًا سُبۡحٰنَهٗ ؕ بَلۡ عِبَادٌ مُّكۡرَمُوۡنَ ﴿26﴾ لَا يَسۡبِقُوۡنَهٗ بِالۡقَوۡلِ وَهُمۡ

اور انھوں نے کہا: رحمٰن نے اولاد بنائی ہے۔ وہ (اس سے) پاک ہے، بلکہ وہ (فرشتے) تو (اللہ کے) معزز و مکرم بندے ہیں ﴿26﴾ وہ بات کرنے میں اس

بِاَمۡرِهٖ يَعۡمَلُوۡنَ ﴿27﴾ يَعۡلَمُ مَا بَيۡنَ اَيۡدِيۡهِمۡ وَمَا خَلۡفَهُمۡ وَلَا يَشۡفَعُوۡنَ ۙ اِلَّا لِمَنِ

سے سبقت نہیں کرتے، اور وہ اسی کے حکم پر عمل کرتے ہیں ﴿27﴾ وہ جانتا ہے جو کچھ ان کے آگے اور ان کے پیچھے ہے، اور وہ صرف اس کی سفارش

ارۡتَضٰى وَهُمۡ مِّنۡ خَشۡيَتِهٖ مُشۡفِقُوۡنَ ﴿28﴾ وَمَنۡ يَّقُلۡ مِنۡهُمۡ اِنِّيۡۤ اِلٰهٌ مِّنۡ دُوۡنِهٖ

کریں گے جس کے لیے اللہ پسند کرے گا اور وہ اس کے خوف سے ڈرنے والے ہیں ﴿28﴾ اور ان میں سے جو یہ کہے کہ بے شک اللہ کے سوا میں بھی

فَذٰلِكَ نَجۡزِيۡهِ جَهَنَّمَ ؕ كَذٰلِكَ نَجۡزِي الظّٰلِمِيۡنَ ﴿29﴾ ع 2/19/2

معبود ہوں تو اسے ہم اس (بات) کا بدلہ جہنم دیں گے، ہم ظالموں کو اسی طرح سزا دیتے ہیں ﴿29﴾

ان کے احوال دریافت کر لیں، کیا ہم نے (اللہ) رحمان کے سوا اور معبود بنائے تھے کہ ان کی عبادت کی جائے۔'' اور فرمایا: ﴿ وَلَقَدۡ بَعَثۡنَا فِيۡ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوۡلًا اَنِ اعۡبُدُوا اللّٰهَ وَاجۡتَنِبُوا الطَّاغُوۡتَ ۚ﴾ (النحل 36:16) ''اور البتہ تحقیق ہم نے ہر جماعت میں پیغمبر بھیجا کہ اللہ ہی کی عبادت کرو اور بتوں (کی پرستش) سے اجتناب کرو۔''

ہر نبی نے، جسے اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا تھا، اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک ہی کی عبادت کی دعوت دی اور فطرت بھی اسی بات کی شاہد ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کرنی چاہیے جبکہ مشرکوں کے پاس غیر اللہ کی پرستش کی کوئی دلیل نہیں ہے، ان کی ساری دلیلیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک باطل ہیں، اسی وجہ سے یہ غضب الٰہی کے مستحق ہیں اور آخرت میں ان کے لیے سخت ترین عذاب ہوگا۔

تفسیر آیات: 26-29

فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں قرار دینے والوں کی تردید: اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی تردید فرمائی ہے جن کا یہ گمان تھا کہ فرشتے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی اولاد ہیں جیسا کہ بعض عرب کہتے تھے کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان سب لوگوں کی تردید کرتے ہوئے فرمایا ہے: ﴿ سُبۡحٰنَهٗ ؕ بَلۡ عِبَادٌ مُّكۡرَمُوۡنَ ﴿26﴾﴾ ''وہ پاک ہے بلکہ (جن کو یہ لوگ اس کی بیٹیاں سمجھتے ہیں) وہ (اس کے) عزت والے بندے ہیں۔'' یعنی فرشتے تو اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے نزدیک قابل عزت ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں عظیم الشان مکانات اور بلند ترین مقامات سے سرفراز فرما رکھا ہے اور وہ اپنے قول و فعل اور ہر طرح سے اس کی حد درجہ اطاعت بجالاتے ہیں، ﴿ لَا يَسۡبِقُوۡنَهٗ بِالۡقَوۡلِ وَهُمۡ بِاَمۡرِهٖ يَعۡمَلُوۡنَ ﴿27﴾﴾ ''وہ بات کرنے میں اس (اللہ) سے سبقت نہیں کرتے اور اسی کے حکم پر عمل کرتے ہیں۔'' کسی بھی کام میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے آگے نہیں بڑھتے اور نہ اس کے کسی بھی حکم کی مخالفت کرتے ہیں بلکہ اس کی اطاعت کے لیے فوراً سرگرم ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے علم سے ان سب کا احاطہ کیے ہوئے ہے اور اس سے ان کی کوئی بات بھی مخفی نہیں ہے، ﴿ يَعۡلَمُ مَا بَيۡنَ اَيۡدِيۡهِمۡ وَمَا خَلۡفَهُمۡ ﴾ ''جو کچھ ان کے سامنے ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے ہے وہ جانتا ہے۔''

فرمان الٰہی ہے: ﴿ وَلَا يَشۡفَعُوۡنَ ۙ اِلَّا لِمَنِ ارۡتَضٰى ﴾ ''اور وہ (اس کے پاس کسی کی) سفارش نہیں کرتے مگر اسی شخص کے

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

اَوَلَمْ يَرَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا ؕ وَجَعَلْنَا مِنَ

کیا کافروں نے نہیں دیکھا (غور کیا) کہ بے شک آسمان اور زمین باہم ملے ہوئے تھے، پھر ہم نے ان دونوں کو الگ الگ کر دیا،

الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ؕ اَفَلَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿30﴾ وَجَعَلْنَا فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِهِمْ ۠

اور ہم نے پانی سے ہر زندہ شے بنائی، کیا پھر وہ ایمان نہیں لاتے؟ ﴿30﴾ اور ہم نے زمین میں پہاڑ بنائے، تاکہ وہ ان کے ساتھ

وَجَعَلْنَا فِيْهَا فِجَاجًا سُبُلًا لَّعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ﴿31﴾ وَجَعَلْنَا السَّمَآءَ سَقْفًا

جھکنے (نہ) پائے، اور ہم نے اس میں کھلی راہیں رکھیں، تاکہ وہ (لوگ) راہ پائیں ﴿31﴾ اور ہم نے آسمان کو محفوظ چھت بنایا، جبکہ

مَّحْفُوْظًا ۚ وَّهُمْ عَنْ اٰيٰتِهَا مُعْرِضُوْنَ ﴿32﴾ وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ

وہ اس (آسمان) کی نشانیوں سے اعراض کرنے والے ہیں ﴿32﴾ اور وہی (اللہ) ہے جس نے رات اور دن اور سورج اور چاند کو پیدا

وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؕ كُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ ﴿33﴾

کیا، سب اپنے اپنے مدار میں تیرتے پھرتے ہیں ﴿33﴾

لیے جس کو اللہ پسند کرے۔'' جیسا کہ فرمایا: ﴿مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ﴾ (البقرۃ 2:255) ''کون ہے جو اس کی اجازت کے بغیر اس سے (کسی کی) سفارش کرے؟'' اور فرمایا: ﴿وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ ؕ﴾ (سبا 34:23) ''اور اللہ کے ہاں (کسی کے لیے کوئی) سفارش فائدہ نہ دے گی مگر اس کے لیے جس کے بارے میں وہ اجازت بخشے۔'' اس مفہوم کی اور بھی بہت سی آیات کریمہ ہیں۔

فرمان الٰہی ہے: ﴿وَهُمْ مِّنْ خَشْيَتِهٖ مُشْفِقُوْنَ ﴿28﴾ وَمَنْ يَّقُلْ مِنْهُمْ اِنِّيْٓ اِلٰهٌ مِّنْ دُوْنِهٖ﴾ ''اور وہ اس کی ہیبت سے ڈرتے رہتے ہیں اور جو شخص ان میں سے یہ کہے کہ اللہ کے سوا میں معبود ہوں۔'' ﴿فَذٰلِكَ نَجْزِيْهِ جَهَنَّمَ ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ﴿29﴾﴾ ''تو اسے ہم دوزخ کی سزا دیں گے اور ظالموں کو ہم ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں۔'' یعنی ان میں سے جو بھی ایسی بات کہے، یعنی یہ شرط ہے اور شرط کا وقوع پذیر ہونا لازم نہیں ہوتا جیسا کہ فرمایا: ﴿قُلْ اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ ۖ فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِيْنَ ○﴾ (الزخرف 43:81) ''کہہ دیجیے کہ اگر اللہ کے لیے اولاد ہوتو میں (سب سے) پہلے (اس کی) عبادت کرنے والا ہوں۔'' یا جیسے یہ آیت کریمہ ہے: ﴿لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ○﴾ (الزمر 39:65) ''اگر تم نے شرک کیا تو تمھارے عمل برباد ہو جائیں گے اور تم خسارہ پانے والوں میں سے ہو جاؤ گے۔''

تفسیر آیات: 30-33

اللہ کی نشانیاں: اللہ تعالیٰ ہی نے تمام اشیاء کو پیدا فرمایا ہے اور تمام مخلوقات پر اسی کا غلبہ و تسلط ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنی اس قدرت کاملہ اور عظیم الشان بادشاہت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ہے: ﴿اَوَلَمْ يَرَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا﴾ ''کیا کافروں نے نہیں دیکھا؟'' یعنی اس کی الوہیت کا انکار کرنے والوں اور اس کے ساتھ غیر کی پوجا کرنے والوں کو یہ معلوم نہیں کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی نے مخلوق کو پیدا فرمایا ہے اور اس ذات گرامی کے قبضہ و اختیار میں کائنات کی تدبیر ہے، پھر اس کے ساتھ کسی غیر کی پوجا

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

کیوں کی جائے اور کسی اور کو اس کا شریک کیوں ٹھہرایا جائے۔ کیا انھوں نے نہیں دیکھا: ﴿ اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا ﴾ ”بلاشبہ آسمان اور زمین دونوں ملے ہوئے تھے۔“ یعنی ایک دوسرے کے ساتھ متصل اور ابتدائے آفرینش کے وقت باہم ملے جلے تھے تو اللہ تعالیٰ نے دونوں کو الگ الگ کر دیا اور سات آسمان بنا دیے اور سات ہی زمینیں بنا دیں، آسمان دنیا اور زمین کو ہوا کے ساتھ ایک دوسرے سے الگ کر دیا، آسمان سے بارش برسانا اور زمین سے نباتات اگانا شروع فرما دیا، اسی لیے فرمایا: ﴿ وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ۭ اَفَلَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ ﴾ ”اور تمام جاندار چیزیں ہم نے پانی سے بنائیں، پھر یہ لوگ ایمان کیوں نہیں لاتے؟“ یعنی وہ تمام مخلوقات کا خود اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر رہا ہے کہ پیدا ہو کر کس طرح آہستہ آہستہ پروان چڑھتی ہیں اور کائنات کی یہ تمام چیزیں اس صانع، فاعل، مختار اور قادر مطلق کے وجود کی دلیل ہیں۔

فَفِي كُلِّ شَيْءٍ لَّهُ آيَةٌ تَدُلُّ عَلٰى أَنَّهُ وَاحِدٌ

”ہر چیز میں اس کے لیے نشانی ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ اس کی ذات پاک وحدہ لاشریک ہے۔“

﴿ كَانَتَا رَتْقًا ﴾ کا مفہوم: سفیان ثوری نے اپنے والد سے اور انھوں نے عکرمہ سے روایت کیا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا کہ رات پہلے تھی یا دن۔ انھوں نے فرمایا دیکھو جب آسمان اور زمین دونوں ملے ہوئے تھے تو ان کے درمیان تاریکی ہی تو تھی، اس سے معلوم ہوا کہ رات دن سے پہلے تھی۔[1] ابن ابو حاتم نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت کو بیان کیا ہے کہ ان کے پاس آکر ایک شخص نے اس آیت کریمہ: ﴿ اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا ۭ ﴾ کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا کہ اس شیخ کے پاس جاؤ اور ان سے پوچھو اور جو جواب دیں مجھے بھی آکر بتاؤ تو اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس جا کر اس کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا: ہاں! آسمان اور زمین دونوں ملے ہوئے تھے، آسمان ملا ہوا تھا اور اس سے بارش نہیں برستی تھی اور زمین بھی ملی ہوئی تھی اور اس سے نباتات نہیں اگتی تھی، جب اللہ تعالیٰ نے زمین کے لیے مخلوق کو پیدا فرما دیا تو آسمان کو جدا کر دیا تاکہ اس سے بارش برسے اور زمین کو جدا کر دیا تاکہ نباتات اگے۔ اس نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس واپس جا کر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اس جواب کے بارے میں بتایا تو انھوں نے فرمایا: ہاں! اب معلوم ہوا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کو واقعی قرآن کا علم ہے، انھوں نے بالکل سچ فرمایا، واقعی بات اسی طرح ہے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے یہ بھی فرمایا کہ مجھے تفسیر قرآن کے بارے میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کی جرأت سے تعجب ہوتا تھا لیکن ان کی یہ تفسیر سن کر مجھے معلوم ہوا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کو واقعی قرآن کا علم ہے۔[2] سعید بن جبیر کا قول ہے کہ آسمان اور زمین آپس میں چمٹے ہوئے تھے، آسمان کو اوپر اٹھا دیا گیا اور اس سے زمین کو ظاہر کر دیا گیا تو یہی ان دونوں کا جدا جدا کرنا ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ذکر فرمایا ہے۔[3] حسن وقتادہ کا قول ہے کہ دونوں اکٹھے تھے، اللہ تعالیٰ نے دونوں کو ہوا کے ساتھ جدا جدا کر دیا۔[4]

---

① تفسیر الطبری:27/17 والدر المنثور:569/4. ② تفسیر ابن أبي حاتم:2450/8. ③ الدرالمنثور:570/4. ④ تفسیر ابن أبي حاتم:2451/8.

”محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

جنت میں داخلے کا جامع پیکج: فرمان الٰہی ہے: ﴿وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ط﴾ ''اور ہم نے تمام جاندار چیزیں پانی سے بنائیں۔'' یعنی تمام جان دار چیزوں کی اصل پانی ہے۔ امام احمد نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کو بیان کیا ہے کہ میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! میں جب آپ کے دیدار سے فیض یاب ہوتا ہوں تو میرا جی خوش ہو جاتا ہے اور آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتی ہیں، آپ مجھے ہر چیز کے بارے میں بتا دیں۔ آپ نے فرمایا: [كُلُّ شَيْءٍ خُلِقَ مِنْ مَّاءٍ] ''ہر چیز کو پانی سے پیدا کیا گیا ہے۔'' میں نے عرض کی: مجھے ایک ایسا کام بتا دیں کہ میں اس کے کرنے سے جنت میں داخل ہو جاؤں۔ آپ نے فرمایا: [أَفْشِ السَّلَامَ، وَأَطْعِمِ الطَّعَامَ، وَصِلِ الْأَرْحَامَ، وَقُمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ، ثُمَّ ادْخُلِ الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ] ''سلام پھیلاؤ، کھانا کھلاؤ، صلہ رحمی کرو، رات کو قیام کرو جب لوگ سو رہے ہوں اور پھر سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ۔''[1] اس حدیث کی سند صحیحین کی شرط کے مطابق ہے، البتہ اس میں ایک راوی ابو میمونہ سنن کے رجال میں سے ہے، ان کا نام سلیم ہے اور امام ترمذی رحمہ اللہ ان کی حدیث کو صحیح قرار دیتے ہیں۔

فرمان الٰہی ہے: ﴿وَجَعَلْنَا فِي الْأَرْضِ رَوَاسِيَ﴾ ''اور ہم نے زمین میں پہاڑ گاڑ دیے۔'' یعنی ہم نے پہاڑوں کے ساتھ زمین کو قرار دیا اور اسے بوجھل بنا دیا تاکہ ہلنے جلنے نہ لگے کیونکہ اس کے ہلنے جلنے سے اس کے رہنے والوں کو قرار نصیب نہیں ہو سکتا تھا، اس لیے کہ ایک چوتھائی حصے کے سوا باقی ساری زمین پانی میں ڈوبی ہوئی ہے، ایک چوتھائی حصہ پانی سے باہر ہوا اور دھوپ میں ہے تاکہ زمین کے بسنے والے آسمان اور اس میں ودیعت کی ہوئی روشن نشانیوں، حکمتوں اور علامتوں کا مشاہدہ کر سکیں، اسی لیے فرمایا: ﴿أَنْ تَمِيدَ بِهِمْ ص﴾ ''کہ وہ انھیں ہلا (نہ) دے۔''

پہاڑوں میں کشادہ راہیں: اور فرمان الٰہی ہے: ﴿وَجَعَلْنَا فِيهَا فِجَاجًا سُبُلًا﴾ ''اور ہم نے اس میں کشادہ رستے بنائے۔'' یعنی پہاڑوں میں گھاٹیاں بنا دیں۔ جن میں چل کر لوگ ایک علاقے سے دوسرے علاقے اور ایک ملک سے دوسرے ملک میں پہنچ جاتے ہیں جیسا کہ مشاہدے کی بات ہے کہ بہت سے ملکوں کے درمیان پہاڑ حائل ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان پہاڑوں کے درمیان راستہ بنایا ہوتا ہے تاکہ لوگ ایک جگہ سے دوسری جگہ آ جا سکیں، اسی لیے فرمایا: ﴿لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُونَ ۝٣١﴾ ''تاکہ لوگ راہ پائیں۔''

آسمان قبے کی طرح ہے: ارشاد الٰہی ہے: ﴿وَجَعَلْنَا السَّمَآءَ سَقْفًا مَّحْفُوظًا ج﴾ ''اور ہم نے آسمان کو محفوظ چھت بنایا۔'' یعنی آسمان کو زمین کے اوپر چھت بنا دیا آسمان اس طرح ہے جیسے زمین پر قبہ ہو جیسا کہ فرمایا: ﴿وَالسَّمَآءَ بَنَيْنٰهَا بِأَيْىدٍ وَّإِنَّا لَمُوْسِعُوْنَ ۝﴾ (الذّٰریٰت 51:47) ''اور آسمان کو ہم نے اپنی طاقت سے بنایا اور بلاشبہ ہم بہت وسعت والے ہیں۔'' اور فرمایا: ﴿وَالسَّمَآءِ وَمَا بَنٰىهَا ۝﴾ (الشّمس 91:5) ''اور آسمان کی اور اس ذات کی قسم! جس نے اسے بنایا۔'' ﴿أَفَلَمْ يَنْظُرُوْٓا إِلَى السَّمَآءِ فَوْقَهُمْ كَيْفَ بَنَيْنٰهَا وَزَيَّنّٰهَا وَمَا لَهَا مِنْ فُرُوْجٍ ۝﴾ (قٓ 50:6) ''کیا پھر انھوں نے اپنے

---

[1] مسند أحمد: 295/2.

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ ؕ اَفَاۡئِن مِّتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ ﴿34﴾ كُلُّ نَفْسٍ

اور (اے نبی!) ہم نے آپ سے پہلے بھی کسی بشر کو ہمیشہ کی زندگی نہیں دی، پھر اگر آپ مر جائیں تو کیا وہ ہمیشہ رہنے والے ہیں؟﴿34﴾ ہر نفس موت کو

ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ؕ وَنَبْلُوْكُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً ؕ وَاِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ ﴿35﴾

چکھنے والا ہے۔ اور ہم تمھیں پرکھنے کے لیے برائی اور بھلائی سے آزماتے ہیں، اور تمھیں ہماری ہی طرف پلٹنا ہے﴿35﴾

اوپر آسمان کی طرف نگاہ نہیں کی کہ ہم نے اس کو کیونکر بنایا اور (کیونکر) سجایا اور اس میں کہیں شگاف تک نہیں۔'' بنانے سے مراد قبّہ نصب کرنا ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ] ''اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے۔''[1] یعنی پانچ ستونوں پر اور ستون خیموں ہی کے لیے ہوتے ہیں جیسا کہ عربوں کے ہاں معمول ہے۔ ﴿مَّحْفُوْظًا﴾ بلند اور محفوظ تاکہ اس تک پہنچا نہ جا سکے۔ مجاہد کہتے ہیں کہ محفوظ کے معنی بلند ہیں۔[2]

شمس و قمر میں غور و فکر: فرمان الٰہی ہے: ﴿وَهُمْ عَنْ اٰيٰتِهَا مُعْرِضُوْنَ ﴿32﴾﴾ ''اور وہ اس (آسمان) کی نشانیوں سے اعراض کرنے والے ہیں۔'' جیسا کہ فرمایا: ﴿وَكَاَيِّنْ مِّنْ اٰيَةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَمُرُّوْنَ عَلَيْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُوْنَ ○﴾ (یوسف 105:12) ''اور آسمان و زمین میں بہت سی نشانیاں ہیں، جن پر وہ اس حال میں گزرتے ہیں کہ ان سے اعراض کرنے والے ہوتے ہیں۔'' یعنی فکر نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو کس قدر وسیع و عریض اور بلند پیدا فرمایا ہے اور پھر انھیں کیسے کیسے کواکب و ثوابت اور سیاروں کے ساتھ مزین فرمایا ہے جن میں سب سے نمایاں سورج ہے جو دن رات میں سارے فلک کو عبور کر کے اس قدر طویل مسافت طے کرتا ہے کہ اس کے اندازے کو صرف وہی جانتا ہے جس نے اسے مسخر کیا اور چلایا ہے، پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی بعض دیگر نشانیوں کی طرف توجہ مبذول کراتے ہوئے فرمایا: ﴿وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ﴾ ''اور وہی تو ہے جس نے رات اور دن کو بنایا۔'' یعنی رات میں اندھیرا اور سکون پیدا فرما دیا اور دن کو منور اور مانوس بنا دیا اور پھر کبھی دن لمبا اور رات چھوٹی ہوتی ہے اور کبھی رات لمبی اور دن چھوٹا ہوتا ہے۔ ﴿وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؕ﴾ ''اور سورج اور چاند کو بنایا'' کہ ان میں سے ہر ایک کی خاص روشنی، اپنا مدار، علیحدہ زمانہ اور مخصوص حرکات و سکنات ہیں، اور دوسرا ان تمام امور میں اس سے جدا ہے۔ ﴿كُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ ﴿33﴾﴾ ''(یہ سورج، چاند اور ستارے) سب (اپنے اپنے) مدار میں تیرتے ہیں۔'' یعنی گھوم رہے ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ سب اس طرح گھوم رہے ہیں جس طرح چرخے میں تکلا گھومتا ہے۔[3]

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فَالِقُ الْاِصْبَاحِ ۚ وَجَعَلَ الَّيْلَ سَكَنًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ حُسْبَانًا ؕ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ○﴾ (الأنعام 96:6) ''وہ (رات کے اندھیرے سے) صبح کی روشنی پھاڑ نکالتا ہے اور اسی نے رات کو (موجب) آرام (ٹھہرایا) اور سورج اور چاند کو (ذریعۂ) حساب بنایا ہے، یہ اس (اللہ) نہایت غالب (اور) خوب علم والے کے (مقرر کیے ہوئے) اندازے ہیں۔''

تفسیر آیات: 35,34

---

① صحیح البخاري، الإیمان، باب: دعاء کم إیمانکم......، حدیث: 8 عن ابن عمر رضی اللہ عنہما. ② تفسیر الطبري: 30/17.
③ تفسیر ابن أبي حاتم: 2452/8.

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

وَاِذَا رَاٰكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ يَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًا ؕ اَهٰذَا الَّذِيْ يَذْكُرُ اٰلِهَتَكُمْ ۚ

اور جب کافر آپ کو دیکھتے ہیں تو وہ آپ کو مذاق ہی کا نشانہ بناتے ہیں (کہتے ہیں:) کیا یہی ہے جو تمھارے معبودوں کا ذکر (اہانت سے) کرتا

وَهُمْ بِذِكْرِ الرَّحْمٰنِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿36﴾ خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ ؕ سَاُورِيْكُمْ اٰيٰتِيْ فَلَا

ہے؟ حالانکہ وہ خود رحمٰن کے ذکر کے منکر ہیں﴿36﴾ انسان جلد بازی (کے خمیر) سے تخلیق کیا گیا ہے، میں تمھیں اپنی نشانیاں جلد دکھاؤں گا، پس تم

تَسْتَعْجِلُوْنِ ﴿37﴾

مجھ سے جلدی کا مطالبہ نہ کرو﴿37﴾

دنیا میں کوئی ہمیشہ نہیں رہے گا: ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ ؕ﴾ ”اور (اے پیغمبر!) ہم نے آپ سے پہلے کسی آدمی کو بقائے دوام نہیں بخشا۔“ یعنی دنیا میں۔ بلکہ ﴿كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ۚ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ۚ﴾ (الرحمٰن 27,26:55) ”جو (مخلوق) اس (زمین) پر ہے سب کو فنا ہونا ہے، اور آپ کے پروردگار کا جلال وعظمت والا چہرہ ہی باقی رہے گا۔“

فرمان الٰہی ہے: ﴿اَفَاۡئِنْ مِّتَّ﴾ ”پس بھلا اگر آپ فوت ہو جائیں؟“ اے محمد (ﷺ!) ﴿فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ ﴿34﴾﴾ ”تو کیا یہ لوگ ہمیشہ رہیں گے؟“ یعنی یہ امید رکھتے ہیں کہ آپ کے بعد زندہ رہیں گے، لہٰذا یہ کبھی نہیں ہو سکتا کیونکہ ہر ایک نے ایک نہ ایک دن فوت ہو جانا ہے، اسی لیے فرمایا: ﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ؕ﴾ ”ہر نفس کو موت کا مزا چکھنا ہے۔“

امام شافعی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ آپ نے درج ذیل دو شعر پڑھے اور ان سے استشہاد کیا:

تَمَنّٰى رِجَالٌ أَنْ أَمُوتَ وَإِنْ أَمُتْ فَتِلْكَ سَبِيلٌ لَّسْتُ فِيهَا بِأَوْحَدِ

”کچھ لوگوں کی تمنا ہے کہ میں مرجاؤں اور اگر میں مرجاؤں تو یہ کوئی ایسا رستہ نہیں جس پر میں اکیلا ہی چلنے والا ہوں۔“

فَقُلْ لِّلَّذِي يَبْغِي خِلَافَ الَّذِي مَضٰى تَهَيَّأْ لِأُخْرٰى مِثْلِهَا فَكَأَنْ قَدِ

”جو شخص مروجہ قانون کے خلاف چاہتا ہے اس سے یہ کہہ دو کہ تم اس جیسی دوسری صورت حال کے لیے تیار ہو جاؤ کیونکہ وہ حالت آنے والی ہے۔“[1]

فرمان الٰہی ہے: ﴿وَنَبْلُوْكُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً ؕ﴾ ”اور ہم تم لوگوں کو سختی اور آسودگی میں آزمائش کے طور پر مبتلا کرتے ہیں۔“ یعنی ہم کبھی تمھیں مصائب میں مبتلا کر کے آزماتے ہیں اور کبھی نعمتیں دے کر آزمائش کرتے ہیں اور ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ شکر کون کرتا ہے اور کفرانِ نعمت کو کون اختیار کرتا ہے، صبر کون کرتا ہے اور ناامیدی کا مظاہرہ کون کرتا ہے جیسا کہ علی بن ابوطلحہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ﴿وَنَبْلُوْكُمْ﴾ کے معنی ہیں کہ ہم تمھیں مبتلا کرتے ہیں ﴿بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً ؕ﴾ ”سختی اور آسودگی میں آزمائش کے طور پر۔“ یعنی سختی اور نرمی کے ساتھ، صحت اور بیماری کے ساتھ،

[1] سير أعلام النبلاء، ترجمة الإمام الشافعي: 72/10 .

”محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

دولت مندی اور فقیری کے ساتھ، حلال وحرام کے ساتھ، طاعت ومعصیت کے ساتھ اور ہدایت وضلالت کے ساتھ۔ [1]
فرمان الٰہی ہے: ﴿ وَاِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ ۝ ﴾ ''اور تم ہماری طرف ہی لوٹائے جاؤ گے۔'' پھر ہم تمھارے اعمال کے مطابق تمھیں بدلہ دیں گے۔

تفسیر آیات: 37,36

مشرکین کا نبی ﷺ کے ساتھ استہزا: اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ سے فرمایا ہے: ﴿ وَاِذَا رَاٰكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا ﴾ ''اور جب کافر آپ کو دیکھتے ہیں۔'' یعنی کفار قریش، جیسے ابوجہل اور اس جیسے دیگر کفار ﴿ اِنْ يَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًا ﴾ ''تو وہ صرف آپ ہی سے استہزا کرتے ہیں۔'' آپ کی شان میں گستاخی کرتے ہوئے کہتے ہیں: ﴿ اَهٰذَا الَّذِيْ يَذْكُرُ اٰلِهَتَكُمْ ﴾ یہی وہ شخص ہے جو تمھارے معبودوں کا ذکر (برائی سے) کیا کرتا ہے؟'' یعنی کہتے ہیں کہ کیا یہی وہ شخص ہے جو تمھارے معبودوں کو گالیاں دیتا اور تمھارے عقل مندوں کو بے وقوف قرار دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ وَهُمْ بِذِكْرِ الرَّحْمٰنِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ۝ ﴾ '' حالانکہ وہ خود رحمٰن کے ذکر سے منکر ہیں۔'' یعنی یہ تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کرتے ہیں اور اس کے باوجود وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ استہزا کرتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے دوسری آیت میں فرمایا ہے: ﴿ وَاِذَا رَاَوْكَ اِنْ يَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًا ۭ اَهٰذَا الَّذِيْ بَعَثَ اللّٰهُ رَسُوْلًا ۝ اِنْ كَادَ لَيُضِلُّنَا عَنْ اٰلِهَتِنَا لَوْلَآ اَنْ صَبَرْنَا عَلَيْهَا ۭ وَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ حِيْنَ يَرَوْنَ الْعَذَابَ مَنْ اَضَلُّ سَبِيْلًا ۝ ﴾ (الفرقان 25:41,42) ''اور یہ لوگ جب آپ کو دیکھتے ہیں تو آپ کی ہنسی ہی اڑاتے ہیں کہ کیا یہی شخص ہے جس کو اللہ نے پیغمبر بنا کر بھیجا ہے۔ اگر ہم اپنے معبودوں کے بارے میں ثابت قدم نہ رہتے تو یہ ضرور ہم کو بہکا دیتا (اوران سے پھیر دیتا) اور (یہ لوگ) عنقریب معلوم کرلیں گے جب عذاب دیکھیں گے کہ سیدھے رستے سے کون زیادہ بہکا ہوا ہے۔''

انسان عجلت پسند ہے: فرمان الٰہی ہے: ﴿ خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ ﴾ ''انسان جلد بازی (کے خمیر) سے بنایا گیا ہے۔'' جیسا کہ دوسری آیت میں فرمایا ہے: ﴿ وَكَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا ۝ ﴾ (بنیٓ إسرآءیل 17:11) ''اور انسان بہت جلد باز (پیدا ہوا) ہے۔'' یعنی اپنے امور میں جلد باز ہے۔ یہاں انسان کی جلد بازی کے بیان کرنے میں حکمت یہ ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ استہزا کرنے والوں کا ذکر ہوا تو دلوں میں یہ خیال آیا کہ ان سے فوراً انتقام لیا جائے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ ﴾ ''انسان جلد بازی (کے خمیر) سے بنایا گیا ہے۔'' لیکن اللہ تعالیٰ ظالم کو مہلت دے دیتا ہے اور جب اسے پکڑ لیتا ہے تو پھر اسے نہیں چھوڑتا، یعنی پہلے مہلت دیے رکھتا ہے، پھر اس کے بعد تاخیر نہیں کرتا، اسی لیے فرمایا: ﴿ سَاُورِيْكُمْ اٰيٰتِيْ ﴾ ''میں تم لوگوں کو عنقریب اپنی نشانیاں دکھاؤں گا۔'' یعنی میں اپنے نافرمان لوگوں سے کس طرح انتقام لیتا ہوں، ان کے بارے میں کس طرح فیصلہ کرتا ہوں اور ان پر مجھے کس طرح قبضہ وتسلط حاصل ہے؟ ﴿ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْنِ ۝ ﴾ ''سو مجھ سے جلدی کا مطالبہ نہ کرو۔''

---

[1] تفسیر الطبری: 34/17 وتفسیر ابن أبی حاتم: 2452/8.

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

وَيَقُولُونَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿38﴾ لَوْ يَعْلَمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا حِيْنَ

اور وہ (مسلمانوں سے) کہتے ہیں: اگر تم سچے ہو تو یہ (عذاب یا قیامت کا) وعدہ کب (پورا) ہوگا؟ ﴿38﴾ کاش! کافر اس وقت کو جان لیں جب وہ اپنے

لَا يَكُفُّوْنَ عَنْ وُّجُوْهِهِمُ النَّارَ وَلَا عَنْ ظُهُوْرِهِمْ وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿39﴾ بَلْ

چہروں سے آگ نہیں ہٹا سکیں گے اور نہ اپنی پشتوں سے، اور نہ ان کی مدد ہی کی جائے گی ﴿39﴾ بلکہ وہ (قیامت) اچانک ہی انھیں آلے گی، سو وہ ان

تَاْتِيْهِمْ بَغْتَةً فَتَبْهَتُهُمْ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ رَدَّهَا وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿40﴾

کے ہوش کھو دے گی، پھر وہ اسے ٹال نہ سکیں گے اور نہ انھیں مہلت ہی دی جائے گی ﴿40﴾

تفسیر آیات: 38-40

مشرکوں کا عذاب کو جلد طلب کرنا: اللہ تعالیٰ نے مشرکوں کے بارے میں فرمایا ہے کہ یہ تکذیب وانکار اور کفر وعناد کی وجہ سے اور عذاب کو بعید سمجھنے کی وجہ سے عذاب کے لیے جلدی کرتے ہیں۔ ﴿وَيَقُولُونَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿38﴾﴾ ”اور کہتے ہیں کہ اگر تم سچے ہو تو یہ وعدہ کب (پورا) ہوگا۔“ اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿لَوْ يَعْلَمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا حِيْنَ لَا يَكُفُّوْنَ عَنْ وُّجُوْهِهِمُ النَّارَ وَلَا عَنْ ظُهُوْرِهِمْ﴾ ”اے کاش! کافر اس وقت کو جانیں جب وہ اپنے چہروں پر سے (دوزخ کی) آگ کو ہٹا نہ سکیں گے اور نہ اپنی پیٹھوں سے۔“ یعنی اگر انھیں یقین ہو کہ قیامت واقعی آنے والی ہے تو یہ عذاب کے لیے کبھی بھی جلدی نہ کریں اور اگر یہ لوگ اس وقت کو جان لیں جب عذابِ الٰہی انھیں اوپر سے ڈھانپ لے گا اور ان کے پاؤں کے نیچے سے ان کو اپنی گرفت میں لے لے گا، ﴿لَهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ ظُلَلٌ مِّنَ النَّارِ وَمِنْ تَحْتِهِمْ ظُلَلٌ﴾ (الزمر 16:39) ”ان کے اوپر آگ کے سائبان ہوں گے اور ان کے نیچے (بھی آگ کے) سائبان ہوں گے۔“ اور فرمایا: ﴿لَهُمْ مِّنْ جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَّمِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ﴾ (الأعراف 41:7) ”ایسے لوگوں کے لیے (نیچے) بچھونا بھی (آتش) جہنم کا ہوگا اور اوپر سے اوڑھنا بھی (اسی کا۔)“

اور اس آیت کریمہ میں فرمایا: ﴿حِيْنَ لَا يَكُفُّوْنَ عَنْ وُّجُوْهِهِمُ النَّارَ وَلَا عَنْ ظُهُوْرِهِمْ﴾ ”جب وہ اپنے چہروں سے (دوزخ کی) آگ کو روک نہ سکیں گے اور نہ اپنی پیٹھوں سے۔“ اور فرمایا: ﴿سَرَابِيْلُهُمْ مِّنْ قَطِرَانٍ وَّتَغْشٰى وُجُوْهَهُمُ النَّارُ ﴿﴾﴾ (إبراهيم 50:14) ”ان کے کرتے گندھک کے ہوں گے اور ان کے چہروں کو آگ ڈھانک رہی ہوگی۔“ یعنی تمام اطراف سے عذاب ان کا احاطہ کر رہا ہوگا ﴿وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿39﴾﴾ ”اور نہ ان کی مدد کی جائے گی۔“ جیسا کہ دوسری آیت میں فرمایا: ﴿وَمَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ ﴿﴾﴾ (الرعد 34:13) ”اور ان کو اللہ (کے عذاب) سے کوئی بھی بچانے والا نہیں۔“ ارشاد الٰہی ہے: ﴿بَلْ تَاْتِيْهِمْ بَغْتَةً﴾ ”بلکہ ان پر ناگہاں آ واقع ہوگی۔“ یعنی آگ ان پر اچانک آ واقع ہوگی، ﴿فَتَبْهَتُهُمْ﴾ ”تو ان کے ہوش کھو دے گی۔“ یعنی ان کو خوف اور گھبراہٹ میں مبتلا کر دے گی تو وہ حیرانی و پریشانی کے عالم میں اس کے لیے فرماں بردار ہو جائیں گے اور انھیں کچھ معلوم نہ ہوگا کہ وہ کیا کریں۔ ﴿فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ رَدَّهَا﴾ ”پھر نہ تو وہ اس کو ہٹا سکیں گے۔“ اس کے بارے میں ان کے پاس کوئی حیلہ اور تدبیر نہ ہوگی، ﴿وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿40﴾﴾ ”اور نہ ان کو

”محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ

اور (اے نبی!) بلاشبہ آپ سے پہلے بھی رسولوں سے استہزا کیا گیا، پھر جن لوگوں نے ان (رسولوں) سے تمسخر کیا انھیں اس (عذاب) نے گھیر لیا جس کا

ع 3 12 3 يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿41﴾ قُلْ مَنْ يَّكْلَؤُكُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ مِنَ الرَّحْمٰنِ ؕ بَلْ هُمْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِمْ

وہ مذاق اڑاتے تھے ﴿41﴾ کہہ دیجیے: رات اور دن میں کون تمھاری نگہبانی کرتا ہے رحمٰن (کے عذاب) سے؟ بلکہ وہ اپنے رب کے ذکر سے اعراض

مُّعْرِضُوْنَ ﴿42﴾ اَمْ لَهُمْ اٰلِهَةٌ تَمْنَعُهُمْ مِّنْ دُوْنِنَا ؕ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَ اَنْفُسِهِمْ وَلَا هُمْ

کرنے والے ہیں ﴿42﴾ کیا ہمارے سوا ان کے کوئی (اور) معبود ہیں جو انھیں ہم سے بچاتے ہوں؟ وہ تو خود اپنی جانوں کی بھی مدد کی طاقت نہیں

مِّنَّا يُصْحَبُوْنَ ﴿43﴾

رکھتے، اور نہ وہ ہم (ہمارے عذاب) ہی سے محفوظ ہیں ﴿43﴾

مہلت دی جائے گی۔'' یعنی نہ لحہ بھر ہی کے لیے اسے ان سے مؤخر کیا جائے گا۔

تفسیر آیات: 41-43

استہزا کرنے والے کے لیے سابقہ لوگوں سے عبرت: مشرکین نے استہزا اور تکذیب کی صورت میں جو ایذا پہنچائی، اس پر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا: ﴿وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿41﴾﴾ ''اور البتہ تحقیق آپ سے پہلے بھی پیغمبروں کے ساتھ استہزا ہوتا رہا ہے تو جو لوگ ان میں سے تمسخر کیا کرتے تھے ان کو اسی (عذاب) نے جس کی وہ ہنسی اڑاتے تھے آ گھیرا۔'' یعنی جس عذاب کے آنے کو وہ بعید سمجھتے تھے، اسی عذاب نے انھیں اپنی گرفت میں لے لیا جیسا کہ فرمایا: ﴿وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ فَصَبَرُوْا عَلٰى مَا كُذِّبُوْا وَاُوْذُوْا حَتّٰى اَتٰىهُمْ نَصْرُنَا ۚ وَلَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۚ وَلَقَدْ جَآءَكَ مِنْ نَّبَاِی الْمُرْسَلِيْنَ ۝﴾ (الأنعام 6:34) ''اور البتہ تحقیق آپ سے پہلے بھی کئی پیغمبر جھٹلائے گئے تو وہ تکذیب اور ایذا پر صبر کرتے رہے، یہاں تک کہ ان کے پاس ہماری مدد آ گئی اور اللہ کی باتوں کو کوئی بھی بدلنے والا نہیں اور البتہ تحقیق آپ کو پیغمبروں (کے احوال) کی خبریں پہنچ چکی ہیں (لہٰذا آپ بھی صبر سے کام لیں۔)''

پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر اپنی اس نعمت کا ذکر فرمایا ہے کہ وہ رات دن ان کی حفاظت فرماتا ہے اور اپنی ان آنکھوں کے ساتھ ان کی نگہداشت فرماتا ہے جو سوتی ہی نہیں، چنانچہ فرمایا: ﴿قُلْ مَنْ يَّكْلَؤُكُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ مِنَ الرَّحْمٰنِ ؕ﴾ ''کہہ دیجیے: رات اور دن میں اللہ سے تمھاری کون حفاظت کر سکتا ہے؟'' یعنی رحمان کے بغیر تمھاری اور کون حفاظت کر سکتا ہے؟

فرمان الٰہی ہے: ﴿بَلْ هُمْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿42﴾﴾ ''بلکہ وہ اپنے پروردگار کی یاد سے اعراض کرنے والے ہیں۔'' یعنی اس کی نعمتوں اور اس کے احسانات کا اعتراف نہیں کرتے بلکہ اس کی نشانیوں اور اس کی نعمتوں سے اعراض کیے ہوئے ہیں، پھر فرمایا: ﴿اَمْ لَهُمْ اٰلِهَةٌ تَمْنَعُهُمْ مِّنْ دُوْنِنَا ؕ﴾ ''کیا ہمارے سوا ان کے اور معبود ہیں جو ان کو (مصائب سے) بچاتے ہیں؟'' استفہام انکاری ہے جو زجر و توبیخ اور سرزنش کے طور پر ہے، یعنی کیا ہمارے سوا ان کے کوئی اور معبود ہیں جو ان کی حفاظت کر

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

بَلْ مَتَّعْنَا هٰۤؤُلَآءِ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى طَالَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ ؕ اَفَلَا يَرَوْنَ اَنَّا نَاْتِى الْاَرْضَ

بلکہ ہم نے انھیں اوران کے باپ دادا کو فائدہ دیا حتی کہ ان پر (مدت) عمر لمبی ہوگئی، کیا پھر وہ نہیں دیکھتے کہ بے شک ہم زمین کو اس کے اطراف

نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا ؕ اَفَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿44﴾ قُلْ اِنَّمَاۤ اُنْذِرُكُمْ بِالْوَحْيِ ۖ وَلَا يَسْمَعُ

سے گھٹاتے آتے ہیں (کفرسٹ رہا ہے)، کیا پھر بھی وہی غالب آنے والے ہیں ﴿44﴾ کہہ دیجیے: بس میں تو تمھیں وحی کے ساتھ ڈراتا ہوں، اور

الصُّمُّ الدُّعَآءَ اِذَا مَا يُنْذَرُوْنَ ﴿45﴾ وَلَئِنْ مَّسَّتْهُمْ نَفْحَةٌ مِّنْ عَذَابِ رَبِّكَ لَيَقُوْلُنَّ

بہرے پکار کونہیں سنتے جب وہ ڈرائے جائیں ﴿45﴾ اور البتہ اگر انھیں آپ کے رب کے عذاب کا ایک ہلکا سا جھونکا بھی چھو جائے تو وہ ضرور کہیں

يٰوَيْلَنَاۤ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿46﴾ وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْـًٔا ؕ

گے: ہائے ہماری کم بختی! بلاشبہ ہم ہی ظالم تھے ﴿46﴾ اور ہم قیامت کے دن انصاف کے ترازو رکھیں گے، پھر کسی شخص پر کچھ ظلم نہ ہوگا، اور اگر رائی کے

وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا ؕ وَكَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ ﴿47﴾

دانے کے برابر بھی (عمل) ہوگا تو ہم اسے (تولنے کے لیے) لے آئیں گے، اور ہم حساب کرنے والے کافی ہیں ﴿47﴾

سکیں اور انھیں آلام ومصائب سے بچا سکیں؟ نہیں بات اس طرح نہیں جس طرح یہ وہم وگمان کیے ہوئے ہیں، اسی لیے فرمایا: ﴿لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَ اَنْفُسِهِمْ﴾ ”وہ آپ اپنی مدد تو کر ہی نہیں سکیں گے۔“ یعنی اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر انھوں نے جن معبودانِ باطلہ کو اپنا سہارا بنا رکھا ہے وہ تو آپ اپنی مدد بھی نہیں کر سکتے کسی اور کی مدد کیا کریں گے؟ ارشاد الٰہی ہے: ﴿وَلَا هُمْ مِّنَّا يُصْحَبُوْنَ ﴿43﴾﴾ ”اور نہ ہماری طرف سے ان کا ساتھ دیا جاتا ہے۔“ عوفی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کے یہ معنی بیان کیے ہیں کہ وہ پناہ نہیں دیے جائیں گے۔[1]

تفسیر آیات:44-47

مشرکین کی فریب خوردگی: اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے بارے میں فرمایا ہے کہ جس ضلالت وگمراہی میں یہ مبتلا ہیں اس پر اسی بات نے انھیں فریب خوردہ کیا ہے کہ دنیا کی زندگی میں انھیں مال ودولت سے نوازا گیا اور انھیں طویل عمریں عطا کی گئیں جس کی وجہ سے انھوں نے یہ گمان کیا کہ وہ حق پر ہیں، اللہ تعالیٰ نے انھیں نصیحت کرتے ہوئے فرمایا ہے: ﴿اَفَلَا يَرَوْنَ اَنَّا نَاْتِى الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا ؕ﴾ ”کیا پھر یہ نہیں دیکھتے کہ ہم زمین کو اس کے کناروں سے گھٹاتے چلے آتے ہیں۔“ جیسا کہ فرمایا: ﴿وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا مَا حَوْلَكُمْ مِّنَ الْقُرٰى وَصَرَّفْنَا الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۝﴾ (الأحقاف 27:46) ”اور بلاشبہ تمھارے اردگرد کی بستیوں کو ہم نے ہلاک کر دیا اور پھیر پھیر کر آیات بیان کیں تا کہ وہ رجوع کریں۔“

امام حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس سے کفر پر اسلام کا غلبہ مراد ہے۔[2] معنی یہ ہیں کہ کیا یہ لوگ اس سے عبرت حاصل نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دوستوں کو اپنے دشمنوں پر فتح ونصرت عطا فرمائی، تکذیب کرنے والی امتوں کو ہلاک کر دیا، ظالموں کی بستیوں کو صفحۂ ہستی سے حرفِ غلط کی طرح مٹا ڈالا اور اپنے مومن بندوں کو سرفرازی عطا فرمائی، اسی لیے فرمایا:

[1] تفسیر الطبری: 41/17. [2] تفسیر الطبری: 226/13 و تفسیر عبد الرزاق: 386/2، رقم: 1864.

”محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

﴿ اَفَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ ﴾ ”تو کیا یہ لوگ غلبہ پانے والے ہیں؟“ نہیں بلکہ یہ مغلوب، گھٹیا، خائب وخاسر اور ذلیل ہیں۔

فرمان الٰہی ہے: ﴿ قُلْ اِنَّمَآ اُنْذِرُكُمْ بِالْوَحْيِ ﴾ ”کہہ دیجیے: میں تو تمھیں صرف وحی کے ساتھ ڈراتا ہوں۔“ یعنی میں نے تمھیں اللہ تعالیٰ کی جس سزا اور عذاب سے ڈرایا ہے تو یہ اس وحی الٰہی پر مبنی ہے جو اللہ تعالیٰ نے میری طرف بھیجی ہے لیکن یہ اس کے کچھ کام نہیں آ سکتی جس کو اللہ تعالیٰ نے بصیرت سے محروم کر دیا اور جس کے کانوں اور دل پر اس نے مہر لگا دی ہو، اسی لیے فرمایا: ﴿ وَلَا يَسْمَعُ الصُّمُّ الدُّعَآءَ اِذَا مَا يُنْذَرُوْنَ ﴾ ”اور بہروں کو جب ڈرایا جائے تو وہ پکار کو نہیں سنتے۔“ پھر فرمایا: ﴿ وَلَئِنْ مَّسَّتْهُمْ نَفْحَةٌ مِّنْ عَذَابِ رَبِّكَ لَيَقُوْلُنَّ يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴾ ”اور البتہ اگر ان کو آپ کے پروردگار کا تھوڑا سا عذاب بھی پہنچے تو کہنے لگیں گے کہ ہائے ہماری کم بختی! بے شک ہم ظالم تھے۔“ یعنی ان لوگوں کو اگر تھوڑا سا عذابِ الٰہی بھی پہنچے تو فوراً اپنے گناہوں کا اعتراف کرتے ہوئے کہنے لگیں گے کہ دنیا میں یہ خود ہی اپنے آپ پر ظلم کرنے والے تھے۔

﴿ الْمَوَازِيْنَ ﴾ **کا مفہوم:** ارشاد الٰہی ہے: ﴿ وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْـًٔا ﴾ ”اور ہم قیامت کے دن انصاف کے ترازو رکھیں گے تو کسی شخص کی ذرا بھی حق تلفی نہ کی جائے گی۔“ یعنی قیامت کے دن ہم میزانِ عدل قائم کریں گے یہاں اگرچہ موازین جمع کا صیغہ استعمال ہوا ہے لیکن اکثر ائمہ کا قول ہے کہ میزان ایک ہوگا لیکن جمع کا ﴿ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْـًٔا ۭ وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا ۭ وَكَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ ﴾ ”تو کسی شخص کی ذرا بھی حق تلفی نہ کی جائے گی اور اگر رائی کے دانے کے برابر بھی (کسی کا عمل) ہوگا تو ہم اس کو لا موجود کریں گے اور ہم حساب کرنے کو کافی ہیں۔“ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿ وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا ۝ ﴾ (الکھف 18 : 49) ”اور آپ کا پروردگار کسی پر ظلم نہیں کرے گا۔“ اور فرمایا: ﴿ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۚ وَاِنْ تَكُ حَسَنَةً يُّضٰعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ ﴾ (النسآء 4:40) ”یقیناً اللہ کسی کی ذرا بھی حق تلفی نہیں کرتا اور اگر نیکی (کی) ہوگی تو اسی کو دو چند کر دے گا اور اپنے ہاں سے اجر عظیم بخشے گا۔“ حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا تھا: ﴿ يٰبُنَيَّ اِنَّهَآ اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِيْ صَخْرَةٍ اَوْ فِي السَّمٰوٰتِ اَوْ فِي الْاَرْضِ يَاْتِ بِهَا اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ۝ ﴾ (لقمٰن 31:16) ”میرے بیٹے! یقیناً اگر کوئی عمل رائی کے دانے کے برابر بھی (چھوٹا) ہو، پھر ہو بھی کسی پتھر کے اندر یا آسمانوں میں (مخفی ہو) یا زمین میں تو اللہ اس کو (قیامت کے دن) لا موجود کرے گا، کچھ شک نہیں کہ اللہ نہایت باریک بین (اور) خوب خبردار ہے۔“

پسندیدہ ترین کلمے: صحیح بخاری و مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: [كَلِمَتَانِ خَفِيفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ، ثَقِيلَتَانِ فِي الْمِيزَانِ، حَبِيبَتَانِ إِلَى الرَّحْمٰنِ] ”دو کلمے ہیں جو زبان پر ہلکے ہیں، اور میزان میں بھاری ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کو بہت ہی محبوب ہیں“ (اور وہ یہ ہیں:) [سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيمِ] ”پاکی (بیان کرتا ہوں)

”محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ الْفُرْقَانَ وَضِيَآءً وَّذِكْرًا لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿48﴾ الَّذِيْنَ

اور یقیناً ہم نے موسیٰ اور ہارون کو فرقان (تورات) اور روشنی عنایت کی اور (ان) متقین کے لیے نصیحت (دی) ﴿48﴾ جو اپنے

يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ وَهُمْ مِّنَ السَّاعَةِ مُشْفِقُوْنَ ﴿49﴾ وَهٰذَا ذِكْرٌ مُّبٰرَكٌ

رب سے بن دیکھے ڈرتے ہیں اور وہ قیامت سے بھی ڈرنے والے ہیں ﴿49﴾ اور یہ (قرآن) بابرکت ذکر ہے جسے ہم نے

اَنْزَلْنٰهُ ؕ اَفَاَنْتُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ﴿50﴾ ع

نازل کیا ہے، کیا پھر تم اس کے منکر ہو؟ ﴿50﴾

اللہ کی اس کی تعریف کے ساتھ، پاکی (بیان کرتا ہوں) نہایت عظیم اللہ تعالیٰ کی۔"[1]

خائن ملازم سے حسن سلوک: امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت کو بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے ایک شخص آپ کے سامنے بیٹھا اور اس نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! میرے دو غلام ہیں جو مجھ سے جھوٹ بولتے ہیں، خیانت اور نافرمانی کرتے ہیں جس کی وجہ سے میں انھیں مارتا اور گالیاں دیتا ہوں تو میرا ان سے یہ معاملہ کس طرح ہوگا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: [يُحْسَبُ مَا خَانُوكَ وَعَصَوْكَ وَكَذَّبُوكَ وَعِقَابُكَ إِيَّاهُمْ، فَإِنْ كَانَ عِقَابُكَ إِيَّاهُمْ دُونَ ذُنُوبِهِمْ كَانَ فَضْلًا لَّكَ عَلَيْهِمْ، وَإِنْ كَانَ عِقَابُكَ إِيَّاهُمْ بِقَدْرِ ذُنُوبِهِمْ كَانَ كَفَافًا لَّا لَكَ وَلَا عَلَيْكَ، وَإِنْ كَانَ عِقَابُكَ إِيَّاهُمْ فَوْقَ ذُنُوبِهِمُ اقْتُصَّ لَهُمْ مِّنْكَ الْفَضْلُ الَّذِي بَقِيَ قِبَلَكَ] "ان کی خیانت، نافرمانی اور تکذیب اور تیری ان کو سزا کا حساب لگایا جائے گا، اگر تیری طرف سے ان کو دی گئی سزا ان کے گناہوں سے کم ہوئی تو سزا سے بڑھے ہوئے ان کے گناہوں کی وجہ سے تجھے ان پر فضیلت حاصل ہوگی اور اگر تیری طرف سے انھیں دی گئی سزا ان کے گناہوں کے بقدر ہوئی تو حساب برابر ہوگا، نہ تیرا کوئی حق ہوگا اور نہ ان کی کوئی گرفت ہوگی اور اگر تیری طرف سے انھیں دی گئی سزا ان کے گناہوں سے زیادہ ہوئی تو اس زیادہ سزا کا تجھ سے بدلہ دلایا جائے گا۔" یہ فرمان نبوی سن کر اس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے زار و قطار رونا شروع کر دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: [مَالَهُ، أَمَا يَقْرَأُ كِتَابَ اللّٰهِ: ﴿وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا ؕ وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا ؕ وَكَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ ﴿47﴾﴾] "اسے کیا ہے؟ کیا یہ اللہ کی کتاب کی یہ آیت نہیں پڑھتا: "اور ہم قیامت کے دن انصاف کے ترازو رکھیں گے تو کسی شخص کی ذرا بھی حق تلفی نہ کی جائے گی اور اگر کسی کا عمل رائی کے دانے کے برابر بھی ہوگا تو ہم اس کو لاموجود کریں گے اور ہم حساب کرنے کو کافی ہیں۔" یہ سن کر اس شخص نے کہا: اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم!) مجھے ان غلاموں کے آزاد کر دینے سے بہتر کوئی بات معلوم نہیں ہوتی، اس لیے میں آپ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ یہ سب آزاد ہیں۔[2]

---

[1] صحيح البخاري، الأيمان والنذور، باب إذا قال : والله لا أتكلم اليوم......، حديث:6682 و صحيح مسلم، الذكر والدعا والتوبة والاستغفار، باب فضل التهليل......، حديث:2694. [2] مسند أحمد:281,280/6 و جامع الترمذي، تفسير القرآن، باب ومن سورة الأنبياء، حديث:3165.

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وَلَقَدْ اٰتَيْنَآ اِبْرٰهِيْمَ رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا بِهٖ عٰلِمِيْنَ ﴿51﴾ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ

اور بلاشبہ اس سے بھی پہلے ہم نے ابراہیم کو اس کی دانائی دی تھی اور ہم اسے خوب جاننے والے تھے ﴿51﴾ جب اس نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے

مَا هٰذِهِ التَّمَاثِيْلُ الَّتِيْٓ اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُوْنَ ﴿52﴾ قَالُوْا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا لَهَا عٰبِدِيْنَ ﴿53﴾ قَالَ

کہا: یہ کیا مورتیاں ہیں جن کے لیے تم مجاور (بنے بیٹھے) ہو؟ ﴿52﴾ وہ کہنے لگے: ہم نے اپنے باپ دادا کو انھی کی عبادت کرتے ہوئے پایا ﴿53﴾ اس

لَقَدْ كُنْتُمْ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿54﴾ قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ اَمْ اَنْتَ مِنَ

(ابراہیم) نے کہا: بلاشبہ تم اور تمھارے باپ دادا کھلی گمراہی میں (پڑے ہوئے) ہو ﴿54﴾ انھوں نے کہا: کیا تو ہمارے پاس حق لایا ہے یا تو کھیلنے والوں

اللّٰعِبِيْنَ ﴿55﴾ قَالَ بَلْ رَّبُّكُمْ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الَّذِيْ فَطَرَهُنَّ ۖ وَاَنَا عَلٰى

میں سے ہے؟ ﴿55﴾ اس (ابراہیم) نے کہا: بلکہ تمھارا رب آسمانوں اور زمین کا رب ہے جس نے انھیں پیدا کیا اور میں اس پر (تمھارے سامنے) گواہی

ذٰلِكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿56﴾

دینے والوں میں سے ہوں ﴿56﴾

تفسیر آیات: 48-50

تورات اور قرآن کا نزول: قبل ازیں بیان ہو چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے بہت سے مقامات پر حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد ﷺ اور ان دونوں کی کتابوں کا یکجا ذکر فرمایا ہے، اسی لیے فرمایا: ﴿وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ الْفُرْقَانَ﴾ ”اور البتہ تحقیق ہم نے موسیٰ اور ہارون کو (ہدایت اور گمراہی میں) فرق کر دینے والی کتاب عطا کی۔“ مجاہد کہتے ہیں کہ فرقان سے مراد کتاب ہے۔[1] ابوصالح کہتے ہیں کہ اس سے مراد تورات ہے۔[2] قتادہ کہتے ہیں اس سے مراد تورات میں بیان کردہ حلال و حرام کے ضابطے اور وہ چیز ہے جس کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ نے حق و باطل میں فرق بیان فرمایا ہے۔[3] اس سلسلے میں جامع قول یہ ہے کہ تمام آسمانی کتابیں حق و باطل، ہدایت و ضلالت، نیکی و بدی اور حلال و حرام کے درمیان فرق کرنے پر مشتمل ہیں، نیز یہ اس بات پر مشتمل ہیں جس سے دلوں میں نور، ہدایت، خوف، انابت اور خشیت الٰہی پیدا ہوتی ہے، اس لیے فرمایا: ﴿الْفُرْقَانَ وَضِيَآءً وَّذِكْرًا لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿48﴾﴾ ”(ہدایت اور گمراہی میں) فرق کر دینے والی اور (سراسر) روشنی اور نصیحت (کی کتاب عطا کی) پرہیزگاروں کے لیے۔“ پھر پرہیزگاروں کے اوصاف بیان کرتے ہوئے فرمایا: ﴿الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ﴾ ”جو بن دیکھے اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں۔“ جیسا کہ فرمایا: ﴿مَنْ خَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ وَجَآءَ بِقَلْبٍ مُّنِيْبِۨ ﴿33﴾﴾ (قٓ 50:33) ”جو رحمٰن سے بن دیکھے ڈرتا رہا اور رجوع کرنے والا دل لے کر آیا۔“ اور فرمایا: ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ ﴿12﴾﴾ (الملک 67:12) ”یقیناً جو لوگ بن دیکھے اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں ان کے لیے بخشش اور بہت بڑا اجر ہے۔“

﴿وَهُمْ مِّنَ السَّاعَةِ مُشْفِقُوْنَ ﴿49﴾﴾ ”اور وہ قیامت سے ڈرنے والے ہیں۔“ اور ہر وقت اس سے ڈرتے رہتے

[1] تفسیر الطبری: 17/45،46. [2] الدر المنثور: 4/576. [3] تفسیر الطبری: 17/46.

”محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

ہیں، پھر فرمایا: ﴿ وَهٰذَا ذِكْرٌ مُّبٰرَكٌ اَنْزَلْنٰهُ ﴾ ''اور یہ مبارک نصیحت ہے جسے ہم نے نازل فرمایا ہے۔'' یعنی قرآن عظیم جس پر جھوٹ کا دخل نہ آگے سے ہو سکتا ہے اور نہ پیچھے سے اور بڑے دانا اور خوبیوں والے اللہ کا اتارا ہوا ہے۔ ﴿ اَفَاَنْتُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ﴾ ''تو کیا تم اس سے انکار کرتے ہو؟'' یعنی کیا تم اس کتاب سے انکار کرتے ہو، حالانکہ وہ حد درجہ واضح اور روشن کتاب ہے۔

تفسیر آیات: 51-56

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آپ کی قوم کا قصہ: اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیل ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں بیان فرمایا ہے کہ اللہ نے انھیں پہلے ہی سے، یعنی بچپن ہی سے حق کا الہام فرمایا اور اپنی قوم کے خلاف حجت عطا فرمائی تھی جیسا کہ فرمایا: ﴿ وَتِلْكَ حُجَّتُنَآ اٰتَيْنٰهَآ اِبْرٰهِيْمَ عَلٰى قَوْمِهٖ ﴾ (الأنعام 6:83) ''اور یہ ہماری دلیل تھی جو ہم نے ابراہیم (علیہ السلام) کو ان کی قوم کے مقابلے میں عطا کی تھی۔'' مقصود یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ اس نے ابراہیم علیہ السلام کو اس سے پہلے ہی رشد و ہدایت عطا فرما دی تھی۔

فرمان الٰہی ہے: ﴿ وَكُنَّا بِهٖ عٰلِمِيْنَ ﴾ ''اور ہم ان (کے حال) سے واقف تھے'' کہ وہ اس بات کے اہل ہیں، پھر فرمایا: ﴿ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَا هٰذِهِ التَّمَاثِيْلُ الَّتِيْٓ اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُوْنَ ﴾ ''جب انھوں نے اپنے باپ اور اپنی قوم کے لوگوں سے کہا کہ یہ کیا مورتیاں ہیں جن کے تم مجاور ہو۔'' یعنی جن کی عبادت کو تم نے اختیار کر رکھا ہے۔ ﴿ قَالُوْا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا لَهَا عٰبِدِيْنَ ﴾ ''وہ کہنے لگے کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ان کی پرستش کرتے ہوئے پایا ہے۔'' ان کے پاس اس کے سوا اور کوئی دلیل نہ تھی کہ ان کے گمراہ آباء و اجداد بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے، اسی لیے فرمایا: ﴿ لَقَدْ كُنْتُمْ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴾ ''(ابراہیم نے کہا کہ) البتہ تحقیق تم بھی (گمراہ ہو) اور تمھارے باپ دادا بھی صریح گمراہی میں پڑے رہے۔'' یعنی تمھارے آباء و اجداد کے بارے میں بھی یہ کہا جائے گا جن کو تم بطور حجت و دلیل پیش کرتے ہو جو تمھارے بارے میں کہا جا رہا ہے، یعنی تم بھی اور وہ بھی سب گمراہی میں مبتلا ہو، صراط مستقیم پر نہیں ہو۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب انھیں بے وقوف قرار دیا، ان کے آباء و اجداد کو گمراہ اور ان کے معبودانِ باطلہ کو حقیر قرار دیا تو ﴿ قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ اَمْ اَنْتَ مِنَ اللّٰعِبِيْنَ ﴾ ''وہ بولے: کیا تم ہمارے پاس (واقعی) حق لائے ہو یا (ہم سے) کھیل (کی باتیں) کرتے ہو؟'' یعنی یہ باتیں جو تم کہہ رہے ہو کیا کھیل کی باتیں ہیں یا واقعی تم کوئی حق بات لائے ہو کیونکہ یہ باتیں تو آپ سے پہلے ہم نے نہیں سنی تھیں۔

﴿ قَالَ بَلْ رَّبُّكُمْ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الَّذِيْ فَطَرَهُنَّ ﴾ ''(ابراہیم نے) کہا: (نہیں) بلکہ تمھارا پروردگار آسمانوں اور زمین کا پروردگار ہے جس نے ان کو پیدا کیا ہے۔'' یعنی تمھارا پروردگار وہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، اس نے آسمانوں کو، زمین کو اور ان میں موجود مخلوقات کو پیدا فرمایا، الغرض! تمام اشیاء کا وہی خالق ہے۔ ﴿ وَاَنَا عَلٰى ذٰلِكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴾ ''اور میں اس (بات) پر گواہی دینے والوں میں سے ہوں۔'' اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اس کے سوا کوئی معبود اور پروردگار نہیں ہے۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

وَ تَاللّٰهِ لَاَكِيْدَنَّ اَصْنَامَكُمْ بَعْدَ اَنْ تُوَلُّوْا مُدْبِرِيْنَ ﴿57﴾ فَجَعَلَهُمْ جُذٰذًا اِلَّا كَبِيْرًا

اور اللہ کی قسم! تمھارے پیٹھ پھیر کر چلے جانے کے بعد میں ضرور بالضرور تمھارے بتوں کے ساتھ ایک تدبیر کروں گا ﴿57﴾ پھر اس نے ان کے بڑے

لَّهُمْ لَعَلَّهُمْ اِلَيْهِ يَرْجِعُوْنَ ﴿58﴾ قَالُوْا مَنْ فَعَلَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَآ اِنَّهٗ لَمِنَ

(بت) کے سوا ان (سب) کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا، تاکہ وہ اس کی طرف رجوع کریں ﴿58﴾ وہ کہنے لگے: کس نے ہمارے معبودوں کے ساتھ یہ (حال) کیا

الظّٰلِمِيْنَ ﴿59﴾ قَالُوْا سَمِعْنَا فَتًى يَّذْكُرُهُمْ يُقَالُ لَهٗٓ اِبْرٰهِيْمُ ﴿60﴾ قَالُوْا فَاْتُوْا بِهٖ عَلٰٓى

ہے؟ بلاشبہ وہ ضرور ظالموں میں سے ہے ﴿59﴾ (بعض) کہنے لگے: ہم نے ایک نوجوان کو ان کا ذکر کرتے سنا تھا، اسے ابراہیم کہا جاتا ہے ﴿60﴾ انھوں نے

اَعْيُنِ النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَشْهَدُوْنَ ﴿61﴾ قَالُوْٓا ءَاَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا يٰٓاِبْرٰهِيْمُ ﴿62﴾

کہا: پھر تم اسے لوگوں کی آنکھوں کے سامنے لے آؤ، تاکہ وہ گواہ رہیں ﴿61﴾ انھوں نے کہا: اے ابراہیم! کیا تو نے ہمارے معبودوں کے ساتھ یہ (کام)

قَالَ بَلْ فَعَلَهٗ ۖ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا فَسْـَٔلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا يَنْطِقُوْنَ ﴿63﴾

کیا ہے؟ ﴿62﴾ اس (ابراہیم) نے کہا: (نہیں) بلکہ یہ (کام) ان کے اس بڑے نے کیا ہے، پس تم ان سے پوچھ لو اگر وہ بولتے ہیں ﴿63﴾

تفسیر آیات: 57-63

ابراہیم علیہ السلام نے بتوں کو توڑ دیا: ابراہیم نے قسم کھائی اور اپنی قوم کے بعض لوگوں کو سنا بھی دی کہ وہ ان کے بتوں کے خلاف ضرور ایک خفیہ چال چلیں گے اور جب وہ اپنی عید کے لیے چلے جائیں گے تو ان کے بعد ان کے بتوں کو ضرور توڑ پھوڑ دیں گے، ان کا عید کا ایک تہوار تھا، جسے منانے کے لیے وہ شہر سے باہر جایا کرتے تھے۔ ابو اسحاق نے ابو احوص سے اور انھوں نے عبداللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کی قوم کے لوگ جب عید منانے کے لیے شہر سے باہر جانے لگے تو وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس بھی آئے اور کہنے لگے: کیا آپ ہمارے ساتھ نہیں چلیں گے؟ آپ نے فرمایا: میں بیمار ہوں جبکہ آپ نے ان سے کل ہی تو یہ فرمایا تھا: ﴿ وَ تَاللّٰهِ لَاَكِيْدَنَّ اَصْنَامَكُمْ بَعْدَ اَنْ تُوَلُّوْا مُدْبِرِيْنَ ﴿57﴾ ﴾ ”اور اللہ کی قسم! جب تم پیٹھ پھیر کر چلے جاؤ گے تو میں تمھارے بتوں سے ایک چال چلوں گا۔“ اور کچھ لوگوں نے آپ کی اس بات کو سن لیا تھا۔[1]

ارشاد الٰہی ہے: ﴿ فَجَعَلَهُمْ جُذٰذًا ﴾ ”پھر اس نے ان کو (توڑ کر) ریزہ ریزہ کر دیا۔“ یعنی تمام کے تمام بتوں کو توڑ دیا اور ریزہ ریزہ کر دیا ﴿ اِلَّا كَبِيْرًا لَّهُمْ ﴾ ”مگر ان کے ایک بڑے (بت) کو (نہ توڑا۔)“ یعنی ان کے نزدیک جو سب سے بڑا بت تھا، صرف اسے نہ توڑا جیسا کہ دوسرے مقام پر فرمایا: ﴿ فَرَاغَ عَلَيْهِمْ ضَرْبًۢا بِالْيَمِيْنِ ﴾ (الصّٰفّٰت 93:37) ”پھر ان کو دائیں ہاتھ سے مارتا (اور توڑتا) ہوا ان پر پل پڑا۔“

فرمان الٰہی ہے: ﴿ لَعَلَّهُمْ اِلَيْهِ يَرْجِعُوْنَ ﴿58﴾ ﴾ ”تاکہ وہ اس کی طرف رجوع کریں۔“ بیان کیا گیا ہے کہ آپ نے بڑے بت کے ہاتھ پر کلہاڑا رکھ دیا تاکہ وہ یہ خیال کریں کہ اس بڑے بت نے غیرت میں آ کر چھوٹے بتوں کو پاش پاش کر دیا ہے اور اس نے اس بات سے نفرت کی ہے کہ اس کے ساتھ ان چھوٹے چھوٹے بتوں کی بھی پوجا کی جائے، اس لیے

[1] الدر المنثور: 577/4.

”محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

اس نے انھیں توڑ دیا ہے۔ ﴿ قَالُوْا مَنْ فَعَلَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَاۤ اِنَّهٗ لَمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴾ ''کہنے لگے: ہمارے معبودوں کے ساتھ یہ (معاملہ) کس نے کیا؟ یقیناً وہ تو ظالموں میں سے ہے۔'' یعنی جب وہ واپس آئے اور انھوں نے اس توہین و تذلیل کو دیکھا جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کے بتوں کی کی تھی جو اس بات کی دلیل تھی کہ یہ بت معبود نہیں ہو سکتے، نیز وہ اس بات کی بھی دلیل تھی کہ ان بتوں کے پوجنے والے عقل سے عاری ہیں۔ ﴿ قَالُوْا مَنْ فَعَلَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَاۤ اِنَّهٗ لَمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴾ ''کہنے لگے: ہمارے معبودوں کے ساتھ یہ (معاملہ) کس نے کیا؟ یقیناً وہ ظالموں میں سے ہے۔'' یعنی بتوں کے ساتھ یہ معاملہ کرنے میں۔ ﴿ قَالُوْا سَمِعْنَا فَتًى يَّذْكُرُهُمْ يُقَالُ لَهٗۤ اِبْرٰهِيْمُ ﴾ ''لوگوں نے کہا کہ ہم نے ایک جوان کو ان کا ذکر کرتے ہوئے سنا ہے، اسے ابراہیم کہتے ہیں۔'' یہ ان لوگوں نے کہا تھا جنھوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس بات کو سن لیا تھا کہ آپ نے قسم کھا کر فرمایا تھا کہ آپ ان کے بتوں کے خلاف ضرور ایک خفیہ چال چلیں گے۔

فرمان الٰہی ہے: ﴿ قَالُوْا فَاْتُوْا بِهٖ عَلٰۤى اَعْيُنِ النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَشْهَدُوْنَ ﴾ ''وہ بولے کہ اسے لوگوں کے سامنے لاؤ تاکہ وہ گواہ رہیں۔'' یعنی ایک بہت بڑے مجمع میں انھیں سب لوگوں کے سامنے لاؤ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا بھی بڑا مقصد یہی تھا کہ آپ اس بہت بڑے مجمع میں یہ بیان فرما دیں کہ ان بتوں کی عبادت جہالت کی کثرت اور عقل کی قلت کی دلیل ہے کیونکہ بت تو اپنی کسی تکلیف کو دور نہیں کر سکتے اور نہ اپنے لیے کسی نفع کے مالک ہیں تو یہ نفع و نقصان کے لیے ان سے رجوع کیوں کرتے ہیں۔ ﴿ قَالُوْۤا ءَاَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا يٰۤاِبْرٰهِيْمُ ﴾ ''وہ کہنے لگے: اے ابراہیم! بھلا ہمارے معبودوں کے ساتھ یہ تو نے کیا ہے؟'' ﴿ قَالَ بَلْ فَعَلَهٗ ۖ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا ﴾ ''(ابراہیم نے) کہا: بلکہ یہ ان کے اس بڑے (بت) نے کیا (ہوگا۔)'' آپ کا اشارہ اس بڑے بت کی طرف تھا جسے آپ نے چھوڑ دیا تھا اور توڑا نہیں تھا۔ ﴿ فَسْـَٔلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا يَنْطِقُوْنَ ﴾ ''پس اگر یہ بولتے ہوں تو ان سے پوچھ لو۔'' حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ اس لیے فرمایا تاکہ وہ جلدی سے جواب دیتے ہوئے یہ اعتراف کر لیں کہ یہ بت تو بولتے ہی نہیں اور یہ بت ایسا نہیں کر سکتا کیونکہ وہ تو جمادات میں سے ہونے کی وجہ سے کوئی حس و حرکت ہی نہیں کر سکتا۔

ابراہیم علیہ السلام کے تین توریے: صحیح بخاری و مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[إِنَّ إِبْرَاهِيمَ۔ عليه السلام۔ لَمْ يَكْذِبْ غَيْرَ ثَلَاثٍ: ثِنْتَيْنِ فِي ذَاتِ اللّٰهِ، قَوْلُهُ: ﴿ بَلْ فَعَلَهٗ ۖ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا ﴾ وَقَوْلُهُ: ﴿ اِنِّيْ سَقِيْمٌ ﴾ (الصّٰفّٰت 37:89)۔ قَالَ۔: وَبَيْنَا هُوَ يَسِيرُ فِي أَرْضِ جَبَّارٍ مِّنَ الْجَبَابِرَةِ، وَمَعَهُ سَارَةُ إِذْ نَزَلَ مَنْزِلًا، فَأَتَى الْجَبَّارَ رَجُلٌ فَقَالَ: إِنَّهُ قَدْ نَزَلَ هٰهُنَا بِأَرْضِكَ رَجُلٌ مَّعَهُ امْرَأَةٌ أَحْسَنُ النَّاسِ، فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ فَجَاءَ، فَقَالَ: مَاهٰذِهِ الْمَرْأَةُ مِنْكَ؟ قَالَ: هِيَ أُخْتِي، قَالَ: فَاذْهَبْ فَأَرْسِلْ بِهَا إِلَيَّ، فَانْطَلَقَ إِلٰى سَارَةَ فَقَالَ: إِنَّ هٰذَا الْجَبَّارَقَدْسَأَلَنِي عَنْكِ، فَأَخْبَرْتُهُ: أَنَّكِ أُخْتِي، فَلَا تُكَذِّبِينِي عِنْدَهُ، فَإِنَّكِ أُخْتِي فِي كِتَابِ اللّٰهِ، وَإِنَّهُ لَيْسَ فِي الْأَرْضِ مُسْلِمٌ غَيْرِي وَغَيْرُكِ. فَانْطَلَقَ بِهَا إِبْرَاهِيمُ، ثُمَّ قَامَ يُصَلِّي، فَلَمَّا أَنْ دَخَلَتْ عَلَيْهِ

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

فَرَآهَا أَهْوٰى إِلَيْهَا فَتَنَاوَلَهَا فَأُخِذَ أَخْذًا شَدِيدًا، فَقَالَ: أُدْعِي اللّٰهَ لِي وَلَا أَضُرُّكِ، فَدَعَتْ لَهُ فَأُرْسِلَ، فَأَهْوٰى إِلَيْهَا فَتَنَاوَلَهَا، فَأُخِذَ بِمِثْلِهَا أَوْ أَشَدَّ، فَفَعَلَ ذٰلِكَ الثَّالِثَةَ فَأُخِذَ. فَذَكَرَ مِثْلَ الْمَرَّتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ، فَقَالَ: أُدْعِي اللّٰهَ فَلَا أَضُرُّكِ، فَدَعَتْ لَهُ فَأُرْسِلَ، ثُمَّ دَعَا أَدْنٰى حُجَّابِهِ فَقَالَ: إِنَّكَ لَمْ تَأْتِنِي بِإِنْسَانٍ، وَلٰكِنَّكَ أَتَيْتَنِي بِشَيْطَانٍ، أَخْرِجْهَا وَأَعْطِهَا هَاجَرَ، فَأُخْرِجَتْ وَأُعْطِيَتْ هَاجَرَ، فَأَقْبَلَتْ، فَلَمَّا أَحَسَّ إِبْرَاهِيمُ بِمَجِيئِهَا انْفَتَلَ مِنْ صَلَاتِهِ، وَقَالَ: مَهْيَمْ؟ قَالَتْ: كَفَّ اللّٰهُ كَيْدَ الْكَافِرِ الْفَاجِرِ، وَأَخْدَمَنِي هَاجَرَ]

’’ابراہیم علیہ السلام نے تین بار کے سوا کبھی خلاف واقعہ بات نہیں کہی، ان میں سے دو بار کا تعلق تو اللہ تعالیٰ کی ذات سے تھا: ﴿بَلْ فَعَلَهٗ ۖ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا﴾ ’’بلکہ یہ ان کے ان بڑے (بت) نے کیا (ہوگا۔)‘‘ اور ﴿اِنِّيْ سَقِيْمٌ﴾ (الصّٰفّٰت 37:89) ’’بلاشبہ میں بیمار ہوں۔‘‘ آپ نے فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک جابر بادشاہ کی زمین میں چل رہے تھے اور حضرت سارہ بھی آپ کے ہمراہ تھیں، آپ نے ایک جگہ پڑاؤ ڈالا تو اس جابر بادشاہ سے ایک شخص نے کہا کہ آپ کی زمین میں ایک شخص نے پڑاؤ ڈالا ہے اور اس کے پاس ایک ایسی عورت ہے جو سب لوگوں سے خوبصورت ہے۔ اس نے آپ کی طرف پیغام بھیجا، آپ اس کے پاس تشریف لے گئے تو اس نے پوچھا کہ یہ عورت تمھاری کیا لگتی ہے۔ آپ نے فرمایا: یہ میری بہن ہے۔ اس نے کہا: جاؤ اور اسے میرے پاس بھیج دو۔ آپ حضرت سارہ کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا کہ اس جابر بادشاہ نے مجھ سے آپ کے بارے میں پوچھا تو میں نے اسے بتایا کہ تم میری بہن ہو، لہٰذا اس کے پاس میری تکذیب نہ کرنا کیونکہ اللہ کی کتاب میں تو میری بہن ہے (دینی بہن) اور اس سرزمین میں میرے اور تمھارے علاوہ دوسرا کوئی مسلمان نہیں ہے، اس کے بعد ابراہیم علیہ السلام انھیں لے گئے، پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھنا شروع کر دی، جب حضرت سارہ اس (ظالم بادشاہ) کے پاس گئیں اور اس نے آپ کو دیکھا تو آپ کی طرف مائل ہوا اور اس نے آپ کو پکڑنا چاہا تو وہ بہت شدت کے ساتھ جکڑا گیا۔ اس نے آپ سے کہا کہ اللہ تعالیٰ سے میرے لیے دعا کرو، میں تمھیں کوئی نقصان نہیں پہنچاؤں گا۔ آپ نے اس کے لیے دعا کی تو وہ چھوٹ گیا مگر وہ پھر پکڑنے کے لیے آپ کی طرف لپکا تو پہلے ہی کی طرح یا اس سے بھی زیادہ شدت کے ساتھ جکڑا گیا اور پھر تیسری مرتبہ بھی ایسا ہی ہوا اور وہ پکڑا گیا اور اس کی تفصیل بھی پہلی دو بار کی طرح بیان فرمائی، بہر حال اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کر، میں تمھیں کوئی نقصان نہیں پہنچاؤں گا، حضرت سارہ نے دعا کی تو وہ چھوٹ گیا، پھر اس نے اپنے قریب ترین دربان کو بلایا اور کہا کہ تم میرے پاس کسی انسان کو نہیں بلکہ شیطان کو لے آئے ہو، [1] اسے یہاں سے نکال دو اور اسے ہاجرہ دے دو۔ حضرت سارہ کو وہاں سے نکال دیا گیا اور آپ کو (خدمت کے لیے) ہاجرہ دے دی گئی۔ اس کے بعد آپ واپس تشریف لے

[1] یہاں شیطان سے مراد بڑا سرکش جن ہے۔ اسلام سے پہلے لوگ جنات کو بہت عظیم سمجھتے تھے اور تمام خوارقِ عادت واقعات کو جنات کا تصرف قرار دیتے تھے، اس فاجر وکافر بادشاہ کے ساتھ جو جکڑے جانے اور مرگی کا دورہ پڑنے کا واقعہ پیش آیا اس کی وجہ سے اس نے یہ خلاف عادت واقعہ سارہ کی طرف منسوب کیا اور اسی تناظر میں انھیں بڑا جن قرار دیا اور تعظیماً خدمت کے لیے ہاجر دے دی۔ (فتح الباری: 475/6، حدیث: 3358) بنابریں ایک طرف شیطان کہنے اور دوسری طرف بطور ہدیہ خادمہ دینے میں جو تعارض تھا وہ حل ہو گیا۔

”محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

فَرَجَعُوۡۤا اِلٰۤی اَنۡفُسِہِمۡ فَقَالُوۡۤا اِنَّکُمۡ اَنۡتُمُ الظّٰلِمُوۡنَ ﴿64﴾ ثُمَّ نُکِسُوۡا عَلٰی رُءُوۡسِہِمۡ ۚ لَقَدۡ

پھر وہ اپنے نفسوں میں (سوچتے ہوئے) لوٹے تو (باہم) کہنے لگے: بے شک تم ہی ظالم ہو﴿64﴾ پھر وہ (شرمندگی کے مارے) اپنے سروں کے بل اوندھے

عَلِمۡتَ مَا ہٰۤؤُلَآءِ یَنۡطِقُوۡنَ ﴿65﴾ قَالَ اَفَتَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ مَا لَا یَنۡفَعُکُمۡ شَیۡـًٔا

ہو رہے (اور کہا:) بلاشبہ تو جانتا ہے کہ یہ (بت) بولتے نہیں﴿65﴾ اس (ابراہیم) نے کہا: کیا پھر تم اللہ کے سوا ان کی عبادت کرتے ہو جو تمھیں کچھ نفع نہیں

وَّ لَا یَضُرُّکُمۡ ﴿66﴾ اُفٍّ لَّکُمۡ وَ لِمَا تَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ ؕ اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ ﴿67﴾

دے سکتے اور نہ تمھیں نقصان دے سکتے ہیں؟﴿66﴾ تُف ہے تم پر اور ان پر جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو، کیا پھر تم عقل نہیں رکھتے؟﴿67﴾

آئیں، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب آپ کی آمد کو محسوس کیا تو انھوں نے نماز کو موقوف کر دیا اور فرمایا: کیا خبر ہے؟ حضرت سارہ نے جواب دیا کہ اس کافر و فاجر کے مکر کو اللہ تعالیٰ نے روک دیا اور خدمت کے لیے اس نے مجھے ہاجرہ دی ہے۔'' محمد بن سیرین کہتے ہیں کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ جب حدیث کو بیان کرتے تو وہ فرماتے: اے آسمان کے پانی کے بیٹو! (اے اہل عرب!) یہ ہیں وہ ہاجر[1] جو تمھاری ماں ہیں۔[2]

تفسیر آیات:64-67

بتوں کی عاجزی کے بارے میں قوم کا اعتراف: اللہ تعالیٰ نے قوم ابراہیم کے بارے میں بیان فرمایا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب ان سے مذکورہ باتیں کیں تو ﴿فَرَجَعُوۡۤا اِلٰۤی اَنۡفُسِہِمۡ﴾ ''انھوں نے اپنے نفسوں کی طرف (غور کرنے کے لیے) رجوع کیا۔'' اور اپنے بتوں کی حفاظت و نگہداشت نہ کرنے پر اپنے آپ کو ملامت کی۔ ﴿فَقَالُوۡۤا اِنَّکُمۡ اَنۡتُمُ الظّٰلِمُوۡنَ ﴿64﴾﴾ ''تو وہ (آپس میں) کہنے لگے: بے شک تم ہی ظالم ہو۔'' یعنی انھیں تنہا چھوڑ گئے کہ ان کے پاس کوئی محافظ نہ تھا۔ ﴿ثُمَّ نُکِسُوۡا عَلٰی رُءُوۡسِہِمۡ ۚ﴾ ''پھر اپنے سروں پر الٹے کر دیے گئے۔'' زمین کی طرف دیکھتے ہوئے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہنے لگے: ﴿لَقَدۡ عَلِمۡتَ مَا ہٰۤؤُلَآءِ یَنۡطِقُوۡنَ ﴿65﴾﴾ ''یقیناً آپ تو جانتے ہیں یہ بولتے نہیں۔'' قتادہ کہتے ہیں کہ اس وقت یہ لوگ درحقیقت بدترین قسم کی حیرت میں مبتلا تھے، اسی وجہ سے انھوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا کہ تم جانتے ہو کہ یہ تو بولتے ہی نہیں۔[3] لہٰذا آپ ہم سے یہ کیسے کہہ رہے ہیں کہ اگر یہ بولتے ہیں تو ان سے پوچھ لو، جب انھوں نے اس کا اعتراف کر لیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان سے فرمایا: ﴿اَفَتَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ مَا لَا یَنۡفَعُکُمۡ شَیۡـًٔا وَّ لَا یَضُرُّکُمۡ ﴿66﴾﴾ ''کیا پھر تم اللہ کو چھوڑ کر ایسی چیزوں کو پوجتے ہو جو نہ تمھیں کچھ فائدہ دے سکیں اور نہ نقصان پہنچا سکیں۔'' یعنی جب یہ بت بول نہیں سکتے، نفع و نقصان نہیں پہنچا سکتے تو

① اسے ہی اردو میں ہاجرہ پڑھا اور لکھا جاتا ہے۔ ② ملخص از صحیح البخاری، أحادیث الأنبیاء، باب قول اللہ تعالیٰ: ﴿وَاتَّخَذَ اللّٰہُ اِبۡرٰہِیۡمَ خَلِیۡلًا﴾ (النساء 125:4)......، حدیث:6950,2217,3358 وصحیح مسلم، الفضائل، باب من فضائل إبراھیم الخلیل ﷺ، حدیث:2371 وسنن أبي داود، الطلاق، باب في الرجل یقول لامرأته یا أختی، حدیث:2212 والسنن الکبرٰی للنسائی، المناقب، سارۃ ﷺ:98,97/5، حدیث:8374,8373 البتہ ابن کثیر کے مطابق الفاظ نہیں ملے۔ وَاللّٰہُ تَعَالٰی أَعْلَمُ. ③ تفسیر ابن أبي حاتم:2455/8 لیکن یہاں......غیرۃ سوء ''قوم نے بہت غیرت محسوس کی ہے'' کے الفاظ ہیں۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

قَالُوْا حَرِّقُوْهُ وَانْصُرُوْۤا اٰلِهَتَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ﴿68﴾ قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰۤى

انھوں نے کہا: اگر تم (کچھ) کرنے والے ہو تو اس (ابراہیم) کو جلا دو اور اپنے معبودوں کی مدد کرو﴿68﴾ ہم نے کہا: اے آگ! تو ابراہیم پر ٹھنڈی

اِبْرٰهِيْمَ ﴿69﴾ وَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَخْسَرِيْنَ ﴿70﴾

اور سلامتی والی ہو جا﴿69﴾ اور انھوں نے اس (ابراہیم) کے ساتھ فریب کا ارادہ کیا تو ہم نے انھیں انتہائی خسارے والے بنا دیا﴿70﴾

پھر تم اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر ان کی پوجا کیوں کرتے ہو؟ ﴿ اُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿67﴾ ﴾ ''تف ہے تم پر اور جن کو تم اللہ کے سوا پوجتے ہو ان پر۔ تو کیا تم عقل نہیں رکھتے؟'' یعنی کیا تم غور نہیں کرتے کہ تم کیسی ضلالت اور کس قدر غلیظ قسم کے کفر میں مبتلا ہو کہ ایسی ضلالت اور ایسے کفر کو کوئی جاہل، ظالم اور فاجر ہی اختیار کر سکتا ہے، الغرض! حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان پر حجت کو پوری طرح تمام کر دیا، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿ وَتِلْكَ حُجَّتُنَاۤ اٰتَيْنٰهَاۤ اِبْرٰهِيْمَ عَلٰى قَوْمِهٖ ؕ ...... ﴾ الآية (الأنعام 83:6) ''اور یہ ہماری دلیل تھی جو ہم نے ابراہیم کو ان کی قوم کے مقابلے میں عطا کی تھی ......۔''

تفسیر آیات: 68-70

آتش نمرود کا گلزار ہونا: جب ان کی حجت ناکام ہو گئی، ان کا عجز نمایاں ہو گیا، حق ظاہر ہو گیا اور باطل نابود ہو گیا تو انھوں نے اپنی حکومت کی طاقت و قوت کو استعمال کرنا شروع کر دیا اور کہا: ﴿ حَرِّقُوْهُ وَانْصُرُوْۤا اٰلِهَتَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ﴿68﴾ ﴾ ''اگر تمھیں (اس سے اپنے معبودوں کا انتقام لینا اور) کچھ کرنا ہے تو اس کو جلا ڈالو اور اپنے معبودوں کی مدد کرو۔'' اور پھر اس کے لیے انھوں نے بہت زیادہ ایندھن جمع کیا۔ سدی کہتے ہیں کہ اگر ان میں سے کوئی عورت بیمار ہوتی تو وہ نذر مانتی کہ اگر وہ صحت یاب ہو گئی تو وہ ابراہیم علیہ السلام کے لیے جلائی جانے والی اس آگ میں ایندھن جھونکے گی، پھر انھوں نے اس ایندھن کو ایک بہت بڑے گڑھے میں جمع کر کے اس میں آگ لگا دی جس کے شعلے بہت ہی بلند ہو گئے حتی کہ آج تک کبھی اس طرح کی آگ نہیں جلائی گئی تھی اور پھر انھوں نے فارس کے ایک کُردی اَعرابی کے اشارے سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو منجنیق کے ایک پلڑے میں رکھا۔ شعیب جبائی کہتے ہیں کہ اس کا نام ہیزن تھا، اللہ تعالیٰ نے اسے زمین میں دھنسا دیا اور وہ قیامت تک زمین ہی میں دھنستا چلا جائے گا۔ انھوں نے جب ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا تو آپ کی زبان پر یہ الفاظ تھے: حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ''میرے لیے اللہ ہی کافی ہے اور وہ بہت اچھا کارساز ہے۔''[1]

جیسا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کو بیان کیا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ اس وقت کہا جب انھیں آگ میں ڈالا گیا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت کہا جب لوگوں نے یہ کہا تھا: ﴿ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا ۖ وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ○ ﴾ (آل عمرٰن 173:3) ''یقیناً کفار نے تمھارے (مقابلے کے) لیے (لشکر کثیر) جمع کیا ہے کہ ان سے ڈرو تو ان کا ایمان اور زیادہ ہو گیا اور کہنے لگے: ہم کو اللہ کافی ہے اور وہ بہت

[1] تفسیر الطبری: 58,57/17.

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

وَنَجَّيْنٰهُ وَلُوْطًا اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا لِلْعٰلَمِيْنَ ﴿71﴾ وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ ط

اور ہم نے اسے (ابراہیم) اور لوط کو اس زمین کی طرف نجات دی جس میں ہم نے اہلِ عالم کے لیے برکت رکھی تھی ﴿71﴾ اور ہم نے

وَيَعْقُوْبَ نَافِلَةً ط وَكُلًّا جَعَلْنَا صٰلِحِيْنَ ﴿72﴾ وَجَعَلْنٰهُمْ اَىِٕمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا

اسے اسحق بخشا، اور یعقوب مزید (دیا)، اور ہم نے ہر ایک کو صالح بنایا ﴿72﴾ اور ہم نے انھیں امام بنایا، وہ ہمارے حکم سے (لوگوں کو)

وَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرٰتِ وَاِقَامَ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءَ الزَّكٰوةِ ج وَكَانُوْا لَنَا عٰبِدِيْنَ ﴿73﴾ لا ج

راہ ہدایت بتاتے تھے اور ہم نے ان پر نیکیاں کرنے، نماز قائم رکھنے اور زکاۃ دینے کی وحی کی، اور وہ ہمارے عبادت گزار (بندے)

وَلُوْطًا اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا وَّنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ تَّعْمَلُ الْخَبٰٓىِٕثَ ط

تھے ﴿73﴾ اور ہم نے لوط کو حکم (نبوت) اور علم دیا اور ہم نے اسے اس بستی سے نجات دی وہ (جس کے باشندے) بدکاریاں کرتے تھے۔

اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ فٰسِقِيْنَ ﴿74﴾ لا وَاَدْخَلْنٰهُ فِيْ رَحْمَتِنَا ط اِنَّهٗ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿75﴾ ع 5

بلاشبہ وہ بہت برے (اور) نافرمان لوگ تھے ﴿74﴾ اور ہم نے اس (لوط) کو اپنی رحمت میں داخل کیا، بے شک وہ صالحین میں سے تھا ﴿75﴾

اچھا کارساز ہے۔''①

سعید بن جبیر نے کہا جبکہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی یہی مروی ہے کہ جب ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا تو بارش کے خازن فرشتے نے کہنا شروع کیا کہ مجھے کب بارش برسانے کا حکم ہوتا ہے کہ میں اسے برسادوں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا حکم اس سے کہیں تیز رفتار تھا اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ﴿69﴾﴾ ''اے آگ! سرد ہو جا اور ابراہیم پر (موجبِ) سلامتی (بن جا۔)'' تو زمین میں جو بھی آگ تھی وہ بجھ گئی۔② ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابو عالیہ کہتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ نے ﴿بَرْدًا﴾ کے ساتھ ﴿وَّسَلٰمًا﴾ نہ فرمایا ہوتا تو آگ اس قدر شدید سرد ہو جاتی کہ اس کی شدید سردی سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو تکلیف ہوتی۔③ قتادہ کہتے ہیں کہ اس دن چھپکلی (یا اس کی نسل کے اس سے بڑے ایک جانور) کے سوا ہر جانور نے آگ بجھانے کی کوشش کی۔ زہری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے قتل کرنے کا حکم فرمایا اور اس کا نام فُوَیْسِق رکھا۔④

فرمانِ الٰہی ہے: ﴿وَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَخْسَرِيْنَ ﴿70﴾﴾ ''اور ان لوگوں نے ان کے ساتھ مکر کرنا چاہا تھا مگر ہم نے انھی کو انتہائی خسارے والا کر دیا۔'' یعنی مغلوب اور خائب و خاسر کر دیا کیونکہ انھوں نے اللہ کے نبی کے ساتھ مکر کرنا چاہا تھا مگر اللہ تعالیٰ نے ان کی تدبیروں کو خاک میں ملا دیا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے آگ کو گلزار بنا دیا اور وہ سب مغلوب اور خائب و خاسر ہو کر رہ گئے۔

تفسیر آیات: 71-75

① صحيح البخاري، التفسير، باب قوله: ﴿اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ ......﴾ (آل عمران3:173)، حديث:4563، 4564.

② تفسير الطبري:17/58 و الدر المنثور:4/579. ③ تفسير الطبري:17/59 و الدر المنثور:4/580. ④ تفسير الطبري: 17/60.

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی لوط علیہ السلام کے ہمراہ شام کی طرف ہجرت: اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ اس نے اپنے خلیل ابراہیم علیہ السلام کو ان کی قوم کی آگ سے محفوظ رکھا اور پھر ان کے درمیان سے آپ کو صحیح سلامت نکال کر شام کی مقدس سرزمین کی طرف ہجرت کی توفیق عطا فرمادی۔ ﴿ وَوَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ ؕ وَيَعْقُوْبَ نَافِلَةً ؕ ﴾ ''اور ہم نے ابراہیم کو اسحاق عطا کیے اور مستزاد برآں یعقوب۔'' عطاء اور مجاہد کہتے ہیں کہ ﴿ نَافِلَةً ؕ ﴾ کے معنی عَطِیّہ کے ہیں۔[1] ابن عباس رضی اللہ عنہما، قتادہ اور حکم بن عُیَینہ کا قول ہے کہ ﴿ نَافِلَةً ؕ ﴾ کے معنی اولاد کی اولاد ہیں۔[2] یعنی یعقوب اسحاق کے بیٹے ہیں جیسا کہ فرمایا: ﴿ فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ ۙ وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ ۝ ﴾ (ھود 71:11) ''تو ہم نے اس کو اسحاق کی اور اسحاق کے بعد یعقوب کی خوشخبری دی۔'' عبدالرحمن بن زید بن اسلم نے کہا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تو صرف ایک بیٹے کی دعا کی تھی: ﴿ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ ﴾ (الصّٰفّٰت 100:37) ''اے میرے پروردگار! مجھے (اولاد) عطا فرما (جو) سعادت مندوں میں سے (ہو۔)''[3] تو اللہ تعالیٰ نے انھیں نہ صرف اسحاق عطا فرمائے بلکہ مزید برآں یعقوب بھی عطا فرمائے۔ ﴿ وَكُلًّا جَعَلْنَا صٰلِحِيْنَ ۝ ﴾ ''اور ہم نے سب کو نیک صالح بنایا۔'' یعنی یہ سب اہل خیر وصلاح تھے۔ ﴿ وَجَعَلْنٰهُمْ اَىِٕمَّةً ﴾ ''اور ہم نے ان کو پیشوا بنایا۔'' جن کی اقتدا کی جاتی ہے۔ ﴿ يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا ﴾ ''ہمارے حکم سے ہدایت کرتے تھے۔'' یعنی اللہ تعالیٰ کے حکم سے اللہ کے دین کی دعوت دیتے تھے، اسی لیے فرمایا: ﴿ وَاَوْحَيْنَاۤ اِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرٰتِ وَاِقَامَ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءَ الزَّكٰوةِ ۚ ﴾ ''اور ہم نے ان کو نیک کام کرنے اور نماز پڑھنے اور زکاۃ دینے کی وحی بھیجی۔'' خیرات کے بعد نماز اور زکاۃ کا ذکر عام پر خاص کے عطف کے قبیل سے ہے۔ ﴿ وَكَانُوْا لَنَا عٰبِدِيْنَ ۝ ﴾ ''اور وہ ہماری عبادت کیا کرتے تھے۔'' یعنی جو وہ لوگوں کو حکم دیا کرتے تھے خود بھی اس کے مطابق عمل کیا کرتے تھے۔

حضرت لوط علیہ السلام کا ذکر: حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ذکر کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت لوط علیہ السلام کا ذکر فرمایا ہے۔ آپ لوط بن ہاران بن آزر ہیں، آپ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ایمان لائے، ان کی اتباع کی اور ان کے ساتھ ہجرت بھی کی تھی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿ فَاٰمَنَ لَهٗ لُوْطٌ ۘ وَقَالَ اِنِّيْ مُهَاجِرٌ اِلٰى رَبِّيْ ؕ ﴾ (العنکبوت 26:29) ''پس ان پر (ایک) لوط ایمان لائے اور (ابراہیم) کہنے لگے کہ میں یقیناً اپنے پروردگار کی طرف ہجرت کرنے والا ہوں۔''

اللہ تعالیٰ نے ان کو دانائی اور علم بخشا، ان کی طرف وحی نازل فرمائی اور نبوت سے سرفراز فرما کر سَدُوم اور گردونواح کی بستیوں کی طرف بھیجا مگر ان لوگوں نے آپ کی مخالفت اور تکذیب کی تو اللہ تعالیٰ نے انھیں تباہ و برباد اور ہلاک کر ڈالا جیسا کہ قرآن عزیز میں ان کے واقعے کو کئی ایک جگہوں پر بیان کیا گیا ہے۔ اور یہاں فرمایا ہے: ﴿ وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ تَّعْمَلُ الْخَبٰٓىِٕثَ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ فٰسِقِيْنَ ۝ وَاَدْخَلْنٰهُ فِيْ رَحْمَتِنَا ؕ اِنَّهٗ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ ﴾ ''اور ہم نے اسے اس بستی سے، جہاں کے لوگ ناپاک کام کیا کرتے تھے، بچا نکالا، بے شک وہ برے اور بدکردار لوگ تھے اور انھیں (لوط علیہ السلام)

[1] تفسیر الطبری: 64,63/17. [2] تفسیر الطبری: 63/17 وتفسیر ابن أبی حاتم: 2457/8. [3] تفسیر الطبری: 63/17.

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

وَنُوْحًا اِذْ نَادٰى مِنْ قَبْلُ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ﴿76﴾

اور نوح کو بھی (یاد کریں) جب اس سے پہلے اس نے (ہمیں) پکارا تو ہم نے اس کی دعا قبول کی، پھر ہم نے اسے اور اس کے اہل (مومنوں) کو بہت

وَنَصَرْنٰهُ مِنَ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ فَاَغْرَقْنٰهُمْ

بڑے غم سے نجات دی ﴿76﴾ اور ہم نے اس کی اس قوم کے خلاف مدد کی جس نے ہماری آیات کو جھٹلایا تھا، بے شک وہ برے لوگ تھے، سو ہم نے

اَجْمَعِيْنَ ﴿77﴾

ان سب کو غرق کر دیا ﴿77﴾

اپنی رحمت (کے محل) میں داخل کیا، کچھ شک نہیں کہ وہ نیکو کاروں میں سے تھے۔"

تفسیر آیات: 77,76

نوح اور ان کی قوم کا ذکر: اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ اس نے اپنے بندے اور رسول نوح علیہ السلام کی دعا کو اس وقت شرفِ قبولیت سے نوازا جب ان کی قوم نے تکذیب کی اور انھوں نے اپنی قوم کے بارے میں بددعا کی: ﴿فَدَعَا رَبَّهٗۤ اَنِّيْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ ۝﴾ (القمر 10:54) "تو انھوں نے اپنے پروردگار سے دعا کی کہ میں مغلوب ہوں (ان سے) تو ہی انتقام لے۔" اور فرمایا: ﴿وَقَالَ نُوْحٌ رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا ۝ اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوْا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوْۤا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا ۝﴾ (نوح 71:26,27) "اور (پھر) نوح نے کہا: میرے پروردگار! کسی کافر کو روئے زمین پر بستا نہ رہنے دے یقیناً اگر تو ان کو رہنے دے گا تو تیرے ہی بندوں کو گمراہ کریں گے اور ان سے جو اولاد ہوگی وہ بھی بدکار اور ناشکر گزار ہوگی۔" اور بیان فرمایا: ﴿اِذْ نَادٰى مِنْ قَبْلُ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗ﴾ "جب (اس سے) پیشتر انھوں نے ہمیں پکارا تو ہم نے ان کی دعا قبول فرمائی اور ان کو اور ان کے اہل کو نجات دی۔" یعنی جو ان کے ساتھ ایمان لے آئے تھے جیسا کہ فرمایا: ﴿وَاَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ وَمَنْ اٰمَنَ ؕ وَمَاۤ اٰمَنَ مَعَهٗۤ اِلَّا قَلِيْلٌ ۝﴾ (ھود 11:40) "اور جس شخص کی نسبت حکم ہو چکا ہے (کہ ہلاک ہو جائے گا) اس کو چھوڑ کر اپنے گھر والوں کو اور جو ایمان لایا ہو (کشتی میں سوار کرلو) اور ان کے ساتھ ایمان بہت ہی کم لوگ لائے تھے۔"

فرمان الٰہی ہے: ﴿مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ﴿76﴾﴾ "بہت بڑے غم سے۔" یعنی شدت، تکذیب اور ایذا سے، حضرت نوح علیہ السلام نے ان میں ساڑھے نو سو سال گزارے تھے، انھیں اللہ تعالیٰ کے دین کی دعوت دی مگر ان میں بہت ہی کم لوگ ایمان لائے تھے وہ کافر لوگ ہمیشہ آپ کو تکلیف پہنچانے کے درپے رہتے اور نسلاً بعد نسل اور قرناً بعد قرن آپ کی مخالفت ہی کی وصیت کرتے رہتے تھے۔ ﴿وَنَصَرْنٰهُ مِنَ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿77﴾﴾ "اور جو لوگ ہماری آیتوں کی تکذیب کرتے تھے ان کے خلاف ہم نے اس (نوح) کی مدد کی، بے شک وہ برے لوگ تھے، سو ہم نے ان سب کو غرق کر دیا۔" یعنی ہم نے نوح علیہ السلام کو نجات بخشی اور ان کی مدد فرمائی اور ان کی تکذیب کرنے والے سب کے سب لوگوں کو ہلاک کر دیا اور ان میں سے کسی ایک کو بھی روئے زمین پر باقی نہ چھوڑا جیسا کہ ان کے نبی نے ان کے بارے

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وَدَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ اِذْ يَحْكُمٰنِ فِي الْحَرْثِ اِذْ نَفَشَتْ فِيْهِ غَنَمُ الْقَوْمِ ۚ وَكُنَّا

اور (یاد کریں) داود اور سلیمان کو جب وہ دونوں اس کھیتی کی بابت فیصلہ کر رہے تھے جسے رات کو (ایک) قوم کی بکریاں چر گئی تھیں، اور ہم ان کے فیصلے

لِحُكْمِهِمْ شٰهِدِيْنَ ﴿78﴾ فَفَهَّمْنٰهَا سُلَيْمٰنَ ۚ وَكُلًّا اٰتَيْنَا حُكْمًا وَّعِلْمًا ۫ وَّسَخَّرْنَا مَعَ

کے شاہد تھے ﴿78﴾ پھر ہم نے وہ (فیصلہ) سلیمان کو سمجھا دیا، اور ہر ایک کو ہم نے حکم (نبوت) اور علم دیا، اور ہم نے داود کے ساتھ پہاڑ اور پرندے مسخر

دَاوٗدَ الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ وَالطَّيْرَ ؕ وَكُنَّا فٰعِلِيْنَ ﴿79﴾ وَعَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ لِتُحْصِنَكُمْ

کیے تھے، وہ تسبیح کرتے تھے، اور (یہ) ہم ہی کرنے والے تھے ﴿79﴾ اور ہم نے اسے تمھارے لیے زرہ بنانا سکھایا تھا، تاکہ تمھاری لڑائی (کی تکلیف)

مِّنْ بَاْسِكُمْ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ شٰكِرُوْنَ ﴿80﴾ وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ عَاصِفَةً تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖۤ اِلَى

سے تمھیں بچائے، تو کیا تم شکر کرنے والے ہو؟ ﴿80﴾ اور (ہم نے) سلیمان کے لیے تند و تیز ہوا (مسخر کر دی)، وہ اس کے حکم سے اس سرزمین کی طرف

الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا ؕ وَكُنَّا بِكُلِّ شَيْءٍ عٰلِمِيْنَ ﴿81﴾ وَمِنَ الشَّيٰطِيْنِ مَنْ

چلتی تھی جس میں ہم نے برکت رکھی تھی، اور ہم ہی ہر چیز کو خوب جاننے والے ہیں ﴿81﴾ اور کئی شیطان بھی (تابع کیے تھے) جو اس کے لیے (سمندر میں)

يَّغُوْصُوْنَ لَهٗ وَيَعْمَلُوْنَ عَمَلًا دُوْنَ ذٰلِكَ ۚ وَكُنَّا لَهُمْ حٰفِظِيْنَ ﴿82﴾

غوطہ لگاتے، اور اس کے علاوہ بھی کئی کام کرتے تھے اور ہم ہی ان کے نگران تھے ﴿82﴾

میں بددعا کی تھی۔

تفسیر آیات: 78-82

حضرت داود و سلیمان علیہما السلام کا ذکر: ابواسحاق نے مُرّہ سے، انھوں نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ یہاں جس کھیتی کا ذکر ہے اس سے مراد انگوروں کی کھیتی ہے جس کے خوشے بہت ہی جھکے ہوئے تھے۔[1] شریح کا بھی یہی قول ہے۔[2] ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نَفَش کے معنی چرنے کے ہیں۔[3] شریح، زہری اور قتادہ کا قول ہے کہ نفش رات کے وقت چرنے کو کہتے ہیں۔[4] قتادہ نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ دن کے وقت چرنے کو هَمَل کہتے ہیں۔[5] ارشاد باری تعالیٰ: ﴿ وَدَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ اِذْ يَحْكُمٰنِ فِي الْحَرْثِ اِذْ نَفَشَتْ فِيْهِ غَنَمُ الْقَوْمِ ۚ ﴾ ”اور داود اور سلیمان (کا حال بھی سن لو کہ) جب وہ ایک کھیتی کے بارے میں فیصلہ کر رہے تھے جس میں ایک قوم کی بکریاں رات کو چر گئی (اور اسے روند گئی) تھیں“ کے بارے میں ابن جریر نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت کو بیان کیا ہے کہ انگور کے خوشے پیدا ہوئے تھے مگر بکریوں نے انھیں خراب کر دیا تھا تو داود علیہ السلام نے بکریوں کے بارے فیصلہ کیا کہ یہ انگوروں کے مالک کو دے دی جائیں، سلیمان علیہ السلام نے فرمایا: اے اللہ کے نبی! اس کے علاوہ بھی فیصلہ ہو سکتا ہے، انھوں نے فرمایا: وہ کیا؟ سلیمان علیہ السلام نے فرمایا: انگور بکریوں کے مالک کو دے دیے جائیں، وہ ان کی حفاظت کرے حتی کہ وہ اس طرح ہو جائیں جس طرح پہلے تھے اور بکریاں انگوروں کے مالک کو دے دی جائیں حتی

[1] تفسیر البغوی: 298/3 و تفسیر الطبری: 67/17. [2] تفسیر الطبری: 67/17. [3] تفسیر الطبری: 70/17 و الدر المنثور: 585/4. [4] تفسیر الطبری: 70,69/17. [5] تفسیر الطبری: 70/17.

”محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

کہ جب انگور اس طرح ہو جائیں جیسے پہلے تھے تو بکریاں ان کے مالک کو واپس کر دی جائیں۔ یہی معنی ہیں اس ارشادِ باری تعالیٰ کے: ﴿فَفَهَّمْنٰهَا سُلَيْمٰنَ﴾ ”تو ہم نے وہ (فیصلہ کرنے کا طریق) سلیمان کو سمجھا دیا۔“ عوفی نے بھی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسی طرح روایت کیا ہے۔ ①

قاضی کی فہم وفراست: فرمان الٰہی ہے: ﴿فَفَهَّمْنٰهَا سُلَيْمٰنَ ۚ وَكُلًّا اٰتَيْنَا حُكْمًا وَّعِلْمًا﴾ ”تو ہم نے وہ (فیصلہ) سلیمان کو سمجھا دیا اور ہم نے دونوں کو حکم (حکمت ونبوت) اور علم بخشا تھا۔“ ابن ابو حاتم نے روایت کیا ہے کہ ایاس بن معاویہ کو جب قاضی مقرر کیا گیا تو ان کے پاس حسن بصری آئے تو ایاس رونے لگے، حسن نے پوچھا کہ آپ روتے کیوں ہیں۔ انھوں نے جواب دیا: اے ابوسعید! مجھے قاضیوں کے بارے میں یہ خبر پہنچی ہے کہ جو قاضی اجتہاد سے کام لے اور غلطی کرے تو وہ جہنم رسید ہوگا اور جو شخص خواہش نفس کی طرف مائل ہو جائے تو وہ بھی جہنم رسید ہوگا اور جو شخص اجتہاد کرے اور اس کا اجتہاد صحیح ہو تو وہ جنت میں جائے گا۔ حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے داود وسلیمان علیہما السلام اور دیگر انبیائے کرام کے جو واقعات بیان کیے ہیں ان سے لوگوں کی اس بات کی تردید ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿وَدَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ اِذْ يَحْكُمٰنِ فِي الْحَرْثِ اِذْ نَفَشَتْ فِيْهِ غَنَمُ الْقَوْمِ ۚ وَكُنَّا لِحُكْمِهِمْ شٰهِدِيْنَ ﴾78﴿﴾ ”اور داود اور سلیمان (کا حال بھی سن لو کہ) جب وہ ایک کھیتی کے بارے میں فیصلہ کر رہے تھے جس میں ایک قوم کی بکریاں رات کو چر گئی (اور اسے روند گئی) تھیں اور ہم ان کے فیصلے کے وقت موجود تھے۔“ اس میں اللہ تعالیٰ نے سلیمان علیہ السلام کی تو تعریف فرمائی ہے لیکن داود علیہ السلام کی مذمت نہیں کی، پھر حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حکام کے لیے تین شرطیں عائد کی ہیں: (1) وہ اللہ تعالیٰ کی آیات میں تحریف کر کے ان کے بدلے میں تھوڑی سی قیمت، یعنی دنیوی منفعت حاصل نہیں کریں گے۔ (2) خواہشات نفسانی کی پیروی نہیں کریں گے۔ (3) اور فیصلہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی سے نہیں ڈریں گے، پھر انھوں نے اس آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی: ﴿يٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِي الْاَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ﴾ (صٓ 26:38) ”اے داود! ہم نے آپ کو زمین میں بادشاہ بنایا ہے، آپ لوگوں میں انصاف کے فیصلے کیا کریں اور خواہش کی پیروی نہ کریں کیونکہ وہ تمھیں اللہ کے رستے سے بھٹکا دے گی۔“ اور فرمایا: ﴿فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ﴾ (المآئدة 44:5) ”تو تم لوگوں سے مت ڈرنا اور مجھی سے ڈرتے رہنا۔“ ﴿وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۭ﴾ (المآئدة 44:5) ”اور میری آیتوں کو تھوڑی قیمت میں نہ بیچنا۔“ ②

مسئلہ اجتہاد: تمام انبیائے کرام علیہم السلام معصوم اور اللہ کی طرف سے تائید یافتہ تھے۔ اس بات میں محقق علمائے سلف وخلف میں کوئی اختلاف نہیں، البتہ انبیائے کرام کے علاوہ باقی لوگوں کے بارے میں صحیح بخاری میں عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: [إِذَا اجْتَهَدَ الْحَاكِمُ) فَأَصَابَ فَلَهُ أَجْرَانِ، وَ إِذَا اجْتَهَدَ فَأَخْطَأَ فَلَهُ أَجْرٌ] ”جب

① تفسير الطبرى: 68,67/17. ② تفسير ابن أبى حاتم: 2458/8 والدر المنثور: 587,586/4.

”محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

حاکم اجتہاد کرے اور اس کا اجتہاد درست ہو تو اس کے لیے دوہرا اجر ہے اور جب وہ اجتہاد میں غلطی کرے تو اس کے لیے ایک اجر ہے۔''[1] اس حدیث میں اس بات کی تردید ہے کہ قاضی جب اجتہاد کرے اور اجتہاد میں غلطی ہو جائے تو وہ آگ میں جائے گا، (جیسا کہ ایاس بن معاویہ کی روایت اوپر گزر چکی ہے) قرآن کریم میں مذکورہ کھیتی کے فیصلے والے قصے کے قریب قریب وہ قصہ بھی ہے جسے امام احمد نے اپنی مسند میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: [بَيْنَمَا امْرَأَتَانِ مَعَهُمَا ابْنَانِ لَهُمَا، جَاءَ الذِّئْبُ فَأَخَذَ أَحَدَ الْإِبْنَيْنِ (فَتَحَاكَمَتَا) إِلَى دَاوُدَ، فَقَضَى بِهِ لِلْكُبْرَى، فَخَرَجَتَا، فَدَعَاهُمَا سُلَيْمَانُ، فَقَالَ: هَاتُوا السِّكِّينَ أَشُقُّهُ (بَيْنَكُمَا)، فَقَالَتِ الصُّغْرَى: يَرْحَمُكَ اللّٰهُ، هُوَ ابْنُهَا لَا تَشُقَّهُ، فَقَضَى بِهِ لِلصُّغْرَى] ''دو عورتوں کے ساتھ ان کے دو بیٹے تھے، ایک بھیڑیا آیا اور اس نے دونوں لڑکوں میں سے ایک لڑکا اٹھا لیا تو دونوں داود علیہ السلام کے پاس فیصلہ کرانے کے لیے چلی گئیں تو انھوں نے بڑی عورت کے حق میں فیصلہ کر دیا، دونوں فیصلہ کرانے کے بعد باہر نکلیں تو سلیمان علیہ السلام نے دونوں کو بلایا اور فرمایا کہ چھری لاؤ تا کہ میں اس بیٹے کو کاٹ کر دونوں میں تقسیم کر دوں، یہ سن کر چھوٹی نے کہا: اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے، بیٹا اس کا ہے، اسے نہ کاٹو تو یہ سن کر سلیمان علیہ السلام نے چھوٹی عورت کے حق میں فیصلہ فرما دیا۔''[2]

امام نسائی رحمہ اللہ نے کتاب القضا میں اس حدیث پر باب کا عنوان یہ قائم کیا ہے: بَابُ الْحَاكِمِ يُوهِمُ خِلَافَ الْحُكْمِ لِيَتَعَلَّمَ الْحَقَّ ''حاکم کا حق معلوم کرنے کے لیے فیصلے کے خلاف اظہار کرنا۔''[3]

داود علیہ السلام ایک خوش الحان قاری: فرمان الٰہی ہے: ﴿وَسَخَّرْنَا مَعَ دَاوُدَ الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ وَالطَّيْرَ﴾ ''اور ہم نے پہاڑوں کو داود کے تابع کر دیا تھا کہ وہ تسبیح کرتے تھے اور پرندوں کو بھی (فرماں بردار کر دیا تھا۔)'' اس لیے کہ داود علیہ السلام اپنی کتاب زبور کی جب تلاوت فرماتے تو بہت خوش الحانی کے ساتھ تلاوت فرماتے تھے اور جب آپ ترنم سے تلاوت فرماتے تو ہوا میں پرندے رک جاتے اور آپ کے ساتھ تلاوت میں شامل ہو جاتے تھے، نیز پہاڑ بھی آپ کے ساتھ تلاوت میں شامل ہو جاتے تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزر ہوا جبکہ رات کو وہ قرآن مجید کی تلاوت کر رہے تھے، ان کی آواز بھی بہت ہی اچھی تھی، آپ ٹھہر کر ان کی تلاوت کی سماعت فرماتے رہے اور پھر فرمایا: [لَقَدْ (أُوتِيَ هٰذَا) مِزْمَارًا مِّنْ مَّزَامِيرِ

---

[1] صحيح البخاري، الاعتصام بالكتاب والسنة، باب أجر الحاكم إذا اجتهد......، حديث:7352 وصحيح مسلم، الأقضية، باب بيان أجر الحاكم إذا اجتهد......، حديث:1716 والسنن الكبرىٰ للنسائي، القضاء، باب ثواب الإصابة في الحكم بعد الاجتهاد......: 461/3، حديث:5920 واللفظ له، البتہ قوسین والے الفاظ مسند أبي عوانة، الأحكام، باب ما للحاكم من الأجر إذا اجتهد......: 168/4 میں ہیں۔ ملحوظہ: حدیث مبارکہ: [إذا اجتهد الحاكم......] المصباح المنير (عربی) کے دوسرے ایڈیشن میں رہ گئی ہے۔ [2] مسند أحمد: 322/2 و340 اور پہلی قوسین والا لفظ صحيح البخاري، الفرائض، باب إذا ادّعت المرأة ابنًا، حديث: 6769 اور دوسری قوسین والا لفظ صحيح مسلم، الأقضية، باب اختلاف المجتهدين، حديث:1720 میں ہے۔ [3] السنن الكبرىٰ للنسائي، القضاء، باب التوسعة للحاكم في أن يقول للشيء الذي لا يفعله، أفعل ليستبين له الحق: 472/3، حديث:5958.

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

آلِ دَاوُدَ] ''اس شخص کو آلِ داود جیسی خوش الحانی بخشی گئی ہے۔'' عرض کی: اے اللہ کے رسول (ﷺ!) اگر مجھے یہ معلوم ہوتا کہ آپ میری تلاوت کی سماعت فرما رہے ہیں تو میں خوب بنا سنوار کر تلاوت کرتا۔ ①

داود علیہ السلام اور زرہ کی صنعتکاری: ارشاد الٰہی ہے: ﴿ وَعَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ لِتُحْصِنَكُمْ مِّنْۢ بَاْسِكُمْ ۚ ﴾ ''اور ہم نے تمھارے لیے ان کو ایک (طرح کا) لباس بنانا بھی سکھا دیا تاکہ وہ تم کو لڑائی (کے ضرر) سے بچائے۔'' یعنی انھیں زرہ بنانے کی صنعت سکھا دی۔ قتادہ کہتے ہیں کہ ان سے پہلے زرہیں صاف تختیوں کی صورت میں تھیں، سب سے پہلے داود علیہ السلام نے ان کی کڑیاں بنائی تھیں۔ ② جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ وَاَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ ۝ اَنِ اعْمَلْ سٰبِغٰتٍ وَّقَدِّرْ فِي السَّرْدِ ﴾ (سبأ 34:10،11) ''اور ہم نے ان کے لیے لوہے کو نرم کر دیا کہ کشادہ زرہیں بناؤ اور کڑیوں کو اندازے سے جوڑو۔'' یعنی کڑی کو زیادہ کشادہ نہ کرو تاکہ کیل تنگ نہ ہو جائیں اور کیلوں کو سخت نہ کرو تاکہ کڑی تنگ نہ ہو جائے، اسی لیے ﴿ لِتُحْصِنَكُمْ مِّنْۢ بَاْسِكُمْ ۚ ﴾ ''تاکہ تمھیں لڑائی (کے ضرر) سے بچائے۔'' یعنی جنگ میں تمھاری حفاظت کے کام آئے۔ ﴿ فَهَلْ اَنْتُمْ شٰكِرُوْنَ ۝80 ﴾ ''پس کیا تم شکر کرو گے؟'' یعنی اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں کا جن سے اس نے تمھیں سرفراز فرمایا ہے اور اس نے ان کے لیے اپنے بندے داود علیہ السلام کو الہام فرمایا اور اس نے انھیں تمھارے لیے بنایا تھا۔

سلیمان علیہ السلام کی بے مثال سلطنت: ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ عَاصِفَةً تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖٓ اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا ۭ وَكُنَّا بِكُلِّ شَيْءٍ عٰلِمِيْنَ ۝81 ﴾ ''اور (ہم نے تیز) ہوا سلیمان کے لیے (تابع فرمان کر دی) تھی جو ان کے حکم سے اس ملک (شام) میں چلتی تھی جس میں ہم نے برکت دی تھی اور ہم ہر چیز سے خبردار ہیں۔'' حضرت سلیمان علیہ السلام کا لکڑی کا ایک بہت بڑا تخت تھا جس پر امور مملکت سے متعلق تمام اشیاء گھوڑے، اونٹ، خیمے اور لشکر رکھ دیے جاتے تھے، پھر آپ ہوا کو حکم دیتے کہ وہ اسے اٹھائے تو وہ اس کے نیچے سے داخل ہو کر اسے اٹھا لیتی، اوپر لے جاتی اور اسے لے کر چلنا شروع کر دیتی اور اوپر سے گرمی سے بچانے کے لیے پرندوں کے جھنڈ سایہ فگن ہو جایا کرتے تھے اور اس طرح جہاں آپ جانا چاہتے تشریف لے جاتے، منزل مقصود پر پہنچ کر ہوا اس تخت کو زمین پر اتار دیتی اور اس سے ساز و سامان اور لشکر کو اتار دیا جاتا تھا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيْحَ تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖ رُخَاۗءً حَيْثُ اَصَابَ ۝ ﴾ (صٓ 38:36) ''پھر ہم نے ہوا کو ان کے زیر فرمان کر دیا کہ جہاں وہ پہنچنا چاہتے تو ان کے حکم سے نرم نرم چلنے لگتی۔'' اور فرمایا: ﴿ وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّرَوَاحُهَا شَهْرٌ ۚ ﴾ (سبأ 34:12) ''اور (ہم نے) ہوا سلیمان کے لیے (تابع کر دی تھی)، اس کی صبح کی منزل ایک مہینے کی راہ ہوتی اور شام کی منزل بھی مہینے بھر کی ہوتی۔''

① صحيح البخاري، فضائل القرآن، باب حسن الصوت بالقراءة للقرآن، حديث:5048 مختصرًا وصحيح مسلم، صلاة المسافرين وقصرها، باب استحباب تحسين الصوت بالقرآن، حديث: 793 وسنن النسائي، الافتتاح، باب تزيين القرآن بالصوت، حديث:1022 والسنن الكبرى للبيهقي، الصلاة، باب من جهربها إذا كان من حوله لايتأذى بقراءته:12/3، قوسین والے الفاظ نسائی کے مطابق ہیں، بخاری وغیرہ میں [أُوتِيتَ] مخاطب کا صیغہ ہے۔ ② تفسير الطبري: 72/17 .

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

وَاَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗٓ اَنِّيْ مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿83﴾ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ

اور (یاد کریں) ایوب کو جب اس نے اپنے رب کو پکارا کہ بے شک مجھے تکلیف پہنچی ہے، اور تو سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے ﴿83﴾

فَكَشَفْنَا مَا بِهٖ مِنْ ضُرٍّ وَّاٰتَيْنٰهُ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا

سو ہم نے اس کی دعا قبول کی پھر جو بھی تکلیف اسے تھی اس کو ہم نے دور کردیا اور ہم نے اسے اس کے اہل وعیال بھی دیے، اور اپنی طرف سے

وَذِكْرٰى لِلْعٰبِدِيْنَ ﴿84﴾

مہربانی کے لیے ان کے ساتھ اتنے ہی اور بھی عطا کیے، اور عبادت گزاروں کی نصیحت کے لیے ﴿84﴾

سلیمان علیہ السلام کے غوطہ خور اور انجینئر: فرمان الٰہی ہے: ﴿ وَمِنَ الشَّيٰطِيْنِ مَنْ يَّغُوْصُوْنَ لَهٗ ﴾ ''اور دیووں (کی جماعت کو بھی ان کے تابع کردیا تھا کہ ان) میں سے بعض ان کے لیے غوطے مارتے تھے۔'' یعنی پانی میں غوطہ مار کر موتی اور جواہرات نکالتے تھے ﴿ وَيَعْمَلُوْنَ عَمَلًا دُوْنَ ذٰلِكَ ﴾ ''اور اس کے سوا دوسرے کام بھی کرتے تھے۔'' جیسا کہ فرمایا: ﴿ وَالشَّيٰطِيْنَ كُلَّ بَنَّآءٍ وَّغَوَّاصٍ ۙ﴿37﴾ وَّاٰخَرِيْنَ مُقَرَّنِيْنَ فِي الْاَصْفَادِ ﴿38﴾ ﴾ (صٓ 38:37,38) ''اور دیووں کو بھی (ان کے زیر فرمان کیا) یہ سب عمارتیں بنانے والے اور غوطہ مارنے والے تھے اور دوسروں کو بھی جو زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے۔''

ارشاد الٰہی ہے: ﴿ وَكُنَّا لَهُمْ حٰفِظِيْنَ ﴿82﴾ ﴾ ''اور ہم ان کے نگہبان تھے۔'' یعنی اللہ تعالیٰ آپ کی حفاظت فرماتا تھا تاکہ شیاطین آپ کو کوئی تکلیف نہ پہنچا سکیں بلکہ ان میں سے ہر ایک آپ کے قبضہ وتسلط میں تھا، کوئی بھی آپ کے قریب آنے کی جرأت نہیں کرسکتا تھا بلکہ آپ ان کے بارے میں جو چاہتے فیصلہ فرماتے، جس کو چاہتے چھوڑ دیتے اور جس کو چاہتے اپنی قید میں رکھتے تھے، اسی لیے فرمایا: ﴿ وَّاٰخَرِيْنَ مُقَرَّنِيْنَ فِي الْاَصْفَادِ ﴿38﴾ ﴾ (صٓ 38:38) ''اور دوسروں کو بھی جو زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے۔''

تفسیر آیات: 84,83

ذکرِ ایوب علیہ السلام: اس مقام پر اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب علیہ السلام کے مال واولاد اور اپنے جسم وجان کے بارے میں آزمائش کا ذکر فرمایا ہے۔ آپ کے پاس بہت زیادہ چوپائے، مویشی، بہت بڑی کھیتی، کثیر اولاد اور نفیس مکانات تھے مگر آزمائش میں مبتلا ہونے کی وجہ سے یہ سارا اہل ومال جاتا رہا حتی کہ جسمانی آزمائش میں بھی مبتلا ہوگئے اور شہر کے ایک کونے میں تنہائی اختیار کرنے پر مجبور ہوگئے، ایک اپنی بیوی کے سوا اور کوئی خبر گیری کرنے والا نہ تھا، صرف وہی نیک بخت تھیں جو خدمت بجالاتی تھیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ آپ کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے مجبوراً لوگوں کے کام کاج بھی کرنے لگیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: [أَشَدُّ النَّاسِ بَلَاءً الْأَنْبِيَاءُ ثُمَّ الصَّالِحُونَ ، ثُمَّ الْأَمْثَلُ فَالْأَمْثَلُ] ''لوگوں میں سب سے زیادہ آزمائشیں انبیائے کرام علیہم السلام پر آتی ہیں، پھر نیک لوگوں پر اور پھر ان لوگوں پر جو درجہ بدرجہ ان کے زیادہ قریب ہوں۔''[1] اس حدیث

[1] المعجم الکبیر للطبرانی: 245,244/24، حدیث: 626 ومسند أحمد: 172/1، قوسین والے الفاظ طبرانی اور باقی حدیث مسند احمد کے مطابق ہے۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

میں ہے:[يُبْتَلَى الرَّجُلُ عَلَى (قَدْرِ) دِينِهِ، فَإِنْ كَانَ فِي دِينِهِ صَلَابَةٌ زِيدَ فِي بَلَائِهِ] ''آدمی کی آزمائش اس کے دین کے بقدر کی جاتی ہے، اگر اس کے دین میں پختگی ہو تو آزمائش میں اور اضافہ کر دیا جاتا ہے۔''①

صبر کا مظاہرہ: اللہ تعالیٰ کے نبی ایوب علیہ السلام حد درجہ صابر تھے حتی کہ صبر ایوب ضرب المثل ہے۔ یزید بن میسرہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جب ایوب علیہ السلام کی آزمائش کی اور ان کا اہل و مال اور اولاد سب کچھ چھن گیا اور کچھ بھی باقی نہ رہا تو انھوں نے اللہ تعالیٰ کا خوب احسن انداز میں ذکر کیا اور بارگاہِ الٰہی میں عرض کی: اے رب الارباب! میں تیری ہی تعریف کرتا ہوں، تو نے مجھ پر احسان فرمایا، مجھے مال واولاد سے نوازا حتی کہ دل کے ہر ہر حصے میں مال واولاد کی محبت رچ بس گئی تھی، اب جبکہ تو نے یہ سارا مال واولاد واپس لے لیا، ان کی محبت سے میرا دل خالی کر دیا ہے تو اب میرے اور تیرے درمیان کوئی چیز حائل نہیں ہے، تو نے میرے ساتھ جو کیا ہے اگر میرے دشمن ابلیس کو اس کا علم ہو جائے تو وہ مجھ سے حسد کرنے لگے۔ ابلیس کو حضرت ایوب علیہ السلام کی اس بات سے بہت پریشانی ہوئی۔ ایوب علیہ السلام نے بارگاہ الٰہی میں یہ بھی عرض کی: اے اللہ! تو نے مجھے مال واولاد عطا فرمایا لیکن میرے دروازے پر کبھی کوئی ایسا شخص کھڑا نہیں ہوا جس پر میں نے ظلم کیا ہو اور تجھے بھی اس بات کا خوب علم ہے، میرے لیے بستر بچھایا جاتا تو میں اپنے جی میں کہتا: اے میری جان! تجھے بستروں پر آرام کرنے کے لیے پیدا نہیں کیا گیا تو میں تیری رضا اور خوشنودی کے حصول کے لیے بستر ترک کر دیا کرتا تھا۔ اسے ابن ابوحاتم نے روایت کیا ہے۔②

ابن ابوحاتم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کو بیان کیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:[لَمَّا عَافَى اللّٰهُ أَيُّوبَ أَمْطَرَ عَلَيْهِ جَرَادًا مِّنْ ذَهَبٍ، فَجَعَلَ يَأْخُذُهُ بِيَدِهِ وَيَجْعَلُهُ فِي ثَوْبِهِ، فَقِيلَ لَهُ: يَا أَيُّوبُ! أَمَا تَشْبَعُ؟ قَالَ: (يَا رَبِّ!) وَمَنْ يَّشْبَعُ مِنْ (فَضْلِكَ وَ) رَحْمَتِكَ] ''اللہ تعالیٰ نے ایوب علیہ السلام کو جب عافیت عطا فرمادی تو اللہ تعالیٰ نے ان پر سونے کی مکڑی (ٹڈی) کی بارش نازل فرمائی، آپ انھیں ہاتھ سے پکڑ پکڑ کر کپڑے میں جمع کرنے لگے، آپ سے کہا گیا: اے ایوب! کیا آپ سیر نہیں ہوئے؟ آپ نے عرض کی: اے اللہ! آپ کے فضل اور رحمت سے کون سیر ہو سکتا ہے؟''③ اس حدیث کی اصل صحیحین میں ہے④ جو دوسری جگہ آ رہی ہے۔⑤

صبر کا پھل: ﴿وَاٰتَيْنٰهُ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ﴾ ''اور ان کو بال بچے بھی عطا فرمائے اور ان کے ساتھ اتنے ہی مزید

① مسند أحمد:172/1و180 . ② حلية الأولياء لأبي نعيم الأصفهاني:272/5، رقم:7095 وتفسير ابن أبي حاتم: 2459/8 والدر المنثور:589/4. ③ تفسير ابن أبي حاتم:2461/8 [فَضْلِكَ] کا اضافہ اس میں ہے جبکہ ابن کثیر میں نہیں ہے اسی طرح [يَارَبِّ!] مسند أحمد:304/2 میں ہے۔ ④ صحيح البخاري، الغسل، باب من اغتسل عريانا وحده في خلوة ......، حديث:279 وصحيح مسلم، الحيض، باب جواز الاغتسال عريانا في الخلوة، حديث:339 امام بخاری رحمہ اللہ نے حضرت موسیٰ اور حضرت ایوب علیہما السلام کے غسل کے واقعات کو ایک ہی سند سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے جبکہ صحیح مسلم میں اسی سند سے صرف حضرت موسیٰ کا واقعہ موجود ہے حضرت ایوب کا نہیں۔ اسی بنا پر امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ اس حدیث کی اصل صحیحین میں موجود ہے۔ ⑤ دیکھیے صٓ، آیات:41-44 کے ذیل میں۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِدْرِيْسَ وَذَا الْكِفْلِ ؕ كُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿85﴾ وَاَدْخَلْنٰهُمْ فِيْ رَحْمَتِنَا ؕ

اور اسمٰعیل اور ادریس اور ذوالکفل کو (یاد کریں) یہ سب صابر تھے ﴿85﴾ اور ہم نے انھیں اپنی رحمت میں داخل کیا،

اِنَّهُمْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿86﴾

بے شک وہ صالحین میں سے تھے ﴿86﴾

وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادٰى فِي الظُّلُمٰتِ

اور (یاد کریں) مچھلی والے (یونس) کو، جب وہ (اپنی قوم سے) ناراض ہو کر چلا گیا تھا سو اس نے سمجھا تھا کہ ہم اس پر ہرگز تنگی نہیں کریں گے، پھر اس

اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۗ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿87﴾ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۙ وَنَجَّيْنٰهُ

نے (ہمیں) اندھیروں میں پکارا کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو پاک ہے، بلاشبہ میں ہی ظالموں میں سے ہوں ﴿87﴾ پھر ہم نے اس کی دعا قبول کی،

مِنَ الْغَمِّ ؕ وَكَذٰلِكَ نُـْۨجِي الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿88﴾

اور ہم نے اسے غم سے نجات دی، اور ہم اسی طرح مومنوں کو نجات دیتے ہیں ﴿88﴾

(بخشے۔) ''ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بعینہ ان کے وہی بال بچے لوٹا دیے گئے تھے۔ عوفی نے بھی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسی طرح روایت کیا ہے۔[1] ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور مجاہد سے اسی طرح روایت ہے اور حسن اور قتادہ کا بھی یہی قول ہے۔[2] مجاہد کہتے ہیں کہ آپ سے کہا گیا تھا کہ اے ایوب! تمھارا بال بچہ جنت میں ہے، اگر چاہو تو ہم انھی کو عطا فرما دیتے ہیں، حضرت ایوب نے جواب دیا: اے اللہ! انھیں جنت ہی میں رہنے دو، پس انھیں جنت میں رہنے دیا گیا اور دنیا میں ان کے بدلے میں اور بال بچے عطا فرما دیے گئے۔[3] ﴿ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا ﴾ ''اپنی مہربانی سے۔'' یعنی ہم نے اپنی طرف سے رحمت کرتے ہوئے ان کے ساتھ ایسا کیا۔ ﴿ وَذِكْرٰى لِلْعٰبِدِيْنَ ﴿84﴾ ﴾ ''اور عبادت کرنے والوں کے لیے (یہ) نصیحت ہے۔'' یعنی اس بارے میں ہم نے انھیں اسوہ بنا دیا تا کہ آزمائش میں مبتلا ہونے والے یہ گمان نہ کریں کہ ہم ان کے ساتھ یہ معاملہ اس لیے کرتے ہیں کہ وہ ہماری نظروں میں کم تر ہیں اور اس لیے بھی کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیش آنے والی تقدیر اور آزمائش میں صبر ایوب کو پیش نظر رکھیں اور اس بات کو کبھی بھی فراموش نہ کریں کہ اللہ تعالیٰ کا ہر کام حکمت سے پُر ہے۔

تفسیر آیات: 86,85

اسماعیل، ادریس اور ذوالکفل علیہم السلام کا ذکر: اسماعیل سے مراد حضرت اسماعیل بن حضرت ابراہیم علیہما السلام ہیں اور آپ کا ذکر قبل ازیں سورۂ مریم میں گزر چکا ہے۔[4] اس طرح ادریس علیہ السلام کا ذکر بھی سورۂ مریم میں ہو چکا ہے۔[5] ذوالکفل کے بارے میں کلام کے سیاق سے بظاہر یوں معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھی اللہ کے نبی تھے کیونکہ انبیائے کرام کے ساتھ ملا کر ان کا تذکرہ نبی ہونے کی بنا پر ہے جبکہ بعض لوگوں نے یہ کہا ہے کہ ذوالکفل نبی نہیں بلکہ ایک صالح شخص، عادل بادشاہ اور منصف حکمران تھے جبکہ

[1] تفسیر الطبری: 95/17. [2] تفسیر الطبری: 96,95/17. [3] الدر المنثور: 591/4 وتفسیر الطبری: 95/17. [4] دیکھیے مریم، آیات: 55,54. [5] دیکھیے مریم، آیات: 57,56.

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

امام ابن جریر نے اس بارے میں توقف سے کام لیا ہے اور کسی رائے کا اظہار نہیں کیا۔[1] وَاللّٰهُ أَعْلَمُ.

تفسیر آیات: 88,87

یونس علیہ السلام کا ذکر: اس قصے کو اس مقام کے علاوہ سورۂ صافات اور سورۂ قلم میں بھی بیان کیا گیا ہے۔[2] یونس علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے نینویٰ نامی ایک بستی کے لوگوں کی طرف مبعوث فرمایا تھا اور یہ سرزمین مَوصِل کی ایک بستی تھی، آپ نے انھیں اللہ تعالیٰ کے دین کی دعوت دی مگر انھوں نے اسے قبول کرنے سے انکار کرتے ہوئے اپنے کفر پر اصرار کیا، حضرت یونس علیہ السلام ناراض ہو کر ان کے پاس سے چلے گئے اور وعدہ کر گئے کہ تین دن بعد اللہ تعالیٰ کا عذاب آ جائے گا۔ جب ان لوگوں کو یہ بات ثابت ہوگئی اور وہ سمجھ گئے کہ نبی جھوٹ نہیں بولا کرتے تو وہ اپنے بچوں، چوپایوں اور مویشیوں کو لے کر صحرا کی طرف نکل گئے، انھوں نے ماؤں اور ان کے بچوں کو الگ الگ کر دیا اور پھر عزوجل کے حضور الحاح وزاری کی، اونٹ اور ان کے بچے بلبلانے لگے، گائیں اور ان کے بچے ڈکرانے لگے اور بھیڑ بکریاں اور ان کے بچے ممیانے لگے تو اللہ تعالیٰ نے ان سے عذاب کو دور فرما دیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ اٰمَنَتْ فَنَفَعَهَآ اِيْمَانُهَآ اِلَّا قَوْمَ يُوْنُسَ ؕ لَمَّآ اٰمَنُوْا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ ۝ ﴾ (یونس 10:98) ''تو کوئی بستی ایسی کیوں نہ ہوئی کہ ایمان لاتی تو اس کا ایمان اسے نفع دیتا، ہاں یونس کی قوم! کہ جب ایمان لائی تو ہم نے دنیا کی زندگی میں ان سے ذلت کا عذاب دور کر دیا اور ایک مدت تک (فوائد دنیاوی سے) ان کو بہرہ مند رکھا۔''

یونس علیہ السلام کا کشتی میں سوار ہونا: یونس علیہ السلام جا کر کچھ لوگوں کے ساتھ ایک کشتی میں سوار ہو گئے، وہ کشتی ڈگمگانے لگی اور لوگوں کو غرق ہونے کا خطرہ پیدا ہو گیا تو انھوں نے قرعہ اندازی کی کہ ایک آدمی کو کشتی سے نکال دیں تاکہ اس کا بوجھ ہلکا ہو جائے، قرعے میں یونس علیہ السلام کا نام نکلا مگر انھوں نے آپ کو کشتی سے نکالنے سے انکار کر دیا، انھوں نے دوبارہ قرعہ اندازی کی تو پھر بھی آپ کا نام نکلا حتی کہ جب تیسری بار قرعہ اندازی کی تو پھر بھی آپ ہی کا نام نکلا، ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِيْنَ ۝ ﴾ (الصّٰفّٰت 37:141) ''پس قرعہ ڈالا تو وہ مغلوب ہو گیا۔''

مچھلی کا نگلنا: قرعہ ان کے نام نکل آیا، یہ دیکھ کر یونس علیہ السلام کھڑے ہو گئے، انھوں نے کپڑے اتارے اور دریا میں چھلانگ لگا دی اور بقول حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے بحر اخضر[3] سے ایک مچھلی کو بھیجا جو دریاؤں کے پانی کو پھاڑتی ہوئی

[1] تفسیر الطبری: 100/17. [2] دیکھیے الصّٰفّٰت، آیات: 139-148 والقلم، آیات: 48-50. [3] بحرِ محیط یا بحرِ اخضر: یہاں بحرِ اخضر سے مراد بحرِ محیط ہے جس میں بحیرۂ روم بھی شامل ہے۔ یاقوت حموی لکھتے ہیں: ''دنیا کے تمام بحور، سوائے بحیرۂ خزر (کیسپین) کے بحرِ محیط سے نکلے ہیں۔ ارسطو نے اپنے رسالے بیت الذهب میں اس کا نام ''اوقیانوس'' لکھا۔ دوسرے اسے بحرِ اخضر کا نام دیتے ہیں۔ اس سمندر نے دنیا کا احاطہ کر رکھا ہے۔ مشرق میں بحرِ ہند، بحیرۂ چین، بحر فارس (خلیج فارس)، بحر یمن (بحیرۂ عرب)، بحرِ زنج (بحرِ ہند) اس میں شامل ہیں۔ اس کا دوسرا حصہ بحرِ مغرب (بحیرۂ روم) ہے جو بلاد بربر (المغرب)، اندلس، افریقیہ، مصر، شام اور قسطنطنیہ کے مابین گھرا ہُوا ہے۔ بحرِ مغرب کے دیگر نام بحر اندلس، بحر اسکندریہ، بحر شام، بحر قسطنطنیہ، بحر افرنج (موجودہ بحر اوقیانوس) اور بحیرۂ رُوم ہیں۔''

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

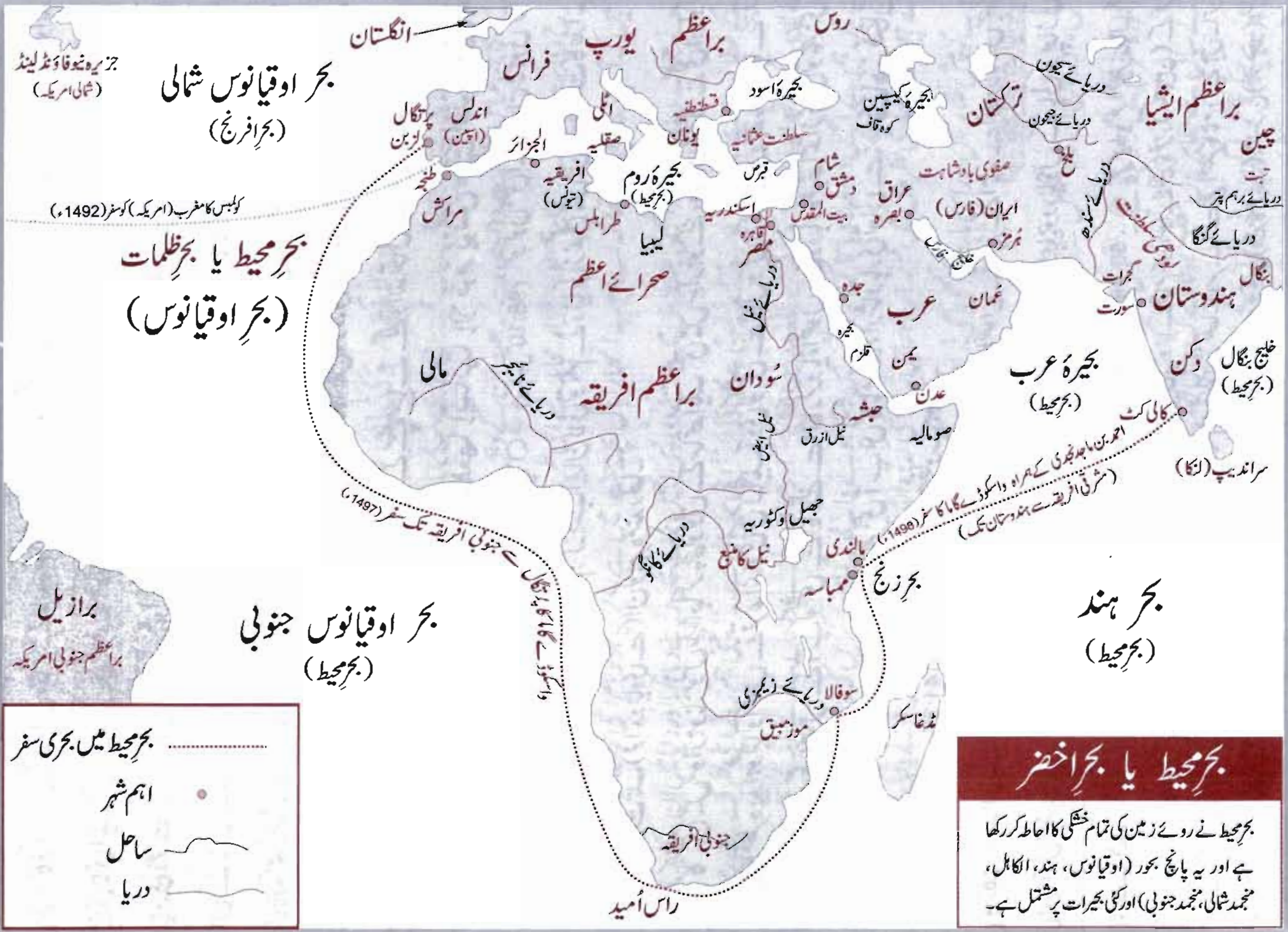

بحرِ محیط میں بحری سفر

اہم شہر

ساحل

دریا

بحرِ محیط یا بحرِ اخضر

بحرِ محیط نے روئے زمین کی تمام خشکی کا احاطہ کر رکھا ہے اور یہ پانچ بحور (اوقیانوس، ہند، الکاہل، منجمد شمالی، منجمد جنوبی) اور کئی بحیرات پر مشتمل ہے۔

www.KitaboSunnat.com

”محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

پہنچی اور اس نے اس وقت یونس علیہ السلام کو نگل لیا جب انھوں نے کشتی سے چھلانگ لگائی تھی، اللہ تعالیٰ نے اس مچھلی کی طرف وحی نازل فرمائی تھی کہ تو نے یونس کے گوشت کو نہیں کھانا اور ان کی ہڈی کو نقصان نہیں پہنچانا کیونکہ یونس تیرے لیے رزق نہیں ہے بلکہ تیرا پیٹ اس کے لیے محض قید خانہ ہے۔[1]

فرمان الٰہی ہے: ﴿ وَذَا النُّوْنِ ﴾ یعنی مچھلی والے (کو یاد کرو۔) اسی لیے ذَا النون کی طرف اضافت صحیح ہے۔[2] فرمان الٰہی ہے: ﴿ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ ﴾ ''جب وہ (اپنی قوم سے ناراض ہوکر) غصے کی حالت میں چل دیے تو اس نے خیال کیا کہ ہم ان پر تنگی نہیں کریں گے۔'' یعنی مچھلی کے پیٹ میں ہم ان پر تنگی نہیں کریں گے، ابن عباس رضی اللہ عنہما، مجاہد، ضحاک اور دیگر مفسرین سے اسی طرح مروی ہے۔ ابن جریر نے بھی اس قول کو اختیار کیا اور حسب ذیل ارشاد باری تعالیٰ کو بطور دلیل پیش کیا گیا ہے: ﴿ وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهٗ فَلْيُنْفِقْ مِمَّآ اٰتٰىهُ اللّٰهُ ۭ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا مَآ اٰتٰىهَا ۭ سَيَجْعَلُ اللّٰهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُّسْرًا ۝ ﴾ (الطلاق 7:65) ''اور جس کے رزق میں تنگی ہو جتنا اللہ نے اس کو دیا ہے تو وہ اس میں سے خرچ کرے، اللہ کسی کو تکلیف نہیں دیتا مگر اسی کے مطابق جو اس کو دیا ہے اور اللہ عنقریب تنگی کے بعد کشائش بخشے گا۔''[3]

یونس علیہ السلام کی مچھلی کے پیٹ میں تسبیح: ارشاد الٰہی ہے: ﴿ فَنَادٰى فِي الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ڰ اِنِّىْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ ﴾ ''آخر اندھیروں میں (اللہ کو) پکارنے لگے کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو پاک ہے بے شک میں قصور وار ہوں۔''

ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مچھلی کے پیٹ کا اندھیرا، دریا کا اندھیرا اور رات کا اندھیرا تھا، اسی وجہ سے یہاں ظُلُمات جمع کا لفظ لایا گیا ہے۔[4] ابن عباس رضی اللہ عنہما، عمرو بن میمون، سعید بن جبیر، محمد بن کعب، ضحاک، حسن اور قتادہ سے بھی اسی طرح مروی ہے۔[5] سالم بن ابو جعد کہتے ہیں کہ مچھلی کے پیٹ کا اندھیرا، اور پھر دریا کا اندھیرا تھا۔[6] ابن مسعود اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ مچھلی دریا کو چیرتی ہوئی انھیں لے کر پیندے میں چلی گئی، یونس علیہ السلام نے دریا کے پیندے میں کنکریوں کی تسبیح کی آواز سنی تو انھوں نے بھی یہ تسبیح پڑھنا شروع کر دی: ﴿ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ڰ اِنِّىْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ ﴾ ''تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں، تو پاک ہے (اور) بے شک میں قصور وار ہوں۔''[7] عوف اَعرابی نے کہا ہے کہ یونس علیہ السلام جب مچھلی کے پیٹ میں چلے گئے تو انھوں نے خیال کیا شاید وہ فوت ہو گئے ہیں، پھر انھوں نے اپنے دونوں پاؤں کو ہلایا، جب وہ

◄ (معجم البلدان: 344/1-345) یاد رہے ارسطو نے دنیا کے عظیم تر سمندر (بحرِ محیط) کا نام اوقیانوس (Okeanos) رکھا تھا جسے انگریزی میں Ocean (بحر) کہا گیا، تاہم آج کل ''اوقیانوس'' صرف اس سمندر کو کہا جاتا ہے جسے عرب ''بحرِظلمات'' کا نام دیتے تھے جو یورپ اور افریقہ کے مغرب میں واقع ہے۔ اور ان دنوں یورپی زبانوں میں اسے Atlantic Ocean (بحرِ اوقیانوس) کا نام دیا جاتا ہے جبکہ عرب اسے المحیط الأطلنطی کہتے ہیں۔ (محسن فارانی) ① ملخص از تفسیر ابن أبی حاتم: 2463/8، 2464 عن ابن عباس رضی اللہ عنہما.

② ذُو کی اضافت ایسے اسم کی طرف ہوتی ہے جو جنس پر دال ہو، النون بمعنی ''الحوت'' ہے جو جنس پر دال ہے، اسی لیے یہاں ذَا کی اضافت اس کی طرف درست ہے۔ ③ تفسیر الطبری: 103/17-105. ④ تفسیر القرطبی: 333/11. ⑤ تفسیر الطبری: 105/17، 106. ⑥ تفسیر الطبری: 106/17. ⑦ تفسیر ابن أبی حاتم: 3228/10 و تفسیر القرطبی: 333/11.

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

ہلنے لگے تو انھوں نے اپنی جگہ سجدہ کیا اور اللہ تعالیٰ کو پکارتے ہوئے عرض کی: اے میرے رب! میں نے ایسی جگہ سجدہ کیا ہے، جہاں آج تک کسی نے سجدہ نہیں کیا تھا۔[1]

مشکلات میں یہ دعا کریں: ارشاد الٰہی ہے: ﴿ فَاسۡتَجَبۡنَا لَهٗ ۙ وَنَجَّيۡنٰهُ مِنَ الۡغَمِّ ؕ ﴾ ''تو ہم نے ان کی دعا قبول کر لی اور ان کو غم سے نجات بخشی۔'' یعنی انھیں مچھلی کے پیٹ اور مختلف اندھیروں سے باہر نکال دیا۔ ﴿ وَكَذٰلِكَ نُـۨجِى الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ﴿۸۸﴾ ﴾ ''اور ہم ایمان والوں کو اسی طرح نجات دیا کرتے ہیں۔'' جب وہ شدائد و مشکلات میں مبتلا ہوں اور ہماری طرف رجوع کر کے ہم سے دعا کریں، خصوصاً جب مشکل حالات میں یہ دعا کریں۔ سید الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے بھی اس دعا کی ترغیب دی ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ نے سعد بن ابو وقاص رضی اللہ عنہ کی روایت کو بیان کیا ہے کہ میں مسجد میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرا تو میں نے آپ کو سلام کیا، انھوں نے آنکھیں بھر کر مجھے دیکھا مگر میرے سلام کا جواب نہ دیا، میں امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا، میں نے عرض کی: امیر المومنین! کیا اسلام میں کوئی نئی چیز پیدا ہو گئی ہے؟ میں نے دوبارہ یہ عرض کی، آپ نے فرمایا: نہیں، کیا بات ہے؟ میں نے عرض کی: نہیں کوئی بات نہیں، البتہ میں ابھی ابھی مسجد میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرا، میں نے انھیں سلام کیا، انھوں نے مجھے آنکھیں بھر کر دیکھا مگر میرے سلام کا جواب نہ دیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پیغام بھیج کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا کہ آپ نے اپنے بھائی کے سلام کا جواب کیوں نہ دیا۔ انھوں نے جواب دیا: نہیں، ایسی کوئی بات نہیں، سعد کہتے ہیں کہ میں نے کہا: کیوں نہیں! حتی کہ انھوں نے بھی قسم کھائی اور میں نے بھی قسم کھائی، راوی کہتے ہیں کہ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بات یاد آئی تو انھوں نے اللہ تعالیٰ سے توبہ و استغفار کی اور کہا: ہاں، آپ کا ابھی ابھی میرے پاس سے گزر ہوا تھا اور میں اس وقت اپنے دل میں ایک بات سوچ رہا تھا جسے میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا، اللہ کی قسم! میں جب بھی اس بات کو یاد کرتا ہوں تو میری آنکھوں اور دل پر پردہ چھا جاتا ہے۔

سعد کہتے ہیں: میں نے عرض کی کہ میں وہ بات بتاتا ہوں، رسول اللہ ﷺ نے ہمارے سامنے اول دعا کا ذکر فرمایا، پھر ایک اعرابی آیا اور اس نے آپ کو مشغول کر دیا حتی کہ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو گئے، میں بھی آپ کے پیچھے پیچھے ہو لیا، جب مجھے یہ خدشہ لاحق ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کاشانۂ نبوت کے اندر تشریف لے جائیں گے تو میں نے زمین پر اپنا پاؤں مارا، رسول اللہ ﷺ نے میری طرف التفات کرتے ہوئے فرمایا: [مَنْ هٰذَا، أَبُو إِسْحَاقَ؟] ''کون ہیں، ابواسحٰق ہیں'' میں نے عرض کی: ہاں، اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: [فَمَهْ؟] ''کیا بات ہے؟'' میں نے عرض کی: نہیں اللہ کی قسم! کوئی بات نہیں، البتہ آپ نے دعا کا ذکر فرمایا تھا، پھر وہ اعرابی آ گیا اور اس نے آپ کو مشغول کر دیا۔ آپ نے فرمایا: [نَعَمْ، دَعْوَةُ ذِي النُّونِ، إِذْ هُوَ فِي بَطْنِ الْحُوتِ: ﴿ لَّاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنۡتَ سُبۡحٰنَكَ ‌ۖ اِنِّىۡ كُنۡتُ مِنَ الظّٰلِمِيۡنَ ﴿۸۷﴾ ﴾ فَإِنَّهُ لَمْ يَدْعُ

[1] تفسیر الطبری: 107,106/17.

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

وَزَكَرِيَّآ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ رَبِّ لَا تَذَرْنِيْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْوٰرِثِيْنَ ﴿89﴾ فَاسْتَجَبْنَا

اور (یاد کریں) زکریا کو، جب اس نے اپنے رب کو پکارا تھا: اے میرے رب! تو مجھے اکیلا نہ چھوڑ، اور تو ہی بہترین وارث ہے ﴿89﴾ پھر ہم نے اس

لَهٗ ز وَوَهَبْنَا لَهٗ يَحْيٰى وَاَصْلَحْنَا لَهٗ زَوْجَهٗ ط اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ

کی دعا قبول کی، اور ہم نے اسے یحییٰ عطا کیا، اور ہم نے اس کے لیے اس کی بیوی کو درست کر دیا، بے شک وہ (انبیاء علیہم السلام) نیکیوں میں جلدی کرتے

وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا ط وَكَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ ﴿90﴾

اور ہمیں رغبت اور ڈر سے پکارتے تھے، اور وہ ہمارے لیے ہی عجز و انکسار کرنے والے تھے ﴿90﴾

بِهَا مُسْلِمٌ رَّبَّهٗ فِي شَيْءٍ قَطُّ اِلَّا اسْتَجَابَ لَهٗ] ''ہاں، مچھلی والے پیغمبر کی دعا جو انھوں نے مچھلی کے پیٹ میں کی تھی: ''تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو پاک ہے (اور) بے شک میں قصوروار ہوں۔'' جو مسلمان اپنے رب سے کسی بھی چیز کے بارے میں یہ دعا کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی دعا کو ضرور شرف قبولیت سے نوازتا ہے۔''[1] اسے امام ترمذی نے اور نسائی نے عمل الیوم واللیلة میں روایت کیا ہے۔[2]

ابن ابو حاتم نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی روایت کو بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: [مَنْ دَعَا بِدُعَاءِ يُونُسَ اسْتُجِيبَ لَهٗ] ''جس نے یونس علیہ السلام کی دعا مانگی اس کے لیے قبول کی جائے گی۔'' ابوسعید کہتے ہیں کہ آپ کا اشارہ اس ارشاد باری تعالیٰ کی طرف ہے: ﴿ وَكَذٰلِكَ نُـْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿88﴾ ﴾ ''اور ہم ایمان والوں کو اسی طرح نجات دیا کرتے ہیں۔''[3]

تفسیر آیات: 90,89

زکریا و یحییٰ علیہما السلام کا ذکر: اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے حضرت زکریا علیہ السلام کا ذکر کیا ہے کہ انھوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ وہ انھیں بیٹا عطا فرمائے جو ان کے بعد نبی ہو، یہ قصہ سورۂ مریم کے آغاز میں تفصیل کے ساتھ بیان ہو چکا ہے، نیز سورۂ آلِ عمران میں بھی،[4] یہاں قدرے اختصار کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ ﴿ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ ﴾ ''جب انھوں نے اپنے پروردگار کو پکارا۔'' یعنی اپنی قوم سے چھپ کر ﴿ رَبِّ لَا تَذَرْنِيْ فَرْدًا ﴾ ''میرے پروردگار! مجھے اکیلا نہ چھوڑ'' کہ میرا کوئی بیٹا اور وارث ہی نہ ہو جو میرے بعد لوگوں میں میرا جانشین قرار پائے۔ ﴿ وَاَنْتَ خَيْرُ الْوٰرِثِيْنَ ﴿89﴾ ﴾ ''اور تو تو سب سے بہتر وارث ہے۔'' یہ سوال کے مناسب حال دعا اور ثنا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَوَهَبْنَا لَهٗ يَحْيٰى وَاَصْلَحْنَا لَهٗ زَوْجَهٗ ﴾ ''تو ہم نے ان کی پکار سن لی اور ان کو یحییٰ بخشا اور ان کی بیوی کو اولاد کے قابل بنا دیا۔'' ابن عباس رضی اللہ عنہما، مجاہد اور سعید بن جبیر کا قول ہے کہ آپ کی بیوی بانجھ اور اولاد نہیں جنتی تھی مگر اللہ کے حکم سے اب ان کے ہاں بیٹا پیدا ہو گیا۔[5]

فرمان الٰہی ہے: ﴿ اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ ﴾ ''بلاشبہ یہ لوگ خیر و بھلائی (کے کاموں) میں جلدی کرتے

[1] مسند أحمد: 170/1. [2] جامع الترمذي، الدعوات، باب في دعوة ذي النون......، حديث: 3505 و السنن الكبرى للنسائي، عمل اليوم والليلة، ذكر دعوة ذي النون: 168/6، حديث: 10492,10491. [3] تفسير ابن أبي حاتم: 2465/8.
[4] دیکھیے مریم، آیات: 1-15 و آل عمران، آیات: 37-41. [5] تفسير الطبري: 109/17.

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

وَالَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهَا مِنْ رُّوْحِنَا وَجَعَلْنٰهَا وَابْنَهَآ اٰيَةً

اور اس عورت کو (یاد کریں) جس نے اپنی شرم گاہ کی حفاظت کی تھی، پھر ہم نے اس میں اپنی روح پھونک دی، اور اسے اور اس کے بیٹے (عیسیٰ) کو اہل

لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿91﴾

عالم کے لیے (عظیم) نشانی بنا دیا﴿91﴾

تھے۔'' یعنی نیک اعمال سر انجام دیتے اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت بجالاتے تھے۔ ﴿ وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا ۭ ﴾ ''اور ہمیں امید اور خوف سے پکارتے تھے۔'' ثوری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس جو کچھ ہے اس کی امید میں اور ہمارے عذاب کے خوف سے وہ ہمیں پکارتے تھے۔[1] ﴿ وَكَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ ﴿90﴾ ﴾ ''اور ہمارے آگے عاجزی کرنے والے تھے۔'' علی بن ابو طلحہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو نازل فرمایا ہے اس کی وہ تصدیق کیا کرتے تھے۔[2] مجاہد کہتے ہیں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ سچے مومن تھے۔[3] ابو عالیہ کہتے ہیں کہ وہ ہم سے ڈرتے تھے۔[4] ابو سنان کہتے ہیں کہ خشوع اس خوف کو کہتے ہیں جو ہمیشہ دل میں رہے اور اس سے کبھی بھی الگ نہ ہو۔[5] مجاہد کہتے ہیں کہ ﴿ خٰشِعِيْنَ ﴿90﴾ ﴾ کے معنی عاجزی کرنے والے ہیں،[6] حسن، قتادہ اور ضحاک کا قول ہے کہ اس کے معنی اللہ تعالیٰ کے آگے عجز وانکسار کرنے والے ہیں۔[7] یہ تمام اقوال قریب المعنی ہیں۔

تفسیر آیت: 91

عیسیٰ اور مریم صدیقہ علیہما السلام کا ذکر: اللہ تعالیٰ مریم اور ان کے بیٹے عیسیٰ علیہ السلام کے قصے کو زکریا اور ان کے بیٹے یحییٰ علیہ السلام کے قصے کے ساتھ ملا کر اس طرح بیان فرماتا ہے کہ پہلے زکریا علیہ السلام کے قصے کو بیان کرتا ہے اور پھر اس کے بعد مریم کے قصے کو کیونکہ ان دونوں قصوں کا آپس میں گہرا ربط ہے، اس لیے کہ زکریا علیہ السلام کے قصے میں یہ بات بیان کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک بے حد بوڑھے انسان اور ان کی بے حد بڑھیا اور بانجھ بیوی کے ہاں بیٹا پیدا فرمایا، حالانکہ ان کے ہاں تو عالم شباب میں بھی اولاد پیدا نہ ہوئی تھی، پھر اس کے بعد قصۂ مریم کو بیان کیا ہے اور وہ اس سے بھی زیادہ تعجب انگیز ہے کہ اس میں محض ایک عورت سے مرد کے ملاپ کے بغیر بچے کے پیدا کرنے کا ذکر ہے۔ سورۂ آل عمران اور سورۂ مریم میں اور پھر یہاں بھی ان دونوں واقعات کو ایک دوسرے کے بعد بیان کیا گیا ہے۔ ﴿ وَالَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا ﴾ ''اور ان کو (بھی یاد کرو) جنھوں نے اپنی شرم گاہ کو محفوظ رکھا۔'' یعنی مریم علیہا السلام کو جیسا کہ سورۂ تحریم میں فرمایا: ﴿ وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرٰنَ الَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهِ مِنْ رُّوْحِنَا ﴾ (التحریم 12:66) ''اور عمران کی بیٹی مریم جنھوں نے اپنی شرم گاہ کو محفوظ رکھا تو ہم نے اس میں اپنی روح پھونک دی۔''

---

[1] تفسیر الثوری:204/1 (CD). [2] تفسیر الطبری:372/1. [3] تفسیر الطبری:372/1. [4] تفسیر الطبری:372/1.
[5] تفسیر البغوی:315/3 عن مجاهد والدرالمنثور:601/4. [6] الدرالمنثور:601/4. [7] تفسیر البغوی: 315/3 والدر المنثور:601/4.

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

إِنَّ هَٰذِهِۦٓ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَٰحِدَةً وَأَنَا۠ رَبُّكُمْ فَٱعْبُدُونِ ﴿92﴾ وَتَقَطَّعُوٓا۟ أَمْرَهُم بَيْنَهُمْ ۖ

بلاشبہ یہ تمھارا دین ایک ہی دین ہے اور میں تمھارا رب ہوں، پس تم میری ہی عبادت کرو﴿92﴾ اور انھوں نے اپنا معاملہ باہم ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا،

كُلٌّ إِلَيْنَا رَٰجِعُونَ ﴿93﴾ فَمَن يَعْمَلْ مِنَ ٱلصَّٰلِحَٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهِۦ وَإِنَّا

(بالآخر) سب ہماری ہی طرف لوٹنے والے ہیں﴿93﴾ پس جو بھی نیک عمل کرے اور وہ مومن (بھی) ہو تو اس کی کوشش کی ناقدری نہ ہوگی اور

لَهُۥ كَٰتِبُونَ ﴿94﴾

بے شک ہم اس کے لیے (اس کے اعمال) لکھنے والے ہیں﴿94﴾

فرمان الٰہی ہے: ﴿وَجَعَلْنَٰهَا وَٱبْنَهَآ ءَايَةً لِّلْعَٰلَمِينَ ﴿91﴾﴾ ”اور ہم نے ان کو اور ان کے بیٹے کو جہانوں کے لیے نشانی بنا دیا۔“ اس بات کی نشانی کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے اور وہ جو چاہے پیدا فرما سکتا ہے۔ ﴿إِنَّمَآ أَمْرُهُۥٓ إِذَآ أَرَادَ شَيْـًٔا أَن يَقُولَ لَهُۥ كُن فَيَكُونُ ○﴾ (یٰسٓ 82:36) ”اس کی شان یہ ہے کہ جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اسے کہہ دیتا ہے کہ ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے۔“ اور یہ آیت کریمہ اس طرح ہے جیسا کہ فرمایا: ﴿وَلِنَجْعَلَهُۥٓ ءَايَةً لِّلنَّاسِ﴾ (مریم 21:19) ”اور تاکہ ہم اس کو لوگوں کے لیے (اپنی طرف سے) نشانی بنائیں۔“

تفسیر آیات:92-94

سب لوگ ایک امت ہیں: ابن عباس رضی اللہ عنہما، مجاہد، سعید بن جبیر، قتادہ اور عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم رحمہم اللہ ارشاد باری تعالیٰ: ﴿إِنَّ هَٰذِهِۦٓ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَٰحِدَةً﴾ ”بلاشبہ یہ تمھاری جماعت ایک ہی جماعت ہے“ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ تم سب کا دین ایک ہے۔[1] امام حسن بصری رحمہ اللہ اس آیت کریمہ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے سب لوگوں کے لیے بیان فرما دیا ہے کہ انھوں نے کن باتوں سے اجتناب کرنا ہے اور کن کو بجا لانا ہے اور پھر جو یہ فرمایا ہے: ﴿إِنَّ هَٰذِهِۦٓ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَٰحِدَةً﴾ تو اس کے معنی یہ ہیں کہ تم سب کا طریقہ ایک ہے۔[2] ﴿هَٰذِهِۦ﴾، ﴿إِنَّ﴾ کا اسم اور ﴿أُمَّتُكُمْ﴾، ﴿إِنَّ﴾ کی خبر ہے، یعنی یہ ہے تمھاری وہ شریعت جسے میں نے تمھارے سامنے واضح اور صاف صاف طور پر بیان فرما دیا ہے۔ اور فرمان الٰہی: ﴿أُمَّةً وَٰحِدَةً﴾ حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہے، اس لیے فرمایا: ﴿وَأَنَا۠ رَبُّكُمْ فَٱعْبُدُونِ ﴿92﴾﴾ ”اور میں تمھارا پروردگار ہوں تو تم میری ہی عبادت کیا کرو۔“ جیسا کہ فرمایا: ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلرُّسُلُ كُلُوا۟ مِنَ ٱلطَّيِّبَٰتِ وَٱعْمَلُوا۟ صَٰلِحًا ۖ إِنِّى بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ ○ وَإِنَّ هَٰذِهِۦٓ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَٰحِدَةً وَأَنَا۠ رَبُّكُمْ فَٱتَّقُونِ ○﴾ (المؤمنون 52,51:23) ”اے پیغمبرو! پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور نیک عمل کرو، جو عمل تم کرتے ہو میں ان سے خوب واقف ہوں اور یہ تمھاری جماعت (حقیقت میں) ایک ہی جماعت ہے اور میں تمھارا پروردگار ہوں سو مجھ ہی سے ڈرو۔“

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [وَالْأَنْبِيَاءُ إِخْوَةٌ لِّعَلَّاتٍ، أُمَّهَاتُهُمْ شَتّٰى وَدِينُهُمْ وَاحِدٌ] ”انبیاء علاتی بھائیوں (جو ایک

① تفسیر الطبری:112/17 وتفسیر ابن أبی حاتم:2466/8 والدر المنثور:602/4 ومجموعة الفتاوٰی لابن تیمیة:327/14.

② مجموعة الفتاوٰی لابن تیمیة:327/14.

”محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

وَحَرٰمٌ عَلٰى قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَآ اَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ﴿95﴾ حَتّٰٓى اِذَا فُتِحَتْ يَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ

اور ہر بستی جسے ہم نے ہلاک کیا ہے اس پر لازم ہے کہ بلاشبہ وہ (اس کے باشندے دنیا کی طرف) نہیں لوٹیں گے ﴿95﴾ حتی کہ جب یاجوج اور ماجوج

وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ ﴿96﴾ وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ فَاِذَا هِيَ شَاخِصَةٌ اَبْصَارُ الَّذِيْنَ

کھول دیے جائیں گے اور وہ ہر بلندی سے تیزی سے (دوڑتے) آئیں گے ﴿96﴾ اور سچا وعدہ (یوم قیامت) قریب آپہنچے گا، تب کافروں کی آنکھیں کھلی

كَفَرُوْا ؕ يٰوَيْلَنَا قَدْ كُنَّا فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا بَلْ كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿97﴾

کی کھلی رہ جائیں گی، (اور وہ کہیں گے:) ہائے ہماری کم بختی! یقیناً ہم اس (وعدے) سے غفلت میں رہے، بلکہ ہم ہی ظالم تھے ﴿97﴾

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [وَالْأَنْبِيَاءُ إِخْوَةٌ لِّعَلَّاتٍ، أُمَّهَاتُهُمْ شَتّٰى وَدِينُهُمْ وَاحِدٌ] ''انبیاء علاتی بھائیوں (جو ایک باپ اور مختلف ماؤں کی اولاد ہوں) کی طرح ہیں کہ ان کی مائیں (شریعتیں) مختلف ہیں اور دین ایک ہے۔''[1] انبیائے کرام کی تمام متنوع شریعتوں سے مقصود اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت ہی ہے جیسا کہ فرمایا: ﴿لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا ؕ﴾ ''ہم نے تم میں سے ہر ایک (امت) کے لیے ایک دستور اور طریقہ مقرر کیا ہے۔'' (المآئدۃ 5:48)

فرمان الٰہی ہے: ﴿وَتَقَطَّعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ ؕ﴾ ''اور (یہ) لوگ اپنے معاملے میں باہم متفرق ہو گئے۔'' یعنی امتوں نے اپنے رسولوں سے اختلاف کیا، ان میں سے کچھ لوگوں نے ان کی تصدیق اور کچھ نے تکذیب کی، اسی لیے فرمایا: ﴿كُلٌّ اِلَيْنَا رٰجِعُوْنَ ﴿93﴾﴾ ''سب ہماری ہی طرف رجوع کرنے والے ہیں۔'' یعنی قیامت کے دن اور پھر ہر ایک کو اس کے عمل کے مطابق جزا دی جائے گی، اگر اس نے اچھا عمل کیا تو اچھا بدلہ ملے گا اور اگر برا عمل کیا تو بری سزا ملے گی، اسی لیے فرمایا: ﴿فَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ﴾ ''جو نیک کام کرے گا اور مومن بھی ہوگا۔'' یعنی اس کا دل تصدیق کرے گا اور وہ نیک عمل کرے گا، ﴿فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهٖ ۚ﴾ ''تو اس کی کوشش رایگاں نہ جائے گی۔'' جیسا کہ فرمایا: ﴿اِنَّا لَا نُضِيْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا ۚ﴾ (الکھف 18:30) ''یقیناً ہم نیک کام کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتے۔''

اس کی سعی، یعنی اس کے عمل کی ناقدری نہیں کی جائے گی بلکہ اس کی جزا دی جائے گی اور اس پر ذرہ بھر بھی ظلم نہیں کیا جائے گا، اسی لیے فرمایا: ﴿وَاِنَّا لَهٗ كٰتِبُوْنَ ﴿94﴾﴾ ''اور بلاشبہ ہم اس کے لیے (اعمال) لکھ رہے ہیں۔'' یعنی اس کے تمام اعمال لکھ لیے جائیں گے اور ان میں سے کسی بھی عمل کو ضائع نہیں کیا جائے گا۔

تفسیر آیات:95-97

جو فوت ہو گیا وہ دنیا میں کبھی نہیں آئے گا: ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَحَرٰمٌ عَلٰى قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَآ اَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ﴿95﴾﴾ ''اور لازم ہے اس بستی (والوں) پر جسے ہم نے ہلاک کر دیا کہ بے شک وہ رجوع نہیں کریں گے۔'' ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ بات مقدر کر دی گئی ہے کہ جس بستی کے لوگوں کو بھی ہلاک کر دیا جائے وہ قیامت تک دوبارہ کبھی دنیا میں نہیں آئیں

[1] صحیح البخاری، أحادیث الأنبیاء، باب قول اللہ تعالی: ﴿وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مَرْيَمَ ۘ اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا﴾ (مریم 19:16) ......، حدیث:3443 و صحیح مسلم، الفضائل، باب فضائل عیسٰی علیہ السلام، حدیث:2365 عن أبی ہریرۃ رضی اللہ عنہ۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

گے، ابن عباس رضی اللہ عنہما، ابوجعفر باقر، قتادہ اور کئی ایک ائمہ تفسیر سے اسی طرح مروی ہے۔ ①

یاجوج وماجوج کا ذکر: ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿حَتّٰۤی اِذَا فُتِحَتۡ یَاۡجُوۡجُ وَ مَاۡجُوۡجُ﴾ ''یہاں تک کہ یاجوج اور ماجوج کھول دیے جائیں۔'' قبل ازیں یہ بیان کیا جاچکا ہے کہ یاجوج وماجوج آدم علیہ السلام کی اولاد سے ہیں اور ان کا تعلق نوح اور اولاد یافث، یعنی ترکوں کے باپ سے ہے۔ ② ترک انھی میں سے ایک گروہ ہیں، انھیں اس دیوار کے پیچھے چھوڑ دیا گیا تھا جسے ذوالقرنین نے بنایا تھا اور کہا: ﴿هٰذَا رَحۡمَةٌ مِّنۡ رَّبِّیۡ ۚ فَاِذَا جَآءَ وَعۡدُ رَبِّیۡ جَعَلَهٗ دَكَّآءَ ۚ وَ كَانَ وَعۡدُ رَبِّیۡ حَقًّا ؕ﴿۹۸﴾ وَ تَرَكۡنَا بَعۡضَهُمۡ یَوۡمَئِذٍ یَّمُوۡجُ فِیۡ بَعۡضٍ﴾ (الکھف 18:98,99) ''یہ میرے پروردگار کی مہربانی ہے، پس جب میرے پروردگار کا وعدہ آپہنچے گا تو اس کو (ڈھا کر) ہموار کردے گا اور میرے پروردگار کا وعدہ سچا ہے (اسی روز) ہم ان کو چھوڑ دیں گے کہ (روئے زمین پر پھیل کر) ایک دوسرے میں گھس جائیں۔''

اور اسی آیت کریمہ میں فرمایا: ﴿حَتّٰۤی اِذَا فُتِحَتۡ یَاۡجُوۡجُ وَ مَاۡجُوۡجُ وَ هُمۡ مِّنۡ كُلِّ حَدَبٍ یَّنۡسِلُوۡنَ ﴿۹۶﴾﴾ ''یہاں تک کہ یاجوج وماجوج کھول دیے جائیں اور وہ ہر بلندی سے دوڑ رہے ہوں گے۔'' یعنی فساد مچانے کے لیے جلدی کررہے ہوں گے۔ ﴿حَدَبٍ﴾ بلند زمین کو کہتے ہیں، یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما، عکرمہ، ابوصالح اور ثوری وغیرہم کا قول ہے۔ ③ یعنی دیوار سے باہر نکلتے وقت ان کی یہ کیفیت ہوگی اور منظر نگاری اس طرح احسن انداز میں کی گئی ہے کہ یہ بات سننے والا، گویا اس منظر کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے۔ ﴿وَ لَا یُنَبِّئُكَ مِثۡلُ خَبِیۡرٍ ﴿۱۴﴾﴾ (فاطر 35:14) ''اور (اللہ) باخبر کی طرح تم کو کوئی خبر نہیں دے گا۔'' یعنی یہ خبر اس ذات پاک نے دی ہے جو عالم ما کان وما یکون ہے اور آسمانوں اور زمین کی مخفی باتوں کو جانتا ہے اور جس کے سوا کوئی برحق معبود نہیں۔

ابن جریر نے عبیداللہ بن ابویزید کی روایت کو بیان کیا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کچھ بچوں کو دیکھا جو کھیلتے ہوئے ایک دوسرے کے اوپر کود رہے تھے تو آپ نے فرمایا کہ یاجوج وماجوج بھی اسی طرح کودتے پھلانگتے ہوئے نکلیں گے۔ ④

قیامت سے پہلے چند علامات کا ظہور: یاجوج وماجوج کے خروج کا ذکر متعدد احادیث میں آیا ہے جن میں سے چند حسب ذیل ہیں:

پہلی حدیث: امام احمد رحمہ اللہ نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث کو بیان کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

[(تُفۡتَحُ) یَأۡجُوجُ وَمَأۡجُوجُ فَیَخۡرُجُونَ عَلَی النَّاسِ، كَمَا قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَ هُمۡ مِّنۡ كُلِّ حَدَبٍ یَّنۡسِلُوۡنَ ﴿۹۶﴾﴾ فَیَغۡشَوۡنَ الۡأَرۡضَ، وَیَنۡحَازُ الۡمُسۡلِمُونَ عَنۡهُمۡ إِلٰی مَدَائِنِهِمۡ وَحُصُونِهِمۡ، وَیَضُمُّونَ إِلَیۡهِمۡ مَوَاشِیَهُمۡ وَیَشۡرَبُونَ مِیَاهَ الۡأَرۡضِ، حَتّٰی إِنَّ بَعۡضَهُمۡ لَیَمُرُّ بِالنَّهۡرِ فَیَشۡرَبُونَ مَا فِیهِ حَتّٰی یَتۡرُكُوهُ یَبَسًا، حَتّٰی إِنَّ مَنۡ بَعۡدَهُمۡ لَیَمُرُّ بِذٰلِكَ النَّهۡرِ

① تفسیر الطبری: 17/114 وتفسیر ابن أبی حاتم: 8/2467 . ② دیکھیے تفسیر ابن کثیر (مفصل)، الکھف، آیات: 92، 96 کے ذیل میں۔ ③ تفسیر الطبری: 17/120. ④ تفسیر الطبری: 17/116 .

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

فَيَقُولُ: قَدْ كَانَ هٰهُنَا مَاءٌ مَرَّةً، حَتّٰى إِذَا لَمْ يَبْقَ مِنَ النَّاسِ إِلَّا أَحَدٌ فِي حِصْنٍ أَوْ مَدِينَةٍ، قَالَ قَائِلُهُمْ: هٰؤُلَاءِ أَهْلُ الْأَرْضِ قَدْ فَرَغْنَا مِنْهُمْ، بَقِيَ أَهْلُ السَّمَاءِ، قَالَ: ثُمَّ يَهُزُّ أَحَدُهُمْ حَرْبَتَهُ، ثُمَّ يَرْمِي بِهَا إِلَى السَّمَاءِ فَتَرْجِعُ إِلَيْهِ (مُخْضَبَةً) دَمًا لِّلْبَلَاءِ وَالْفِتْنَةِ، فَبَيْنَاهُمْ عَلٰى ذٰلِكَ، بَعَثَ اللّٰهُ دُودًا فِي أَعْنَاقِهِمْ كَنَغَفِ الْجَرَادِ الَّذِي يَخْرُجُ فِي أَعْنَاقِهِمْ فَيُصْبِحُونَ مَوْتٰى، لَا يُسْمَعُ لَهُمْ حِسًّا، فَيَقُولُ الْمُسْلِمُونَ: أَلَا رَجُلٌ يَّشْرِي لَنَا نَفْسَهُ فَيَنْظُرَ مَا فَعَلَ هٰذَا الْعَدُوُّ؟ قَالَ: فَيَتَجَرَّدُ رَجُلٌ مِّنْهُمْ لِذٰلِكَ مُحْتَسِبًا لِّنَفْسِهِ قَدْ أَوْطَنَهَا عَلٰى أَنَّهُ مَقْتُولٌ، فَيَنْزِلُ فَيَجِدُهُمْ مَّوْتٰى بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ، فَيُنَادِي: يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ! أَلَا أَبْشِرُوا، فَإِنَّ اللّٰهَ قَدْ كَفَاكُمْ عَدُوَّكُمْ، فَيَخْرُجُونَ مِنْ مَّدَائِنِهِمْ وَحُصُونِهِمْ، وَيُسَرِّحُونَ مَوَاشِيَهُمْ، فَمَايَكُونُ لَهَا رَعْيٌ إِلَّا لُحُومُهُمْ، فَتَشْكَرُ عَنْهُ كَأَحْسَنِ مَا(شَكِرَتْ) عَنْ شَيْءٍ مِّنَ النَّبَاتِ أَصَابَتْهُ قَطُّ]

''یاجوج وماجوج کو کھولا جائے گا تو وہ اسی طرح نکل کر لوگوں کے پاس آئیں گے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ ﴿96﴾ ﴾ ''اور وہ ہر بلندی سے دوڑ رہے ہوں گے۔'' وہ زمین کو ڈھانپ لیں گے، مسلمان ان سے چھپ کر اپنے شہروں اور قلعوں میں بند ہو جائیں گے اور اپنے جانوروں کو بھی اپنے پاس روک لیں گے، یاجوج وماجوج زمین کے پانیوں کو پی جائیں گے حتی کہ یہ لوگ جب کسی نہر کے پاس سے گزریں گے تو اس کا سارا پانی پی جائیں گے اور اسے خشک کردیں گے یہاں تک کہ ان کے بعد وہاں سے گزرنے والا کہے گا کہ یہاں بھی کبھی پانی ہوا کرتا تھا!

پھر جب انسانوں میں سے کوئی نہیں بچے گا سوائے ان کے جو شہروں اور قلعوں میں بند ہوں گے تو یاجوج وماجوج میں سے ایک شخص کہے گا کہ ان زمین والوں کا کام تو ہم نے تمام کر دیا، اب آسمان والے باقی رہ گئے ہیں، پھر ان میں سے ایک اپنے نیزے کو ہلائے گا اور اسے آسمان کی طرف اچھال دے گا اور پھر وہ نیزہ جب اس کی طرف واپس آئے گا تو ازراہ ابتلا وفتنہ وہ خون آلود لوٹے گا، وہ اپنی اسی حالت میں مدہوش ہوں گے تو اللہ تعالیٰ ان کی گردنوں پر ایک کیڑے کو بھیج دے گا جو ٹڈی کی طرح ہوگا اور اس کیڑے کی وجہ سے یہ سب مر جائیں گے اور ان کی طرف سے کوئی ذرہ بھر آواز بھی سنائی نہ دے گی۔ مسلمان کہیں گے کوئی شخص ہے جو جان کی بازی لگا کر یہ معلوم کر آئے کہ یہ دشمن کس حال میں ہے تو ایک شخص حصول ثواب کی نیت سے اور اپنے آپ کو شہادت پر آمادہ کرتے ہوئے تیار ہو جائے گا، وہ ان کے پاس پہنچے گا تو دیکھے گا کہ یہ سب مر کر ایک دوسرے کے اوپر گرے پڑے ہیں، وہ اعلان کرے گا کہ اے مسلمانو! تمھارے لیے خوشخبری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمھارے دشمن کو نیست ونابود کر دیا ہے، مسلمان یہ اعلان سن کر اپنے شہروں اور قلعوں سے باہر نکل آئیں گے اور اپنے مویشیوں کو بھی باہر چرانے لگیں گے اور مویشی ان کے گوشت کو کھائیں گے، اس سے ان جانوروں کے تھن دودھ سے اس طرح بھر جائیں گے جیسا کہ کسی اچھی سے اچھی نباتات کے کھانے سے ان کے تھن دودھ سے بھرتے ہیں۔''[1] اسے ابن ماجہ نے

[1] مسند أحمد: 77/3 پہلی قوسین والے لفظ کے بجائے بعض نسخوں میں [يُفْتَحُ] ہے جبکہ دوسری اور تیسری قوسین والے الفاظ سنن ابن ماجه، الفتن، باب فتنة الدجال......، حدیث: 4079 میں ہیں۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

بھی بیان کیا ہے۔①

دوسری حدیث: امام احمد رحمہ اللہ نے نوّاس بن سمعان کلابی رضی اللہ عنہ کی روایت کو بیان کیا ہے کہ ایک دن صبح کے وقت رسول اللہ ﷺ نے دجال کا ذکر فرمایا اور اس کے ذکر میں آواز کو پست و بالا کیا حتی کہ ہم نے خیال کیا کہ وہ کھجوروں کے جھنڈ میں ہے پس جب ہم آپ کے پاس آئے تو آپ نے اس بات کو ہمارے چہروں سے بھانپ لیا اور آپ نے اس کے بارے میں ہم سے پوچھا تو ہم نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! آپ نے دجال کا ذکر فرمایا اور اس میں آواز کو پست و بالا فرمایا تو ہم نے خیال کیا شاید وہ (پاس والی) کھجوروں کے جھنڈ میں ہے تو آپ نے فرمایا:

[غَيْرُ الدَّجَّالِ (أَخْوَفُنِی) عَلَيْكُمْ فَإِنْ يَّخْرُجْ وَأَنَا فِيكُمْ، فَأَنَا حَجِيجُهٗ دُونَكُمْ، وَإِنْ يَّخْرُجْ وَلَسْتُ فِيكُمْ، فَامْرُؤٌ حَجِيجُ نَفْسِهٖ، وَاللّٰهُ خَلِيفَتِي عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ، إِنَّهٗ شَابٌّ جَعْدٌ قَطَطٌ، عَيْنُهٗ طَافِيَةٌ، وَّإِنَّهٗ يَخْرُجُ خَلَّةً بَيْنَ الشَّامِ وَالْعِرَاقِ، فَعَاثَ يَمِينًا وَّشِمَالًا، يَّاعِبَادَ اللّٰهِ! اُثْبُتُوا، قُلْنَا: يَارَسُولَ اللّٰهِ! مَا لَبْثُهٗ فِی الْأَرْضِ؟ قَالَ: أَرْبَعِينَ يَوْمًا، يَّوْمٌ كَسَنَةٍ، وَّيَوْمٌ كَشَهْرٍ وَّيَوْمٌ كَجُمُعَةٍ، وَّسَائِرُ أَيَّامِهٖ كَأَيَّامِكُمْ، قُلْنَا: يَارَسُولَ اللّٰهِ! فَذٰلِكَ الْيَوْمُ الَّذِی هُوَ كَسَنَةٍ، (أَتَكْفِينَا) فِيهِ صَلَاةُ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ؟ قَالَ: لَا، اُقْدُرُوا لَهٗ قَدْرَهٗ، قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! فَمَا إِسْرَاعُهٗ فِی الْأَرْضِ؟ قَالَ: كَالْغَيْثِ اسْتَدْبَرَتْهُ الرِّيحُ، قَالَ: فَيَمُرُّ بِالْحَيِّ فَيَدْعُوهُمْ فَيَسْتَجِيبُونَ لَهٗ، فَيَأْمُرُ السَّمَاءَ فَتُمْطِرُ، وَالْأَرْضَ فَتُنْبِتُ، وَتَرُوحُ عَلَيْهِمْ سَارِحَتُهُمْ، وَهِيَ أَطْوَلُ مَا كَانَتْ ذُرًى، وَّأَمَدُّهٗ خَوَاصِرَ، وَأَسْبَغُهٗ ضُرُوعًا، وَّيَمُرُّ بِالْحَيِّ فَيَدْعُوهُمْ (فَيَرُدُّونَ) عَلَيْهِ قَوْلَهٗ، فَتَتْبَعُهٗ أَمْوَالُهُمْ فَيُصْبِحُونَ مُمْحِلِينَ، لَيْسَ لَهُمْ مِّنْ أَمْوَالِهِمْ شَیْءٌ، وَّيَمُرُّ بِالْخَرِبَةِ فَيَقُولُ لَهَا: أَخْرِجِي كُنُوزَكِ، فَتَتْبَعُهٗ كُنُوزُهَا كَيَعَاسِيبِ النَّحْلِ، قَالَ: وَيَأْمُرُ بِرَجُلٍ فَيُقْتَلُ، فَيَضْرِبُهٗ بِالسَّيْفِ فَيَقْطَعُهٗ جَزْلَتَيْنِ رَمْيَةَ الْغَرَضِ، ثُمَّ يَدْعُوهُ فَيُقْبِلُ إِلَيْهِ، يَتَهَلَّلُ وَجْهُهٗ.

قَالَ: (فَبَيْنَمَا) هُوَ عَلٰى ذٰلِكَ، إِذْ بَعَثَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ الْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ، فَيَنْزِلُ عِنْدَ الْمَنَارَةِ الْبَيْضَاءِ شَرْقِيَّ دِمَشْقَ بَيْنَ مَهْرُودَتَيْنِ، وَاضِعًا يَّدَهٗ عَلٰى أَجْنِحَةِ مَلَكَيْنِ، فَيَتْبَعُهٗ فَيُدْرِكُهٗ فَيَقْتُلُهٗ عِنْدَ بَابِ لُدٍّالشَّرْقِيِّ۔ قَالَ:۔ فَبَيْنَا هُمْ كَذٰلِكَ، إِذْ أَوْحَى اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ إِلٰى عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنِّی قَدْ أَخْرَجْتُ عِبَادًا مِّنْ عِبَادِی لَا يَدَانِ لَكَ بِقِتَالِهِمْ، فَحَرِّزْ عِبَادِی إِلَى الطُّورِ، فَيَبْعَثُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ وَهُمْ كَمَا قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ ۝﴾ فَيَرْغَبُ عِيسٰى وَأَصْحَابُهٗ إِلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فَيُرْسِلُ (اللّٰهُ) عَلَيْهِمْ نَغَفًا فِی رِقَابِهِمْ، فَيُصْبِحُونَ فَرْسٰى كَمَوْتِ نَفْسٍ وَّاحِدَةٍ، فَيَهْبِطُ عِيسٰى وَأَصْحَابُهٗ، فَلَا يَجِدُونَ فِی الْأَرْضِ بَيْتًا إِلَّا قَدْ مَلَأَهٗ زَهَمُهُمْ وَنَتْنُهُمْ، فَيَرْغَبُ عِيسٰى وَأَصْحَابُهٗ إِلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ، فَيُرْسِلُ(اللّٰهُ)عَلَيْهِمْ طَيْرًا كَأَعْنَاقِ الْبُخْتِ، فَتَحْمِلُهُمْ فَتَطْرَحُهُمْ حَيْثُ شَاءَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ.

① سنن ابن ماجه، الفتن، باب فتنة الدجال......، حديث:4079.

”محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

قَالَ ابْنُ جَابِرٍ: فَحَدَّثَنِي عَطَاءُ بْنُ يَزِيدَ السَّكْسَكِيُّ عَنْ كَعْبٍ أَوْ غَيْرِهِ قَالَ: فَتَطْرَحُهُمْ بِالْمَهْبِلِ، قَالَ ابْنُ جَابِرٍ: فَقُلْتُ: يَا أَبَا يَزِيدَ! وَأَيْنَ بِالْمَهْبِلِ؟ قَالَ: مَطْلَعُ الشَّمْسِ، قَالَ: وَيُرْسِلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ مَطَرًا، لَّا يَكُنُّ مِنْهُ (بَيْتُ مَدَرٍ وَّلَا وَبَرٍ)، أَرْبَعِينَ يَوْمًا، فَيَغْسِلُ الْأَرْضَ حَتّٰى يَتْرُكَهَا كَالزَّلَفَةِ، وَيُقَالُ لِلْأَرْضِ: أَنْبِتِي ثَمَرَتَكِ وَرُدِّي بَرَكَتَكِ، قَالَ: فَيَوْمَئِذٍ يَّأْكُلُ النَّفَرُ مِنَ الرُّمَّانَةِ فَيَسْتَظِلُّونَ بِقِحْفِهَا، وَيُبَارَكُ فِي الرِّسْلِ، حَتّٰى أَنَّ اللِّقْحَةَ مِنَ الْإِبِلِ لَتَكْفِي الْفِئَامَ مِنَ النَّاسِ، وَاللِّقْحَةَ مِنَ الْبَقَرِ تَكْفِي الْفَخِذَ، وَالشَّاةَ مِنَ الْغَنَمِ تَكْفِي أَهْلَ الْبَيْتِ، قَالَ: فَبَيْنَاهُمْ عَلٰى ذٰلِكَ، إِذْ بَعَثَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ رِيحًا طَيِّبَةً تَحْتَ آبَاطِهِمْ، فَتَقْبِضُ رُوحَ كُلِّ مُسْلِمٍ، أَوْقَالَ: كُلِّ مُؤْمِنٍ، وَّيَبْقٰى شِرَارُ النَّاسِ، يَتَهَارَجُونَ تَهَارُجَ الْحَمِيرِ، وَعَلَيْهِمْ ـ أَوْقَالَ: وَعَلَيْهِ ـ تَقُومُ السَّاعَةُ]

''دجال کے علاوہ کسی اور بات سے میں تمھارے بارے میں زیادہ ڈرتا ہوں، دجال نے اگر میری موجودگی میں خروج کیا تو تمھاری طرف سے بھی میں اس پر دلیل کے ساتھ غالب آ جاؤں گا اور اگر اس نے میری عدم موجودگی میں تم میں خروج کیا تو پھر ہر شخص اپنی طرف سے اس کے ساتھ مقابلہ کرے اور ہر مسلمان کے لیے اللہ تعالیٰ ہی میرا خلیفہ ہے۔ بلا شبہ دجال گھنگریالے بالوں والا جوان ہوگا، اس کی ایک آنکھ پھولی ہوئی ہوگی، وہ شام وعراق کے درمیان ایک رستے پر خروج کرے گا اور دائیں بائیں فساد برپا کرے گا، اے بندگان الٰہی! تم ثابت قدم رہنا''! ہم نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! وہ زمین میں کتنا عرصہ ٹھہرے گا؟ آپ نے فرمایا: ''چالیس دن، ایک دن ایک سال کے برابر، ایک دن ایک مہینے کے برابر، ایک دن ایک ہفتے کے برابر اور باقی تمام دن تمھارے دنوں کی طرح ہوں گے۔''

ہم نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! وہ دن جو ایک سال کے برابر ہوگا، کیا اس میں ہمیں ایک دن رات کی نمازیں کفایت کریں گی؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں تم نے نماز کے وقت کا اندازہ لگانا ہوگا'' ہم نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! زمین میں اس کی تیزی کی رفتار کیا ہوگی؟ فرمایا: ''اس تیز بارش کی طرح جسے پیچھے سے ہوا دھکیل رہی ہو، فرمایا: وہ کچھ لوگوں کے پاس سے گزرے گا، انھیں اپنی طرف دعوت دے گا اور وہ اس کی دعوت کو قبول کر لیں گے، وہ آسمان کو حکم دے گا تو بارش برسنے لگے گی اور زمین سے فصلیں اگنے لگیں گی، لوگوں کے مویشی شام کے وقت جب ان کے پاس واپس آئیں گے تو ان کی کوہان پہلے سے بڑی ہوگی، ان کے پستان دودھ سے پہلے کی نسبت زیادہ بھرے ہوں گے اور ان کے پہلو (سیر ہونے کی وجہ سے) باہر نکلے ہوں گے اور کچھ لوگوں کے پاس سے گزرے گا، انھیں بھی اپنی طرف دعوت دے گا مگر وہ اس کی بات کو قبول کرنے سے انکار کر دیں گے تو ان کے مال اس کے پیچھے لگ جائیں گے اور وہ خشک سالی کا شکار ہو جائیں گے، ان کے پاس کچھ مال باقی نہ رہے گا، وہ بے آباد زمین کے پاس سے گزرے گا تو اس سے کہے گا: اپنے خزانے باہر نکال دے تو اس کے خزانے اس کے پیچھے اس طرح چلنے لگیں گے جس طرح شہد کی مکھیاں اپنی ملکہ کے پیچھے چلتی ہیں، آپ نے فرمایا: وہ حکم دے گا اور ایک آدمی قتل کر دیا جائے گا، وہ اسے تلوار کے ساتھ مارے گا اور برابر دو ٹکڑوں میں کاٹ دے گا، گویا کہ تیر نشانے پر مارا گیا ہو، پھر وہ اسے بلائے

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

گا تو وہ ہنستا مسکراتا ہوا اس کی طرف آئے گا، لوگ انھی حالات سے دوچار ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کو مبعوث فرمائے گا، وہ دمشق کے مشرقی جانب سفید مینار کے پاس اتریں گے، انھوں نے گیرو رنگ کی دو چادریں زیب تن کی ہوں گی، اپنے ہاتھ دو فرشتوں کے کندھوں پر رکھے ہوں گے، آپ دجال کا پیچھا کریں گے، اسے پالیں گے اور ''لد'' مقام کے مشرقی دروازے کے پاس قتل کر دیں گے۔''

آپ نے فرمایا: ''لوگ انھی حالات سے دوچار ہوں گے اور اللہ تعالیٰ عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کی طرف وحی نازل فرمائے گا کہ میں نے اپنے کچھ ایسے بندوں کو نکالا ہے کہ جن سے لڑنے کی آپ میں تاب نہیں ہے، لہٰذا آپ میرے بندوں کو کوہ طور کی طرف لے جا کر محفوظ کر لیں، اس وقت اللہ تعالیٰ یاجوج و ماجوج کو نکالے گا اور ان کے بارے میں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿وَهُم مِّن كُلِّ حَدَبٍ يَنسِلُونَ ﴿٩٦﴾﴾ ''اور وہ ہر بلندی سے دوڑ رہے ہوں گے۔'' عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کے اصحاب اللہ تعالیٰ سے دعا کریں گے تو اللہ تعالیٰ یاجوج و ماجوج کی گردنوں میں ایک کیڑا داخل کر دے گا جس کی وجہ سے وہ سب کے سب اس طرح مر جائیں گے جیسے ایک ہی شخص مرا ہو، اس کے بعد عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کے اصحاب میدانی علاقے میں اتریں گے تو دیکھیں گے کہ زمین میں کوئی ایک گھر بھی ایسا نہیں ہے جو ان کی چربی اور بدبو سے محفوظ ہو تو عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کے اصحاب اللہ تعالیٰ سے دعا کریں گے تو اللہ تعالیٰ ایسے پرندے بھیج دے گا جن کی گردنیں خراسانی نسل کے اونٹوں کی گردنوں کی طرح ہوں گی، وہ ان کی لاشوں کو اٹھا کر وہاں پھینک دیں گے جہاں اللہ تعالیٰ چاہے گا۔''

ابن جابر نے کہا کہ مجھ سے عطاء بن یزید سَکسَکی نے کعب یا کسی اور راوی سے بیان کیا کہ وہ انھیں ''مَهبِل'' نامی ایک مقام پر پھینک دیں گے۔ ابن جابر کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا: ابو یزید! ''مَهبِل'' نامی یہ مقام کہاں ہے؟ انھوں نے جواب دیا کہ سورج کے طلوع ہونے کی جگہ پر۔ آپ نے یہ بھی فرمایا: ''اللہ تعالیٰ چالیس روز تک ایسی بارش نازل فرمائے گا جو ہر پکے کچے گھر پر برسے گی، اس بارش سے اللہ تعالیٰ زمین کو دھو کر آئینے کی طرح شفاف بنا دے گا اور پھر زمین سے کہا جائے گا: اپنے پھل کو اگا اور اپنی برکت کو واپس لے آ۔ آپ نے فرمایا: اس دن ایک جماعت کے لیے کھانے کے لیے ایک انار کافی ہوگا اور وہ اس کے چھلکے کے سائے میں آرام کر سکیں گے اور دودھ میں اس قدر برکت ہوگی کہ ایک اونٹنی کا دودھ لوگوں کی ایک بہت بڑی جماعت کے لیے بھی کافی ہوگا اور گائے کا دودھ ایک بڑے قبیلے کے لیے کافی ہوگا اور بکری کا دودھ ایک گھر والوں کے لیے کافی ہوگا، آپ نے فرمایا: لوگ انھی حالات میں ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ ایک پاکیزہ ہوا کو بھیجے گا جو ان کی بغلوں کے نیچے سے داخل ہو جائے گی اور ہر ایک مسلمان کی روح کو قبض کر لے گی - یا آپ نے یہ الفاظ فرمائے کہ وہ ہر مومن کی روح کو قبض کر لے گی - اور پھر بدترین قسم کے لوگ باقی رہ جائیں گے جو زمین پر گدھوں کی طرح جنسی عمل کریں گے اور پھر انھی لوگوں پر قیامت قائم ہوگی۔''[1] اس حدیث کو امام بخاری رحمہ اللہ نے نہیں امام مسلم نے بیان کیا ہے۔[2] دیگر اہل سنن نے بھی اس حدیث

---

[1] مسند أحمد: 182,181/4 اور تمام قوسوں والے الفاظ صحیح مسلم، الفتن، باب ذکر الدجال، حدیث: 2937 میں ہیں۔

[2] صحیح مسلم، الفتن، باب ذکر الدجال، حدیث: 2937.

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ ؕ اَنْتُمْ لَهَا وٰرِدُوْنَ ﴿98﴾ لَوْ

بے شک تم اور جن کی اللہ کے سوا تم عبادت کرتے ہو جہنم کا ایندھن ہیں، تم اس میں داخل ہونے والے ہو ﴿98﴾ اگر یہ (واقعی) معبود ہوتے تو اس میں

كَانَ هٰٓؤُلَآءِ اٰلِهَةً مَّا وَرَدُوْهَا ؕ وَكُلٌّ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿99﴾ لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّهُمْ فِيْهَا

داخل نہ ہوتے، اور وہ سب ہمیشہ اس (جہنم) میں رہیں گے ﴿99﴾ اس میں ان کے لیے چیخنا چلانا ہوگا، اور وہ اس میں (کچھ) نہ سن پائیں گے ﴿100﴾

لَا يَسْمَعُوْنَ ﴿100﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰٓى ۙ اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ ﴿101﴾ لَا يَسْمَعُوْنَ

بے شک جن لوگوں کے لیے ہماری طرف سے پہلے ہی بھلائی مقدر ہو چکی ہے وہ اس سے دور رکھے جائیں گے ﴿101﴾ وہ اس کی آہٹ (بھی) نہ سنیں

حَسِيْسَهَا ۚ وَهُمْ فِيْ مَا اشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ خٰلِدُوْنَ ﴿102﴾ لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ

گے، اور وہ ان (نعمتوں) میں ہمیشہ رہیں گے جو ان کے دل چاہیں گے ﴿102﴾ بڑی گھبراہٹ انھیں غمناک نہیں کرے گی، اور فرشتے ان سے (یہ کہہ کر)

وَتَتَلَقّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ؕ هٰذَا يَوْمُكُمُ الَّذِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴿103﴾

ملیں گے: یہ ہے تمھارا وہ دن جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا ﴿103﴾

کوئی سندوں سے روایت کیا اور امام ترمذی نے اسے غریب حسن صحیح قرار دیا ہے۔[1]

تیسری حدیث: امام احمد نے ابن حَرملہ سے اور انھوں نے اپنی خالہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا اور بچھو کے ڈسنے کی وجہ سے اس وقت آپ نے اپنی انگلی پر پٹی باندھی ہوئی تھی، آپ نے فرمایا: [إِنَّكُمْ تَقُولُونَ: لَاعَدُوًّا (لَّكُمْ) لَا تَزَالُونَ تُقَاتِلُونَ عَدُوًّا حَتّٰى يَأْتِيَ يَأْجُوجُ وَ مَأْجُوجُ ، عِرَاضَ الْوُجُوهِ، صِغَارَ الْعُيُونِ، صُهْبَ الشِّعَافِ، مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُونَ ، كَأَنَّ وُجُوهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ] ''تم کہتے ہو کہ تمھارا کوئی دشمن نہیں مگر تم تو خود دشمن سے ہمیشہ لڑتے رہو گے حتی کہ یاجوج وماجوج آجائیں گے جن کے چہرے چوڑے ہوں گے، آنکھیں چھوٹی ہوں گی، ان کے سر کے بال بھورے رنگ کے ہوں گے اور وہ ہر بلندی سے دوڑ رہے ہوں گے، ان کے چہرے ایسے ہوں گے جیسے چوڑی ڈھالیں ہوں۔''[2] امام ابن ابو حاتم نے اسے محمد بن عمرو سے انھوں نے خالد بن عبداللہ بن حَرملہ مدلجی سے انھوں نے اپنی خالہ سے اور انھوں نے نبیٔ اکرم ﷺ سے بالکل اسی طرح روایت کیا ہے۔[3]

حدیث سے ثابت ہے کہ عیسیٰ ابن مریم علیہا السلام بیت اللہ کا حج کریں گے۔[4] امام احمد نے ابوسعید رضی اللہ عنہ کی روایت کو بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [لَيُحَجَّنَّ هٰذَا الْبَيْتُ وَلَيُعْتَمَرَنَّ بَعْدَ خُرُوجِ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ] ''یاجوج وماجوج کے خروج

[1] سنن أبي داود، الملاحم، باب خروج الدجال، حديث:4321 مختصراً و جامع الترمذي، الفتن، باب ما جاء في فتنة الدجال، حديث: 2240 والسنن الكبرى للنسائي، عمل اليوم والليلة، باب ما يجير من الدجال:235/6، حديث: 10783 مختصرًا. [2] مسند أحمد:271/5، البتہ بعض محققین نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے، دیکھیے الموسوعة الحديثية (مسند أحمد:) 19/37 اور قوسین والا لفظ تفسير ابن أبي حاتم:2467/8 میں ہے۔ [3] تفسير ابن أبي حاتم:2467/8 البتہ ابن ابو حاتم کے مطبوعہ نسخے میں ابن حرملہ، حذیفہ سے اور وہ نبیٔ اکرم ﷺ سے بیان کرتے ہیں۔ [4] صحيح ابن حبان، التاريخ، ذكر الإخبار بأن عيسى ابن مريم يحج البيت العتيق بعد قتله الدجال:232/15، حديث:6820 و مسند أحمد:240/2.

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

کے بعد بھی بیت اللہ کا حج وعمرہ کیا جائے گا۔''[1] اس روایت کو امام مسلم نے نہیں، صرف امام بخاری رحمہ اللہ نے بیان فرمایا ہے۔[2]

فرمان الٰہی ہے: ﴿ وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ ﴾ ''اور سچا وعدہ قریب آ جائے گا۔'' یعنی جب یہ ہولناک واقعات، یہ زلزلے اور یہ خوفناک حالات ہوں گے تو قیامت قریب آ جائے گی اور جب قیامت برپا ہوگی تو کافر کہیں گے کہ یہ بہت مشکل دن ہے، اسی لیے فرمایا: ﴿ فَإِذَا هِيَ شَاخِصَةٌ أَبْصَارُ الَّذِينَ كَفَرُوا ﴾ ''تو ناگہاں کافروں کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائیں گی۔'' ان بڑے بڑے امور کی ہولناکیوں کے دیکھنے کی وجہ سے کہنے لگیں گے: ﴿ يَاوَيْلَنَا قَدْ كُنَّا فِي غَفْلَةٍ مِّنْ هَٰذَا ﴾ ''ہائے ہماری شامت! ہم اس (حال) سے غفلت میں رہے۔'' یعنی دنیا میں۔ ﴿ بَلْ كُنَّا ظَالِمِينَ ﴿٩٧﴾ ﴾ ''بلکہ ہم (اپنے حق میں) ظالم تھے۔'' یعنی وہ اعتراف کریں گے کہ انھوں نے اپنے آپ پر ظلم کیا مگر ان کا یہ اعتراف اس وقت ان کے کچھ کام نہ آئے گا۔

تفسیر آیات: 98-103

مشرکین اور ان کے معبود دوزخ کا ایندھن ہیں: اللہ تعالیٰ نے اہل مکہ کے مشرکین قریش اور ان کے ہم مذہب بتوں کے پجاریوں کو مخاطب کر کے فرمایا: ﴿ إِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ ﴾ ''(کافرو!) یقیناً اس روز تم اور جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو دوزخ کا ایندھن ہوں گے۔'' ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ﴿ حَصَبُ ﴾ کے معنی ایندھن کے ہیں۔[3] جیسا کہ فرمایا: ﴿ وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ﴾ (البقرة 2:24) ''اور جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہوں گے۔'' ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ایک دوسری روایت میں ہے کہ ﴿ حَصَبُ ﴾ کا لفظ حبشی زبان میں حطب (ایندھن) کے معنی میں ہے۔[4] مجاہد، عکرمہ اور قتادہ نے بھی اس کے معنی ایندھن ہی بیان کیے ہیں۔[5] ضحاک اور دیگر کئی ائمۂ تفسیر نے لکھا ہے کہ اس سے مراد وہ ہے جسے دوزخ میں پھینکا جائے گا۔[6]

فرمان الٰہی ہے: ﴿ أَنتُمْ لَهَا وَارِدُونَ ﴿٩٨﴾ لَوْ كَانَ هَٰؤُلَاءِ آلِهَةً مَّا وَرَدُوهَا ﴾ ''(اور) تم (سب) اس میں داخل ہو جانے والے ہو، اگر یہ لوگ (درحقیقت) معبود ہوتے تو اس میں داخل نہ ہوتے۔'' یعنی اگر یہ بت اور شریک جنھیں تم نے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر معبود بنا رکھا تھا صحیح معبود ہوتے تو آج دوزخ میں داخل نہ ہوتے۔ ﴿ وَكُلٌّ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿٩٩﴾ ﴾ ''سب اس میں ہمیشہ (جلتے) رہیں گے۔'' یعنی عابد اور ان کے معبودان باطلہ سب کے سب جہنم میں ہمیشہ ہمیشہ جلتے اور سڑتے رہیں گے۔ ﴿ لَهُمْ فِيهَا زَفِيرٌ ﴾ ''وہاں ان کے لیے چیخنا چلانا ہوگا۔'' جیسا کہ فرمایا: ﴿ لَهُمْ فِيهَا زَفِيرٌ وَشَهِيقٌ ﴾ (هود 11:106) ''اس میں ان کے لیے چلانا اور دھاڑنا ہوگا۔'' ﴿ زَفِيرٌ ﴾ ان کے سانسوں کے باہر نکلنے کی آواز ہوگی اور ﴿ وَشَهِيقٌ ﴾ (هود 11:106) ان کے سانسوں کے اندر جانے کی آواز۔ ﴿ وَهُمْ فِيهَا لَا يَسْمَعُونَ ﴿١٠٠﴾ ﴾ ''اور وہ اس میں (کچھ) نہ سن سکیں گے۔''

سعادت مندوں کا حال: فرمان الٰہی ہے: ﴿ إِنَّ الَّذِينَ سَبَقَتْ لَهُم مِّنَّا الْحُسْنَىٰ ﴾ ''جن لوگوں کے لیے ہماری طرف سے

[1] مسند أحمد: 28/3. [2] صحيح البخاري، الحج، باب قول الله تعالى: ﴿جَعَلَ اللَّهُ الْكَعْبَةَ......﴾، حديث: 1593.
[3] تفسير الطبري: 124/17. [4] الدر المنثور: 608/4. [5] تفسير الطبري: 124/17. [6] تفسير الطبري: 124/17.

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

بھلائی مقرر ہو چکی ہے۔" عکرمہ نے کہا ہے کہ یہاں بھلائی سے مراد رحمت ہے۔ دیگر مفسرین نے کہا ہے کہ اس سے مراد سعادت ہے۔[1] ﴿ اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ ﴾ "وہ اس سے دور رکھے جائیں گے۔" اللہ تعالیٰ نے پہلے اہل دوزخ اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنے کی وجہ سے ان کے عذاب کا ذکر کیا اور اب ان سعادت مندوں کا تذکرہ فرمایا ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں کے ساتھ ایمان لائے تھے اور یہی وہ خوش نصیب ہیں جن کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے خوش نصیبی مقرر ہو چکی ہے اور جنھوں نے دنیا میں اعمال صالحہ کیے تھے۔ جیسا کہ فرمایا: ﴿ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ ﴾ (یونس 10:26) "جن لوگوں نے نیکیاں کیں ان کے لیے بھلائی ہے اور (اس کے علاوہ) مزید بھی۔" اور فرمایا: ﴿ هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ ﴾ (الرحمٰن 55:60) "نیکی کا بدلہ نیکی کے سوا کچھ نہیں ہے۔"

جیسے انھوں نے دنیا میں عمل اچھا کیا تھا ایسے ہی آخرت میں اللہ تعالیٰ انھیں اجر و ثواب بھی اچھا عطا فرمائے گا، انھیں عذاب سے نجات بھی دے گا اور بے پایاں اجر و ثواب سے بھی نوازے گا۔ فرمایا: ﴿ اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ ۝ لَا يَسْمَعُوْنَ حَسِيْسَهَا ﴾ "وہ اس سے دور رکھے جائیں گے۔ (یہاں تک کہ) اس کی آوازیں بھی نہیں سنیں گے۔" آواز سے مراد جہنم میں جسموں کے جلنے کی آواز ہے، فرمان الٰہی ہے: ﴿ وَهُمْ فِيْ مَا اشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ خٰلِدُوْنَ ﴾ "اور جس چیز کو ان کے جی چاہیں گے اس میں (ملے گی اور ہر طرح کے عیش اور لطف میں) ہمیشہ رہیں گے۔" بری اور ناپسندیدہ چیزوں سے اللہ تعالیٰ انھیں محفوظ رکھے گا اور پسندیدہ و محبوب چیزیں عطا فرمائے گا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ آیات معبودوں کے استثنا کے لیے نازل ہوئی ہیں، مثلاً: عزیر اور مسیح علیہما السلام کو مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے جیسا کہ حجاج بن محمد اعور نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ﴿ اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ ؕ اَنْتُمْ لَهَا وٰرِدُوْنَ ﴾ سے مستثنیٰ کے لیے فرمایا ہے: ﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰٓى ...... ﴾ اور اس سے مراد فرشتے، عیسیٰ علیہ السلام اور دیگر ایسے معبود ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر ان کی عبادت کی جاتی ہے۔ عکرمہ، حسن اور ابن جریج کا بھی یہی قول ہے۔[2]

محمد بن اسحاق بن یسار رحمہ اللہ نے کتاب "السیرۃ" میں لکھا ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن مسجد میں ولید بن مغیرہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ نضر بن حارث بھی آ کر ان کے ساتھ بیٹھ گیا، اس وقت مسجد میں قریش کے اور بھی کئی آدمی بیٹھے ہوئے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گفتگو فرمائی، نضر بن حارث اس وقت آپ کے سامنے تھا، آپ نے اس سے مخاطب ہو کر گفتگو فرمائی حتی کہ اسے لاجواب کر دیا اور پھر آپ نے ان تمام قریشیوں کے سامنے ﴿ اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ ؕ اَنْتُمْ لَهَا وٰرِدُوْنَ ﴾ سے لے کر ﴿ وَّهُمْ فِيْهَا لَا يَسْمَعُوْنَ ﴾ تک آیات کریمہ بھی تلاوت فرمائیں، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے۔ ادھر عبداللہ بن زِبَعْرٰی سہمی آیا اور وہ بھی قریشیوں کے ساتھ بیٹھ گیا، ولید بن مغیرہ نے عبداللہ بن زِبَعْرٰی سے کہا: اللہ کی قسم! نضر بن حارث، ابن عبدالمطلب کے پاس ابھی کھڑا تھا اور بیٹھا نہ تھا

[1] تفسیر الطبری: 129/17. [2] تفسیر الطبری: 128,127/17.

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کہ محمد رسول اللہ ﷺ نے کہا ہے کہ ہم اور ہمارے یہ تمام معبود جن کی ہم عبادت کرتے ہیں یہ جہنم کا ایندھن ہیں، عبداللہ بن زِبَعْرٰی نے یہ سن کر کہا کہ اگر میری محمد رسول اللہ ﷺ سے ملاقات ہوجاتی تو میں ان سے اس موضوع پر بحث کرتا۔ جاؤ محمد ﷺ سے یہ پوچھو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا جن کی عبادت کی جاتی ہے اگر وہ سب اپنے عابدوں کے ساتھ جہنم میں جائیں گے تو ہم تو فرشتوں کی بھی عبادت کرتے ہیں، یہودی عزیر علیہ السلام کی عبادت کرتے ہیں اور نصرانی مسیح عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کی پوجا کرتے ہیں۔ کیا فرشتے، عزیر اور مسیح بھی جہنم میں جائیں گے۔ ولید اور اس کے ساتھ مجلس میں موجود دیگر لوگوں نے عبداللہ بن زِبَعْرٰی کی یہ بات سن کر بہت خوشی کا اظہار کیا اور انھوں نے خیال کیا کہ اپنی اس دلیل کے ساتھ یہ غالب آ گیا ہے۔ اور جب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اس کی اس بات کا ذکر کیا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [كُلُّ مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُّعْبَدَ مِنْ دُونِ اللهِ فَهُوَ مَعَ مَنْ عَبَدَهُ، إِنَّهُمْ إِنَّمَا يَعْبُدُونَ الشَّيَاطِينَ، وَمَنْ أَمَرَتْهُمْ بِعِبَادَتِهِ] ''وہ معبود جو اس بات کو پسند کرے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کی بھی عبادت کی جائے تو وہ اپنے عابد کے ساتھ ہوگا، یہ لوگ شیاطین کی اور جس کی عبادت کا شیاطین نے انھیں حکم دیا تھا اس کی عبادت کرتے تھے۔''

بہرحال ان کے اس اعتراض کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرما دیں: ﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰۤى ۙ اُولٰٓىِٕكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ ﴿101﴾ لَا يَسْمَعُوْنَ حَسِيْسَهَا ۚ وَهُمْ فِيْ مَا اشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ خٰلِدُوْنَ ﴿102﴾ ﴾ ''جن لوگوں کے لیے ہماری طرف سے بھلائی پہلے مقرر ہو چکی ہے وہ اس سے دور رکھے جائیں گے (یہاں تک کہ) اس کی آواز بھی نہیں سنیں گے اور جس چیز کو ان کے جی چاہیں گے اس میں (ہر طرح کے عیش اور لطف میں) ہمیشہ رہیں گے۔'' یعنی عیسیٰ ابن مریم، عزیر علیہم السلام اور وہ علماء و مشائخ جن کی انھوں نے عبادت کی جو اللہ تعالیٰ کے اطاعت گزار و فرماں بردار تھے مگر گمراہ لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے بجائے انھیں اپنے معبود بنا لیا تھا، نیز یہ آیت کریمہ اس بارے میں بھی نازل ہوئی جو یہ ذکر کرتے ہیں کہ وہ تو فرشتوں کی بھی عبادت کرتے ہیں اور وہ ان کے بقول اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں۔ ﴿ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ ؕ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ ۙ ○ لَا يَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِاَمْرِهٖ يَعْمَلُوْنَ ○ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يَشْفَعُوْنَ ۙ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى وَهُمْ مِّنْ خَشْيَتِهٖ مُشْفِقُوْنَ ○ وَمَنْ يَّقُلْ مِنْهُمْ اِنِّيْۤ اِلٰهٌ مِّنْ دُوْنِهٖ فَذٰلِكَ نَجْزِيْهِ جَهَنَّمَ ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ○ ﴾ (الأنبيآء 21:26-29) ''اور کہتے ہیں کہ اللہ نے اولاد بنا رکھی ہے (حالانکہ) وہ پاک ہے (اس کی کوئی اولاد نہیں) بلکہ (جن کو یہ لوگ اس کے بیٹے بیٹیاں سمجھتے ہیں) وہ اس کے عزت والے بندے ہیں، اس کے آگے بڑھ کر بول نہیں سکتے اور اس کے حکم پر عمل کرتے ہیں۔ جو کچھ ان کے آگے ہے اور جو پیچھے ہوگا وہ سب سے واقف ہے اور وہ اس کے پاس (کسی کی) سفارش نہیں کر سکتے مگر اس شخص کی جسے وہ پسند کرے اور وہ اس کی ہیبت سے ڈرتے رہتے ہیں اور جو شخص ان میں سے یہ کہے کہ اللہ کے سوا میں معبود ہوں تو اسے ہم دوزخ کی سزا دیں گے اور ظالموں کو ہم ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں۔''

عبداللہ بن زِبَعْرٰی نے جو یہ ذکر کیا تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام کی بھی پوجا کی جاتی ہے اور ولید اور اس کے ساتھیوں نے اس کی اس

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

يَوْمَ نَطْوِي السَّمَآءَ كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ ؕ كَمَا بَدَاْنَآ اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهٗ ؕ

جس دن ہم آسمان کو لکھے ہوئے کاغذ کے لپیٹنے کی طرح لپیٹ دیں گے، جس طرح ہم نے پہلی تخلیق کی ابتدا کی تھی اسی طرح ہم پھر اس کا اعادہ

وَعْدًا عَلَيْنَا ؕ اِنَّا كُنَّا فٰعِلِيْنَ ﴿104﴾

کریں گے۔ (یہ) وعدہ ہمارے ذمے ہے، بے شک ہم اسے (پورا) کرنے والے ہیں ﴿104﴾

بات کی خوب داد دی تھی تو اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیات کریمہ نازل فرمائیں: ﴿ وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا اِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّوْنَ ○ وَقَالُوْٓا ءَاٰلِهَتُنَا خَيْرٌ اَمْ هُوَ ؕ مَا ضَرَبُوْهُ لَكَ اِلَّا جَدَلًا ؕ بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ ○ اِنْ هُوَ اِلَّا عَبْدٌ اَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَ جَعَلْنٰهُ مَثَلًا لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ؕ وَلَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنَا مِنْكُمْ مَّلٰٓئِكَةً فِي الْاَرْضِ يَخْلُفُوْنَ ○ وَ اِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا ﴾ (الزخرف 43:57-61) ”اور جب مریم کے بیٹے (عیسیٰ) کا حال بیان کیا گیا تو تمھاری قوم کے لوگ اسی سے چلا اٹھے اور کہنے لگے کہ بھلا ہمارے معبود اچھے ہیں یا وہ (عیسیٰ۔) انھوں نے تو اس (عیسیٰ) کی مثال تم سے صرف جھگڑنے کے لیے بیان کی ہے، حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ ہیں ہی جھگڑالو، وہ تو ہمارے ایسے بندے تھے جن پر ہم نے انعام کیا اور بنی اسرائیل کے لیے ان کو مثال (اپنی قدرت کا نمونہ) بنا دیا اور اگر ہم چاہتے تو تم میں سے فرشتے بنا دیتے جو تمھاری جگہ زمین میں رہتے اور وہ (عیسیٰ) تو قیامت کی نشانی ہیں پس اس میں شک نہ کرو۔“

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں مردوں کے زندہ کرنے اور بیماروں کے صحت یاب کرنے کے جن معجزات کا ظہور ہوا وہ قیامت کے یقینی ہونے پر بطور دلیل کافی ہیں، اسی لیے فرمایا: ﴿ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَاتَّبِعُوْنِ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ○ ﴾ (الزخرف 43:61) ”پس اس میں شک نہ کرو اور میرے پیچھے چلو، یہ سیدھا رستہ ہے۔“[1]

اور ابن زِبَعریٰ نے جو بات کی ہے، یہ بہت غلط بات ہے کیونکہ یہ آیت کریمہ تو اہل مکہ سے ان کی بے جان بتوں کی عبادت کے تناظر میں خطاب کے طور پر نازل ہوئی ہے اور بتوں کے پجاریوں سے زجر و توبیخ کے طور پر کہا جا رہا ہے کہ اس روز تم اور جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو دوزخ کا ایندھن ہوں گے، مسیح و عزیر اور ان جیسے دیگر لوگوں پر اس آیت کو چسپاں نہیں کیا جا سکتا جنھوں نے نیک عمل کیے اور جو اس بات کو ہرگز پسند نہیں کرتے تھے کہ ان کی عبادت کی جائے۔

فرمان الٰہی ہے: ﴿ لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ ﴾ ”ان کو (اس دن کا) بڑا بھاری خوف غمگین نہیں کرے گا۔“ کہا گیا ہے کہ بھاری خوف سے مراد موت کا خوف ہے، اسے عبدالرزاق نے یحییٰ بن زبیعہ سے اور انھوں نے عطاء سے روایت کیا ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ بھاری خوف سے مراد صور کا پھونکا جانا ہے۔ یہ عوفی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔[2] ابو سنان سعید بن سنان شیبانی کا بھی یہی قول ہے اور امام ابن جریر نے بھی تفسیر میں اسی قول کو اختیار کیا ہے۔[3] ﴿ وَتَتَلَقّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ؕ

① السيرة النبوية لابن هشام، ذكر مالقي رسول اللهﷺ من قومه من الأذى، مقالة ابن الزبعرى، وما أنزل الله فيه: 360,359/1 وتفسير الطبري: 128,127/17. ② تفسير الطبري: 130/17. ③ تفسير الطبري: 131/17.

”محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

﴿ هٰذَا يَوْمُكُمُ الَّذِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴾ ’’اور فرشتے ان سے ملیں گے (اور کہیں گے کہ) یہی وہ دن ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔‘‘ یعنی جس دن وہ اپنی قبروں سے نکلیں گے تو فرشتے قیامت کے دن کی انھیں بشارت دیتے ہوئے کہیں گے کہ یہی وہ دن ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا، لہٰذا تم ایسی امید رکھو جو تمھارے لیے خوشی اور مسرت کا سبب ہوگی۔

تفسیر آیت:104

روزِ قیامت آسمان کو لپیٹ دیا جائے گا: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿ يَوْمَ نَطْوِي السَّمَآءَ كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ ﴾ ’’جس دن ہم آسمان کو لکھے ہوئے کاغذ کے لپیٹنے کے مانند لپیٹ دیں گے۔‘‘ ﴿ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ۖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌۢ بِيَمِيْنِهٖ ۭ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴾ (الزمر 67:39) ’’اور انھوں نے اللہ کی قدر شناسی جیسی کرنی چاہیے تھی نہیں کی اور قیامت کے دن تمام زمین اس کی مٹھی میں ہوگی اور آسمان اس کے دائیں ہاتھ میں لپٹے ہوں گے (اور) وہ ان لوگوں کے شرک سے پاک اور عالی شان ہے۔‘‘

امام بخاری رحمہ اللہ نے نافع سے انھوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے حدیث کو بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [إِنَّ اللّٰهَ يَقْبِضُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (الْأَرْضِينَ) وَتَكُونُ السَّمٰوَاتُ بِيَمِينِهِ] ’’بلاشک وشبہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن زمینوں کو پکڑ لے گا اور آسمان اس کے دائیں ہاتھ میں (لپٹے) ہوں گے۔‘‘ یہ روایت مسلم میں نہیں، صرف بخاری میں ہے۔[1]

ارشاد الٰہی ہے: ﴿ كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ ﴾ ’’لکھے ہوئے کاغذ کے لپیٹنے کی طرح (لپیٹنا)۔‘‘ سجلّ سے مراد کتاب ہے، سدی نے اس آیت کے بارے میں کہا ہے کہ سجل سے مراد وہ فرشتہ ہے جسے اعمال ناموں پر مقرر کیا گیا ہے، جب کوئی انسان فوت ہو جاتا ہے تو اس کے اعمال نامے کو سجل کے پاس پہنچا دیا جاتا ہے تو وہ اسے قیامت کے دن تک لپیٹ دیتا ہے۔[2]

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی صحیح روایت کے مطابق سجل نامۂ اعمال ہی ہے جیسا کہ علی بن ابوطلحہ اور عوفی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ مجاہد، قتادہ اور کئی ایک دیگر ائمہ سے بھی یہ منقول ہے۔ ابن جریر نے بھی اس قول کو اختیار کیا ہے۔[3] لغت کے اعتبار سے بھی یہی بات معروف ہے تو اس اعتبار سے معنی کلام یہ ہوں گے کہ اس دن ہم آسمان کو اس طرح لپیٹ لیں گے جیسے نامۂ اعمال نے اعمال کو لپیٹا ہوتا ہے، یعنی اس معنی کے اعتبار سے کتاب بمعنی مکتوب ہے جیسا کہ آیت کریمہ: ﴿ فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ ﴾ (الصّٰٓفّٰت 103:37) ’’پس جب دونوں نے حکم مان لیا اور باپ نے بیٹے کو ماتھے کے پہلو کے بل لٹا دیا۔‘‘ میں ﴿ لِلْجَبِيْنِ ﴾ علی الجبین کے معنی میں ہے اور لغت میں اس کی بہت زیادہ مثالیں موجود ہیں۔ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ.

فرمان الٰہی ہے: ﴿ كَمَا بَدَاْنَآ اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهٗ ۭ وَعْدًا عَلَيْنَا ۭ اِنَّا كُنَّا فٰعِلِيْنَ ﴾ ’’جس طرح ہم نے (کائنات کو) پہلے پیدا کیا تھا اسی طرح لوٹائیں گے (یہ) وعدہ (ہے جس کا پورا کرنا) ہم پر لازم ہے۔ یقیناً ہم (ایسا) ضرور کرنے والے ہیں۔‘‘

---

[1] صحیح البخاری، التوحید، باب قول اللّٰہ تعالٰی: ﴿ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ ﴾ (صٓ 75:38)، حدیث: 7412 قوسین والا لفظ، حدیث: 7414 کے مطابق قدرے مختلف سیاق سے ہے۔ [2] تفسیر ابن أبي حاتم: 2469/8. [3] تفسیر الطبری: 132/17.

’’محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ‘‘

www.KitaboSunnat.com

وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُوْرِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ ﴿105﴾

اور بلاشبہ ہم زبور میں نصیحت کے بعد یہ لکھ چکے ہیں کہ بے شک میرے نیک بندے زمین کے وارث ہوں گے ﴿105﴾ بلاشبہ اس میں (ہمارے)

اِنَّ فِيْ هٰذَا لَبَلٰغًا لِّقَوْمٍ عٰبِدِيْنَ ﴿106﴾ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿107﴾

عبادت گزار بندوں کے لیے ایک اطلاع ہے ﴿106﴾ اور (اے نبی!) ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر ہی بھیجا ہے ﴿107﴾

یعنی اس طرح اس دن ہر صورت میں ہو کر رہے گا جس دن اللہ تعالیٰ تمام مخلوقات کو دوبارہ اس طرح پیدا کرے گا جس طرح اس نے پہلی دفعہ پیدا فرمایا تھا، وہ ان کے دوبارہ پیدا کرنے پر قادر ہے اور یہ ہر صورت میں وقوع پذیر ہونے والا ہے کیونکہ اس کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرما رکھا ہے اور وہ اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا اور نہ وعدے کو بدلتا ہے کیونکہ وہ اپنے وعدے کے پورا کرنے پر قادر ہے، اس لیے فرمایا: ﴿ اِنَّا كُنَّا فٰعِلِيْنَ ﴿104﴾ ﴾ ''یقیناً ہم (ایسا) ضرور کرنے والے ہیں۔

روز محشر سب لوگ عریاں ہوں گے: امام احمد رحمہ اللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کو بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعظ فرمانے کے لیے کھڑے ہوئے تو آپ نے فرمایا: [إِنَّكُمْ مَّحْشُورُونَ إِلَى اللّٰهِ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا ﴿ كَمَا بَدَاْنَآ اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهٗ ؕ وَعْدًا عَلَيْنَا ؕ اِنَّا كُنَّا فٰعِلِيْنَ ﴿104﴾ ﴾] ''تم سب اللہ عزوجل کے ہاں اس طرح جمع کیے جاؤ گے کہ برہنہ پاؤں، برہنہ جسم اور غیر مختون ہو گے ''جس طرح ہم نے (کائنات کو) پہلے پیدا کیا تھا، اس طرح لوٹائیں گے (یہ) وعدہ (ہے جسے پورا کرنا) لازم ہے۔ یقیناً ہم (ایسا) ضرور کرنے والے ہیں۔''[1] پھر انھوں نے ساری حدیث ذکر فرمائی ہے۔ یہ حدیث صحیحین میں ہے اور امام بخاری نے اس حدیث کو اسی آیت کریمہ کی تفسیر میں بیان فرمایا ہے۔

تفسیر آیات:105-107

زمین کے وارث نیک لوگ ہوں گے: اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ اس نے حتمی طور پر یہ فیصلہ فرما رکھا ہے کہ وہ اپنے نیک بندوں کو دنیا و آخرت کی سعادت اور دنیا و آخرت میں زمین کی وراثت عطا فرمائے گا جیسا کہ فرمایا: ﴿ اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ ۙ يُوْرِثُهَا مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ○ ﴾ (الأعراف 128:7) ''زمین تو اللہ کی ہے وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے اس کا مالک بناتا ہے اور آخر انجام تو پرہیزگاروں کے لیے ہے۔'' اور فرمایا: ﴿ اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُوْمُ الْاَشْهَادُ ○ ﴾ (المؤمن 51:40) ''ہم اپنے پیغمبروں کی اور جو لوگ ایمان لائے ہیں ان کی دنیاوی زندگی میں بھی مدد کرتے ہیں اور جس دن گواہ کھڑے ہوں گے (قیامت کو بھی۔)'' اور فرمایا: ﴿ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ ﴾ (النور 55:24) ''جو لوگ تم میں سے ایمان لائے اور نیک کام کرتے رہے، ان سے اللہ کا وعدہ ہے کہ ان کو ملک کا حاکم بنا دے گا جیسا کہ ان سے پہلے لوگوں کو حاکم بنایا تھا اور ان کے دین کو جسے اس نے ان کے لیے پسند کیا ہے، مستحکم و پائیدار کرے گا۔''

---

[1] مسند أحمد: 235/1 وصحيح البخاري، التفسير، باب ﴿ كَمَا بَدَاْنَآ اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهٗ ؕ وَعْدًا عَلَيْنَا ؕ ﴾ (الأنبياء 104:21)، حديث: 4740 وصحيح مسلم، الجنة وصفة نعيمها......، باب فناء الدنيا......، حديث: 2860.

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

﴿الزَّبُوْرِ﴾ کا مفہوم: اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ یہ بات شرعی اور قدری کتب میں لکھی ہوئی ہے اور یہ یقینی طور پر واقع ہو کر رہے گی، اس لیے فرمایا: ﴿وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُوْرِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ﴾ ''اور البتہ تحقیق ہم نے نصیحت (کی کتاب تورات) کے بعد زبور میں لکھ دیا تھا۔'' اعمش کہتے ہیں کہ میں نے سعید بن جبیر سے اس آیت کریمہ کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا کہ یہاں زبور سے مراد تورات، انجیل اور قرآن ہیں۔ ① مجاہد کہتے ہیں کہ زبور کے معنی کتاب کے ہیں۔ ② ابن عباس رضی اللہ عنہما، شعبی، حسن، قتادہ اور کئی ایک ائمہ تفسیر رحمہم اللہ کا قول ہے کہ زبور سے مراد وہ کتاب ہے جسے داود پر نازل کیا گیا تھا اور ذکر سے مراد تورات ہے۔ مجاہد نے کہا ہے کہ زبور سے مراد کتب ہیں اور ذکر سے مراد وہ ام الکتاب ہے جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ ③ زید بن اسلم کا بھی یہی قول ہے کہ اس سے مراد پہلی کتاب (لوح محفوظ) ہے۔ ثوری کہتے ہیں کہ اس سے مراد لوح محفوظ ہے۔ مجاہد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اس آیت: ﴿أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ ﴿105﴾﴾ ''بلاشبہ میرے نیکوکار بندے زمین کے وارث ہوں گے'' میں زمین سے مراد ارض جنت ہے۔ ④ ابو عالیہ، مجاہد، سعید بن جبیر، شعبی، قتادہ، سدی، ابو صالح، ربیع بن انس اور ثوری رحمہم اللہ کا بھی یہی قول ہے۔ ⑤

فرمان الٰہی ہے: ﴿إِنَّ فِيْ هٰذَا لَبَلٰغًا لِّقَوْمٍ عٰبِدِيْنَ ﴿106﴾﴾ ''بلاشبہ عبادت کرنے والے لوگوں کے لیے اسی میں (اللہ کے حکموں کی) تبلیغ ہے۔'' یعنی یہ قرآن جسے ہم نے اپنے بندے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا ہے اس میں عبادت کرنے والے لوگوں کے لیے منفعت و کفایت ہے، یعنی ان لوگوں کے لیے جنھوں نے اللہ تعالیٰ کی اس طرح عبادت کی جس طرح اس نے حکم دیا اور پسند فرمایا اور جنھوں نے شیطان کی بات اور اپنی نفسانی خواہشات کی پیروی کے بجائے اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری کو ترجیح دی۔

رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم: ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَا أَرْسَلْنٰكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿107﴾﴾ ''اور (اے محمد!) ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔'' اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ اس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا ہے، یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ کو سب جہانوں کے لیے رحمت بنا کر مبعوث فرمایا ہے، پس جو شخص اس رحمت کو قبول کر لے اور اس نعمت کا شکر بجا لائے وہ دنیا و آخرت کی سعادت مندیوں اور کامرانیوں کو اپنے دامن میں سمیٹ لے گا اور جو اس رحمت کو قبول کرنے سے انکار کر دے گا، وہ دنیا و آخرت میں ناکام و نامراد رہے گا جیسا کہ فرمایا: ﴿أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا وَّأَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ ۝ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۗ وَبِئْسَ الْقَرَارُ ۝﴾ (ابراھیم 14:28,29) ''کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنھوں نے اللہ کے احسان کو ناشکری سے بدل دیا اور اپنی قوم کو تباہی کے گھر میں اتار دیا، (وہ گھر) دوزخ (ہے سب ناشکرے) اس میں داخل ہوں گے اور وہ برا ٹھکانا ہے۔''

① تفسیر الطبری: 136/17. ② تفسیر الطبری: 136/17 والدر المنثور: 612/4. ③ تفسیر الطبری: 136/17 وتفسیر القرطبی: 349/11. ④ تفسیر الطبری: 138/17 وتفسیر ابن أبی حاتم: 2471/8. ⑤ تفسیر الطبری: 138/17 وتفسیر ابن أبی حاتم: 2471/8 وتفسیر الرازی: 229/22.

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

قُلْ اِنَّمَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿108﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا

کہہ دیجیے: میری طرف تو صرف یہ وحی کی جاتی ہے کہ بس تمھارا معبود ایک ہی ہے، پھر کیا تم مسلمان ہو؟ ﴿108﴾ پھر اگر وہ پھریں تو کہہ دیجیے: میں نے

فَقُلْ اٰذَنْتُكُمْ عَلٰى سَوَآءٍ ؕ وَاِنْ اَدْرِيْٓ اَقَرِيْبٌ اَمْ بَعِيْدٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ ﴿109﴾ اِنَّهٗ

تمھیں یکساں طور پر خبردار کر دیا ہے، اور میں نہیں جانتا کہ جس کا تمھیں وعدہ دیا جاتا ہے وہ قریب ہے یا بعید ہے ﴿109﴾ بے شک وہ (اللہ) پکار کر کہی

يَعْلَمُ الْجَهْرَ مِنَ الْقَوْلِ وَيَعْلَمُ مَا تَكْتُمُوْنَ ﴿110﴾ وَاِنْ اَدْرِيْ لَعَلَّهٗ فِتْنَةٌ لَّكُمْ

ہوئی بات کو بھی جانتا ہے، اور جو تم چھپاتے ہو، اس کو بھی جانتا ہے ﴿110﴾ اور میں نہیں جانتا شاید یہ (تاخیر عذاب) تمھارے لیے آزمائش اور ایک وقت

وَمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ﴿111﴾ قٰلَ رَبِّ احْكُمْ بِالْحَقِّ ؕ وَرَبُّنَا الرَّحْمٰنُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى

تک فائدہ ہے ﴿111﴾ (رسول نے) کہا: اے میرے رب! حق کے ساتھ فیصلہ فرما، اور ہمارا رب نہایت مہربان ہے، جو باتیں تم بیان کرتے ہو ان پر

مَا تَصِفُوْنَ ﴿112﴾ ع النصف 7 19 7

وہی مدد مانگے جانے کے لائق ہے ﴿112﴾

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے بارے میں فرمایا ہے: ﴿قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَآءٌ ؕ وَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرٌ وَّهُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى ؕ اُولٰٓئِكَ يُنَادَوْنَ مِنْ مَّكَانٍ بَعِيْدٍ﴾ (حٰمٓ السجدة 44:41) ''کہہ دیجیے کہ جو ایمان لاتے ہیں ان کے لیے (یہ) ہدایت اور شفا ہے اور جو ایمان نہیں لاتے ان کے کانوں میں گرانی (بہرہ پن) ہے اور یہ ان کے حق میں (موجب) نابینائی ہے، گرانی کے سبب ان کو (گویا) دور جگہ سے آواز دی جاتی ہے۔''

امام مسلم نے اپنی صحیح میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کو بیان کیا ہے کہ عرض کی گئی: اے اللہ کے رسول (ﷺ!) آپ مشرکوں کے لیے بددعا فرمائیں، آپ نے فرمایا: [إِنِّي لَمْ أُبْعَثْ لَعَّانًا وَّإِنَّمَا بُعِثْتُ رَحْمَةً] ''مجھے لعنت کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا، مجھے تو رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے۔''[1] یہ حدیث صرف صحیح مسلم میں ہے، بخاری میں نہیں۔

امام احمد نے عمرو بن ابو قرّہ کندی کی روایت کو بیان کیا ہے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ مدائن میں تھے اور وہ رسول اللہ ﷺ کے ارشادات کو وہاں بیان کیا کرتے تھے، ایک بار حذیفہ رضی اللہ عنہ، سلمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا: حذیفہ! رسول اللہ ﷺ تو ناراضی کی حالت میں بھی بیان فرماتے اور خوشی کی کیفیت میں بھی بیان فرماتے تھے یقیناً تجھے معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: [أَيُّمَا رَجُلٍ مِّنْ أُمَّتِي سَبَبْتُهُ سَبَّةً فِي غَضَبِي أَوْ لَعَنْتُهُ لَعْنَةً فَإِنَّمَا أَنَا مِنْ وَّلَدِ آدَمَ، أَغْضَبُ كَمَا يَغْضَبُونَ، وَإِنَّمَا بَعَثَنِي رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ، فَاجْعَلْهَا صَلَاةً عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ] ''ناراضی کی حالت میں اگر میں نے اپنی امت کے کسی شخص کو برا بھلا کہہ دیا ہو یا اس پر لعنت بھیج دی ہو تو میں بھی اولاد آدم میں سے ایک شخص ہوں جس طرح وہ ناراض ہوتے ہیں میں بھی اسی طرح ناراض ہوتا ہوں لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے رحمۃ للعالمین بنا کر مبعوث فرمایا ہے۔ (اے اللہ!) میری اس لعنت کو میری امت کے اس شخص کے لیے قیامت کے دن رحمت بنا دینا۔''[2]

---

[1] صحیح مسلم، البر و الصلة و الأدب، باب النهی عن لعن الدواب وغیرها، حدیث: 2599. [2] مسند أحمد: 437/5.

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

امام ابوداود نے اسے از احمد بن یونس از زائدہ کی سند سے روایت کیا ہے۔ [1]

اگر کہا جائے کہ جو شخص آپ کے ساتھ کفر کرے تو اسے کیا رحمت حاصل ہوئی۔ تو اس کے جواب میں ہم وہ بات عرض کریں گے جو امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کریمہ کی تفسیر میں بیان کی ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھے تو اس کے حق میں دنیا و آخرت میں رحمت لکھ دی جائے گی اور جو اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ ایمان نہ لائے تو اس کے لیے رحمت یہ ہوگی کہ وہ دنیا میں زمین میں دھنسا دیے جانے یا آسمان سے پتھروں کی بارش کی صورت میں اس طرح کے عذاب سے محفوظ رہے گا، جیسے عذاب سابقہ امتوں پر آئے تھے۔ [2]

تفسیر آیات:108-112

وحی کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو: اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو حکم دیا ہے کہ آپ مشرکوں سے یہ کہہ دیں: ﴿ اَنَّمَاۤ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝۱۰۸ ﴾ ”یقیناً مجھ پر (اللہ کی طرف سے) یہ وحی آتی ہے کہ تم سب کا معبود اللہ واحد ہے تو کیا تم اس کی فرمانبرداری کرتے ہو؟“ یعنی اس بات کی اتباع کرو اور اللہ تعالیٰ کے اطاعت گزار اور فرمانبردار بن جاؤ۔ ﴿ فَاِنْ تَوَلَّوْا ﴾ ”پھر اگر یہ لوگ پھر جائیں“ یعنی جو آپ نے انھیں دعوت دی ہے، اسے قبول نہ کریں۔ ﴿ فَقُلْ اٰذَنْتُكُمْ عَلٰى سَوَآءٍ ؕ ﴾ ”تو کہہ دیں کہ میں نے تم سب کو یکساں (احکام الٰہی سے) آگاہ کر دیا ہے۔“ یعنی میں نے تمھیں بتا دیا ہے کہ میرا تمھارے خلاف اعلان جنگ ہے جیسا کہ تم میرے خلاف اعلان جنگ کر رہے ہو، میں تم سے بری ہوں اور تم مجھ سے بری ہو جیسا کہ فرمایا: ﴿ وَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقُلْ لِّيْ عَمَلِيْ وَلَكُمْ عَمَلُكُمْ ۚ اَنْتُمْ بَرِيْٓـُٔوْنَ مِمَّاۤ اَعْمَلُ وَاَنَا بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝۴۱ ﴾ (یونس 41:10) ”اگر یہ آپ کی تکذیب کریں تو کہہ دیں کہ میرے لیے میرے عمل ہیں اور تمھارے لیے تمھارے عمل، تم اس چیز سے بری ہو جو میں کرتا ہوں اور میں اس سے بری ہوں جو تم کرتے ہو۔“ اور فرمایا: ﴿ وَاِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً فَانْۢبِذْ اِلَيْهِمْ عَلٰى سَوَآءٍ ﴾ (الأنفال 58:8) ”اور اگر آپ کو کسی قوم کی دغابازی کا خوف ہو تو (ان کا عہد) انھیں کی طرف پھینک دیں (اور) برابر (کا جواب دیں۔)“ یعنی عہد پھینک دینے کے بارے میں آپ کو اور انھیں یکساں طور پر معلوم ہونا چاہیے کہ عہد ختم کر دیا گیا ہے، اسی طرح فرمایا: ﴿ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ اٰذَنْتُكُمْ عَلٰى سَوَآءٍ ؕ ﴾ ”پھر اگر یہ لوگ پھر جائیں تو کہہ دیں کہ میں نے تم سب کو یکساں (احکام الٰہی سے) آگاہ کر دیا ہے۔“ یعنی میں نے تمھیں یہ معلوم کرا دیا ہے کہ میں تم سے بری ہوں اور تم مجھ سے بری ہو۔

قیامت کے وقت کا اللہ کے سوا کسی کو علم نہیں: ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ وَاِنْ اَدْرِيْۤ اَقَرِيْبٌ اَمْ بَعِيْدٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ ۝۱۰۹ ﴾ ”اور مجھ کو معلوم نہیں کہ جس چیز کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے، وہ عنقریب (آنے والی) ہے یا (اس کا وقت) دور ہے۔“ یعنی وہ یقینی طور پر واقع تو ہونے والی ہے لیکن یہ مجھے علم نہیں کہ وہ عنقریب واقع ہونے والی ہے یا اس کا وقوع ابھی دور ہے۔ ﴿ اِنَّهٗ يَعْلَمُ

[1] سنن أبي داود، السنة، باب في النهي عن سب أصحاب رسول الله ﷺ، حديث:4659. [2] تفسير الطبري :141/17.

”محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

﴿ الْجَهْرَ مِنَ الْقَوْلِ وَيَعْلَمُ مَا تَكْتُمُونَ ﴾ ''جو بات پکار کر کی جائے وہ اسے بھی جانتا ہے اور جو تم پوشیدہ کرتے ہو اس سے بھی واقف ہے۔'' یعنی اللہ تعالیٰ غیب کی ساری باتوں کو جانتا ہے، وہ بندوں کی ظاہر اور چھپی ساری باتوں سے خوب آگاہ ہے، وہ ظواہر وضمائر اور سری ومخفی تمام امور سے واقف ہے اور وہ اپنے بندوں کے تمام اعمال کو جانتا ہے، خواہ وہ انھوں نے دن کے اجالوں میں کیے ہوں یا رات کی تاریکیوں میں اور پھر چھوٹے بڑے تمام اعمال کا بدلہ بھی دے گا۔ فرمان الٰہی ہے: ﴿ وَإِنْ أَدْرِي لَعَلَّهُ فِتْنَةٌ لَّكُمْ وَمَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ ﴾ ''اور میں نہیں جانتا شاید وہ تمھارے لیے آزمائش ہو اور ایک مدت تک (تم اس سے) فائدہ (اٹھاتے ہو۔)'' یعنی میں نہیں جانتا شاید یہ ایک مدت تک تمھارے لیے آزمائش اور فائدہ اٹھانا ہو۔ ابن جریر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ شاید اس کے مؤخر ہونے میں تمھارے لیے آزمائش اور ایک مدت مقرر تک فائدہ اٹھانا ہو۔[1] عوفی نے اسے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی روایت کیا ہے۔[2] وَاللّٰهُ أَعْلَمُ.

میدان جنگ میں کون سی دعا پڑھنی چاہیے؟ ﴿ قٰلَ رَبِّ احْكُمْ بِالْحَقِّ ﴾ ''(پیغمبر نے) کہا کہ اے میرے پروردگار! حق کے ساتھ فیصلہ کر دے۔'' یعنی ہمارے اور حق کی تکذیب کرنے والی ہماری قوم کے درمیان فیصلہ فرما دے۔ قتادہ کہتے ہیں کہ انبیائے کرام علیہم السلام (یہ) حسب ذیل دعا فرمایا کرتے تھے: ﴿ رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَأَنْتَ خَيْرُ الْفٰتِحِيْنَ ﴾ (الأعراف 89:7) ''اے ہمارے پروردگار! ہم میں اور ہماری قوم میں انصاف کے ساتھ فیصلہ کر دے اور تو سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس دعا کا حکم دیا گیا ہے۔[3] مالک نے زید بن اسلم سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب میدان جنگ میں تشریف لاتے تو یہ دعا پڑھتے: ﴿ رَبِّ احْكُمْ بِالْحَقِّ ﴾ ''اے میرے پروردگار! حق کے ساتھ فیصلہ کر دے۔''[4] فرمان الٰہی ہے: ﴿ وَرَبُّنَا الرَّحْمٰنُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ﴾ ''اور ہمارا پروردگار بڑا مہربان ہے، اسی سے ان باتوں میں جو تم بیان کرتے ہو، مدد مانگی جاتی ہے۔'' یعنی جو تم کہتے اور کذب وافترا سے کام لیتے اور طرح طرح کی جھوٹی باتیں بناتے ہو ان سب میں تمھارے خلاف اللہ تعالیٰ سے مدد مانگی جاتی ہے۔

سورۂ انبیاء کی تفسیر مکمل ہوگئی۔

وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَالْمِنَّةُ.

---

① تفسیر الطبری :142/17. ② تفسیر الطبری:143/17 عن عطاء الخراسانی، عن ابن عباس رضی اللہ عنہما. ③ تفسیر ابن أبی حاتم :2471/8. ④ مجموعة الفتاوٰی لابن تیمیة:265/15 .

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

تفسیر سُورَۂ حَجّ

یہ مکی سورت ہے

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے نام سے (شروع) جو نہایت مہربان، بہت رحم کرنے والا ہے۔

یٰۤاَیُّہَا النَّاسُ اتَّقُوۡا رَبَّکُمۡ ۚ اِنَّ زَلۡزَلَۃَ السَّاعَۃِ شَیۡءٌ عَظِیۡمٌ ① یَوۡمَ تَرَوۡنَہَا تَذۡہَلُ کُلُّ

اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو، بے شک قیامت کا زلزلہ بہت بڑی (ہولناک) چیز ہے① جس دن تم اسے دیکھو گے (یہ حال ہوگا) کہ ہر دودھ پلانے

مُرۡضِعَۃٍ عَمَّاۤ اَرۡضَعَتۡ وَ تَضَعُ کُلُّ ذَاتِ حَمۡلٍ حَمۡلَہَا وَ تَرَی النَّاسَ سُکٰرٰی وَ مَا

والی اسے بھول جائے گی جسے اس نے دودھ پلایا، اور ہر حمل والی اپنا حمل ڈال دے گی، اور آپ لوگوں کو نشے میں (مدہوش) دیکھیں گے، حالانکہ وہ

ہُمۡ بِسُکٰرٰی وَ لٰکِنَّ عَذَابَ اللّٰہِ شَدِیۡدٌ ②

نشے میں نہیں ہوں گے اور لیکن اللہ کا عذاب (بڑا ہی) شدید ہوگا②

تفسیر آیات:2,1

قیامت کی ہولناکیاں: اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو حکم دیا ہے کہ وہ اس کا تقویٰ اختیار کریں، نیز اس مقام پر اس نے قیامت کی ہولناکیوں، زلزلوں اور اس کے حالات کو بیان فرمایا ہے جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿اِذَا زُلۡزِلَتِ الۡاَرۡضُ زِلۡزَالَہَا ۙ وَ اَخۡرَجَتِ الۡاَرۡضُ اَثۡقَالَہَا ۙ﴾ (الزلزال 99:2,1) ''جب زمین پورے زور سے ہلا دی جائے گی اور زمین اپنے (اندر کے) بوجھ نکال ڈالے گی۔'' اور فرمایا: ﴿وَّ حُمِلَتِ الۡاَرۡضُ وَ الۡجِبَالُ فَدُکَّتَا دَکَّۃً وَّاحِدَۃً ۙ فَیَوۡمَئِذٍ وَّقَعَتِ الۡوَاقِعَۃُ ۙ......﴾ الآیۃ (الحاقۃ 69:15,14) ''اور زمین اور پہاڑ دونوں اُٹھائے جائیں گے، پس ایک بار کی چوٹ سے دونوں کوٹ کر ریزہ ریزہ کر دیے جائیں گے تو اس روز واقع ہونے والی واقع ہو جائے گی......۔'' اور اس جیسی چند آیات۔ اور فرمایا: ﴿اِذَا رُجَّتِ الۡاَرۡضُ رَجًّا ۙ وَّ بُسَّتِ الۡجِبَالُ بَسًّا ۙ......﴾ الآیۃ (الواقعۃ 56:5,4) ''جب زمین (بھونچال سے) نہایت بری طرح ہلا دی جائے گی اور پہاڑ (توڑ پھوڑ کر) ریزہ ریزہ کر دیے جائیں گے......۔''

کچھ ائمہ نے کہا ہے کہ یہ زلزلہ دنیا کی عمر کے آخری لمحے اور قیامت کے حالات کے ابتدائی لمحے میں ہوگا۔ ابن جریر نے ﴿اِنَّ زَلۡزَلَۃَ السَّاعَۃِ شَیۡءٌ عَظِیۡمٌ ①﴾ ''بے شک قیامت کا زلزلہ بہت بڑی (ہولناک) چیز ہے'' کے بارے میں علقمہ کا

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

قول ذکر کیا ہے کہ یہ زلزلہ قیامت سے پہلے ہوگا۔[1] کچھ دیگر ائمہ نے کہا ہے کہ ہولناکیاں، زلزلے، خوفناک باتیں اور مصیبتیں قیامت کے دن اس وقت پیش آئیں گی جب لوگ اپنی قبروں سے نکلیں گے۔ابن جریر رحمہ اللہ نے اسی قول کو اختیار کیا ہے۔اوران حضرات نے درج ذیل احادیث سے استدلال کیا ہے:

امام احمد رحمہ اللہ نے عمران بن حصین رضی اللہ عنہما کی روایت کو بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں تھے اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم ایک دوسرے سے آگے پیچھے چل رہے تھے۔آپ نے بلند آواز سے ان دو آیتوں کی تلاوت فرمائی: ﴿ يَاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ۚ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ ① يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّآ اَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَمَا هُمْ بِسُكٰرٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ ② ﴾ ”اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو، بے شک قیامت کا زلزلہ ایک بڑی (ہولناک) چیز ہے۔(اے مخاطب!) جس دن تو اس کو دیکھے گا (اُس دن یہ حال ہوگا کہ) ہر دودھ پلانے والی اسے بھول جائے گی جسے اس نے دودھ پلایا اور ہر حمل والی اپنا حمل ڈال دے گی اور تو لوگوں کو نشے میں دیکھے گا مگر وہ نشے میں نہیں ہوں گے اور (بلکہ عذاب دیکھ کر مدہوش ہو رہے ہوں گے) لیکن اللہ کا عذاب بڑا سخت ہے۔“ جب صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے ان آیات کو سنا تو وہ اپنی سواریوں کو جلدی جلدی دوڑانے لگے اور انھیں معلوم ہوا کہ آپ کچھ فرمانا چاہتے ہیں۔جب تمام صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جمع ہو گئے تو آپ نے فرمایا:

[أَتَدْرُونَ أَيَّ يَوْمٍ ذَاكَ؟ قَالَ: ذَاكَ يَوْمُ يُنَادِي آدَمُ، فَيُنَادِيهِ رَبُّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: يَا آدَمُ!اِبْعَثْ بَعْثًا إِلَى النَّارِ، فَيَقُولُ: يَارَبِّ! وَمَابَعْثُ النَّارِ؟ قَالَ: مِنْ كُلِّ أَلْفٍ تِسْعَ مِئَةٍ وَّتِسْعَةً وَّتِسْعِينَ فِي النَّارِ وَوَاحِدٌ فِي الْجَنَّةِ،فَأَبْلَسَ أَصْحَابُهُ حَتّٰى مَا أَوْضَحُوا بِضَاحِكَةٍ، فَلَمَّا رَأٰى ذٰلِكَ، قَالَ: اِعْمَلُوا وَأَبْشِرُوا، فَوَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ! إِنَّكُمْ لَمَعَ خَلِيقَتَيْنِ مَا كَانَتَا مَعَ شَيْءٍ قَطُّ إِلَّا كَثَّرَتَاهُ، يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ، وَمَنْ هَلَكَ مِنْ بَنِي آدَمَ وَبَنِي إِبْلِيسَ، قَالَ: فَسُرِّيَ عَنِ الْقَوْمِ بَعْضُ الَّذِي يَجِدُونَ، فَقَالَ: اِعْمَلُوا وَأَبْشِرُوا، فَوَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ! مَا أَنْتُمْ فِي النَّاسِ إِلَّا كَالشَّامَةِ فِي جَنْبِ الْبَعِيرِ أَوْ لرَّقْمَةِ فِي ذِرَاعِ الدَّابَّةِ]

”کیا تم جانتے ہو یہ کون سا دن ہوگا؟ یہ وہ دن ہوگا جس میں آدم علیہ السلام کو بلایا جائے گا اور آپ کا رب تبارک وتعالیٰ آپ سے مخاطب ہو کر فرمائے گا: اے آدم! دوزخ کی طرف جانے والوں (کی تعداد) کو بھیج دو۔آدم علیہ السلام عرض کریں گے: اے میرے پروردگار! دوزخ میں جانے والوں کی تعداد کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ہر ایک ہزار میں سے نوسو ننانوے دوزخ میں اور ایک جنت میں! یہ سن کر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم دہشت اور خوف کی وجہ سے خاموش ہو گئے اور انھوں نے منہ بند کر لیے، آپ نے ان کی جب یہ کیفیت دیکھی تو فرمایا: تم عمل کیے جاؤ اور خوش ہو جاؤ، اس ذات پاک کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے! یقیناً تم دو ایسی مخلوقوں کے ساتھ ہو گے کہ انھیں جس کے ساتھ بھی ملایا جائے وہ ان کی تعداد بڑھا دیں گی (جہنمیوں کی تعداد

① تفسير الطبري: 145/17.

”محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

اس طرح زیادہ ہوگی) اور وہ ہیں (1) یاجوج و ماجوج اور (2) اولاد آدم میں سے (کفر پر) ہلاک ہونے والے اور اولاد ابلیس۔ راوی کا بیان ہے کہ یہ فرمان سن کر صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی دہشت ختم ہوگئی۔ آپ نے پھر فرمایا: عمل کرو اور خوش ہو جاؤ، اس ذات پاک کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے! تم لوگوں کے مقابلے میں اس طرح ہو جیسے اونٹ کے پہلو میں تل کا نشان ہو یا جیسے کسی جانور کے ہاتھ (اگلی ٹانگ) پر کوئی نشان ہو۔'' [1] امام ترمذی اور نسائی رحمہما اللہ نے بھی اپنی اپنی کتاب کی کتاب التفسیر میں اس حدیث کو اسی طرح روایت کیا ہے اور امام ترمذی رحمہ اللہ نے اسے حسن صحیح قرار دیا ہے۔ [2]

اس حدیث کا ایک دوسرا طریق: امام ترمذی رحمہ اللہ نے عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ یہ آیات کریمہ: ﴿يَاأَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمْ﴾ سے لے کر ﴿وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيدٌ ②﴾ تک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر جب نازل ہوئیں تو آپ سفر میں تھے، آپ نے فرمایا:

[أَتَدْرُونَ أَيَّ يَوْمٍ ذٰلِكَ؟ فَقَالُوا: اَللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: ذٰلِكَ يَوْمُ يَقُولُ اللّٰهُ لِآدَمَ: اِبْعَثْ بَعْثَ النَّارِ، فَقَالَ: يَارَبِّ! وَمَا بَعْثُ النَّارِ؟ قَالَ: تِسْعُ مِائَةٍ وَّتِسْعَةٌ وَّ تِسْعُونَ فِي النَّارِ وَوَاحِدٌ إِلَى الْجَنَّةِ فَأَنْشَأَ الْمُسْلِمُونَ يَبْكُونَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: قَارِبُوا وَسَدِّدُوا، فَإِنَّهَا لَمْ تَكُنْ نُبُوَّةٌ قَطُّ إِلَّا كَانَ بَيْنَ يَدَيْهَا جَاهِلِيَّةٌ، قَالَ: فَيُؤْخَذُ الْعَدَدُ مِنَ الْجَاهِلِيَّةِ، فَإِنْ تَمَّتْ وَإِلَّا كَمُلَتْ مِنَ الْمُنَافِقِينَ، وَمَا مَثَلُكُمْ وَالْأُمَمِ إِلَّا كَمَثَلِ الرَّقْمَةِ فِي ذِرَاعِ الدَّابَّةِ أَوْ كَالشَّامَةِ فِي جَنْبِ الْبَعِيرِ، ثُمَّ قَالَ: إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ تَكُونُوا رُبُعَ أَهْلِ الْجَنَّةِ، فَكَبَّرُوا، ثُمَّ قَالَ: إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ تَكُونُوا ثُلُثَ أَهْلِ الْجَنَّةِ، فَكَبَّرُوا، ثُمَّ قَالَ: إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ تَكُونُوا نِصْفَ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَكَبَّرُوا......]

''کیا تم جانتے ہو کہ یہ کون سا دن ہوگا۔ صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کی: اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ بہتر جانتے ہیں، آپ نے فرمایا: یہ وہ دن ہوگا جب اللہ تعالیٰ آدم علیہ السلام سے فرمائے گا کہ جہنم میں جانے والوں (کی تعداد) کو بھیج دو۔ آدم علیہ السلام عرض کریں گے کہ اے میرے پروردگار! جہنم میں جانے والوں کی تعداد کتنی ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: نوسو ننانوے جہنم میں اور ایک جنت میں، چنانچہ یہ سن کر مسلمانوں نے رونا شروع کر دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''افراط و تفریط کو چھوڑ کر راہِ اعتدال اختیار کرو اور درست اعمال بجالاتے رہو، ہر نبوت سے پہلے دورِ جاہلیت ہوتا ہے، لہٰذا اس تعداد کو دورِ جاہلیت سے لیا جائے گا۔ اگر تعداد پوری ہوگئی تو صحیح ورنہ منافقوں سے اس تعداد کو مکمل کیا جائے گا۔ تمھاری مثال اور سابقہ امتوں کی مثال ایسے ہے جیسے جانور کے ہاتھ پر تل ہو یا جیسے اونٹ کے پہلو میں کوئی نشان ہو، پھر آپ نے فرمایا: مجھے اُمید ہے کہ تم اہلِ جنت کا ایک چوتھائی حصہ ہو گے۔ یہ سن کر صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اللہ اکبر کہا، پھر آپ نے فرمایا: مجھے اُمید ہے تم اہلِ جنت کا ایک تہائی حصہ ہو گے۔ یہ سن کر صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اللہ اکبر کہا، پھر آپ نے فرمایا: مجھے امید ہے کہ تم اہل جنت کا نصف حصہ ہو گے

① مسند أحمد:435/4. ② جامع الترمذي، تفسير القرآن، باب ومن سورة الحج، حديث:3169 والسنن الكبرى للنسائي، التفسير، باب قوله: ﴿وَتَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى......﴾: 410/6، حديث:11340.

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پھر اللہ اکبر کہا......۔"[1] امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح قرار دیا ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے اس آیت کریمہ کی تفسیر میں ابوسعید رضی اللہ عنہ کی روایت کو بیان کیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: [يَقُولُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: يَا آدَمُ! فَيَقُولُ: لَبَّيْكَ رَبَّنَا وَسَعْدَيْكَ، فَيُنَادَى بِصَوْتٍ: إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكَ أَنْ تُخْرِجَ مِنْ ذُرِّيَّتِكَ بَعْثًا إِلَى النَّارِ، قَالَ: يَا رَبِّ! وَمَا بَعْثُ النَّارِ؟ قَالَ: مِنْ كُلِّ أَلْفٍ۔ أُرَاهُ قَالَ۔ تِسْعَ مِائَةٍ وَّتِسْعَةً وَّتِسْعِينَ، فَحِينَئِذٍ تَضَعُ الْحَامِلُ حَمْلَهَا وَيَشِيبُ الْوَلِيدُ ﴿وَتَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَمَا هُمْ بِسُكٰرٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ ۝۲﴾ فَشَقَّ ذٰلِكَ عَلَى النَّاسِ حَتّٰى تَغَيَّرَتْ وُجُوهُهُمْ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: مِنْ يَّأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ تِسْعَ مِائَةٍ وَّتِسْعَةً وَّتِسْعِينَ وَمِنْكُمْ وَاحِدٌ، ثُمَّ أَنْتُمْ فِي النَّاسِ كَالشَّعْرَةِ السَّوْدَاءِ فِي جَنْبِ الثَّوْرِ الْأَبْيَضِ أَوْ كَالشَّعْرَةِ الْبَيْضَاءِ فِي جَنْبِ الثَّوْرِ الْأَسْوَدِ، وَإِنِّي لَأَرْجُو أَنْ تَكُونُوا رُبُعَ أَهْلِ الْجَنَّةِ، فَكَبَّرْنَا، ثُمَّ قَالَ: ثُلُثَ أَهْلِ الْجَنَّةِ، فَكَبَّرْنَا، ثُمَّ قَالَ: شَطْرَ أَهْلِ الْجَنَّةِ، فَكَبَّرْنَا]

"اللہ تعالیٰ روز قیامت فرمائے گا: اے آدم! وہ عرض کریں گے: اے ہمارے پروردگار میں بار بار حاضر ہوں اور تمام تر سعادت تیری ہی طرف سے ہے، پھر انھیں بلند آواز سے کہا جائے گا کہ بے شک اللہ تعالیٰ تجھے یہ حکم دیتا ہے کہ اپنی اولاد میں سے جہنم جانے والوں (کی تعداد) کو نکال بھیجو، وہ عرض کریں گے: اے میرے رب! جہنم جانے والوں کی تعداد کتنی ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ہر ایک ہزار میں سے نوسوننانوے، اور یہ وہ وقت ہوگا جب حمل والی اپنے حمل کو گرادے گی اور جب بچہ بوڑھا ہو جائے گا۔ "اور آپ لوگوں کو نشے میں دیکھیں گے مگر وہ نشے میں نہیں ہوں گے (بلکہ عذاب دیکھ کر مدہوش ہو رہے ہوں گے) اور لیکن اللہ کا عذاب بڑا ہی سخت ہے۔" لوگوں کو یہ بات بہت گراں محسوس ہوئی حتی کہ ان کے چہروں کے رنگ بدل گئے تو نبی ﷺ نے فرمایا: یاجوج و ماجوج میں سے نوسوننانوے ہوں گے اور تم میں سے ایک، تم لوگوں کے مقابلے میں اس طرح ہو گے جیسے سفید رنگ کے بیل کے پہلو میں ایک سیاہ بال ہو یا جیسے سیاہ رنگ کے بیل کے پہلو میں ایک سفید بال ہو، مجھے اُمید ہے کہ تم اہل جنت میں سے ایک چوتھائی ہو گے۔ یہ سن کر ہم نے اللہ اکبر کہا، پھر آپ نے فرمایا: تم اہل جنت میں سے ایک تہائی ہو گے۔ ہم نے اللہ اکبر کہا، آپ نے پھر فرمایا کہ تم اہلِ جنت کے نصف کے برابر ہو گے تو ہم نے اللہ اکبر کہا۔"[2] امام بخاری نے اس جگہ کے علاوہ بھی اس حدیث کو روایت کیا ہے۔[3] اسی طرح امام مسلم اور امام نسائی نے اسے اپنی کتاب کی کتاب التفسیر میں روایت کیا ہے۔[4]

---

① جامع الترمذی، تفسیر القرآن، باب ومن سورة الحج، حديث:3168. ② صحيح البخاری، التفسير، باب قوله: ﴿وَتَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى﴾ (الحج22:2)، حديث:4741. ③ صحيح البخاری، الرقاق، باب: ﴿إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ﴾......، حديث:6530 عن أبي هريرة رضی اللہ عنہ. ④ صحيح مسلم، الإيمان، باب قوله: [يقول الله لآدم: أخرج......]، حديث: 222 والسنن الكبرىٰ للنسائي، التفسير، باب قوله تعالىٰ: ﴿وَتَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى......﴾: 409/6، حديث:11339.

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّبِعُ كُلَّ شَيْطٰنٍ مَّرِيْدٍ ۙ﴿3﴾ كُتِبَ عَلَيْهِ

اور لوگوں میں سے بعض ایسے ہیں جو اللہ کے بارے میں علم کے بغیر بحث کرتے ہیں، اور وہ ہر سرکش شیطان کی اتباع کرتے ہیں ③ اس کی بابت

اَنَّهٗ مَنْ تَوَلَّاهُ فَاَنَّهٗ يُضِلُّهٗ وَيَهْدِيْهِ اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ ﴿4﴾

لکھ دیا گیا کہ بے شک جو کوئی اس سے دوستی کرے گا تو وہ یقیناً اسے گمراہ کرے گا اور اس کی دوزخ کے عذاب کی طرف رہنمائی کرے گا ④

قیامت کے ہولناک حالات و واقعات کے بارے میں بہت سی احادیث مبارکہ موجود ہیں جنھیں کسی دوسرے مقام پر بیان کیا جائے گا۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ ① ﴾ ''یقیناً قیامت کا زلزلہ ایک بہت بڑی (ہولناک) چیز ہے۔'' یعنی یہ ایک عظیم امر، بہت بڑی مصیبت، اچانک پیش آ جانے والی گھبراہٹ، ہولناک حادثہ اور عجیب و غریب واقعہ ہوگا جس کے لیے یہاں زلزلے کا لفظ استعمال کیا گیا ہے اور زلزلہ وہ ہوتا ہے جس سے دلوں پر رعب و گھبراہٹ اور خوف طاری ہو جاتا ہے جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿ هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَزُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا ۝ ﴾ (الأحزاب 11:33) ''وہاں مومن آزمائے گئے اور سخت طور پر ہلائے گئے۔'' پھر فرمایا: ﴿ يَوْمَ تَرَوْنَهَا ﴾ ''(اے مخاطب!) جس دن تو اس کو دیکھے گا۔'' یہ ضمیر شان ہے، اسی لیے اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا: ﴿ تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّآ اَرْضَعَتْ ﴾ ''(اُس دن یہ حال ہوگا کہ) ہر دودھ پلانے والی عورت اسے بھول جائے گی جسے اس نے دودھ پلایا۔'' یعنی وہ اس دن کی شدید ہولناکیوں کی وجہ سے اپنے ان بچوں کو بھی بھول جائیں گی جو انھیں لوگوں میں سے زیادہ عزیز ہوں گے اور جن سے انھیں سب سے زیادہ محبت و شفقت ہوگی لیکن اس کے باوجود وہ حالتِ رضاعت میں بھی انھیں بھول جائیں گی، اسی لیے یہاں ﴿ كُلُّ مُرْضِعَةٍ ﴾ کے الفاظ ارشاد فرمائے، کُلُّ مُرْضِعٍ کے الفاظ نہیں۔[1] ﴿ عَمَّآ اَرْضَعَتْ ﴾ ''اس کو جسے اس نے دودھ پلایا۔'' یعنی دودھ پیتے بچے کو بھول جائیں گی۔ ﴿ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا ﴾ ''اور ہر حمل والی اپنا حمل گرا دے گی۔'' یعنی شدید ہولناکیوں کی وجہ سے حمل تمام ہونے سے پہلے ہی ساقط ہو جائیں گے۔ ﴿ وَتَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى ﴾ ''اور تو لوگوں کو نشے میں دیکھے گا۔'' اسے [سَکْرٰی] بھی پڑھا گیا ہے، یعنی لوگ اس وقت جس شدید امر میں مبتلا ہوں گے اس کی سنگینی اور ہولناکی کی وجہ سے ان کی عقلیں مدہوش ہو جائیں گی، ان کے ذہن ماؤف ہو جائیں گے اور دیکھنے والا سمجھے گا کہ وہ نشے میں ہیں۔ ﴿ وَمَا هُمْ بِسُكٰرٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ ② ﴾ ''مگر وہ نشے میں نہیں ہوں گے (بلکہ عذاب دیکھ کر مدہوش ہو رہے ہوں گے) اور لیکن اللہ کا عذاب بڑا ہی سخت ہے۔''

تفسیر آیات:4,3

① دودھ پیتے بچے کی ماں کو، خواہ وہ فی الوقت دودھ پلا رہی ہو یا نہ، مُرْضِعٌ کہتے ہیں جبکہ مُرْضِعَةٌ فقط اس عورت کو کہتے ہیں جو فی الحال بچے کو دودھ پلا رہی ہو، یعنی مرضع اسم ہے اور مرضعة صفت ہے۔ اور یہی فرق حائض اور حائضہ وغیرہ میں ہے۔ (لسان العرب، مختار الصحاح) یہاں حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ یہ بیان فرما رہے ہیں کہ عورت اپنے بچے پر مہربان ہوتی ہے بالخصوص جب وہ دودھ پلا رہی ہو لیکن اس دن کی ہولناکی اور دہشت اتنی شدید ہوگی کہ وہ عورت جو دودھ پلا رہی ہے وہ بھی اپنے اس بچے سے غافل ہو جائے گی۔ مُرْضِعٌ کے بجائے مُرْضِعَةٌ کہنے میں یہی حکمت ہے۔ واللّٰہ أعلم.

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَاِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ

اے لوگو! اگر تم (دوبارہ جی) اٹھنے کے متعلق شک میں ہو تو (تمھیں علم ہونا چاہیے کہ) بلاشبہ ہم نے ہی تمھیں مٹی سے پیدا کیا، پھر نطفے سے،

نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُّضْغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ وَّغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ لِّنُبَيِّنَ لَكُمْ ؕ

پھر جمے ہوئے خون سے، پھر گوشت کے لوتھڑے سے جو واضح شکل وصورت اور غیر واضح شکل وصورت والا ہوتا ہے، تاکہ ہم تمھارے

وَنُقِرُّ فِي الْاَرْحَامِ مَا نَشَآءُ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْۤا

لیے (اپنی قدرت وحکمت) واضح کریں، اور ہم جس (نطفے) کے متعلق چاہیں اسے مقررہ مدت تک رحموں میں ٹھہراتے ہیں، پھر تمھیں ایک

اَشُدَّكُمْ ۚ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰۤى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْلَا يَعْلَمَ

بچے کی صورت میں نکالتے ہیں تاکہ تم اپنی جوانی کو پہنچو، اور تم میں سے کوئی فوت کر دیا جاتا ہے اور تم میں سے کوئی ناکارہ ترین عمر کی طرف

مِنْۢ بَعْدِ عِلْمٍ شَيْـًٔا ؕ وَتَرَى الْاَرْضَ هَامِدَةً فَاِذَاۤ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَآءَ

لوٹایا جاتا ہے، تاکہ وہ جاننے کے بعد کچھ بھی نہ جانے، اور آپ زمین بنجر اور خشک پڑی دیکھتے ہیں، پھر جب ہم نے اس پر پانی نازل کیا

اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ وَاَنْۢبَتَتْ مِنْ كُلِّ زَوْجٍۭ بَهِيْجٍ ⑤ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّهٗ

تو وہ لہلہا اٹھی، اور پھولی، اور اس نے ہر طرح کی خوشنما نباتات نکالیں⑤ یہ (سب کچھ) اس لیے کہ بے شک اللہ ہی حق ہے، اور بے شک

يُحْيِ الْمَوْتٰى وَاَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ⑥ وَّاَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا ۙ

وہی مردوں کو زندہ کرتا ہے، اور بے شک وہ ہر چیز پر خوب قادر ہے⑥ اور یہ کہ بلاشبہ قیامت آنے والی ہے، اس میں کوئی شک نہیں، اور

وَاَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ ⑦

بے شک اللہ ان کو اٹھائے گا جو قبروں میں (پڑے) ہیں⑦

شیطان کے پیروکاروں کی مذمت: اللہ تعالیٰ نے اس شخص کی مذمت فرمائی ہے جو بعث بعد الموت کی تکذیب کرے، مردوں کو زندہ کرنے کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کا انکار کرے، اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء پر جس دین وشریعت کو نازل فرمایا اس سے اعراض کرے اور اپنے قول، انکار اور کفر میں ہر سرکش شیطان انس وجن کی پیروی کرے جیسا کہ ان اہل بدعت و ضلالت کا حال ہے جو حق سے اعراض کرتے اور باطل کی پیروی کرتے ہیں۔ اس حق مبین کو ترک کر دیتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ پر نازل فرمایا ہے اور ان ائمۂ ضلالت کی پیروی کرتے ہیں جو اپنی خواہشات وآراء پر مبنی بدعت کی طرف لوگوں کو دعوت دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان جیسے لوگوں کے بارے میں فرمایا ہے: ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّبِعُ كُلَّ شَيْطٰنٍ مَّرِيْدٍ ③ كُتِبَ عَلَيْهِ﴾ ”اور بعض لوگ ایسے ہیں جو اللہ (کی شان) میں (صحیح) علم (ودانش) کے بغیر جھگڑتے اور ہر شیطان سرکش کی پیروی کرتے ہیں جس کے بارے میں لکھ دیا گیا ہے۔“ مجاہد کہتے ہیں: یعنی شیطان کے بارے میں قدرتی طور پر یہ لکھ دیا گیا ہے۔[1] ﴿اَنَّهٗ مَنْ تَوَلَّاهُ﴾ ”کہ بلاشبہ جو اُسے دوست رکھے گا“ یعنی اس کی

① تفسیر الطبری: 153/17 عن قتادة رحمه الله.

”محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

اتباع اور تقلید کرے گا۔ ﴿ فَاَنَّهٗ يُضِلُّهٗ وَيَهْدِيْهِ اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ ۝۴ ﴾ ''تو یقیناً وہ اسے گمراہ کر دے گا اور دوزخ کے عذاب کا رستہ دکھائے گا۔'' یعنی اسے دنیا میں گمراہ کر دے گا اور آخرت میں جہنم کے عذاب کی طرف لے جائے گا جو بے حد گرم، دردناک، قلق واضطراب میں مبتلا کر دینے اور خوف ودہشت طاری کر دینے والا ہوگا۔ سدی نے ابومالک سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت نضر بن حارث کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔[1] ابن جریج کا بھی یہی قول ہے۔[2]

تفسیر آیات:5-7

انسان و جنات کی تخلیق سے بعث بعد الموت کے دلائل: اللہ تعالیٰ نے جب ان لوگوں کا ذکر فرمایا جو بعث بعد الموت کے مخالف اور قیامت کے منکر ہیں تو اب اس نے قیامت کے برپا کر دینے کے بارے میں اپنی قدرت کی ایک ایسی دلیل کا ذکر فرمایا ہے جس کا اس کے خلق کی ابتدا کرنے سے مشاہدہ کیا جا سکتا ہے: ﴿ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ ﴾ ''اے لوگو! اگر تم کو (مرنے کے بعد جی) اُٹھنے میں کچھ شک ہو۔'' یعنی قیامت کے اس دن کے بارے میں جب روحیں اور جسم اُٹھ کھڑے ہوں گے۔ ﴿ فَاِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ﴾ ''پس بلاشبہ ہم نے تم کو (پہلی بار بھی تو) مٹی سے پیدا کیا تھا۔'' یعنی اصل میں اس نے تم کو مٹی سے پیدا کیا کیونکہ تمھارے باپ آدم علیہ السلام کو اس نے مٹی ہی سے پیدا فرمایا تھا، ﴿ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ﴾ ''پھر نطفے سے'' اور پھر اس کی نسل خلاصے سے (یعنی) حقیر پانی سے پیدا کی۔

رحم میں نطفے اور جنین کے ارتقائی مراحل: ﴿ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُّضْغَةٍ ﴾ ''پھر جمے ہوئے خون سے، پھر (گوشت کے) لوتھڑے سے۔'' جب نطفہ عورت کے رحم میں قرار پا جاتا ہے تو چالیس دن تک وہ اسی حالت میں رہتا ہے اور پھر اس کے ساتھ کچھ اور چیزوں کو ملا دیا جاتا ہے جس سے وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے سرخ رنگ کے خون کے لوتھڑے کی صورت اختیار کر لیتا ہے اور چالیس دن تک اسی طرح خون کے لوتھڑے کی شکل میں رہتا ہے اور پھر یہی تبدیل ہو کر بوٹی بن جاتی ہے، یعنی گوشت کا ایک ایسا ٹکڑا جس میں کوئی شکل وصورت نہیں ہوتی، پھر بعد میں اس میں سر، دو ہاتھ، سینہ، پیٹ، دو رانیں، دو پاؤں اور دیگر تمام اعضاء کی صورتیں پیدا ہونا شروع ہو جاتی ہیں۔ کبھی یوں بھی ہوتا ہے کہ شکلوں اور صورتوں کے پیدا ہونے سے پہلے ہی حمل ساقط ہو جاتا ہے اور کبھی شکلوں اور صورتوں کے بننے کے بعد اسقاط حمل ہو جاتا ہے، اسی لیے فرمایا: ﴿ ثُمَّ مِنْ مُّضْغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ وَّغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ ﴾ ''پھر گوشت کے لوتھڑے سے جس کی بناوٹ کامل بھی ہوتی ہے اور ناقص بھی۔'' جیسا کہ تم خود دیکھتے ہو ﴿ لِّنُبَيِّنَ لَكُمْ ۭ وَنُقِرُّ فِي الْاَرْحَامِ مَا نَشَاۗءُ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ﴾ ''تاکہ تم پر ہم (اپنی خالقیت) ظاہر کر دیں اور ہم جس (نطفے) کو چاہتے ہیں ایک میعاد مقرر تک رحموں میں ٹھہرائے رکھتے ہیں۔''

یعنی کبھی یوں ہوتا ہے کہ حمل پیٹ میں برقرار رہتا ہے اور عورت اسے ساقط نہیں کرتی اور اسے نہیں گراتی جیسا کہ امام مجاہد نے اس کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ سِقط کبھی مخلوق ہوتا ہے اور کبھی غیر مخلوق۔[3] اور جب بوٹی بننے کے بعد اس پر چالیس دن گزر

---

① تفسیر ابن أبی حاتم: 2474/8 وتفسیر القرآن للسمعانی: 418/3. ② تفسیر الطبری: 152/17. ③ تفسیر الطبری: 154/17.

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف ایک فرشتے کو بھیجتے ہیں جو اس میں روح پھونکتا اور اللہ تعالیٰ کی مرضی ومشیت کے مطابق اسے خوب صورت یا بدصورت اور مذکر یا مؤنث بنا دیتا، اس کے رزق اور اجل کو لکھ دیتا ہے اور یہ بھی لکھ دیتا ہے کہ یہ بد بخت ہو گا یا نیک بخت۔

جیسا کہ صحیحین میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے بیان فرمایا اور آپ صادق مصدوق ہیں: [إِنَّ خَلْقَ أَحَدِكُمْ يُجْمَعُ فِي بَطْنِ أُمِّهِ أَرْبَعِينَ يَوْمًا وَّأَرْبَعِينَ لَيْلَةً]، [ثُمَّ يَكُونُ عَلَقَةً مِّثْلَ ذٰلِكَ، ثُمَّ يَكُونُ مُضْغَةً مِّثْلَ ذٰلِكَ، ثُمَّ يَبْعَثُ اللّٰهُ إِلَيْهِ مَلَكًا]، [وَّيُؤْمَرُ بِأَرْبَعِ كَلِمَاتٍ: بِكَتْبِ رِزْقِهِ، وَأَجَلِهِ، وَعَمَلِهِ، وَشَقِيٌّ أَوْ سَعِيدٌ (ثُمَّ يُنْفَخُ فِيهِ الرُّوحُ)] ''تم میں سے ایک کی تخلیق کو اس کی ماں کے پیٹ میں چالیس دن اور چالیس راتوں تک جمع کر کے رکھا جاتا ہے، پھر وہ چالیس راتوں تک گوشت کا لوتھڑا بنا رہتا ہے، پھر اسی طرح چالیس راتوں تک وہ بوٹی بنا رہتا ہے، پھر اللہ تعالیٰ اس کی طرف فرشتے کو بھیجتا ہے اور اسے چار باتوں کا حکم دیا جاتا ہے، اس کے رزق، عمل اور عمر کے لکھنے کا، نیز اس بات کا کہ وہ بد بخت ہے یا خوش بخت اور پھر اس میں روح کو پھونک دیا جاتا ہے۔''[1]

انسان بچپن سے بڑھاپے کی طرف: ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ ثُمَّ نُخۡرِجُكُمۡ طِفۡلًا ﴾ ''پھر ہم تمھیں (مکمل) بچہ (بنا کر) نکالتے ہیں۔'' جو بدن، کان، آنکھ، حواس، گرفت اور عقل کے اعتبار سے کمزور ہوتا ہے، پھر اللہ تعالیٰ آہستہ آہستہ اسے قوت عطا فرماتا جاتا ہے اور ماں باپ رات اور دن کی گھڑیوں میں ہر وقت اس سے محبت وشفقت کا مظاہرہ کرتے ہیں، اسی لیے فرمایا: ﴿ ثُمَّ لِتَبۡلُغُوۡۤا اَشُدَّكُمۡ ۚ ﴾ ''تاکہ پھر تم اپنی جوانی کو پہنچو'' اور وہ بھرپور اور مکمل طاقت ور ہو جاتے ہیں، انسان عنفوانِ شباب کو پہنچ جاتا اور حسن وجمال کا پیکر نظر آنے لگتا ہے۔ ﴿ وَمِنۡكُمۡ مَّنۡ يُّتَوَفّٰى ﴾ ''اور تم میں سے کوئی (قبل از پیری) مار دیا جاتا ہے۔'' یعنی قوت وشباب ہی کے دور میں۔ ﴿ وَمِنۡكُمۡ مَّنۡ يُّرَدُّ اِلٰۤى اَرۡذَلِ الۡعُمُرِ ﴾ ''اور تم میں سے کوئی (شیخ فانی ہو جاتا اور بڑھاپے کی) نہایت خراب عمر کی طرف لوٹایا جاتا ہے۔'' یعنی پیری، بڑھاپے، ضعفِ قوت وعقل وفہم اور ضعفِ فکر ودانش کی طرف لوٹایا جاتا ہے، اسی لیے فرمایا: ﴿ لِكَيۡلَا يَعۡلَمَ مِنۡۢ بَعۡدِ عِلۡمٍ شَيۡـًٔا ؕ ﴾ ''تاکہ وہ (بہت کچھ) جاننے کے بعد کچھ بھی نہ جانے۔'' جیسا کہ فرمایا: ﴿ اَللّٰهُ الَّذِىۡ خَلَقَكُمۡ مِّنۡ ضُعۡفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنۡۢ بَعۡدِ ضُعۡفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنۡۢ بَعۡدِ قُوَّةٍ ضُعۡفًا وَّشَيۡبَةً ؕ يَخۡلُقُ مَا يَشَآءُ ۚ وَهُوَ الۡعَلِيۡمُ الۡقَدِيۡرُ ۝ ﴾ (الروم 30:54) ''اللہ ہی تو ہے جس نے تم کو (ابتدا میں) کمزور (حالت میں) پیدا کیا، پھر اس نے کمزوری کے بعد طاقت عنایت کی، پھر اس نے طاقت کے بعد کمزوری اور بڑھاپا دیا، وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور وہ خوب جاننے والا، بڑا قدرت والا ہے۔''

---

[1] پہلا حصہ صحیح البخاری، التوحید، باب قوله تعالى: ﴿ وَلَقَدۡ سَبَقَتۡ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الۡمُرۡسَلِيۡنَ ۝ۚ ﴾ (الصّٰفّٰت 37:171)، حدیث: 7454 اور دوسرا حصہ بھی صحیح البخاری، أحاديث الأنبياء، باب خلق آدم وذريته......، حدیث: 3332 کے مطابق ہے جبکہ تیسرا حصہ صحیح مسلم، القدر، باب كيفية خلق الآدمي......، حدیث: 2643 کے مطابق ہے، البتہ قوسین والے الفاظ صحیح البخاری، حدیث: 3332 کے ہیں۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

نباتات سے ایک دوسری مثال: ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿ وَتَرَى الْاَرْضَ هَامِدَةً ﴾ ''اور (اے دیکھنے والے!) تو دیکھتا ہے (کہ ایک وقت میں) زمین خشک پڑی ہوتی ہے۔'' مردوں کو زندہ کرنے کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کی یہ ایک دوسری دلیل ہے کہ وہ مردوں کو بھی اسی طرح زندہ کر سکتا ہے جس طرح وہ خشک زمین کو زندہ کر دیتا ہے، ﴿ هَامِدَةً ﴾ سے مراد وہ بنجر زمین ہے جس میں کچھ بھی پیدا نہ ہوتا ہو۔ قتادہ کہتے ہیں کہ اس کے معنی چٹیل اور خشک زمین کے ہیں۔[1] سدی کا قول ہے کہ اس کے معنی مردہ زمین کے ہیں۔ ﴿ فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ وَاَنْۢبَتَتْ مِنْ كُلِّ زَوْجٍ بَهِيْجٍ ⑤ ﴾ ''پھر جب ہم اس پر مینہ برساتے ہیں تو وہ شاداب ہو جاتی اور ابھرنے لگتی ہے اور طرح طرح کی بارونق چیزیں اُگاتی ہے۔'' یعنی جب اللہ تعالیٰ اس پر بارش کو نازل فرماتا ہے تو ﴿ وَرَبَتْ ﴾ یعنی نباتات کے ساتھ حرکت کرنے لگتی اور مردہ ہو جانے کے بعد زندہ ہو جاتی ہے۔ ﴿ وَرَبَتْ ﴾ اور ابھرنے لگتی ہے اور رنگ رنگ کے پھلوں اور فصلوں کو اگانے لگتی ہے جن کے رنگ، ذائقے، خوشبوئیں، شکلیں اور خصوصیات مختلف ہوتی ہیں، اسی لیے فرمایا: ﴿ وَاَنْۢبَتَتْ مِنْ كُلِّ زَوْجٍ بَهِيْجٍ ⑤ ﴾ ''اور طرح طرح کی بارونق چیزیں اُگاتی ہے۔'' جن کی شکلیں خوب صورت اور خوشبوئیں بہت عمدہ اور پاکیزہ ہوتی ہیں۔

﴿ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ ﴾ ''یہ سب کچھ اس لیے کہ اللہ ہی (قادر مطلق ہے جو) برحق ہے۔'' اور وہ خالق و مدبّر اور جو چاہے کر گزرنے والا ہے۔ ﴿ وَاَنَّهٗ يُحْيِ الْمَوْتٰى ﴾ ''اور یقیناً وہی مردوں کو زندہ کرتا ہے۔'' جس طرح کہ اس نے مردہ زمین کو زندہ کیا اور اس سے انواع و اقسام کے پھلوں اور فصلوں کو پیدا فرمایا: ﴿ اِنَّ الَّذِيْٓ اَحْيَاهَا لَمُحْيِ الْمَوْتٰى ۭ اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○ ﴾ (حمٓ السجدۃ 39:41) ''یقیناً وہ ذات جس نے زمین کو زندہ کیا وہی مردوں کو زندہ کرنے والا ہے، بے شک وہ ہر چیز پر قادر ہے۔'' اور فرمایا: ﴿ اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْـــًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ○ ﴾ (یٰسٓ 82:36) ''اس کی شان یہ ہے کہ جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اس سے فرما دیتا ہے کہ ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے۔''

﴿ وَّاَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ ⑦ ﴾ ''اور یقیناً قیامت آنے والی ہے اس میں کچھ شک نہیں اور یہ کہ اللہ سب لوگوں کو جو قبروں میں ہیں جلا اُٹھائے گا۔'' انھیں دوبارہ زندہ کر دے گا جبکہ وہ اپنی قبروں میں بوسیدہ ہڈیاں ہو چکے ہوں گے، عدم کے بعد انھیں دوبارہ وجود بخش دے گا جیسا کہ فرمایا: ﴿ وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِيَ خَلْقَهٗ ۭ قَالَ مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ ○ قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۭ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمُۨ ○ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ نَارًا فَاِذَآ اَنْتُمْ مِّنْهُ تُوْقِدُوْنَ ○ ﴾ (یٰسٓ 36:78-80) ''اور اس نے ہمارے لیے ایک مثال بیان کی اور وہ اپنی پیدائش کو بھول گیا، کہنے لگا: (جب) ہڈیاں بوسیدہ ہو جائیں گی تو ان کو کون زندہ کرے گا؟ کہہ دیجیے: اُن کو وہ زندہ کرے گا جس نے ان کو پہلی بار پیدا کیا تھا اور وہ ہر قسم کا پیدا کرنا خوب جانتا ہے، (وہی) جس نے تمھارے لیے سبز درخت سے آگ پیدا کی، پھر یکایک تم اس (کی ٹہنیوں کو رگڑ کر اُن) سے آگ نکالتے ہو۔'' اسی مفہوم کی اور بھی بہت سی آیات ہیں۔

---

[1] تفسیر ابن أبي حاتم: 2475/8.

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّلَا هُدًى وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ⑧ ثَانِيَ

اور لوگوں میں سے بعض ایسے ہیں جو اللہ کے بارے میں بغیر علم، بغیر ہدایت اور بغیر روشن کتاب کے بحث کرتے ہیں ⑧ (تکبر کی وجہ سے حق سے)

عِطْفِهٖ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ لَهٗ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّنُذِيْقُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

پہلو تہی کرتے ہوئے، تاکہ وہ (لوگوں کو) اللہ کی راہ سے بہکائے، اس کے لیے دنیا میں رسوائی ہے اور یوم قیامت ہم اسے جلانے والا عذاب

1
ع
10
8

عَذَابَ الْحَرِيْقِ ⑨ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ يَدٰكَ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ⑩ ع

چکھائیں گے ⑨ (کہا جائے گا:) یہ اس کا بدلہ ہے جو تیرے دونوں ہاتھوں نے آگے بھیجا، اور بے شک اللہ اپنے بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے ⑩

تفسیر آیات: 10-8

بدعتیوں اور گمراہوں کے سرداروں کا حال: اللہ تعالیٰ نے پہلی آیت کریمہ: ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّبِعُ كُلَّ شَيْطٰنٍ مَّرِيْدٍ ۝﴾ (الحج 22:3) ''اور لوگوں میں سے بعض ایسے ہیں جو اللہ (کی شان) میں علم (ودانش) کے بغیر جھگڑتے اور ہر شیطان سرکش کی پیروی کرتے ہیں۔'' میں گمراہوں، جاہلوں اور مقلدوں کے حال کو بیان کیا اور اب داعیانِ ضلالت اور سردارانِ کفر و بدعت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّلَا هُدًى وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ⑧﴾ ''اور لوگوں میں کوئی ایسا بھی ہے جو اللہ (کی شان) میں بغیر علم (ودانش) کے اور بغیر ہدایت کے اور بغیر کتاب روشن کے جھگڑتا ہے۔'' یعنی نہ اس کے پاس صحیح عقل ہے اور نہ صحیح وصریح نقل بلکہ محض رائے اور خواہش کی وجہ سے جھگڑتا ہے۔

اور فرمایا: ﴿ثَانِيَ عِطْفِهٖ﴾ ''(اور تکبر کی وجہ سے) پہلو تہی کرتے ہوئے۔'' ابن عباس رضی اللہ عنہما اور دیگر ائمہ تفسیر کا قول ہے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ جب اسے حق کی طرف دعوت دی جائے تو وہ از راہ تکبر حق سے منہ موڑ لیتا ہے۔[1] مجاہد، قتادہ اور مالک نے زید بن اسلم سے روایت کیا ہے کہ وہ اپنی گردن کو موڑ لیتا ہے۔[2] یعنی جب اسے حق کی طرف دعوت دی جائے تو وہ اس سے اعراض کرتا اور تکبر سے اپنی گردن کو موڑ لیتا ہے جیسا کہ فرمایا: ﴿وَفِيْ مُوْسٰٓى اِذْ اَرْسَلْنٰهُ اِلٰى فِرْعَوْنَ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۝ فَتَوَلّٰى بِرُكْنِهٖ......﴾ الآیۃ (الذّٰریٰت 51:38,39) ''اور موسیٰ (کے حال) میں (بھی نشانی ہے) جب ہم نے ان کو فرعون کی طرف کھلے معجزے کے ساتھ بھیجا تو اس نے اپنی قوت کے سبب روگردانی کی......'' اور فرمایا: ﴿وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ رَاَيْتَ الْمُنٰفِقِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا ۝﴾ (النسآء 4:61) ''اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ جو حکم اللہ نے نازل فرمایا ہے اسی کی طرف (رجوع کرو) اور پیغمبر کی طرف آؤ تو آپ منافقوں کو دیکھتے ہیں کہ آپ کی طرف آنے سے کتراتے ہیں۔'' اور فرمایا: ﴿وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَوَّوْا رُءُوْسَهُمْ وَرَاَيْتَهُمْ يَصُدُّوْنَ وَهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ۝﴾ (المنٰفقون 63:5) ''اور جب ان سے کہا جائے کہ آؤ، رسول اللہ تمھارے لیے مغفرت مانگیں تو (نفی میں) اپنے سر ہلا دیتے ہیں اور آپ انھیں دیکھتے ہیں کہ تکبر کرتے ہوئے رک جاتے ہیں۔''

---

① تفسیر الطبری: 17/159,160. ② تفسیر الطبری: 17/159 وتفسیر ابن أبي حاتم: 8/2476.

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ ۚ فَاِنْ اَصَابَهٗ خَيْرُ ِۨ اطْمَاَنَّ بِهٖ ۚ وَاِنْ اَصَابَتْهُ

اور لوگوں میں سے کوئی اللہ کی عبادت کرتا ہے کنارے (شک) پر، پھر اگر اسے بھلائی مل گئی تو اس پر مطمئن ہو گیا، اور اگر اسے کوئی آزمائش آپڑی

فِتْنَةُ ِۨ انْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ ۚ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ⑪ يَدْعُوْا

تو اپنے چہرے کے بل پلٹ جاتا ہے، اس نے دنیا اور آخرت میں خسارہ اٹھایا، یہی کھلا خسارہ ہے ⑪ وہ اللہ کے سوا اسے پکارتا ہے جو اسے

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهٗ وَمَا لَا يَنْفَعُهٗ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ⑫ يَدْعُوْا لَمَنْ

نہ نقصان پہنچا سکتا ہے اور نہ اسے نفع دے سکتا ہے۔ یہی دور کی گمراہی ہے ⑫ وہ اسے پکارتا ہے جس کا نقصان اس کے نفع سے زیادہ قریب

ضَرُّهٗۤ اَقْرَبُ مِنْ نَّفْعِهٖ ؕ لَبِئْسَ الْمَوْلٰى وَلَبِئْسَ الْعَشِيْرُ ⑬

ہے، بلاشبہ وہ برا کارساز ہے اور بلاشبہ وہ برا ساتھی ہے ⑬

لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا تھا: ﴿وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ ......﴾ الآیۃ(لقمٰن 31:18) ''اور (ازراہ غرور) تو لوگوں سے بے رخی نہ کر......'' یعنی غرور کرتے ہوئے لوگوں سے اعراض نہ کرنا۔ جیسا کہ فرمایا ہے: ﴿وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا وَلّٰى مُسْتَكْبِرًا ......﴾ الآیۃ (لقمٰن 31:7) ''اور جب اس پر ہماری آیتیں تلاوت کی جاتی ہیں تو تکبر کرتے ہوئے پھر جاتا ہے......''

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ﴾ ''تا کہ (لوگوں کو) اللہ کے رستے سے گمراہ کر دے۔'' یا تو اس سے معاندین مراد ہیں یا اس سے مراد یہ ہے کہ ایسا کرنے والے کو ہم نے اس قدر گھٹیا اخلاق پر اس لیے پیدا کیا ہے تا کہ ہم اسے ان لوگوں میں سے بنا دیں جو اللہ کے رستے سے گمراہ کرتے ہیں، پھر فرمایا: ﴿لَهٗ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ﴾ ''اس کے لیے دنیا میں ذلت ہے۔'' یعنی جس طرح اس نے اللہ تعالیٰ کی نشانیوں سے اعراض کرتے ہوئے غرور اور تکبر کا اظہار کیا اسی طرح اللہ تعالیٰ بھی اسے دنیا میں ذلت و رسوائی میں مبتلا کر دے گا اور آخرت سے پہلے اسے دنیا ہی میں سزا دے دے گا کیونکہ دنیا ہی اس کا مقصود و مطلوب اور مبلغ علم ہے۔ ﴿وَنُذِيْقُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَذَابَ الْحَرِيْقِ ⑨﴾ ''اور ہم قیامت کے دن اسے عذاب (آتش) سوزاں (کا مزہ) چکھائیں گے۔'' ﴿ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ يَدٰكَ﴾ ''(اے سرکش!) یہ اس (کفر) کی سزا ہے، جو تیرے دونوں ہاتھوں نے آگے بھیجا ہے۔'' یہ زجر و توبیخ کے طور پر کہا جائے گا۔ ﴿وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ⑩﴾ ''اور اللہ اپنے بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں۔'' جیسا کہ فرمایا: ﴿خُذُوْهُ فَاعْتِلُوْهُ اِلٰى سَوَآءِ الْجَحِيْمِ ۝ ثُمَّ صُبُّوْا فَوْقَ رَاْسِهٖ مِنْ عَذَابِ الْحَمِيْمِ ۝ ذُقْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْكَرِيْمُ ۝ اِنَّ هٰذَا مَا كُنْتُمْ بِهٖ تَمْتَرُوْنَ ۝﴾ (الدخان 44:47-50) ''(حکم دیا جائے گا کہ) اس کو پکڑ لو اور کھینچتے ہوئے دوزخ کے بیچوں بیچ لے جاؤ، پھر اس کے سر پر کھولتے ہوئے پانی کا عذاب انڈیل دو، (اب مزہ) چکھ! تو بڑی عزت والا (اور) سردار تھا، بلاشبہ یہی وہ (دوزخ) ہے جس میں تم لوگ شک کیا کرتے تھے۔''

تفسیر آیات: 11-13

کنارے پر کھڑے ہو کر عبادت کرنے کے معنی: مجاہد، قتادہ اور دیگر کئی اہل علم نے ﴿حَرْفٍ﴾ کے معنی شک کے بیان

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

کیے ہیں۔[1] کچھ اہلِ علم نے اس کے معنی کنارے کے بیان کیے ہیں، اسی سے حَرْفُ الْجَبَلِ کا محاورہ استعمال ہوتا ہے جس کے معنی پہاڑ کے کنارے کے ہیں۔[2] اس صورت میں آیت کریمہ کے معنی یہ ہیں کہ وہ دین میں ایک کنارے سے داخل ہوتا ہے، اگر دین میں اپنی پسند کی چیزیں پائے تو برقرار رہتا ہے ورنہ دین کو چھوڑ دیتا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انھوں نے اس آیت کریمہ کی تفسیر میں فرمایا: ایک آدمی مدینہ میں آتا تھا اگر وہاں اس کی بیوی کے ہاں بیٹا پیدا ہوتا اور اس کے گھوڑوں کی نسل کی بھی افزائش ہوتی تو وہ کہتا کہ اسلام ایک اچھا دین ہے اور اگر اس کی بیوی کے ہاں بیٹا پیدا نہ ہوتا اور اس کے گھوڑوں کی نسل کی افزائش نہ ہوتی تو وہ کہتا کہ یہ ایک برا دین ہے۔[3]

عوفی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ان میں سے ایک شخص جب مدینہ آتا (مدینہ ان دنوں وبا کی زد میں تھا) اور اگر یہاں وہ تندرست رہتا، اس کی گھوڑی ایک خوب صورت بچے کو جنم دیتی اور اس کی بیوی بیٹے کو جنم دیتی تو وہ خوش وخرم ہو کر مطمئن ہو جاتا اور کہتا کہ جب سے میں نے اس دین کو اختیار کیا ہے خیر و بھلائی کو ہی دیکھا ہے۔ ﴿وَ اِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةٌ﴾ ''اور اگر کوئی آفت آ پڑے۔'' فتنے کا لفظ بلا اور آفت کے معنی میں ہے، یعنی اگر وہ مدینہ کے بخار میں مبتلا ہو جائے، اس کی بیوی کے ہاں لڑکی پیدا ہو اور اسے صدقہ ملنے میں تاخیر ہو جائے تو اس کے پاس شیطان آ کر کہتا کہ واللہ! جب سے تو نے اس دین کو اختیار کیا ہے تجھے برے حالات ہی کا سامنا کرنا پڑتا ہے، یہی فتنہ ہے۔[4] قتادہ، ضحاک، ابن جریج اور کئی ایک ائمۂ سلف نے اس آیت کی تفسیر میں اسی طرح فرمایا ہے۔[5] اور مجاہد نے ﴿انْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ﴾ ''تو منہ کے بل پلٹ جائے'' کے بارے میں فرمایا ہے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ پھر کافر ہو جاتا ہے۔[6]

اور فرمایا: ﴿خَسِرَ الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةَ﴾ ''اُس نے دنیا میں بھی نقصان اُٹھایا اور آخرت میں بھی۔'' دنیا میں بھی اس نے کچھ حاصل نہ کیا اور آخرت میں بھی اللہ عظیم کے ساتھ کفر کرنے کی وجہ سے وہ حد درجے کی شقاوت اور رسوا کر دینے والے عذاب میں مبتلا ہوگا، اسی لیے فرمایا: ﴿ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ⑪﴾ ''یہی تو صریح نقصان ہے۔'' یہ عظیم ترین خسارہ اور انتہائی ناکام و نامراد سودا ہے۔ ﴿يَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهٗ وَ مَا لَا يَنْفَعُهٗ﴾ ''یہ اللہ کے سوا اُسے پکارتا ہے جو نہ اسے نقصان پہنچائے اور نہ فائدہ دے۔'' یعنی یہ بتوں سے فریاد کرتا، مدد مانگتا اور رزق طلب کرتا ہے، حالانکہ یہ نفع ونقصان کا کچھ اختیار نہیں رکھتے۔ ﴿ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ⑫ يَدْعُوْا لَمَنْ ضَرُّهٗۤ اَقْرَبُ مِنْ نَّفْعِهٖ﴾ ''یہی تو پرلے درجے کی گمراہی ہے (بلکہ) ایسے شخص کو پکارتا ہے جس کا نقصان اس کے فائدے سے زیادہ قریب ہے۔'' یعنی آخرت سے پہلے دنیا ہی میں اس کا نقصان زیادہ ہے اور آخرت میں بھی اس کا یقینی طور پر نقصان ہی نقصان ہوگا۔ ﴿لَبِئْسَ الْمَوْلٰى وَ لَبِئْسَ الْعَشِيْرُ ⑬﴾ ''بلاشبہ ایسا کارساز بھی برا اور ایسا دوست بھی برا ہے۔'' مجاہد کہتے ہیں کہ یہ بت کی طرف اشارہ ہے۔[7]

---

① تفسیر الطبری: 162,161/17. ② تفسیر القرطبی: 17/12. ③ صحیح البخاری، التفسیر، باب: ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ﴾ (الحج 22:11) ......، حدیث: 4742. ④ تفسیر الطبری: 161/17. ⑤ تفسیر الطبری: 162,161/17. ⑥ تفسیر الطبری: 161/17. ⑦ تفسیر الطبری: 164/17.

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ط

بے شک اللہ ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے، ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہیں، بے شک

اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ ⑭

اللہ جو چاہے وہی کرتا ہے ⑭

مَنْ كَانَ يَظُنُّ اَنْ لَّنْ يَّنْصُرَهُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ فَلْيَمْدُدْ بِسَبَبٍ اِلَى السَّمَآءِ ثُمَّ

جو یہ سمجھتا ہو کہ اللہ دنیا اور آخرت میں ہرگز اس (رسول) کی مدد نہ کرے گا تو چاہیے کہ وہ آسمان تک رسی دراز کرے، پھر اسے کاٹ ڈالے اور

لْيَقْطَعْ فَلْيَنْظُرْ هَلْ يُذْهِبَنَّ كَيْدُهٗ مَا يَغِيْظُ ⑮ وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ ۙ وَّاَنَّ

دیکھے کہ کیا اس کی تدبیر اس کے غصے کو لے جاتی ہے ⑮ اور اسی طرح ہم نے اس (قرآن) کو واضح آیات کی صورت میں نازل کیا ہے اور

اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يُّرِيْدُ ⑯

بے شک اللہ جسے چاہے اسے ہدایت دیتا ہے ⑯

یعنی اللہ کو چھوڑ کر یہ جو اس بت کو پکارتا ہے تو یہ بت بہت برا دوست اور بہت برا مددگار ہے اور بہت برا ساتھی اور بہت برا ہم نشین ہے۔

تفسیر آیت:14

نیک لوگوں کا بدلہ: اللہ تعالیٰ نے پہلے بدبخت اہلِ ضلالت کا ذکر کیا اور اب سعادت مند، ابرار و نیکوکار لوگوں کا ذکر فرما رہا ہے جو دل و جان سے ایمان لائے اور اعمال صالحہ کے ساتھ اپنے ایمان پر مہر تصدیق ثبت کی۔ انھوں نے ہر طرح کے اعمال صالحہ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور تمام برے کاموں کو ترک کر دیا۔ اللہ تعالیٰ اپنے ان اطاعت گزار و فرماں بردار بندوں کو بہشت بریں کے بلند و بالا درجات سے سرفراز فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اہلِ ضلالت و شقاوت کو گمراہ کر دیا اور اپنے ان پاکباز و پاک زاد بندوں کو ہدایت سے سرفراز فرمایا، اس لیے کہ ﴿ اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ ⑭ ﴾ ”کچھ شک نہیں کہ اللہ جو چاہتا ہے وہی کرتا ہے۔“

تفسیر آیات:16,15

اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو یقیناً فتح و نصرت عطا فرمائے گا: ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اس آیت کریمہ کے معنی یہ ہیں کہ جو شخص یہ گمان کرتا ہو کہ اللہ تعالیٰ محمد ﷺ کی دنیا و آخرت میں مدد نہیں فرمائے گا، ﴿ فَلْيَمْدُدْ بِسَبَبٍ اِلَى السَّمَآءِ ثُمَّ لْيَقْطَعْ ﴾ ”تو اس کو چاہیے کہ اوپر کی طرف (اپنے گھر کی چھت میں) ایک رسی باندھے، پھر (اس سے اپنا) گلا گھونٹ لے۔“[1] مجاہد، عکرمہ، عطاء، ابو جوزاء اور قتادہ وغیرہ نے اس آیت کی تفسیر اسی طرح بیان کی ہے۔[2] آیت کریمہ کے معنی یہ ہیں کہ جو

---

① تفسیر الطبری:166/17 و المستدرك للحاكم، التفسیر، تفسیر سورة الحج:386/2، حدیث:3453. ② تفسیر الطبری:17/165-168.

”محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالصّٰبِـِٕيْنَ وَالنَّصٰرٰى وَالْمَجُوْسَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا ۖ

بے شک جو لوگ ایمان لائے ، اور جو یہودی ہوئے ، اور صابی (بے دین) اور نصاریٰ اور مجوسی اور وہ لوگ جنھوں نے اللہ کے ساتھ شرک کیا،

اِنَّ اللّٰهَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ⑰

بے شک اللہ ان کے مابین یومِ قیامت فیصلہ کرے گا۔یقیناً اللہ ہر شے پر شاہد ہے ⑰

شخص یہ گمان کرتا ہو کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر محمد ﷺ، اپنی کتاب قرآن مجید اور اپنے دین اسلام کی مدد نہیں فرمائے گا تو اسے چاہیے کہ اگر اس کا غصہ ٹھنڈا ہو سکتا ہو تو وہ خودکشی کر لے کیونکہ اللہ تعالیٰ تو اپنے پیغمبر کو یقیناً فتح و نصرت سے سرفراز فرمائے گا جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿ اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُوْمُ الْاَشْهَادُ ۝ ﴾ (المؤمن 51:40) ”بلاشبہ ہم اپنے پیغمبروں کی اور جو لوگ ایمان لائے ہیں ان کی دنیاوی زندگی میں بھی مدد کرتے ہیں اور اس دن بھی (مدد کریں گے) جب گواہ کھڑے ہوں گے۔“

اسی لیے یہاں فرمایا: ﴿ فَلْيَنْظُرْ هَلْ يُذْهِبَنَّ كَيْدُهٗ مَا يَغِيْظُ ⑮ ﴾ ”پھر دیکھے کہ آیا یہ تدبیر اس کے غصے کو دور کر دیتی ہے۔“ سدی کہتے ہیں، یعنی محمد ﷺ کے بارے میں اسے جو غصہ ہے۔ عطاء خراسانی کا قول ہے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ پھر وہ دیکھے کہ اس کے سینے میں جو غم و غصہ ہے کیا وہ اس طرح کرنے سے دور ہو جائے گا۔ ﴿ وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ ۙ ﴾ ”اور اسی طرح ہم نے اس قرآن کو واضح آیات (کی شکل) میں اتارا ہے۔“ یعنی لفظ و معنی کے اعتبار سے یہ آیات بالکل روشن، واضح اور لوگوں پر اللہ تعالیٰ کی حجت ہیں۔ ﴿ وَّاَنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يُّرِيْدُ ⑯ ﴾ ”اور بے شک اللہ جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔“ وہ جسے چاہتا گمراہ کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے ہدایت عطا فرما دیتا ہے اور اس میں اس کی حکمت تامّہ اور حجت قاطعہ کارفرما ہوتی ہے۔ ﴿ لَا يُسْـَٔلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْـَٔلُوْنَ ۝ ﴾ (الأنبياء 23:21) ”وہ جو کام کرتا ہے اس سے نہیں پوچھا جا سکتا اور (جو کام لوگ کرتے ہیں اس کی) ان سے پرسش ہوگی۔“ یعنی اس کی حکمت، رحمت، عدل، علم، غلبہ اور عظمت کی وجہ سے اس کے حکم کو ٹالا نہیں جا سکتا اور وہ اپنے بندوں سے بہت جلد حساب لینے والا ہے۔

تفسیر آیت: 17

اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرقوں میں فیصلہ فرمائے گا: اللہ تعالیٰ مختلف ادیان سے وابستہ لوگوں، یعنی مومنوں، یہودیوں، صابیوں۔ صابیوں سے مراد کون لوگ ہیں؟ نیز ان کے بارے میں اختلاف کو قبل ازیں سورۂ بقرہ کی تفسیر میں بیان کیا جا چکا ہے۔[1] عیسائیوں، مجوسیوں اور مشرکوں کے بارے میں قیامت کے دن فیصلہ فرمائے گا اور عدل و انصاف کے ساتھ فیصلہ فرمائے گا۔ ان میں سے ایمان لانے والوں کو جنت میں داخل فرمائے گا جبکہ کفر کرنے والوں کو جہنم رسید کرے گا، اس لیے کہ وہ ذات پاک ان کے افعال کی گواہ، ان کے اقوال کا ریکارڈ رکھنے والی اور ان کی مخفی باتوں اور دلوں کی دھڑکنوں کو

① دیکھیے البقرة، آیت: 62 کے تحت عنوان: ”صابئین سے کون لوگ مراد ہیں؟“

”محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ

کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ بے شک اللہ کو سجدہ کرتا ہے جو کوئی آسمانوں میں اور جو کوئی زمین میں ہے اور سورج اور چاند اور ستارے اور پہاڑ

وَالنُّجُوْمُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَآبُّ وَكَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ ؕ وَكَثِيْرٌ حَقَّ عَلَيْهِ

اور درخت اور جانور اور بہت سے لوگ (بھی۔) اور بہت سوں پر اس کا عذاب ثابت ہو چکا ہے اور جسے اللہ ذلیل کرے تو اسے کوئی عزت دینے

الْعَذَابُ ؕ وَمَنْ يُّهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ ؕ السجدة ⑱

والا نہیں، بے شک اللہ جو چاہے کرتا ہے ⑱

السجدة

جاننے والی ہے۔

تفسیر آیت:18

ہر چیز اللہ کو سجدہ کرتی ہے: اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ صرف اسی وحدہ لاشریک کی ذات پاک ہی مستحق عبادت ہے اور اس کی عظمت کے باعث خوشی یا ناخوشی سے ہر چیز اسے سجدہ کرتی ہے اور ہر چیز کا سجدہ اس کے مناسبِ حال ہے جیسا کہ فرمایا: ﴿ اَوَلَمْ يَرَوْا اِلٰى مَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ يَّتَفَيَّؤُا ظِلٰلُهٗ عَنِ الْيَمِيْنِ وَالشَّمَآئِلِ سُجَّدًا لِّلّٰهِ وَهُمْ دٰخِرُوْنَ۝ ﴾ (النحل 48:16) ''کیا یہ لوگ اللہ کی پیدا کی ہوئی چیزوں کو نہیں دیکھتے کہ جن کے سائے دائیں سے (بائیں کو) اور بائیں سے (دائیں کو) ڈھلتے ہیں (یعنی) اللہ کے آگے عجز وانکسار کرتے ہوئے سجدے میں پڑے رہتے ہیں۔'' اور یہاں فرمایا: ﴿ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ ﴾ ''کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ جو (مخلوق) آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے یقیناً اللہ کو سجدہ کرتے ہیں۔'' یعنی آسمانوں کے فرشتے اور دیگر تمام جہانوں میں بسنے والی مخلوقات، مثلاً: انسان، جن، چوپائے اور پرندے وغیرہ جیسا کہ فرمایا: ﴿ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ ...... ﴾ الآية (بنیٓ إسرآءیل 44:17) ''اور مخلوقات میں سے کوئی چیز نہیں مگر اس کی تعریف کے ساتھ تسبیح کرتی ہے......۔''

سورج بھی ہر روز عرش تلے سجدہ کرتا ہے: فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ ﴾ ''اور سورج اور چاند اور ستارے'' ان کا بطور خاص اس لیے ذکر کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا ان کی پوجا کی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ یہ معبود کیسے ہو سکتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے انھیں پیدا فرمایا، مسخر کیا اور یہ سب اپنے خالق کے حضور سجدہ ریز ہیں، اس لیے: ﴿ لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَهُنَّ ﴾ (حٰمٓ السجدة 37:41) ''تم لوگ نہ تو سورج کو سجدہ کرو اور نہ چاند کو بلکہ اللہ ہی کو سجدہ کرو جس نے ان (چیزوں) کو پیدا کیا ہے۔'' صحیحین میں ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [يَا أَبَاذَرٍّ! هَلْ تَدْرِي أَيْنَ تَذْهَبُ هٰذِهِ الشَّمْسُ؟]، [قَالَ: فَإِنَّهَا تَذْهَبُ حَتّٰى تَسْجُدَ تَحْتَ الْعَرْشِ فَتَسْتَأْذِنُ...... وَيُوشِكُ...... فَيُقَالُ لَهَا: اِرْجِعِي مِنْ حَيْثُ جِئْتِ] ''اے ابوذر! کیا تم جانتے ہو کہ یہ سورج کہاں جاتا ہے؟'' میں نے کہا: اللہ اور اس کے رسول ﷺ زیادہ جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''یہ جاتا ہے اور عرش کے نیچے سجدہ کرتا ہے، پھر اللہ تعالیٰ سے اجازت طلب کرتا ہے...... اور قریب ہے...... کہ (ایک دن) اس سے کہا جائے کہ

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

جہاں سے آیا ہے وہاں لوٹ جا۔‘‘[1]

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص آیا اور اس نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! رات میں نے خواب میں دیکھا، گویا میں ایک درخت کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہوں جب میں نے سجدہ کیا تو میرے سجدہ کرنے کی وجہ سے درخت نے بھی سجدہ کیا اور میں نے سنا کہ درخت سجدے میں کہہ رہا تھا: [اَللّٰهُمَّ! اُكْتُبْ لِي بِهَا عِنْدَكَ أَجْرًا، وَّضَعْ عَنِّي بِهَا وِزْرًا، وَّاجْعَلْهَا لِي عِنْدَكَ ذُخْرًا، وَّتَقَبَّلْهَا مِنِّي كَمَا تَقَبَّلْتَهَا مِنْ عَبْدِكَ دَاوُدَ] ’’اے اللہ! تو اس سجدے کو قبول فرما اور اس کا ثواب اپنے ہاں لکھ دے اور اس کے سبب سے تو گناہوں کا بوجھ مجھ سے دور کر دے اور اس سجدے کو تو میرے لیے اپنے ہاں ذخیرہ بنا دے اور تو اس سجدے کو میری طرف سے ایسے ہی قبول فرما لے جیسے تو نے اپنے بندے داود علیہ السلام سے قبول فرمایا تھا۔‘‘ ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت سجدہ کی تلاوت فرمائی، پھر سجدہ کیا تو میں نے سنا کہ آپ سجدے میں وہی کلمات کہہ رہے تھے جن کے بارے میں اس شخص نے بتایا تھا کہ اس نے درخت سے حالتِ سجدہ میں یہ الفاظ سنے ہیں۔ اس کو امام ترمذی اور ابن ماجہ نے اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔[2]

اور فرمایا: ﴿وَالدَّوَآبُّ﴾ ’’اور (سارے) حیوانات‘‘ حدیث میں ہے جسے امام احمد رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حیوانوں کی پشتوں کو منبر بنانے سے منع کرتے ہوئے فرمایا: [فَرُبَّ مَرْكُوبَةٍ خَيْرٌ مِّنْ رَّاكِبِهَا، هِيَ أَكْثَرُ ذِكْرًا لِلّٰهِ تَعَالٰى مِنْهُ] ’’ہوسکتا ہے کہ بہت سی سواریاں اپنے سوار سے بہتر اور اللہ تعالیٰ کا زیادہ ذکر کرنے والی ہوں۔‘‘[3]

فرمانِ الٰہی ہے: ﴿وَكَثِيرٌ مِّنَ النَّاسِ ط﴾ ’’اور بہت سے لوگوں میں سے بھی۔‘‘ یعنی خوشی سے، اپنے اختیار سے، اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہوئے اسے سجدہ کرتے ہیں۔ ﴿وَكَثِيرٌ حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ ط﴾ ’’اور بہت سے ایسے ہیں جن پر عذاب ثابت ہو چکا ہے۔‘‘ یعنی ایسے لوگ جو غرور وتکبر کے باعث اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرنے سے انکار کرتے ہیں۔ ﴿وَمَنْ يُّهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ ط اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ ﴿18﴾﴾ ’’اور جس شخص کو اللہ ذلیل کرے اسے کوئی عزت دینے والا نہیں، بے شک اللہ جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے۔‘‘

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: [إِذَا قَرَأَ ابْنُ آدَمَ السَّجْدَةَ فَسَجَدَ، اِعْتَزَلَ

---

[1] پہلا حصہ صحیح مسلم، الإیمان، باب الزمن الذی......، حدیث:(401)-159 اور دوسرا حصہ صحیح البخاری، بدء الخلق، باب صفة الشمس والقمر......، حدیث:3199 کے مطابق ہے۔ ملحوظ: ابن کثیر کی ترتیب سے ذکر کردہ الفاظ صحیحین میں کہیں نہیں ملے۔ [2] جامع الترمذی، الجمعة، باب ما جاء ما یقول فی سجود القرآن؟ حدیث:579 و سنن ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب سجود القرآن، حدیث:1053 و صحیح ابن حبان، الصلاة، ذکر ما یدعو المرء فی سجود التلاوة......:474,473/6، حدیث:2768. [3] مسند أحمد:440/3 و مجمع الزوائد، الأدب، باب النهی عن اتخاذ الدواب کراسی:200,199/8، حدیث:13225 و المعجم الکبیر للطبرانی:193/20 عن معاذ بن أنس رضی اللہ عنہ، البتہ یہ حدیث ضعیف ہے، مزید دیکھیے الموسوعة الحدیثیة (مسند أحمد):407-404/24.

’’محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ‘‘

www.KitaboSunnat.com

هٰذٰنِ خَصۡمٰنِ اخۡتَصَمُوۡا فِىۡ رَبِّهِمۡ‌ۚ فَالَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا قُطِّعَتۡ لَهُمۡ ثِيَابٌ مِّنۡ نَّارٍؕ

یہ دو جھگڑنے والے (گروہ) ہیں جنھوں نے اپنے رب کے بارے میں جھگڑا کیا، چنانچہ جن لوگوں نے کفر کیا ان کے لیے آگ کے کپڑے کاٹے

يُصَبُّ مِنۡ فَوۡقِ رُءُوۡسِهِمُ الۡحَمِيۡمُ ﴿19﴾ يُصۡهَرُ بِهٖ مَا فِىۡ بُطُوۡنِهِمۡ وَالۡجُلُوۡدُ ﴿20﴾ؕ

جائیں گے، ان کے سروں کے اوپر سے کھولتا پانی انڈیلا جائے گا ﴿19﴾ اس سے وہ سب کچھ گل جائے گا جو ان کے پیٹوں میں ہے اور (ان کی) کھالیں

وَلَهُمۡ مَّقَامِعُ مِنۡ حَدِيۡدٍ ﴿21﴾ كُلَّمَاۤ اَرَادُوۡۤا اَنۡ يَّخۡرُجُوۡا مِنۡهَا مِنۡ غَمٍّ اُعِيۡدُوۡا فِيۡهَا ۗ

بھی ﴿20﴾ اور ان (کو مارنے) کے لیے لوہے کے ہتھوڑے ہوں گے ﴿21﴾ اور وہ جب بھی مارے غم کے اس سے باہر نکلنے کا ارادہ کریں گے، اسی میں لوٹا

2 ع 12 9 وَذُوۡقُوۡا عَذَابَ الۡحَرِيۡقِ ﴿22﴾ ع

دیے جائیں گے اور (کہا جائے گا:) بے شک جلانے والا عذاب چکھو! ﴿22﴾

الشَّيْطَانُ يَبْكِي، يَقُولُ: يَاوَيْلَهُ! أُمِرَ ابْنُ آدَمَ بِالسُّجُودِ فَسَجَدَ، فَلَهُ الْجَنَّةُ، وَأُمِرْتُ بِالسُّجُودِ فَأَبَيْتُ فَلِيَ النَّارُ] ''جب ابن آدم سجدے کی آیت کو پڑھتا اور سجدہ کرتا ہے تو شیطان الگ ہو کر رونا شروع کر دیتا ہے اور کہتا ہے: ہائے افسوس! ابن آدم کو سجدے کا حکم دیا گیا تو اس نے سجدہ کیا اور اس کے لیے جنت ہے اور مجھے بھی سجدے کا حکم دیا گیا مگر میں نے انکار کیا اور میرے لیے جہنم ہے!''[1]

اس کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔ امام احمد نے عقبہ بن عامر کی روایت کو بیان کیا ہے انھوں نے کہا کہ میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! کیا سورۂ حج کو دو سجدوں کی وجہ سے باقی تمام سورتوں پر فضیلت حاصل ہے؟ آپ نے فرمایا: [نَعَمْ! وَمَنْ لَّمْ يَسْجُدْهُمَا فَلَا يَقْرَأْهُمَا] ''ہاں! تو جو یہ دو سجدے نہ کرے وہ انھیں نہ پڑھے۔''[2] اس کو امام ابوداود اور امام ترمذی نے (بھی) روایت کیا ہے۔[3]

امام ابوداود نے ''المراسیل'' میں خالد بن معدان رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [فُضِّلَتْ سُورَةُ الْحَجِّ عَلَى الْقُرْآنِ بِسَجْدَتَيْنِ] ''سورۂ حج کو قرآن (کی دیگر تمام سورتوں) پر دو سجدوں کی وجہ سے فضیلت دی گئی ہے۔''[4] امام ابوداود فرماتے ہیں کہ یہ حدیث مسند میں بھی بیان کی گئی ہے، یعنی ایک اور سند سے لیکن وہ صحیح نہیں ہے۔ حافظ ابوبکر اسماعیلی نے ابوجہم سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جابیہ میں سورۂ حج میں دو سجدے کیے اور فرمایا: اس سورت کو دو سجدوں کی وجہ

---

① صحیح مسلم، الإیمان، باب بیان إطلاق اسم الکفر......، حدیث: 81 . ② مسند أحمد:151/4، یہ الفاظ: [ومن لم یسجدهما فلا یقرأهما] ضعیف ہیں۔ دیکھیے الموسوعة الحدیثیة (مسند أحمد):504,503/28 . ③ سنن أبی داود، سجود القرآن، باب تفریع أبواب السجود......، حدیث: 1402 وجامع الترمذی، الصلاة، باب ما جاء فی السجدة فی الحج، حدیث: 578 مزید دیکھیے هدایة الرواة، الصلاة:456/1، حدیث: 988 . ④ المراسیل، باب ماجاء فی السجود، حدیث: 78 ومسند أحمد:151/4 والسنن الکبری للبیهقی، الصلاة، باب سجدتي الحج:317/2 اور تفصیل کے لیے دیکھیے صحیح سنن أبی داود (مفصل) للألبانی، الصلاة، باب تفریع أبواب السجود، وکم سجدة فی القرآن؟ 145/5-148 والموسوعة الحدیثیة (مسند أحمد):593/28-595.

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

سے فضیلت حاصل ہے۔[1] امام ابوداود اور ابن ماجہ نے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انھیں قرآن مجید میں پندرہ سجدے پڑھائے تھے ان میں سے تین مفصل سورتوں میں اور دو سورۂ حج میں۔[2] یہ تمام شواہد ایک دوسرے کے لیے باعث تقویت ہیں۔

تفسیر آیات:19-22

سببِ نزول: صحیحین میں ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ قسم کھا کر فرمایا کرتے تھے کہ یہ آیت: ﴿ هٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِيْ رَبِّهِمْ ﴾ ''یہ دو جھگڑنے والے اپنے پروردگار (کے بارے) میں جھگڑتے ہیں۔'' حمزہ رضی اللہ عنہ اور ان کے دونوں ساتھیوں اور عتبہ اور اس کے دونوں ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی جب وہ بدر میں ایک دوسرے کے بالمقابل صف آرا ہوئے تھے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس آیت کی تفسیر میں اسے بیان کیا ہے۔[3] پھر امام بخاری رحمہ اللہ نے علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ کی روایت کو بیان کیا ہے کہ قیامت کے دن سب سے پہلے میں اللہ تعالیٰ کے سامنے جھگڑے کے لیے کھڑا ہوں گا۔ قیس کہتے ہیں کہ انھی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے جنھوں نے بدر کے دن ایک دوسرے سے مقابلہ کیا تھا، یعنی علی، حمزہ اور عبیدہ، شیبہ بن ربیعہ، عتبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ۔ اسے صرف امام بخاری رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے۔[4]

ابن ابونجیح نے مجاہد سے اس آیت کے بارے میں روایت کیا ہے کہ اس میں کافر و مومن کی مثال کو بیان کیا گیا ہے جن کا بعثت کے بارے میں جھگڑا ہے۔[5] نیز ایک دوسری روایت کے مطابق مجاہد اور عطاء سے اس آیت کریمہ کے بارے میں مروی ہے کہ یہ مومنوں اور کافروں کے بارے میں ہے۔[6] مجاہد اور عطاء کا یہ قول تمام اقوال پر مشتمل ہے، اس میں غزوۂ بدر کا قصہ بھی آ جاتا ہے اور دیگر تمام قصص و واقعات بھی کیونکہ مومن اللہ تعالیٰ کے دین کی نصرت چاہتے ہیں جبکہ کافر نورِ ایمان کو بجھا دینا، حق کو مغلوب اور باطل کو غالب کرنا چاہتے ہیں، ابن جریر نے بھی اسی قول کو اختیار کیا ہے۔[7] اور یہ ایک اچھا قول ہے۔

کفار کی سزا: ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿ فَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِيَابٌ مِّنْ نَّارٍ ﴾ ''تو جو کافر ہیں ان کے لیے آگ کے کپڑے قطع کیے جائیں گے۔'' یعنی ان کے لیے آگ کے ٹکڑے الگ کیے جائیں گے۔ سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ انھیں تانبے کے کپڑے پہنائے جائیں گے، تانبا ایک ایسی چیز ہے کہ اسے جب گرم کیا جائے تو اس کی حرارت سب سے زیادہ شدید ہوتی ہے۔[8] ﴿ يُصَبُّ مِنْ فَوْقِ رُءُوْسِهِمُ الْحَمِيْمُ ۝ يُصْهَرُ بِهٖ مَا فِيْ بُطُوْنِهِمْ وَالْجُلُوْدُ ۝ ﴾ ''اور ان

[1] السنن الكبرى للبيهقي، الصلاة، باب سجدتي الحج:317/2 . [2] سنن أبي داود، سجود القرآن، باب تفريع أبواب السجود......؟ حديث:1401 وسنن ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب عدد سجود القرآن، حديث:1057. یہ حدیث ضعیف ہے، دیکھیے تمام المنة للألبانی، باب سجود التلاوة، ص:268,267. [3] صحيح البخاري، التفسير، باب قوله:﴿ هٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِيْ رَبِّهِمْ ﴾ (الحج22:19) ، حديث:4743. [4] صحيح البخاري، التفسير، باب قوله:﴿ هٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِيْ رَبِّهِمْ ﴾ (الحج22:19)، حديث:4744. [5] تفسير الطبري:174/17 وتفسير ابن أبي حاتم:2480/8. [6] تفسير الطبري:173/17. [7] تفسير الطبري:174/17. [8] تفسير القرطبي:26/12 وتفسير ابن أبي حاتم:2481/8.

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

کے سروں پر کھولتا ہوا پانی ڈالا جائے گا، اس سے ان کے پیٹوں کے اندر کی چیزیں اور کھالیں گل جائیں گی۔'' یعنی جب ان کے سروں پر سخت گرم اور کھولتا ہوا پانی ڈالا جائے گا تو اس سے ان کے پیٹ کے اندر کی چیزیں اور ان کی کھالیں گل جائیں گی۔

ابن جریر نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: [إِنَّ الْحَمِيمَ لَيُصَبُّ عَلٰى رُؤُوسِهِمْ، فَيَنْفُذُ الْجُمْجُمَةَ حَتّٰى يَخْلُصَ إِلٰى جَوْفِهٖ، فَيَسْلُتَ مَا فِي جَوْفِهٖ حَتّٰى يَبْلُغَ قَدَمَيْهِ وَهِيَ الصَّهْرُ، ثُمَّ يُعَادُ كَمَا كَانَ] ''بلاشبہ جب کھولتا ہوا پانی ان کے سروں پر ڈالا جائے گا تو وہ کھوپڑیوں سے ہوتا ہوا اس کے پیٹ کے اندر پہنچ جائے گا تو وہ پیٹ کے اندر کی تمام چیزوں کو اکٹھا کر کے اس کے دونوں پاؤں تک لے جائے گا۔ اور صہر کے یہی معنی ہیں، پھر اسے پہلی حالت میں لوٹا دیا جائے گا۔''[1] اسے امام ترمذی رحمہ اللہ نے بھی روایت کیا اور حسن صحیح قرار دیا ہے۔[2] امام ابن ابوحاتم نے بھی اسے اسی طرح روایت کیا ہے۔[3] پھر ابن ابوحاتم نے عبداللہ بن سَرِی سے روایت کیا ہے کہ اس کے پاس فرشتہ آئے گا جس نے شدت حرارت کی وجہ سے برتن کو دو چمٹوں کے ساتھ اُٹھایا ہوا ہوگا، جب وہ برتن کو اس کے منہ کے قریب کرے گا تو یہ اس سے نفرت کرے گا، پھر فرشتہ ہتھوڑا اٹھا کر اس کے سر پر دے مارے گا جس سے اس کا دماغ پھٹ جائے گا' پھر وہ اس کے دماغ پر اس برتن کو انڈیل دے گا تو وہ گرم پانی دماغ سے ہو کر اس کے پیٹ تک پہنچ جائے گا' پس اس ارشاد باری تعالیٰ کے یہ معنی ہیں: ﴿ يُصْهَرُ بِهٖ مَا فِيْ بُطُوْنِهِمْ وَالْجُلُوْدُ ﴾ ''اس سے ان کے پیٹوں کے اندر کی چیزیں اور کھالیں گل جائیں گی۔''[4] ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ارشادِ باری تعالیٰ: ﴿ وَلَهُمْ مَّقَامِعُ مِنْ حَدِيْدٍ ﴾ ''اور اُن (کے مارنے ٹھوکنے) کے لیے لوہے کے ہتھوڑے ہوں گے'' کے بارے میں فرمایا ہے کہ کافروں کو لوہے کے ہتھوڑوں سے مارا جائے گا جس سے ان کا ایک ایک عضو ٹوٹ جائے گا اور وہ موت کو پکاریں گے۔[5]

اور فرمایا: ﴿ كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا مِنْ غَمٍّ اُعِيْدُوْا فِيْهَا ﴾ ''جب وہ چاہیں گے کہ اسی رنج و تکلیف کی وجہ سے اس (دوزخ) سے نکل جائیں تو پھر اسی میں لوٹا دیے جائیں گے۔'' اعمش نے ابوظبیان سے اور انھوں نے سلیمان سے روایت کیا ہے کہ آگ سیاہ اور سخت کالی ہوگی، اس کے شرارے یا انگارے میں چمک نہیں ہوگی، پھر انھوں نے اسی آیت کریمہ کو پڑھا: ﴿ كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا مِنْ غَمٍّ اُعِيْدُوْا فِيْهَا ﴾ ''جب وہ چاہیں گے کہ اس رنج (و تکلیف کی وجہ) سے (دوزخ سے) نکل جائیں تو پھر اسی میں لوٹا دیے جائیں گے۔'' اور ارشاد باری تعالیٰ: ﴿ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ﴾ ''اور (کہا جائے گا کہ) جلنے کے عذاب (کے مزے) کو چکھتے رہو'' اسی طرح ہے[6] جیسا کہ یہ ہے: ﴿ وَقِيْلَ لَهُمْ ذُوْقُوْا عَذَابَ

---

① تفسير الطبری:175/17. ② جامع الترمذی، صفة جهنم، باب ما جاء في صفة شراب أهل النار، حديث:2582 ومسند أحمد:374/2 والمستدرك للحاكم، التفسير، تفسير سورة الحج:387/2، حديث:3458. ملحوظہ: دیکھیے السلسلة الصحيحة:1382/7، حديث:3470، والموسوعة الحديثية (مسند أحمد):453,452/14. ③ تفسير ابن أبي حاتم: 2481/8. ④ تفسير ابن أبي حاتم:2481/8 عن السدی. ⑤ الدر المنثور:629/4 اور ''وہ موت کو پکاریں گے۔'' یہ جملہ تفسير الطبری:177/17 میں سعید بن جبیر سے ہے۔ ⑥ تفسير الطبری:178/17.

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ

جولوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے یقیناً اللہ ان کو (ایسے) باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہیں، وہاں انھیں

يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّلُؤْلُؤًا ؕ وَلِبَاسُهُمْ فِيْهَا حَرِيْرٌ ﴿23﴾ وَهُدُوْٓا

سونے کے کنگن اور موتی پہنائے جائیں گے اور وہاں ان کا لباس ریشم کا ہوگا﴿23﴾ اور (دنیا میں) انھیں پاکیزہ بات (توحید) کی ہدایت دی گئی،

اِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ ۚۖ وَهُدُوْٓا اِلٰى صِرَاطِ الْحَمِيْدِ ﴿24﴾

اور قابل تعریف (اللہ کی) راہ دکھائی گئی ﴿24﴾

النَّارِ الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ۝﴾ (السجدة 20:32) ''اور ان سے کہا جائے گا کہ جس دوزخ کے عذاب کو تم جھوٹ سمجھتے تھے، اس (کے مزے) کو چکھو۔'' معنی کلام یہ ہیں کہ انھیں قولاً اور فعلاً دونوں طرح عذاب دے کر ذلیل ورسوا کیا جائے گا۔

تفسیر آیات: 24,23

مومنوں کی جزا: اللہ تعالیٰ نے پہلے اہلِ دوزخ کے حال کو بیان فرمایا۔ ہم ان کے حال میں مبتلا ہونے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتے ہیں۔ کہ انھیں کس طرح عذاب اور سزا دی جائے گی، جلنے کے عذاب میں مبتلا کیا جائے گا، پاؤں میں لوہے کی بیڑیاں پہنائی جائیں گی اور جہنم کی آگ کا لباس پہنایا جائے گا اور اب اللہ تعالیٰ نے اہل جنت کے حال کو بیان فرمایا ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ ہمیں بھی محض اپنے فضل وکرم سے جنت میں داخل فرما دے۔ ﴿اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ﴾ ''جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے بلاشبہ اللہ ان کو بہشتوں میں داخل کرے گا جن کے تلے نہریں بہ رہی ہیں۔'' یعنی بہشتوں کے اطراف واکناف میں اور ان کے درختوں اور محلوں کے نیچے نہریں رواں دواں ہیں اور وہ جہاں چاہیں گے اور جس طرف چاہیں گے ان کے رُخ کو تبدیل کر سکیں گے۔

سونے چاندی کے کنگن اور ریشم کا لباس: ﴿يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّلُؤْلُؤًا ؕ﴾ ''وہاں ان کو سونے کے کنگن اور موتی پہنائے جائیں گے۔'' یعنی ان کے ہاتھوں میں سونے کے کنگن اور موتی پہنائے جائیں گے جیسا کہ متفق علیہ حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: [تَبلُغُ الْحِلیَةُ مِنَ الْمُؤْمِنِ حَیْثُ یَبلُغُ الْوَضُوءُ] ''مومن کو وہاں تک زیور پہنایا جائے گا جہاں تک اس کے وضو کا پانی پہنچے گا۔''[1]

اور فرمایا: ﴿وَلِبَاسُهُمْ فِيْهَا حَرِيْرٌ ﴿23﴾﴾ ''وہاں ان کا لباس ریشمی ہوگا۔'' یعنی جہنمیوں کے آگ کے لباس کے

[1] صحیح بخاری میں یہ الفاظ ہمیں نہیں ملے جبکہ اس میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے متعلق یہ الفاظ: فَغَسَلَ یَدَیْهِ حَتّٰی بَلَغَ إِبْطَهُ...... أَشَیْءٌ سَمِعْتَهُ مِنْ رَّسُولِ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: مُنْتَهَی الْحِلْیَةِ ''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بغل تک اپنے ہاتھوں کو دھویا...... (پھر ان سے پوچھا گیا:) کیا اس کے متعلق آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: زیور (پہنائے جانے) کی حد (وہاں تک ہوگی جہاں تک وضو کا پانی پہنچتا رہا۔)'' صحیح البخاري، اللباس، باب نقض الصور، حدیث: 5953، البتہ صحیح مسلم، الطهارة، باب تبلغ الحلية......، حدیث: 250 میں یہ الفاظ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے صراحت کے ساتھ مرفوعاً ثابت ہیں۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

مقابلے میں انھیں ریشمی لباس پہنایا جائے گا جو اطلس اور سندس کے ریشم سے بنا ہوگا جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿عٰلِيَهُمْ ثِيَابُ سُنْدُسٍ خُضْرٌ وَّاِسْتَبْرَقٌ ز وَّحُلُّوْٓا اَسَاوِرَ مِنْ فِضَّةٍ ۚ وَسَقٰىهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا ○ اِنَّ هٰذَا كَانَ لَكُمْ جَزَآءً وَّكَانَ سَعْيُكُمْ مَّشْكُوْرًا ○﴾ (الدھر 22,21:76) ''اُن (کے بدنوں) پر باریک سبز اور دبیز ریشم کے کپڑے ہوں گے اور انھیں چاندی کے کنگن پہنائے جائیں گے اور اُن کا پروردگار اُنھیں نہایت پاکیزہ شراب پلائے گا، یہ تمھارا صلہ ہے اور تمھاری کوشش (اللہ کے ہاں) مقبول ہوئی۔''

صحیح حدیث میں ہے: [لَا تَلْبَسُوا الْحَرِيرَ (وَلَا الدِّيبَاجَ فِي الدُّنْيَا) فَإِنَّهُ مَنْ لَبِسَهُ فِي الدُّنْيَا لَمْ يَلْبَسْهُ فِي الْآخِرَةِ] ''دنیا میں ریشم اور دیباج نہ پہنو کیونکہ جس نے اسے دنیا میں پہنا وہ اسے آخرت میں نہیں پہنے گا۔''[1] عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ جو آخرت میں ریشم نہیں پہنے گا وہ جنت میں داخل ہی نہیں ہوگا کیونکہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلِبَاسُهُمْ فِيْهَا حَرِيْرٌ ﴾ ''اور وہاں ان کا لباس ریشمی ہوگا۔''[2]

مومنوں کا روز قیامت خیر مقدم اور بہشت بریں میں داخلہ: اور فرمایا: ﴿وَهُدُوْٓا اِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ ۚ﴾ ''اور (دنیا میں) ان کو پاکیزہ بات (توحید) کی ہدایت کی گئی۔'' جیسا کہ فرمایا: ﴿وَاُدْخِلَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ۭ تَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ ○﴾ (إبراھیم 23:14) ''اور جو ایمان لائے اور انھوں نے نیک عمل کیے وہ بہشتوں میں داخل کیے جائیں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، اپنے پروردگار کے حکم سے ہمیشہ اُن میں رہیں گے، وہاں ان کی (ملاقات کی) دعا ''سلام'' ہوگی۔'' اور فرمایا: ﴿وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ○ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ○﴾ (الرعد 4,23:13) ''اور فرشتے (بہشت کے) ہر ایک دروازے سے اُن کے پاس آئیں گے (اور کہیں گے:) تم پر رحمت ہو (یہ) تمھاری ثابت قدمی کا بدلہ ہے اور عاقبت کا گھر خوب (گھر) ہے۔'' اور فرمایا: ﴿لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّلَا تَاْثِيْمًا ○ اِلَّا قِيْلًا سَلٰمًا سَلٰمًا ○﴾ (الواقعۃ 26,25:56) ''وہاں نہ بیہودہ بات سنیں گے اور نہ گناہ کی بات، مگر یہ کہنا: سلام ہے سلام ہے۔'' یعنی انھیں ایک ایسی جگہ عطا کی جائے گی جہاں وہ پاکیزہ کلام ہی سماعت فرمائیں گے جیسا کہ فرمایا: ﴿وَيُلَقَّوْنَ فِيْهَا تَحِيَّةً وَّسَلٰمًا ○﴾ (الفرقان 75:25) ''اور وہاں ان کا دعا و سلام کے ساتھ استقبال ہوگا۔'' وہ دوزخیوں سے ایسے کلام کے ساتھ مخاطب ہوں گے جس میں ان کے لیے ڈانٹ ڈپٹ اور سرزنش ہوگی اور وہ ان سے کہیں گے: ﴿وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ○﴾ (الحج 22:22) ''اور جلنے کے عذاب (کے مزے) کو چکھتے رہو۔''

اور اس کا فرمان ہے: ﴿وَهُدُوْٓا اِلٰى صِرَاطِ الْحَمِيْدِ ﴾ ''اور (اللہ) تعریف کیے ہوئے کی راہ بتائی گئی۔'' یعنی ایسی جگہ کی طرف ان کی رہنمائی کی گئی جس میں وہ اپنے رب تعالیٰ کے احسانات و انعامات پر اور جو اس نے ان کو ہدایت دی ہے

[1] صحيح مسلم، اللباس والزينة، باب تحريم لبس الحرير......، حديث:(11)-2069 عن عمر رضی اللہ عنہ جبکہ قوسین والے الفاظ کچھ تقدیم و تاخیر کے ساتھ صحيح البخاري، الأطعمة، باب الأكل في إناء مفضض، حديث:5426 و صحيح مسلم، اللباس والزينة، باب تحريم استعمال ......، حديث:(5)-2067 عن حذيفة رضی اللہ عنہ میں ہیں۔ [2] مسند أحمد:37/1 .

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَيَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الَّذِي جَعَلْنَاهُ

بے شک جن لوگوں نے کفر کیا اور وہ (لوگوں کو) اللہ کی راہ اور مسجد حرام سے روکتے ہیں جسے ہم نے (سب) لوگوں کے لیے بنایا ہے،

لِلنَّاسِ سَوَاءً الْعَاكِفُ فِيهِ وَالْبَادِ ۚ وَمَنْ يُرِدْ فِيهِ بِإِلْحَادٍ بِظُلْمٍ نُذِقْهُ مِنْ

اس میں مقیم اور بادیہ نشین (باہر سے آنے والے) برابر ہیں، اور جو اس میں ظلم کے ساتھ کج روی کا ارادہ کرے ہم اسے نہایت دردناک

عَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿25﴾ ع 3 3 10

عذاب چکھائیں گے ﴿25﴾

اس پر اس کی حمد بیان کریں گے۔ حدیث صحیح میں ہے: [يُلْهَمُونَ التَّسْبِيحَ وَالتَّحْمِيدَ، كَمَا يُلْهَمُونَ النَّفَسَ] ”اہل جنت کو تسبیح وتحمید اس طرح القا کی جائے گی جس طرح ان کے سانس کی آمد وشد جاری ہوگی۔“[1] بعض مفسرین نے کہا ہے کہ اس آیت کریمہ: ﴿وَهُدُوا إِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ﴾ میں طیب سے مراد قرآن مجید ہے۔[2] بعض نے کہا ہے کہ اس سے مراد لا الہ الا اللہ ہے۔[3] اور بعض نے کہا ہے کہ اس سے مراد مسنون اذکار ہیں۔[4] اور صراط حمید سے مراد یہ ہے کہ دنیا میں انھیں صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائی گئی۔[5] اور ان تمام اقوال کا مفہوم ایک ہی ہے، لہٰذا ان میں کوئی تضاد نہیں۔ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ.

تفسیر آیت:25

اللہ کے رستے اور مسجد حرام سے روکنے والوں کے لیے وعید: اللہ تعالیٰ نے ان کافروں کی تردید فرمائی ہے جنھوں نے مومنوں کو مسجد حرام میں آنے اور مناسک ادا کرنے سے روک دیا تھا اور دعویٰ کیا تھا کہ وہ اس مسجد کے متولی ہیں، حالانکہ ﴿وَمَا كَانُوا أَوْلِيَاءَهُ ۚ إِنْ أَوْلِيَاؤُهُ إِلَّا الْمُتَّقُونَ......﴾ الآية (الأنفال 34:8) ”اور وہ اس مسجد کے متولی بھی نہیں ہیں، اس کے متولی تو صرف پرہیزگار ہیں......“ یہ آیت کریمہ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ سورت مدنی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ بقرہ میں فرمایا: ﴿يَسْأَلُونَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيهِ ۖ قُلْ قِتَالٌ فِيهِ كَبِيرٌ ۖ وَصَدٌّ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَكُفْرٌ بِهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَإِخْرَاجُ أَهْلِهِ مِنْهُ أَكْبَرُ عِنْدَ اللَّهِ ۚ......﴾ الآية (البقرة 217:2) ”(اے محمد!) لوگ آپ سے حرمت والے مہینوں میں لڑائی کرنے کے بارے میں دریافت کرتے ہیں، کہہ دیجیے: ان میں لڑنا بڑا (گناہ) ہے اور اللہ کی راہ سے روکنا اور اس سے کفر کرنا اور مسجد حرام (سے روکنا) اور اہل مسجد کو اس میں سے نکال دینا (جو یہ کفار کرتے ہیں) اللہ کے نزدیک سب سے بڑا (گناہ) ہے......“

---

[1] صحيح مسلم، الجنة وصفة نعيمها......، باب في صفات الجنة وأهلها......، حديث:2835 ومسند أحمد:354/3 عن جابر بن عبدالله رضی اللہ عنہ . [2] تفسير القرطبي:31,30/12 . [3] تفسير الطبري:179/17 وتفسير ابن أبي حاتم: 2483/8 وتفسير البغوي:332/3 . [4] تفسير الطبري: 179/17 . [5] تفسير القرطبي: 31/12 وتفسير الطبري: 179/17.

”محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

اور یہاں فرمایا ہے: ﴿ اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَیَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ﴾ ”بے شک جو لوگ کافر ہیں اور (لوگوں کو) اللہ کے رستے سے اور مسجد حرام سے روکتے ہیں۔“ یعنی کافروں کی نشانی یہ ہے کہ وہ اپنے کفر کے ساتھ ساتھ لوگوں کو اللہ کے رستے سے اور مسجد حرام میں جانے سے بھی روکتے ہیں، یعنی وہ مسجد حرام میں آنے والے مومنوں کو اس سے روکتے ہیں، حالانکہ حقیقت میں مومن ہی اسی مسجد محترم کے سب سے زیادہ حق دار ہیں، اس آیت کی ترکیب اسی طرح ہے جیسا کہ درج ذیل آیت میں ہے: ﴿ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ تَطْمَىِٕنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ ؕ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَىِٕنُّ الْقُلُوْبُ ۟ؕ ﴾ (الرعد 28:13) ”جو لوگ ایمان لاتے اور جن کے دل اللہ کی یاد سے مطمئن ہوتے ہیں، آگاہ رہو! کہ اللہ کی یاد سے ہی دل مطمئن ہوتے ہیں۔“ یعنی مومنوں کی نشانی یہ ہے کہ ذکر الٰہی سے انھیں اطمینان اور سکونِ قلب حاصل ہوتا ہے۔

مکہ کے گھروں کو کرائے پر دینے کا مسئلہ: ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿ الَّذِیْ جَعَلْنٰهُ لِلنَّاسِ سَوَآءَ ۨ الْعَاكِفُ فِیْهِ وَالْبَادِ ؕ ﴾ ”جسے ہم نے لوگوں کے لیے یکساں (عبادت گاہ) بنایا ہے، خواہ وہ وہاں کے رہنے والے ہوں یا باہر سے آنے والے۔“ یعنی کافر لوگوں کو مسجد حرام کے پاس پہنچنے سے روکتے ہیں، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اسے شرعاً سب لوگوں کے لیے یکساں بنا دیا ہے اور اس میں وہاں کے رہنے والوں اور باہر سے آنے والوں میں کوئی فرق نہیں ہے اور اسی یکسانیت میں سے یہ بھی ہے کہ مکہ کے گھروں اور مکانوں میں رہنے کے اعتبار سے بھی سب لوگ برابر ہیں جیسا کہ علی بن ابو طلحہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ﴿ سَوَآءَ ۨ الْعَاكِفُ فِیْهِ وَالْبَادِ ؕ ﴾ ”برابر ہے مقیم اس میں اور باہر سے آنے والے۔“ کی تفسیر میں روایت کیا ہے کہ اہلِ مکہ اور دیگر سب لوگ برابر ہیں۔[1] مجاہد نے کہا ہے کہ مکہ کے گھروں میں اہل مکہ اور دیگر سب لوگ برابر ہیں۔[2] ابو صالح، عبدالرحمٰن بن سابط اور عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم کا بھی یہی قول ہے۔[3] عبدالرزاق نے معمر سے اور انھوں نے قتادہ سے روایت کیا ہے کہ مسجد حرام میں اہلِ مکہ و دیگر سب لوگ برابر ہیں۔[4]

اس مسئلے کے بارے میں امام شافعی رحمہ اللہ اور امام اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ کے مابین مسجد خیف میں اختلاف ہو گیا تھا جبکہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ بھی اس وقت وہاں تشریف فرما تھے۔ امام شافعی رحمہ اللہ کا موقف یہ تھا کہ مکہ کے گھر ذاتی ملکیت میں لیے جا سکتے ہیں، وہ بطور وراثت تقسیم ہو سکتے ہیں اور انھیں کرائے پر بھی دیا جا سکتا ہے۔[5] اور انھوں نے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کی اس حدیث کو بطور دلیل پیش کیا کہ میں نے عرض کی: اللہ کے رسول! کل آپ مکہ میں اپنے گھر میں قیام فرمائیں گے؟ آپ نے فرمایا: [وَهَلْ تَرَكَ (لَنَا) عَقِیلٌ مِّنْ رِّبَاعٍ]، [لَّا یَرِثُ الْمُسْلِمُ الْكَافِرَ، وَلَا الْكَافِرُ الْمُسْلِمَ] ”کیا عقیل نے ہمارے لیے کوئی گھر رہنے دیا ہے؟ (پھر آپ نے فرمایا:) مسلمان کافر کا وارث نہیں ہو سکتا اور کافر مسلمان کا وارث نہیں

① تفسیر الطبری:180/17 . ② تفسیر الطبری:180/17 . ③ تفسیر الطبری:180/17 . ④ تفسیر عبدالرزاق: 400/2، رقم:1907 و تفسیر الطبری:180/17 . ⑤ تاریخ دمشق لابن عساکر، ترجمة محمد بن إدریس الشافعی: 265/54 و مختصر الفتاوی المصریة لأبی عبد اللّٰه محمد بن علی الحنبلی:617/1 .

”محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

ہوسکتا۔‘‘ [1] یہ حدیث صحیحین میں بھی موجود ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ نے دوسری دلیل یہ بیان فرمائی کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مکہ میں صفوان بن امیہ سے ایک گھر خریدا تھا اور چار ہزار درہم میں خریدے ہوئے اس مکان کو انھوں نے جیل خانہ بنا دیا تھا۔ طاؤس اور عمرو بن دینار کا بھی مکہ کے گھروں کے بارے میں یہی موقف ہے۔ [2]

اس کے برعکس امام اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ کا نقطۂ نظر یہ تھا کہ مکہ کے گھروں کو نہ تو بطورِ وراثت تقسیم کیا جا سکتا ہے اور نہ انھیں کرائے پر دیا جا سکتا ہے، سلف میں سے بھی ایک جماعت کا یہی مذہب ہے، مجاہد اور عطاء سے بھی یہی منقول ہے۔ امام اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ نے دلیل کے طور پر اس حدیث کو پیش کیا جسے امام ابن ماجہ نے علقمہ بن نضلہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی وفات تک مکہ کے گھروں کو ’’سوائب‘‘ کے نام سے پکارا جاتا تھا کہ جو ضرورت مند ہو وہ ان میں سکونت اختیار کرے اور جسے خود ضرورت نہ ہو وہ ان میں دوسروں کو رہائش فراہم کر دے۔ [3]

عبدالرزاق نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ مکہ کے گھروں کو بیچنا اور کرائے پر دینا حلال نہیں ہے۔ [4] انھوں نے ابن جریج سے یہ بھی روایت کیا ہے کہ عطاء حرم میں کرائے سے منع کرتے تھے اور انھوں نے مجھے یہ خبر دی کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ مکہ کے گھروں میں دروازے لگانے سے منع کرتے تھے تاکہ حجاج گھروں کے صحنوں میں قیام کر سکیں۔ سب سے پہلے سہیل بن عمرو نے اپنے گھر کا دروازہ لگایا تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب ان سے اس بارے میں پوچھا تو انھوں نے جواب دیا: امیر المؤمنین! مجھے مہلت دیجیے، میں تاجر آدمی ہوں، میں نے گھر میں دو دروازے اس لیے لگائے ہیں تاکہ اپنے سامان کو محفوظ رکھ سکوں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ بات ہے تو پھر ٹھیک ہے۔ [5] عبدالرزاق نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے اہلِ مکہ! اپنے گھروں میں دروازے نہ لگاؤ تاکہ باہر سے آنے والا جہاں چاہے قیام کر سکے۔ [6] انھوں نے یہ بھی کہا کہ ہمیں معمر نے اس شخص سے خبر دی ہے جس نے عطاء سے سنا تھا کہ وہ ﴿سَوَآءَ ۨ الْعَاكِفُ فِيْهِ وَالْبَادِ ؕ﴾ ’’اس میں مقیم اور باہر سے آنے والے برابر ہیں‘‘ کے بارے میں فرماتے تھے کہ لوگ مکہ میں جہاں چاہیں رہیں۔ [7] اور امام دارقطنی رحمہ اللہ نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے موقوف روایت بیان کی ہے کہ جو شخص مکہ کے گھروں کا کرایہ کھائے

---

[1] پہلا حصہ صحیح البخاری، الحج، باب توریث دور مكة ......، حدیث: 1588، البتہ قوسین والا لفظ بخاری ہی کی حدیث: 4282 میں ہے جبکہ دوسرا حصہ صحیح البخاری، الفرائض، باب: [لا یرث المسلم الکافر......]، حدیث: 6764 و صحیح مسلم، الفرائض، باب: [لا یرث المسلم الکافر......]، حدیث: 1614 میں ہے۔ [2] صحیح البخاری، الخصومات، باب الربط والحبس فی الحرم، قبل الحدیث: 2423 و المصنف لابن أبی شیبة، البیوع والأقضیة، باب فی العربان فی البیع: 7/5، حدیث: 23191 . [3] سنن ابن ماجه، المناسك، باب أجر بیوت مكة، حدیث: 3107، یہ حدیث ضعیف ہے۔ [4] المصنف لعبد الرزاق، المناسك، باب الكراء ......: 148/5، حدیث: 9214 . [5] المصنف لعبدالرزاق، المناسك، باب الكراء فی الحرم......: 147,146/5، حدیث: 9210 . [6] المصنف لعبدالرزاق، المناسك، باب الكراء ......: 147/5، حدیث: 9211 . [7] المصنف لعبدالرزاق، المناسك، باب الكراء......: 147/5، حدیث: 9211 .

’’محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ‘‘

www.KitaboSunnat.com

وہ گویا آگ کھاتا ہے۔[1] امام احمد رحمہ اللہ نے اس مسئلے میں معتدل موقف اختیار کیا (جیسا کہ آپ کے بیٹے صالح نے آپ سے روایت کیا ہے) کہ مکہ کے گھروں کو ملکیت میں لیا اور بطور وراثت تقسیم تو کیا جا سکتا ہے لیکن انھیں کرائے پر نہیں دیا جا سکتا۔ اور اس طرح تمام دلائل پر عمل ہو جاتا ہے۔ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ.

حرم میں کفر و کج روی کرنے والے کے لیے وعید: ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَنْ يُّرِدْ فِيْهِ بِاِلْحَادٍۢ بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝۲۵﴾ ''اور جو اس میں ظلم سے کج روی (وکفر) کا ارادہ کرے اس کو ہم درد دینے والا عذاب چکھائیں گے۔'' بعض عربی دان مفسرین نے لکھا ہے کہ یہاں حرف ''با'' زائد ہے جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ: ﴿تَنْۢبُتُ بِالدُّهْنِ﴾ (المؤمنون 20:23) ''روغن اگاتا ہے۔'' میں ''با'' زائد ہے کیونکہ یہ اصل میں تُنْبِتُ الدُّهْنَ ہے، اسی طرح: ﴿وَمَنْ يُّرِدْ فِيْهِ بِاِلْحَادٍ﴾ ''اور جو اس میں کج روی چاہتا ہے۔'' میں دراصل اِلْحَادًا ہے۔[2] معنی یہ ہیں کہ جو شخص اس میں کبیرہ گناہوں کے بدترین جرم کا ارادہ کرے، ﴿بِظُلْمٍ﴾ اور ایسا وہ قصد و ارادہ سے کرے اور اسے معلوم ہو کہ واقعی وہ گناہ ہی کر رہا ہے کسی اجتہادی غلطی کی وجہ سے ایسا نہیں کر رہا جیسا کہ ابن جریج نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی روایت کیا ہے کہ اس کے یہی معنی ہیں کہ وہ ایسا قصد و ارادہ سے کر رہا ہو۔[3]

علی بن ابوطلحہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت کیا ہے کہ ظلم کا لفظ یہاں شرک کے معنی میں ہے۔[4] عوفی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ظلم کے یہاں یہ معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حرم میں برائی اور قتل جیسے جن افعال کو حرام قرار دیا ہے انھیں حلال سمجھنے لگو اور اس پر ظلم کرنے لگو جس نے تم پر کوئی ظلم نہیں کیا، اسے قتل کرو جس نے تمھیں قتل نہیں کیا۔ اگر کوئی ایسا کرے گا تو اس کے لیے دردناک عذاب واجب ہو گا۔[5] مجاہد کہتے ہیں کہ یہاں ظلم برے عمل سے تعبیر ہے۔[6]

اور یہ حرم کی خصوصیت ہے کہ یہاں شر کے ظاہر کرنے والے کو سزا دی جاتی ہے جب وہ قصد و ارادہ سے اس کا ارتکاب کر رہا ہو جیسا کہ امام ابن ابو حاتم نے اپنی تفسیر میں اسی آیت کے تحت حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ اگر کوئی شخص عدن میں ہو اور وہ حرم میں شرارت سے کفر و کج روی کے اختیار کرنے کا ارادہ ہی کرے تو اللہ تعالیٰ اسے دردناک عذاب کا مزہ چکھا دے گا۔[7] اس کو امام احمد نے (بھی) روایت کیا ہے۔[8] اس حدیث کی سند صحیح اور شرطِ بخاری کے مطابق ہے لیکن مرفوع کی نسبت یہ موقوف زیادہ صحیح ہے، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ. سعید بن جبیر رحمہ اللہ کا قول ہے کہ خادم کو حرم میں گالی دینا یا اس سے بڑھ کر کوئی اور بات کہنا بھی ظلم ہے۔[9]

---

[1] سنن الدارقطني، الحج: 299,298/2، حدیث: 2761، اس کی سند ضعیف ہے۔ دیکھیے السلسلة الضعيفة: 208/5، حدیث: 2186. [2] تفسير القرطبي: 35/12 و تفسير الطبري: 182/17. [3] تفسير الطبري: 185/17. [4] تفسير الطبري: 184/17. [5] تفسير الطبري: 184/17. [6] تفسير الطبري: 184/17. [7] تفسير الطبري: 185/17 و تفسير ابن أبي حاتم: 2483/8. [8] مسند أحمد: 428/1 و المستدرك للحاكم، التفسير، تفسير سورة آل عمران: 388/2، حدیث: 3461 و مسند أبي يعلى الموصلي: 263,262/9، حدیث: 5384. [9] تفسير ابن أبي حاتم: 2484/8.

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِيْمَ مَكَانَ الْبَيْتِ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِيْ شَيْئًا وَّطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ

اور (یاد کریں) جب ہم نے ابراہیم کے لیے بیت اللہ کی جگہ مقرر کردی (اور اسے حکم دیا) کہ تو میرے ساتھ کسی شے کو شریک نہ کر اور طواف کرنے

وَالْقَآئِمِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ﴿26﴾ وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ

والوں اور قیام کرنے والوں اور رکوع، سجدے کرنے والوں کے لیے میرا گھر پاک رکھ ﴿26﴾ اور لوگوں میں حج کا اعلان کردے، وہ تیرے پاس پیدل

ضَامِرٍ يَّاْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ ﴿27﴾

(چل کر) اور ہر لاغر سواری پر (سوار ہو کر) آئیں گے جو ہر دور دراز رستے سے آئیں گی ﴿27﴾

حبیب بن ابو ثابت کا قول ہے کہ یہاں الحاد سے مراد مکہ مکرمہ میں ذخیرہ اندوزی کرنا ہے۔[1] کئی اور ائمہ تفسیر کا بھی یہی قول ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ یہ آیت عبداللہ بن اُنیس کے بارے میں نازل ہوئی تھی، رسول اللہ ﷺ نے انھیں دو آدمیوں کے ساتھ بھیجا تھا جن میں سے ایک مہاجر اور دوسرا انصاری تھا، انھوں نے اپنے انساب پر فخر کرنا شروع کر دیا تو عبداللہ بن انیس نے غصے میں آ کر انصاری کو قتل کر دیا اور مرتد ہو کر مکہ میں بھاگ گیا تو اس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی: ﴿وَمَنْ يُّرِدْ فِيْهِ بِاِلْحَادٍ بِظُلْمٍ﴾ ”اور جو اس میں ظلم سے کج روی (وکفر) کرنا چاہے۔“[2] یعنی جو الحاد اور ارتداد اختیار کر کے یہاں آئے۔ یہ آثار اگرچہ اس بات کی دلیل ہیں کہ یہ چیزیں الحاد میں شامل ہیں لیکن الحاد کا لفظ اس سے زیادہ عموم کا حامل ہے بلکہ اس میں ان سے بھی زیادہ سخت باتوں کی طرف تنبیہ ہے۔ یہی قصہ ہے کہ ہاتھی والوں نے جب بیت اللہ کی تخریب کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی تباہی و بربادی کے لیے ابابیل بھیج دیے تھے ﴿تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيْلٍ ۝ فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّاْكُوْلٍ ۝﴾ (الفیل 5,4:105) ”جو ان پر کھنگر کی پتھریاں پھینکتے تھے تو ان کو ایسا کر دیا جیسے کھایا ہوا بھوسا۔“ یعنی انھیں تباہ و برباد کر کے ہر اس شخص کے لیے نمونۂ عبرت بنا دیا جو یہاں کے بارے میں برا ارادہ کرے، اسی طرح حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [يَغْزُو (هٰذَا الْبَيْتَ جَيْشٌ) حَتّٰى إِذَا كَانُوا بِبَيْدَاءَ مِنَ الْأَرْضِ خُسِفَ بِأَوَّلِهِمْ وَآخِرِهِمْ] ”ایک لشکر بیت اللہ پر چڑھائی کے لیے آئے گا اور جب وہ مقام بیداء میں پہنچے گا تو اسی لشکر میں شامل پہلے سے لے کر آخری انسان تک سب کو زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔“[3]

تفسیر آیات: 27,26

تعمیر کعبہ اور اعلانِ حج: اس مقام پر قریش کے ان لوگوں کو زجر و توبیخ اور سرزنش بھی کی گئی ہے جنھوں نے اس مبارک جگہ پر بھی غیر اللہ کی عبادت کر کے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کیا جسے روزِ اول ہی سے اللہ وحدہ لاشریک کی وحدانیت اور عبادت کے

① تفسیر الطبری:185/17 . ② تفسیر ابن أبی حاتم:2484/8 و عمدة القاری ، قبل الحدیث:1588 عن مقاتل اس کی سند ضعیف ہے۔ ③ صحیح البخاری، البیوع، باب ماذکر فی الأسواق......، حدیث:2118 وصحیح ابن حبان، التاریخ، ذکر الخبر المدحض......:156,155/15، حدیث: 6755 عن عائشة رضی اللہ عنہا واللفظ له جبکہ قوسین والے الفاظ صحیح مسلم، الفتن ......، باب الخسف بالجیش الذی یؤم البیت، حدیث:2883 عن حفصة رضی اللہ عنہا میں ہیں۔

”محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

لیے بنایا گیا تھا۔اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ اس نے ابراہیم علیہ السلام کے لیے بیت اللہ کی جگہ مقرر فرمادی تھی ،یعنی ان کی رہنمائی فرمائی، یہ کام ان کے سپرد کر دیا اور انھیں تعمیر کعبہ کا حکم دے دیا تھا۔اسی آیت کریمہ سے ان بہت سے لوگوں کا استدلال ہے جنھوں نے یہ کہا ہے کہ بیت اللہ کے بانی اول حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں اور آپ سے پہلے کسی اور نے اسے تعمیر نہیں کیا تھا جیسا کہ صحیحین میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کی: اللہ کے رسول! سب سے پہلے کون سی مسجد بنائی گئی تھی؟ آپ نے فرمایا:[اَلْمَسْجِدُ الْحَرَامُ، قَالَ: قُلْتُ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: اَلْمَسْجِدُ الْأَقْصٰى، قُلْتُ: كَمْ كَانَ بَيْنَهُمَا؟ قَالَ: أَرْبَعُونَ سَنَةً] ''مسجد حرام، (ابوذر نے) کہا: میں نے عرض کی: پھر کون سی؟ فرمایا: مسجد اقصیٰ، میں نے عرض کی: دونوں میں کتنا وقفہ ہے؟ فرمایا: چالیس سال۔''[1]

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿ اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّ هُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ۝ فِيْهِ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ ۚ۬ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ؕ وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ؕ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ۝﴾ (ال عمرٰن 3:96,97) ''بے شک پہلا گھر جو لوگوں (کے عبادت کرنے) کے لیے مقرر کیا گیا ہے، وہی ہے جو مکہ میں ہے، بابرکت ہے اور جہانوں کے لیے موجب ہدایت ہے، اس میں کھلی نشانیاں ہیں اور ابراہیم (علیہ السلام) کے کھڑے ہونے کی جگہ ہے، جو شخص اس (مبارک) گھر میں داخل ہوا، اس نے امن پا لیا اور لوگوں پر اللہ نے جو اس گھر تک جانے کا مقدور رکھے اس پر حج فرض کیا ہے اور جو اس حکم کی تعمیل نہ کرے گا تو اللہ بھی اہلِ عالم سے بے نیاز ہے۔'' اور فرمایا: ﴿ وَعَهِدْنَاۤ اِلٰۤى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ اَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّآىِٕفِيْنَ وَالْعٰكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ۝﴾ (البقرة 2 : 125) ''اور ہم نے ابراہیم اور اسماعیل کو کہا کہ تم دونوں طواف کرنے والوں، اعتکاف کرنے والوں اور رکوع و سجود کرنے والوں کے لیے میرے گھر کو پاک صاف رکھا کرو۔''

اور یہاں فرمایا ہے: ﴿ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِيْ شَيْـًٔا ﴾ ''کہ تو میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بنا۔'' یعنی اس گھر کو صرف میرے نام پر بنا، ﴿ وَّطَهِّرْ بَيْتِيَ ﴾ ''اور میرے گھر کو صاف رکھا کر۔'' قتادہ اور مجاہد کا قول ہے کہ اسے شرک سے پاک رکھو،[2] ﴿ لِلطَّآىِٕفِيْنَ وَالْقَآىِٕمِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ۝26 ﴾ ''طواف کرنے والوں اور قیام کرنے والوں اور رکوع کرنے والوں، سجدہ کرنے والوں کے لیے۔'' یعنی اس گھر کو ان لوگوں کے لیے خالص کر دو جو اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کرتے ہیں، طواف کرنے والا تو معروف ہی ہے اور طواف ایک ایسی عبادت ہے جو بیت اللہ ہی کے ساتھ مخصوص ہے کہ اس عبادت کو کسی اور جگہ ادا نہیں کیا جا سکتا اور ﴿ وَالْقَآىِٕمِيْنَ ﴾ سے نماز میں قیام کرنے والے مراد ہیں، اسی لیے فرمایا: ﴿ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ۝26 ﴾ ''اور رکوع کرنے والوں، سجدہ کرنے والوں کے لیے۔'' طواف کو نماز کے ساتھ ملا کر اس لیے ذکر کیا ہے کہ یہ

[1] صحیح البخاری، أحادیث الأنبیاء، باب:10، حدیث:3366 و صحیح مسلم، کتاب وباب المساجد ومواضع الصلاۃ، حدیث:520 . [2] تفسیر الطبری:17/187,188.

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

دونوں عبادتیں بیت اللہ کے ساتھ ہی مخصوص ہیں۔ اکثر و بیشتر حالات میں بیت اللہ کا طواف کیا جاتا اور اسی کی طرف منہ کر کے نماز ادا کی جاتی ہے الا یہ کہ جہت قبلہ مشتبہ ہو یا حالتِ جنگ ہو یا حالتِ سفر میں نفل نماز ادا کی جا رہی ہو۔ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ.

اور فرمایا: ﴿ وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ ﴾ ''اور لوگوں میں حج کا اعلان کر دو۔'' یعنی لوگوں میں حج کا اعلان کر دو اور انھیں اس گھر کے حج کی دعوت دو جس کے بنانے کا ہم نے تجھے حکم دیا ہے۔ بیان کیا گیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کی: اے اللہ! میں لوگوں تک اس بات کو کیسے پہنچاؤں جبکہ ان تک میری آواز نہیں پہنچ سکتی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تم اعلان کر دو پہنچا ہم دیں گے۔ ابراہیم علیہ السلام اپنے مقام پر کھڑے ہوئے اور انھوں نے یہ اعلان کیا کہ اے لوگو! تمھارے رب نے ایک گھر بنایا ہے، تم اس کا حج کرو۔ بیان کیا جاتا ہے کہ آپ نے جب یہ اعلان فرمایا تو پہاڑ جھک گئے اور آپ کی آواز تمام زمین کے اطراف و اکناف تک پہنچ گئی حتی کہ ان لوگوں کو بھی سنائی دی گئی جو ابھی تک رحموں اور پشتوں میں تھے اور جس جس حجر، مدر اور شجر نے اس آواز کو سنا اس نے اس کا جواب دیا اور قیامت تک آنے والے ہر اس شخص نے بھی اس کا جواب دیا جس کے لیے اللہ تعالیٰ نے حج کو مقدر کر رکھا تھا اور کہا: لَبَّيْكَ، اللّٰهُمَّ! لَبَّيْكَ. یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، مجاہد، عکرمہ، سعید بن جبیر اور دیگر کئی ایک ائمۂ سلف کے اس سلسلے میں اقوال کا خلاصہ ہے۔ ان تمام اقوال کو ابن جریر اور ابن ابو حاتم نے تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔[1] وَاللّٰهُ أَعْلَمُ.

اور فرمایا: ﴿ يَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ ﴾ ''تیرے پاس پیدل اور دُبلے پتلے اونٹوں پر سوار ہو کر چلے آئیں گے۔'' اس آیت کریمہ سے ان علماء نے استدلال کیا ہے جنھوں نے یہ موقف اختیار کیا ہے کہ جسے استطاعت ہو تو اس کے لیے سواری استعمال کرنے کی نسبت پیدل حج کرنا افضل ہے کیونکہ اس آیت میں پیدل آنے والوں کا پہلے ذکر کیا ہے اور یہ ان کے اہتمام، ان کی قوت و ہمت اور ان کے عزم و ارادہ کی پختگی کی دلیل ہے۔ وکیع نے ابو عُمیس سے، انھوں نے ابو حَلْحَلَہ سے، انھوں نے محمد بن کعب سے اور انھوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے مجھے کسی بات کا غم نہیں سوائے اس کے کہ میں پیدل حج کرنا چاہتا تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿ يَاْتُوْكَ رِجَالًا ﴾ ''تیرے پاس پیدل چلے آئیں۔''[2] اکثر علماء کا قول یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا کے پیشِ نظر سوار ہو کر حج کرنا افضل ہے کیونکہ آپ نے کمال قوت کے باوجود حج کے لیے سواری کو استعمال فرمایا تھا۔

اور فرمایا: ﴿ يَّاْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ ﴾ ''جو دور دراز رستوں سے (سوار ہو کر) چلے آئیں۔'' ﴿ فَجٍّ ﴾ کے معنی رستے کے ہیں جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ وَجَعَلْنَا فِيْهَا فِجَاجًا سُبُلًا ...... ﴾ الآية (الأنبياء 31:21) ''اور ہم نے اس میں کشادہ رستے بنائے......'' اور ﴿ عَمِيْقٍ ﴾ کے معنی دور دراز کے ہیں۔ یہ مجاہد، عطاء، سدی، قتادہ، مقاتل بن

---

① تفسير الطبری:189/17 وتفسير ابن أبی حاتم:2488,2487/8 والمستدرك للحاكم، التفسير، تفسير سورة الحج: 389,388/2، حديث:3464 . ② تفسير القرطبی :39/12 وأحكام القرآن للجصاص:303/3 .

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

لِّيَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ

تاکہ وہ اپنے منافع کے لیے حاضر ہوں، اور معلوم ایام میں (ذبح کرتے وقت) ان چوپائے مویشیوں پر اللہ کا نام ذکر کریں جو اللہ نے انھیں دیے

مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ ۚ فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْبَآئِسَ الْفَقِيْرَ ﴿28﴾ ثُمَّ لْيَقْضُوْا تَفَثَهُمْ

ہیں، پھر تم (خود بھی) ان کا گوشت کھاؤ اور بدحال فاقہ کش فقیر کو کھلاؤ ﴿28﴾ پھر چاہیے کہ وہ اپنا میل کچیل دور کریں، اور چاہیے کہ اپنی نذریں پوری

وَلْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ﴿29﴾

کریں، اور چاہیے کہ قدیم گھر (بیت اللہ) کا طواف کریں ﴿29﴾

حیان، ثوری اور دیگر ائمہ کا قول ہے۔[1] یہ آیت کریمہ ایسے ہی ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں ذکر فرمایا ہے کہ انھوں نے یہ دعا کی تھی: ﴿فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْٓ اِلَيْهِمْ﴾ (إبراهيم 37:14) ''تو لوگوں کے دلوں کو ایسا کر دے کہ ان کی طرف جھکے رہیں۔'' روئے زمین کا کوئی مسلمان ایسا نہیں جو کعبۃ اللہ کے دیدار اور طواف کا مشتاق نہ ہو، اطراف و اکناف عالم سے آنے والوں کا یہاں تانتا بندھا رہتا ہے۔

تفسیر آیات: 29,28

حج میں دونوں جہانوں کے فائدے ہیں: ابن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت: ﴿لِّيَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ﴾ ''تا کہ اپنے فائدوں کے لیے حاضر ہوں'' کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ان سے دنیا و آخرت کے فائدے مراد ہیں۔ آخرت کا فائدہ تو یہ ہے کہ اس سے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے اور دنیا کے فائدے یہ ہیں کہ اس سے اونٹوں، قربانی کے دیگر جانوروں اور تجارتوں کے فائدے حاصل ہوتے ہیں۔[2] مجاہد اور دیگر کئی ائمۂ تفسیر کا یہی قول ہے کہ اس سے دنیا و آخرت کے فائدے مراد ہیں۔[3] جیسا کہ فرمایا: ﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ ط﴾ (البقرة 198:2) ''اس کا تمھیں کچھ گناہ نہیں کہ (حج کے دنوں میں بذریعۂ تجارت) اپنے پروردگار سے روزی طلب کرو۔''

عشرۂ ذوالحجہ اور اس کی دوسرے دنوں پر فضیلت: اس کے بعد فرمایا: ﴿وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ﴾ ''اور (قربانی کے) ایام معلوم میں چوپائے مویشیوں پر اللہ کا نام لیں جو اللہ نے ان کو دیے ہیں۔'' شعبہ و ہشیم نے ابو بشر سے، انھوں نے سعید سے اور انھوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ﴿اَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ﴾ سے دس دن مراد ہیں۔[4] امام بخاری رحمہ اللہ نے اس روایت کو معلق مگر صیغۂ جزم کے ساتھ بیان کیا ہے۔ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ، مجاہد، قتادہ، عطاء، سعید بن جبیر، حسن، ضحاک، عطاء خراسانی اور ابراہیم نخعی سے بھی اسی طرح مروی ہے۔[5]

امام بخاری رحمہ اللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کو بیان کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: [مَا الْعَمَلُ فِي أَيَّامِ الْعَشْرِ أَفْضَلُ

---

[1] تفسير الطبري:192/17 و تفسير ابن أبي حاتم:2488/8 . [2] تفسير ابن أبي حاتم:2488/8 . [3] تفسير الطبري: 193/17 . [4] صحيح البخاري، العيدين، باب فضل العمل في أيام التشريق......، قبل الحديث: 969 . [5] تفسير الطبري:194/17 و تفسير الرازي:29/23.

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

مِنْهَا فِي هٰذِهِ، قَالُوا: وَلَا الْجِهَادُ؟ قَالَ: وَلَا الْجِهَادُ، إِلَّا رَجُلٌ خَرَجَ يُخَاطِرُ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ فَلَمْ يَرْجِعْ بِشَيْءٍ] ''ان دنوں کی نسبت دوسرے دنوں میں کوئی عمل افضل نہیں ہے، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں؟ آپ نے فرمایا: جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں الا یہ کہ کوئی شخص اپنی جان اور اپنا مال لے کر اللہ کے رستے میں نکل جائے، پھر ان میں سے کچھ بھی واپس لے کر نہ آئے۔''[1]

امام احمد نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: [مَا مِنْ أَيَّامٍ أَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰهِ، وَلَا أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنَ الْعَمَلِ فِيهِنَّ، مِنْ هٰذِهِ الْأَيَّامِ الْعَشْرِ، فَأَكْثِرُوا فِيهِنَّ مِنَ التَّهْلِيلِ وَالتَّكْبِيرِ وَالتَّحْمِيدِ] ''ان دس دنوں سے بڑھ کر اور کوئی دن نہیں جو اللہ تعالیٰ کے ہاں زیادہ عظمت والے ہوں اور جن میں عمل اس کے ہاں زیادہ محبوب ہوں، لہٰذا ان دنوں میں لا إله إلا الله، الله أكبر اور الحمد لله کثرت سے پڑھا کرو۔''[2] امام بخاری رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ ابن عمر اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم ان دس دنوں میں بازاروں میں نکل جاتے، تکبیریں پڑھتے اور ان کو تکبیریں پڑھتے ہوئے سن کر دوسرے لوگ بھی تکبیریں پڑھا کرتے تھے۔[3] ان دس دنوں میں یوم عرفہ بھی شامل ہے جس کے بارے میں صحیح مسلم میں ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یوم عرفہ کے روزے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: [أَحْتَسِبُ عَلَى اللّٰهِ أَنْ يُكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِي قَبْلَهُ وَالسَّنَةَ الَّتِي بَعْدَهُ] ''مجھے اللہ تعالیٰ سے اُمید ہے کہ یہ گزشتہ اور آئندہ سال (کے گناہوں) کا کفارہ بن جائے گا۔''[4] ان دس دنوں میں یوم نحر بھی ہے جو حج اکبر کا دن ہے اور حدیث میں آیا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے ہاں تمام دنوں سے عظیم دن ہے۔[5]

قربانی کا گوشت خود کھانا اور محتاجوں کو کھلانا: فرمان الٰہی ہے: ﴿عَلٰی مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ﴾ ''جو اللہ نے ان کو چوپائے مویشی دیے ہیں۔'' چوپائے مویشیوں سے مراد اونٹ، گائے اور بکری ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ انعام کی آیت: ﴿ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ﴾ (الأنعام 6:143,144) ''آٹھ قسمیں ہیں......'' میں اس کی تفصیل بیان فرمائی ہے۔ ﴿فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْبَآىِٕسَ الْفَقِيْرَ ﴿28﴾﴾ ''اس میں سے تم خود بھی کھاؤ اور فقیر درماندہ کو بھی کھلاؤ۔'' جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ثابت ہے کہ جب آپ نے اپنی قربانی کے اونٹوں کو نحر کیا تو آپ کے حکم سے ہر اونٹ کے گوشت سے ایک ایک بوٹی جمع کر کے اسے پکایا گیا، پھر آپ نے گوشت کھایا اور شوربہ نوش فرمایا۔[6]

ہُشَیم نے حُصَین سے اور انھوں نے مجاہد سے آیت: ﴿فَكُلُوْا مِنْهَا﴾ ''اس میں سے تم خود بھی کھاؤ'' کے بارے میں

[1] صحيح البخاري، العيدين، باب فضل العمل في أيام التشريق......، حديث: 969 . [2] مسند أحمد: 75/2. [3] صحيح البخاري، العيدين، باب فضل العمل في أيام التشريق......، قبل الحديث: 969 . [4] صحيح مسلم، الصيام، باب استحباب صيام ثلاثة أيام......، حديث: (196)-1162 . [5] مسند أحمد: 350/4 وصحيح ابن حبان: 51/7، حديث: 2811 والمستدرك للحاكم: 221/4، حديث: 7522 عن عبدالله بن قُرط رضی اللہ عنہ . [6] صحيح مسلم، الحج، باب حجة النبي ﷺ، حديث: 1218 .

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

روایت کیا ہے کہ یہ ایسے ہے جیسے فرمایا: ﴿وَاِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا ط﴾ (المآئدة 2:5) ”اور جب احرام اتار دو تو (پھر اختیار ہے کہ) شکار کرو۔“ اور جس طرح یہ فرمایا ہے: ﴿فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ﴾ (الجمعة 10:62) ”پھر جب نماز ہو چکے تو تم زمین میں پھیل جاؤ۔“[1]

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے بھی اپنی تفسیر میں اسی موقف کو اختیار کیا ہے۔[2] اور فرمایا: ﴿الْبَآئِسَ الْفَقِیْرَ ۞﴾ ”فقیر درماندہ۔“ عکرمہ کہتے ہیں کہ اس سے مراد وہ مجبور ومضطر فقیر ہے جس کا فقر نمایاں ہو، یعنی فقیر تو ہو مگر وہ مانگتا نہ ہو۔[3] مجاہد کہتے ہیں کہ وہ ہاتھ نہ پھیلاتا ہو۔[4] ﴿ثُمَّ لْیَقْضُوْا تَفَثَهُمْ﴾ ”پھر چاہیے کہ لوگ اپنا میل کچیل دور کریں۔“ علی بن ابوطلحہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اس سے مراد احرام اتارنا، سر منڈانا، سلے ہوئے کپڑوں کو پہننا اور ناخن وغیرہ تراشنا ہے۔[5] عطاء اور مجاہد نے بھی آپ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔[6] علاوہ ازیں عکرمہ اور محمد بن کعب قرظی کا بھی یہی قول ہے۔[7] پھر فرمایا: ﴿وَلْیُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ﴾ ”اور نذریں پوری کریں۔“ علی بن ابوطلحہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جن اونٹوں کے نحر کرنے کی نذریں مانی تھیں اب اپنی ان نذروں کو پورا کریں۔[8]

ان آخری اعمال کے ساتھ حج مکمل ہو جاتا ہے: ﴿وَلْیَطَّوَّفُوْا بِالْبَیْتِ الْعَتِیْقِ ۞﴾ ”اور خانۂ قدیم (بیت اللہ) کا طواف کریں۔“ مجاہد کہتے ہیں کہ اس سے مراد وہ طواف ہے جو نحر کے دن واجب ہے۔[9] ابن ابوحاتم نے ابوحمزہ سے روایت کیا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھ سے فرمایا: کیا آپ نے سورۂ حج میں یہ ارشاد باری تعالیٰ پڑھا ہے: ﴿وَلْیَطَّوَّفُوْا بِالْبَیْتِ الْعَتِیْقِ ۞﴾ ”اور چاہیے کہ قدیم گھر (بیت اللہ) کا طواف کریں۔“ (اس سے معلوم ہوا کہ) مناسکِ حج میں سب سے آخری عمل یہ ہے کہ بیت اللہ کا طواف کیا جائے۔[10] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسی طرح کیا تھا کہ یوم نحر کو جب آپ منیٰ میں واپس تشریف لائے تو آپ نے سب سے پہلے رمی کی اور جمرہ کو سات کنکریاں ماریں، پھر ہدی کے اونٹوں کو نحر کیا، سر مبارک منڈایا، پھر مکہ مکرمہ میں واپس تشریف لائے اور بیت اللہ کا طواف کیا۔[11] صحیحین میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ لوگوں کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ ان کا آخری عمل بیت اللہ کا طواف ہونا چاہیے، البتہ حائضہ عورت سے تخفیف کر دی گئی ہے۔[12]

فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿بِالْبَیْتِ الْعَتِیْقِ ۞﴾ ”خانہ قدیم (بیت اللہ۔)“ اور طواف حجر کے پیچھے سے کریں کیونکہ یہ

---

[1] تفسیر الطبری:195/17 . [2] تفسیر الطبری:194/17 . [3] تفسیر الطبری:196/17 وتفسیر ابن أبی حاتم:2489/8. [4] تفسیر الطبری:196/17 تفسیر ابن کثیر میں لَا یَبْسُطُ ہے جبکہ طبری میں لَا نہیں ہے۔ [5] تفسیر الطبری:198/17. [6] تفسیر الطبری:198,197/17. [7] تفسیر الطبری:197/17 . [8] تفسیر الطبری:198/17 . [9] تفسیر الطبری:200/17 عن الحسن والدر المنثور:643/4 عن مجاهد . [10] تفسیر ابن أبی حاتم:2490/8. [11] تفصیل کے لیے دیکھیے صحیح مسلم، الحج، باب بیان أن السنة یوم النحرأن یرمی……، حدیث:1305 وسنن أبی داود، المناسك، باب فی رمی الجمار، حدیث:1966-2000 وصحیح ابن حبان:195,194/9، حدیث:3882-3888. [12] صحیح البخاری، الحج، باب طواف الوداع، حدیث:1755 وصحیح مسلم، الحج، باب وجوب طواف الوداع……، حدیث:1328.

”محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

ذٰلِكَ ۗ وَمَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ؕ وَاُحِلَّتْ لَكُمُ الْاَنْعَامُ

یہی (حکم) ہے، اور جو شخص اللہ کی حرمتوں کی تعظیم کرے تو یہ اس کے رب کے ہاں اس کے لیے بہت بہتر ہے اور تمھارے لیے چوپائے حلال

اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ ﴿30﴾ حُنَفَآءَ لِلّٰهِ

کیے گئے ہیں سوائے ان کے جو تم پر پڑھے جا چکے ہیں، لہٰذا تم بتوں کی گندگی سے بچو، اور جھوٹی بات سے بھی بچو﴿30﴾ اللہ کے لیے یکسو ہو جاؤ نہ

غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ ؕ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ

کہ اس کے ساتھ شرک کرنے والے، اور جو کوئی اللہ کے ساتھ شرک کرے تو گویا وہ آسمان سے گر پڑا، پھر اسے پرندے اچک لے جائیں یا ہوا

اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ ﴿31﴾

کسی دور دراز جگہ لے جا پھینکے ﴿31﴾

بھی اس عمارت میں شامل تھا جسے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تعمیر کیا تھا، اگرچہ قریش نے اسے اس وقت بیت اللہ سے خارج کر دیا تھا جب خرچہ کم ہو گیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجر کے پیچھے سے طواف کیا اور فرمایا کہ یہ بھی بیت اللہ میں شامل ہے۔[1] آپ نے دونوں شامی رکنوں کا استلام نہیں کیا تھا کیونکہ انھیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی استوار کی گئی پرانی بنیادوں پر نہیں بنایا گیا تھا۔ قتادہ نے امام حسن بصری رحمہ اللہ سے اس آیت کریمہ: ﴿وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ﴿29﴾﴾ کے بارے میں روایت کیا ہے کہ بیت اللہ کو خانۂ قدیم اس لیے کہا گیا کہ یہ وہ سب سے پہلا گھر ہے جو لوگوں کی عبادت کرنے کے لیے بنایا گیا تھا۔[2] عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم کا بھی یہی قول ہے۔[3] عکرمہ سے روایت ہے کہ اسے ''بیت عتیق'' کے نام سے اس لیے موسوم کیا گیا ہے کہ اسے نوح علیہ السلام کے زمانے میں غرق ہونے سے بچایا گیا تھا۔[4] خُصَیف کہتے ہیں کہ اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ کبھی کوئی جبار و سرکش اس پر غالب نہیں آ سکتا۔[5]

تفسیر آیات: 31,30

گناہوں سے اجتناب کا اجر و ثواب: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ادائے مناسک کے سلسلے میں ہم نے ان اعمال کا حکم دیا ہے، پھر ان پر بے پایاں اجر و ثواب کا وعدہ کیا ہے۔ ﴿وَمَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ﴾ ''اور جو شخص اللہ کی حرمتوں کی تعظیم کرے۔'' اور گناہوں اور حرام کاموں سے اجتناب کرے اور ان کے ارتکاب کو بہت بڑا سمجھے۔ ﴿فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ؕ﴾ ''تو یہ اس کے پروردگار کے نزدیک اس کے حق میں بہتر ہے۔'' اور اسے اسی وجہ سے خیر کثیر اور ثواب جزیل ملے گا جس طرح اطاعت و نیکی کے کاموں پر ثواب کثیر اور اجر جزیل ملتا ہے، اسی طرح محرمات کے ترک کرنے اور ممنوع کاموں

[1] صحيح البخاري، أحاديث الأنبياء، باب: 10، حديث: 3368 والمصنف لعبد الرزاق، باب الرجل يطوف...... 57/5، حديث: 8985 عن ابن عباس رضی اللہ عنہما اور امام ابن حبان نے 123/9 میں ذکر الخبر الدال على أن الحِجر من البيت کے عنوان سے فصل قائم کی ہے۔ [2] الكشاف للزمخشري: 153/3 وتفسير ابن أبي حاتم: 2490/8. [3] تفسير الطبري: 199/17. [4] تفسير ابن أبي حاتم: 2490/8 عن سعيد بن جبير رحمہ اللہ. [5] روح المعاني: 218,217/10 عن ابن أبي نجيح وقتادة رحمہما اللہ.

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

سے اجتناب کرنے کی وجہ سے بھی اجر وثواب ملتا ہے۔

کون سے مویشی حلال ہیں؟ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ وَ اُحِلَّتۡ لَکُمُ الۡاَنۡعَامُ اِلَّا مَا یُتۡلٰی عَلَیۡکُمۡ ﴾ ’’اور تمھارے لیے مویشی حلال کردیے گئے ہیں، سوائے ان کے جو تم پر تلاوت کیے جاتے ہیں۔‘‘ یعنی ہم نے تمھارے لیے تمام مویشیوں کو حلال قرار دے دیا ہے، البتہ: ﴿ مَا جَعَلَ اللّٰہُ مِنۡۢ بَحِیۡرَۃٍ وَّ لَا سَآئِبَۃٍ وَّ لَا وَصِیۡلَۃٍ وَّ لَا حَامٍ ...... ﴾ الآیۃ (المآئدۃ 103:5) ’’اللہ نے نہ تو کسی کو بحیرہ بنایا ہے اور نہ سائبہ اور نہ وصیلہ اور نہ حام......‘‘ اور فرمان الٰہی ہے: ﴿ اِلَّا مَا یُتۡلٰی عَلَیۡکُمۡ ﴾ ’’سوائے ان کے جو تم پر تلاوت کیے جاتے ہیں۔‘‘ یعنی مردار، خون اور خنزیر کے گوشت کے جو تمھارے لیے حرام قرار دیے گئے ہیں، علاوہ ازیں: ﴿ وَمَاۤ اُهِلَّ لِغَیۡرِ اللّٰہِ بِہٖ وَ الۡمُنۡخَنِقَۃُ وَ الۡمَوۡقُوۡذَۃُ وَ الۡمُتَرَدِّیَۃُ وَ النَّطِیۡحَۃُ وَ مَاۤ اَکَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَا ذَکَّیۡتُمۡ ۟ وَ مَا ذُبِحَ عَلَی النُّصُبِ ...... ﴾ الآیۃ (المآئدۃ 3:5) ’’اور وہ جانور جس پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام پکارا جائے اور جو جانور گلا گھٹ کر مر جائے اور جو چوٹ لگ کر مر جائے اور جو گر کر مر جائے اور جو سینگ لگ کر مر جائے، (یہ سب حرام ہیں) اور وہ جانور بھی جس کو درندے پھاڑ کھائیں مگر جس کو تم (مرنے سے پہلے) ذبح کرلو اور وہ جانور بھی جو تھان پر ذبح کیا جائے......‘‘ یہ تفسیر ابن جریر نے بھی بیان کی اور اسے انھوں نے امام قتادہ کے حوالے سے بیان کیا ہے۔[1]

شرک اور جھوٹ سے اجتناب کا حکم: ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ فَاجۡتَنِبُوا الرِّجۡسَ مِنَ الۡاَوۡثَانِ وَ اجۡتَنِبُوۡا قَوۡلَ الزُّوۡرِ ﴿۳۰﴾ ﴾ ’’لہٰذا تم بتوں کی پلیدی سے بچو اور جھوٹی بات سے بھی اجتناب کرو۔‘‘ یہاں مِن بیان جنس کے لیے ہے، یعنی پلیدی سے بچو جو کہ بت ہیں اور یہاں جھوٹی بات کو بھی اللہ کے ساتھ شرک کے ساتھ ملا کر بیان کیا گیا ہے جیسا کہ درج ذیل آیت کریمہ میں بھی ہے: ﴿ قُلۡ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّیَ الۡفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنۡهَا وَ مَا بَطَنَ وَ الۡاِثۡمَ وَ الۡبَغۡیَ بِغَیۡرِ الۡحَقِّ وَ اَنۡ تُشۡرِکُوۡا بِاللّٰہِ مَا لَمۡ یُنَزِّلۡ بِہٖ سُلۡطٰنًا وَّ اَنۡ تَقُوۡلُوۡا عَلَی اللّٰہِ مَا لَا تَعۡلَمُوۡنَ ۝ ﴾ (الأعراف 33:7) ’’کہہ دیجیے! میرے پروردگار نے تو بے حیائی کی باتوں کو، ظاہر ہوں یا پوشیدہ، حرام قرار دیا ہے اور گناہ کو اور ناحق ظلم کو بھی اور یہ بھی کہ تم اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراؤ جس کی اس نے کوئی سند نازل نہیں کی اور یہ بھی کہ اللہ کے بارے میں ایسی باتیں کہو جن کا تمھیں کچھ علم نہیں۔‘‘ جھوٹی گواہی بھی اسی قبیل سے ہے۔

صحیحین میں ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: [أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكَبَائِرِ؟ ـ ثَلَاثًا ـ قُلْنَا: بَلٰى يَارَسُولَ اللّٰهِ! قَالَ: الْإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ، وَكَانَ مُتَّكِئًا فَجَلَسَ، فَقَالَ: أَلَا! وَقَوْلُ الزُّورِ، وَشَهَادَةُ الزُّورِ] ’’کیا میں تمھیں نہ بتاؤں کہ کبیرہ گناہوں میں سب سے بڑا گناہ کون سا ہے؟‘‘ تین مرتبہ فرمایا: ہم نے عرض کی: اللہ کے رسول! ضرور ارشاد فرمائیں، فرمایا: ’’(1) اللہ کے ساتھ شرک کرنا۔ (2) والدین کی نافرمانی کرنا۔ آپ تکیہ لگائے ہوئے تھے کہ اُٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمانے لگے: (3) خبردار رہو! اور جھوٹی بات بھی کبیرہ گناہوں میں سے ہے، آگاہ رہو! اور

---

[1] تفسیر الطبری:202/17 .

”محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

جھوٹی شہادت بھی کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔'' آپ مسلسل اسے ارشاد فرماتے رہے حتی کہ ہم نے کہا: اے کاش! اب آپ سکوت فرمالیں۔[1]

امام احمد رحمہ اللہ نے خُرَیم بن فاتِک اسدی سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صبح کی نماز پڑھائی، آپ جب نماز سے فارغ ہوئے تو کھڑے ہو کر فرمانے لگے: [عَدَلَتْ شَهَادَةُ الزُّورِ الْإِشْرَاكَ بِاللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ، ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْآيَةَ: ﴿وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّوْرِ ۝ حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ ط﴾] ''جھوٹی گواہی اللہ عزوجل کے ساتھ شرک کے برابر ہے۔'' پھر آپ نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی: ﴿فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ ۝ حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ ط﴾ ''پس تم بتوں کی پلیدی سے بچو اور جھوٹی باتوں سے بھی بچو، اللہ کے لیے یکسو ہو جاؤ نہ کہ اس کے ساتھ شرک کرنے والے۔''[2] اور فرمایا: ﴿حُنَفَآءَ لِلّٰهِ﴾ ''صرف ایک اللہ کے ہو کر۔'' اس کے لیے دین کو خالص کرتے ہوئے، باطل سے انحراف اور حق کا قصد کرتے ہوئے، اسی لیے فرمایا: ﴿غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ ط﴾ ''نہ کہ اس کے ساتھ شرک کرنے والے۔''

مشرک کی مثال: پھر اللہ تعالیٰ نے مشرک کی ضلالت، ہلاکت اور ہدایت سے دوری کی مثال بیان کرتے ہوئے فرمایا: ﴿وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ ۝﴾ ''اور جو شخص (کسی کو) اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرائے تو وہ گویا ایسا ہے جیسے آسمان سے گر پڑے، پھر اس کو پرندے اُچک لے جائیں یا ہوا کسی دور جگہ اُڑا کر پھینک دے'' کہ جہاں گرنے والا تباہ و برباد ہو جائے اور پرندے اسے کھا کر ہوا میں اڑ جائیں، اسی لیے حدیث براء میں آیا ہے کہ جب موت کے فرشتے کافر کی روح قبض کر کے آسمان کی طرف لے جاتے ہیں تو اس کے لیے آسمان کے دروازے کھولے ہی نہیں جاتے بلکہ وہاں سے اسے پھینک دیا جاتا ہے۔[3] پھر آپ نے اسی آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی۔ یہ حدیث قبل ازیں سورۂ ابراہیم کی تفسیر میں بیان کی جا چکی ہے۔[4]

ایک اور مثال: اللہ تعالیٰ نے مشرکوں کے لیے سورۂ انعام میں ایک اور مثال اس طرح بیان فرمائی ہے: ﴿قُلْ اَنَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُنَا وَلَا يَضُرُّنَا وَنُرَدُّ عَلٰٓى اَعْقَابِنَا بَعْدَ اِذْ هَدٰىنَا اللّٰهُ كَالَّذِي اسْتَهْوَتْهُ الشَّيٰطِيْنُ فِي الْاَرْضِ حَيْرَانَ ص لَهٗٓ اَصْحٰبٌ يَّدْعُوْنَهٗٓ اِلَى الْهُدَى ائْتِنَا ط قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ط وَاُمِرْنَا لِنُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝﴾ (الأنعام 6:71) ''(اے نبی!) کہہ دیجیے: کیا ہم اللہ کے سوا ایسی چیز کو پکاریں جو نہ ہمارا بھلا کرے نہ بُرا

---

① صحيح البخاري، الأدب، باب عقوق الوالدين من الكبائر، حديث: 5976 جبکہ ''آپ مسلسل اسے ارشاد فرماتے رہے حتی کہ ہم نے کہا:...... '' آخر تک صحيح البخاري، حديث: 2654 میں ہے۔ وصحيح مسلم، الإيمان، باب الكبائر وأكبرها، حديث: 87 . ② مسند أحمد: 321/4 و جامع الترمذي، الشهادات، باب ماجاء في شهادة الزور، حديث: 2299 و سنن أبي داود، القضاء، باب في شهادة الزور، حديث: 3599 و سنن ابن ماجه، الشهادات، باب شهادة الزور، حديث: 2372، البتہ حدیث ضعیف ہے۔ ③ مسند أحمد: 288,287/4. ④ دیکھیے إبراهيم، آیت: 27 کے تحت عنوان: ''مومن کی دنیا و آخرت میں قولِ ثابت کے ساتھ مضبوطی''

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

ذٰلِكَ ۚ وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ ﴿32﴾ لَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ اِلٰٓى

یہی (حکم) ہے، اور جو شخص اللہ کی (عظمت کی) نشانیوں کی تعظیم کرے، تو بلاشبہ یہ دلوں کی پرہیز گاری سے ہے﴿32﴾ تمھارے لیے ان (چوپایوں) میں

ع 4 8 11 اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ مَحِلُّهَآ اِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ﴿33﴾ ع

ایک مقرر وقت تک منافع ہیں، پھر ان کے حلال (ذبح) ہونے کی جگہ قدیم گھر (بیت اللہ) کے پاس ہے﴿33﴾

اور جب ہم کو اللہ نے سیدھا رستہ دکھایا تو (کیا) اس کے بعد ہم الٹے پاؤں پھر جائیں؟ (پھر ہماری ایسی مثال ہو) جیسے کسی کو جنات نے جنگل میں بھلا دیا ہو (اور وہ) حیران (ہو رہا ہو اور) اس کے کچھ رفیق ہوں جو اس کو رستے کی طرف بلائیں کہ ہمارے پاس چلا آ، کہہ دیجیے: رستہ تو وہی ہے جو اللہ نے بنایا ہے اور ہمیں تو یہ حکم ملا ہے کہ ہم اللہ رب العالمین کے فرماں بردار ہوں۔''

تفسیر آیات: 33,32

قربانی کے جانور کے جواز و عدم جواز کی صورتیں اور شعائر اللہ کی تفسیر: ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ﴾ ''اور جو شخص اللہ کی (عظمت کی) نشانیوں کی تعظیم کرے۔'' یعنی اس کے احکام کی اطاعت بجالائے۔ ﴿فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ ﴿32﴾﴾ ''تو یہ (فعل) دلوں کی پرہیز گاری میں سے ہے۔'' اور اونٹوں اور قربانی کے دیگر جانوروں کی تعظیم بھی اسی قبیل سے ہے۔ حَکَم نے مِقْسَم سے اور انھوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ان جانوروں کی تعظیم یہ ہے کہ انھیں موٹا کیا جائے اور خوش نما بنایا جائے۔[1] ابو اُمامہ بن سہل کا بیان ہے کہ ہم مدینہ میں قربانی کے جانور کو موٹا کیا کرتے تھے اور دیگر تمام مسلمان بھی اپنی قربانیوں کو موٹا کیا کرتے تھے۔[2] سنن ابن ماجہ میں ابو رافع سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو بڑے موٹے سینگوں والے چتکبرے خصی مینڈھوں کی قربانی دی۔[3] اور اسی طرح اس کو ابوداود اور ابن ماجہ نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو سینگوں والے چتکبرے خصی مینڈھوں کی قربانی دی۔[4] اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا کہ ہم (قربانی کے جانوروں کی) آنکھ اور کان اچھی طرح دیکھ لیا کریں اور ایسے جانوروں کی قربانی نہ کریں جن کے کان آگے سے کٹے ہوئے ہوں یا پیچھے سے یا جس کا کان لمبائی میں کٹا ہوا ہو یا جس کے کان میں گول سوراخ ہو۔[5] مُقَابَلَہ اس جانور کو کہتے ہیں جس کا کان آگے سے کٹا ہوا ہو۔ مُدَابَرَہ اسے کہتے ہیں جس کا کان

---

① تفسیر الطبری: 206,205/17. ② صحیح البخاری، الأضاحی، باب أضحیة النبی ﷺ......، قبل الحدیث: 5553.
③ سنن ابن ماجہ، الأضاحی، باب أضاحی رسول اللّٰہ ﷺ، حدیث: 3122 عن عائشة وأبی هریرة رضی اللہ عنہما ابن ماجہ میں یہ روایت ابو رافع سے نہیں ہے، البتہ مسند أحمد: 8/6 میں ابو رافع سے ان سے ملتے جلتے الفاظ مروی ہیں اور حافظ ابن کثیر نے اپنی تصنیف جامع المسانید والسنن: 21/14 میں کہا ہے کہ اسے روایت کرنے میں امام احمد اکیلے ہیں۔ ④ سنن أبی داود، الضحایا، باب ما یستحب من الضحایا، حدیث: 2795 وسنن ابن ماجہ، الأضاحی، باب أضاحی رسول اللّٰہ ﷺ، حدیث: 3120 ابن ماجہ میں یہ الفاظ جابر کے بجائے انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہیں۔ ⑤ مسند أحمد: 80/1 وسنن أبی داود، الضحایا، باب مایکرہ من الضحایا، حدیث: 2804 وجامع الترمذی، الأضاحی، باب مایکرہ من الأضاحی، حدیث: 1498 وسنن النسائی، الضحایا، باب المقابلة وهی ما قطع طرف أذنها، حدیث: 4377 وسنن ابن ماجہ، الأضاحی، باب مایکرہ أن یضحی به، حدیث: 3143,3142. ملحوظہ: [أن نستشرف العین والأذن] کے علاوہ باقی الفاظ بعض محققین کے نزدیک ضعیف ہیں۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

پیچھے سے کٹا ہوا ہو۔ شَرقاء اسے کہتے ہیں جس کا کان لمبائی کے رخ کٹا ہوا ہو۔ یہ امام شافعی و اصمعی کا قول ہے، اور خَرقاء اس جانور کو کہتے ہیں جس کے کان میں گول سوراخ ہو۔ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ۔

حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [أَرْبَعٌ لَّا (تَجُوزُ) فِي الْأَضَاحِي: اَلْعَوْرَاءُ الْبَيِّنُ عَوَرُهَا، وَالْمَرِيضَةُ الْبَيِّنُ مَرَضُهَا، وَالْعَرْجَاءُ الْبَيِّنُ ظَلَعُهَا، وَالْكَسِيرَةُ الَّتِي لَا تُنْقِي] ''چار قسم کے جانوروں کی قربانی جائز نہیں ہے: (1) وہ بھینگا جانور جس کا بھینگا پن نمایاں ہو (2) وہ بیمار جس کی بیماری نمایاں ہو (3) وہ لنگڑا جس کا لنگڑا پن واضح ہو (4) اور وہ معمر جانور جو بہت لاغر ہو۔'' اس کو امام احمد، ابوداود، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا اور امام ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے۔[1]

اونٹوں کے فائدے: ﴿ لَكُمْ فِيهَا مَنَافِعُ ﴾ ''ان میں تمھارے لیے فائدے ہیں۔'' یعنی تم اونٹوں کے دودھ، اون اور بالوں سے فائدے اُٹھا سکتے ہو اور ان پر سواری بھی کر سکتے ہو۔ ﴿ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى ﴾ ''ایک مقررہ وقت تک۔'' مِقسَم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کریمہ: ﴿ لَكُمْ فِيهَا مَنَافِعُ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى ﴾ ''تمھارے لیے ان (چوپایوں) میں ایک مقررہ وقت تک فائدے ہیں'' کے بارے میں روایت کیا ہے کہ جب تک اونٹ کو قربانی کے لیے وقف نہ کیا جائے اس وقت تک اس سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔[2] یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے، خواہ اسے قربانی کے لیے متعین ہی کیوں نہ کر دیا گیا ہو، بشرطیکہ اس سے فائدہ اٹھانے کی ضرورت ہو جیسا کہ صحیحین میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ اونٹ کو چلا کر لے جا رہا تھا۔ آپ نے فرمایا: [...... اِرْكَبْهَا، قَالَ: إِنَّهَا بَدَنَةٌ، قَالَ: اِرْكَبْهَا (وَيْحَكَ)] ''...... اس پر سوار ہو جاؤ۔'' اس نے عرض کی: یہ قربانی کا اونٹ ہے۔ آپ نے فرمایا: ''تم پر افسوس! اس پر سوار ہو جاؤ۔''[3] یہ الفاظ آپ نے دوسری یا تیسری بار ارشاد فرمائے تھے۔ مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [اِرْكَبْهَا بِالْمَعْرُوفِ إِذَا أُلْجِئْتَ إِلَيْهَا] ''جب تمھیں ضرورت ہو تو پھر دستور کے مطابق اس پر سوار ہو جاؤ۔''[4]

اور فرمایا: ﴿ ثُمَّ مَحِلُّهَا إِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيقِ ﴿٣٣﴾ ﴾ ''پھر ان کے حلال (ذبح) ہونے کی جگہ قدیم گھر (بیت اللہ) کے

---

① مسند أحمد:284/4 و سنن أبي داود، الضحايا، باب مايكره من الضحايا، حديث:2802 و جامع الترمذي، الأضاحي، باب مالايجوز من الأضاحي، حديث:1497 و سنن النسائي، الضحايا، باب العجفاء، حديث:4376 و سنن ابن ماجه، الأضاحي، باب مايكره أن يضحى به، حديث:3144 واللفظ له، البتہ قوسین والا لفظ سنن ابوداود میں ہے۔ ② تفسير الطبري:207/17. ③ صحيح البخاري، الحج، باب ركوب البدن، حديث:1689 عن أبي هريرة رضی اللہ عنہ کیونکہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت کے الفاظ اس سے مختلف ہیں جبکہ قوسین والا لفظ صحيح البخاري، الوصايا، باب هل ينتفع الواقف بوقفه؟......، حديث:2754 عن أنس رضی اللہ عنہ میں ہے۔ و صحيح مسلم، الحج، باب جواز ركوب البدنة ......، حديث:1323.
④ صحيح مسلم، الحج، باب جواز ركوب البدنة......، حديث: 1324.

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

وَلِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ ؕ

اور ہم نے ہرامت کے لیے قربانی مقرر کی، تاکہ وہ (ذبح کے وقت) ان چوپائے مویشیوں پر اللہ کا نام ذکر کریں جو اللہ نے انھیں دیے، پھر (سمجھ لو کہ)

فَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَلَهٗۤ اَسْلِمُوْا ؕ وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ ﴿34﴾ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ

تمھارا معبود ایک ہی معبود ہے، لہٰذا تم اسی کی فرمانبرداری کرو، اور عاجزی کرنے والوں کو بشارت دیجیے ﴿34﴾ وہ لوگ کہ جب اللہ کا ذکر کیا جائے

وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ عَلٰى مَاۤ اَصَابَهُمْ وَالْمُقِيْمِي الصَّلٰوةِ ۙ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ

تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں، اور جو صابر ہیں اس (تکلیف) پر جو انھیں پہنچے اور جو نماز قائم کرنے والے ہیں، اور ہم نے انھیں جو رزق دیا وہ اس میں

يُنْفِقُوْنَ ﴿35﴾

سے خرچ کرتے ہیں ﴿35﴾

پاس ہے۔'' یعنی قربانی کے پہنچنے کا آخری مقام خانۂ قدیم، یعنی کعبہ ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ هَدْيًۢا بٰلِغَ الْكَعْبَةِ ﴾ (المآئدة 95:5) ''(اور یہ جانور) بطور قربانی کعبہ میں پہنچایا جائے۔'' اور فرمایا: ﴿ وَالْهَدْيَ مَعْكُوْفًا اَنْ يَّبْلُغَ مَحِلَّهٗ ؕ ﴾ (الفتح 25:48) ''اور قربانیوں کو (بھی روکا) کہ اپنی جگہ پہنچنے سے رکی رہیں۔''

تفسیر آیات: 35,34

قربانی کا حکم تمام امتوں کے لیے تھا: اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ قربانی کے جانوروں کو ذبح کرنے اور اللہ تعالیٰ کے نام پر ان کے خون بہانے کا حکم تمام امتوں میں رہا ہے۔ علی بن ابوطلحہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں بیان کیا ہے کہ نسک کے معنی عید کے ہیں۔[1] عکرمہ کہتے ہیں کہ یہ ذبح کرنے کے معنی میں ہے۔[2] زید بن اسلم کہتے ہیں کہ اس سے مراد مکہ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کسی بھی امت کو یہ حکم نہیں دیا کہ وہ مکہ کے علاوہ کسی اور جگہ قربانی کے جانور کو لے جا کر ذبح کرے۔[3] ﴿ لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ ؕ ﴾ ''تاکہ جو مویشی چوپائے اللہ نے اُن کو دیے ہیں (اُن کے ذبح کرنے کے وقت) اُن پر اللہ کا نام لیں۔'' جیسا کہ صحیحین میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں دو چتکبرے سینگوں والے مینڈھے لائے گئے، آپ نے اللہ کا نام لیا، اللہ اکبر پڑھا اور ان کے پہلوؤں پر پاؤں رکھا۔[4]

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ فَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَلَهٗۤ اَسْلِمُوْا ؕ ﴾ ''سو تمھارا معبود ایک ہی ہے تو اس کے فرماں بردار ہو جاؤ۔'' یعنی تمھارا معبود ایک ہے، گو انبیائے کرام کی شریعتیں مختلف تھیں اور بعض سے بعض منسوخ ہوتی رہیں، بہر حال تمام انبیائے کرام نے اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت ہی کی دعوت دی تھی جیسا کہ فرمایا: ﴿ وَمَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ

---

① تفسیر ابن أبی حاتم :2492/8. ② تفسیر ابن أبی حاتم :2492/8. ③ تفسیر ابن أبی حاتم :2492/8. ④ صحیح البخاری، الأضاحی، باب من ذبح الأضاحی بیده، حدیث:5558 وصحیح مسلم، الأضاحی، باب استحباب استحسان الضحیة......، حدیث:1966.

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ ۖ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا

اور قربانی کے اونٹ بھی جنھیں ہم نے تمھارے لیے اللہ کے شعائر میں سے بنایا ہے، تمھارے لیے ان میں بہت بھلائی ہے، لہٰذا (نحر کے وقت) جب

صَوَآفَّ ۚ فَاِذَا وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ ؕ

وہ پاؤں بندھے کھڑے ہوں تو تم ان پر اللہ کا نام ذکر کرو، پھر جب ان کے پہلو (زمین پر) گر جائیں تو تم ان کا گوشت کھاؤ اور قناعت پسند اور سوالی

كَذٰلِكَ سَخَّرْنٰهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿36﴾

(محتاج) کو بھی کھلاؤ، اسی طرح ہم نے چوپائے تمھارے تابع کر دیے تاکہ تم شکر کرو ﴿36﴾

اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ﴿ (الأنبيآء 25:21) ''اور جو پیغمبر ہم نے تم سے پہلے بھیجے ان کی طرف بھی یہی وحی بھیجی کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں، تم میری ہی عبادت کرو۔'' اسی لیے فرمایا: ﴿فَلَهٗٓ اَسْلِمُوْا ؕ﴾ ''تو اسی کے فرماں بردار ہو جاؤ۔'' اس کے حکم کے سامنے سر اطاعت خم کر دو اور اخلاص کے ساتھ اس کی اطاعت بجا لاؤ۔

﴿وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ ﴿34﴾﴾ ''اور آپ عاجزی کرنے والوں کو خوش خبری سنا دیں۔'' مجاہد کہتے ہیں کہ اس کے معنی مطمئن لوگ ہیں۔[1] ثوری کہتے ہیں کہ اس آیت کریمہ: ﴿وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ ﴿34﴾﴾ سے مراد مطمئن، اللہ کے فیصلوں پر راضی رہنے والے اور اس کے سامنے سر جھکانے والے لوگ ہیں۔[2] لیکن اس کی سب سے بہتر تفسیر وہ ہے جو اس کے بعد ان الفاظ میں بیان کی گئی ہے: ﴿الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ عَلٰى مَآ اَصَابَهُمْ وَالْمُقِيْمِي الصَّلٰوةِ ۙ﴾ ''یہ وہ لوگ ہیں کہ جب اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں اور جب (اُن پر) مصیبت پڑتی ہے تو صبر کرتے ہیں اور نماز (آداب سے) قائم کرتے ہیں۔'' اور جن فرائض کے ادا کرنے کو اللہ تعالیٰ نے ان پر واجب قرار دیا ہے انھیں پورا کر کے اللہ تعالیٰ کے حق کو ادا کرتے ہیں، ﴿وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿35﴾﴾ ''اور جو (مال) ہم نے ان کو عطا فرمایا ہے اس میں سے (نیک کاموں میں) خرچ کرتے ہیں۔'' یعنی اللہ تعالیٰ نے انھیں جو پاکیزہ رزق عطا فرمایا ہے اسے وہ اہل و عیال، رشتہ داروں، فقیروں اور محتاجوں پر خرچ کرتے ہیں، یعنی مخلوق سے بھی حسن سلوک سے پیش آتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدود کی بھی حفاظت کرتے ہیں جبکہ منافقین کے حالات ان کے بالکل برعکس ہیں جیسا کہ سورۂ براءت کی تفسیر میں قبل ازیں بیان ہو چکا ہے۔[3]

تفسیر آیت: 36

اونٹ نحر کرنے کا حکم: اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر احسانات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ اسی نے ان کے لیے اونٹ کو بھی پیدا فرمایا اور اسے بھی اپنے شعائر میں سے قرار دیا ہے اور ان جانوروں میں سے بنا دیا ہے جن کو بیت حرام کی طرف قربانی کے لیے لے جایا جاتا ہے بلکہ اس کی قربانی افضل ہے جیسا کہ فرمایا: ﴿لَا تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ اللّٰهِ وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَلَا الْهَدْيَ

[1] تفسیر الطبری: 212/17۔ [2] تفسیر الثوری: 213/1 مختصراً (CD)۔ [3] دیکھیے التوبۃ، آیات: 58,59 و67 و73 و86 کے ذیل میں۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

﴿وَلَا الْقَلَآئِدَ وَلَآ آٰمِّيْنَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ﴾ (المآئدة5:2) ”اللہ کی نشانیوں کی بے حرمتی نہ کرنا اور نہ ادب کے مہینے کی اور نہ قربانی کے جانوروں کی اور نہ ان جانوروں کی (جو اللہ کی نذر کردیے گئے ہوں اور) جن کے گلوں میں پٹے بندھے ہوں اور نہ ان لوگوں کی جو بیت الحرام کو جارہے ہوں۔“

ابن جریج نے عطاء سے اس آیت کریمہ: ﴿وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ﴾ ”اور قربانی کے اونٹ جنھیں ہم نے تمھارے لیے اللہ کے شعائر بنایا ہے“ کے بارے میں روایت کیا ہے کہ گائے اور اونٹ اللہ تعالیٰ کے شعائر میں سے ہیں۔[1] ابن عمر، سعید بن مسیّب اور حسن بصری سے بھی اسی طرح مروی ہے۔[2] مجاہد کہتے ہیں کہ بدن کا لفظ اونٹ کے لیے استعمال ہوتا ہے۔[3] ایک قول کے مطابق گائے کے لیے بھی یہ استعمال ہوتا ہے۔[4]

اونٹ اور گائے کی قربانی میں کتنے افراد شرکت کر سکتے ہیں؟ جمہور علماء کے نزدیک اونٹ اور گائے سات آدمیوں کی طرف سے کفایت کرسکتی ہے جیسا کہ صحیح مسلم میں جابر بن عبداللہ اور دیگر کئی صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی روایت سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا کہ ہم اونٹ کی قربانی میں سات اور گائے کی قربانی میں بھی سات شریک ہوجائیں۔[5]

اور فرمایا: ﴿لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ﴾ ”ان میں تمھارے لیے خیر و برکت ہے۔“ یعنی آخرت میں ثواب ملے گا۔ ﴿فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَآفَّ﴾ ”تو (قربانی کرنے کے وقت) کھڑا کر کے ان پر اللہ کا نام لو۔“

جانور ذبح کرتے وقت مسنون دعا: مُطّلِب بن عبداللہ بن خطب نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ کے ساتھ نماز عید الاضحیٰ ادا کی جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو آپ کی خدمت میں ایک مینڈھا پیش کیا گیا جسے آپ نے ذبح فرمایا اور ذبح کرتے ہوئے یہ کہا: [بِاسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُمَّ! هٰذَا عَنِّي وَعَمَّنْ لَّمْ يُضَحِّ مِنْ أُمَّتِي] ”اللہ کے نام سے اور اللہ سب سے بڑا ہے، اے اللہ! یہ قربانی میری طرف سے اور میری امت کے ہر اس فرد کی طرف سے ہے جس نے قربانی نہیں کی۔“ اس کو امام احمد، امام ابوداود اور امام ترمذی نے روایت کیا ہے۔[6]

دوسری دعا: محمد بن اسحاق نے یزید بن ابوحبیب سے، انھوں نے ابوعیاش سے اور انھوں نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کے دن دو مینڈھوں کی قربانی دی اور جب انھیں زمین پر لٹایا تو یہ دعا پڑھی: [إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا وَّمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ، إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، لَا شَرِيكَ لَهُ، وَبِذٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ، اَللّٰهُمَّ! مِنْكَ وَلَكَ عَنْ مُّحَمَّدٍ وَّأُمَّتِهِ،

---

[1] تفسير الطبري:214/17. [2] تفسير ابن أبي حاتم:2493/8. [3] تفسير ابن أبي حاتم:2493/8 والسنن الكبرى للبيهقي، الحج، باب لا محل للهدى ......:231/5 عن سعيد. [4] تفسير ابن أبي حاتم:2494/8 عن عطاء. [5] صحيح مسلم، الحج، باب جواز الاشتراك في الهدى، وإجزاء البدنة ......، حديث:(315)-1318. [6] مسند أحمد: 356/3 وسنن أبي داود، الضحايا، باب في الشاة يضحى ......، حديث: 2810 وجامع الترمذي، الأضاحي، باب مايقول إذا ذبح؟ حديث:1521.

”محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ] ’’میں نے اکیلے رب کی طرف یکسو ہو کر اپنے آپ کو اسی ذات کی طرف متوجہ کیا جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں، میری نماز اور میری عبادت (قربانی) اور میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ رب العالمین ہی کے لیے ہے۔ جس کا کوئی شریک نہیں اور مجھ کو اسی بات کا حکم ملا ہے اور میں سب سے پہلا فرماں بردار ہوں۔ اے اللہ! یہ قربانی تیری ہی طرف سے ہے اور تیرے ہی لیے ہے، محمد (ﷺ) اور امت محمد کی طرف سے۔ اللہ کے نام کے ساتھ اور اللہ بہت بڑا ہے۔‘‘ ①

تیسری دعا: علی بن حسین نے ابو رافع سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ قربانی کے لیے دو موٹے تازے سینگوں والے چتکبرے مینڈھے خریدا کرتے تھے۔ جب نماز سے فارغ ہو جاتے تو لوگوں کو خطبہ ارشاد فرماتے، پھر ان دو مینڈھوں میں سے ایک کو آپ کے پاس لایا جاتا جبکہ آپ ابھی عیدگاہ ہی میں تشریف فرما ہوتے تھے، آپ چھری کے ساتھ بنفس نفیس اسے ذبح فرماتے اور ذبح کرتے وقت یہ دعا پڑھتے تھے: [اَللّٰهُمَّ! هٰذَا عَنْ أُمَّتِي جَمِيعًا مَّنْ شَهِدَ لَكَ بِالتَّوْحِيدِ وَشَهِدَ لِي بِالْبَلَاغِ] ’’اے اللہ! اس قربانی کو میری امت کے ہر اس فرد کی طرف سے قبول فرما لے جو تیرے لیے توحید کی گواہی دے اور میرے لیے اس بات کی گواہی دے کہ (میں نے تیرے دین کو لوگوں تک) پہنچا دیا ہے۔‘‘

چوتھی دعا: پھر دوسرے مینڈھے کو آپ کی خدمت میں لایا جاتا تو اسے بھی آپ بنفس نفیس ذبح فرماتے اور ذبح کرتے وقت یہ کلمات ادا فرماتے تھے: [هٰذَا عَنْ مُّحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ] ’’(اے اللہ!) اسے محمد (ﷺ) اور آل محمد کی طرف سے قبول فرما لے۔‘‘ پھر آپ ان دونوں مینڈھوں کا گوشت مسکینوں کو کھلاتے، خود بھی تناول فرماتے اور اپنے گھر والوں کو بھی کھلاتے تھے۔ ②

پانچویں دعا: اعمش نے ابوظبیان سے اور انھوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ﴿فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَآفَّ﴾ ’’تو قربانی کے وقت کھڑا کر کے ان پر اللہ کا نام لو۔‘‘ کے بارے میں روایت کیا ہے کہ اونٹ کو تین پاؤں پر کھڑا کرے، بائیں ہاتھ کو باندھ دے اور یہ دعا پڑھے: [بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ، (لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ)، اَللّٰهُمَّ! مِنْكَ وَلَكَ] ’’اللہ کے نام سے، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اے اللہ! یہ قربانی تیری ہی طرف سے ہے اور تیرے ہی لیے ہے۔‘‘ ③ صحیحین میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ ایک شخص کے پاس سے گزرے جو اپنے اونٹ کو بٹھا کر نحر کر رہا تھا، آپ نے فرمایا: اسے کھڑا کر لو اور باندھ کر نحر کرو۔ ابو القاسم ﷺ کی سنت یہ ہے۔ ④

① سنن أبي داود، الضحايا، باب ما يستحب من الضحايا، حديث:2795 وسنن ابن ماجه، الأضاحي، باب أضاحي رسول اللهﷺ، حديث:3121. ② مسند أحمد:392,391/6 وسنن ابن ماجه، الأضاحي، باب أضاحي رسول اللهﷺ، حديث:3122 والمستدرك للحاكم، التفسير، تفسير سورة الحج:391/2، حديث:3478 اس کی سند منقطع ہے، البتہ البانی رحمہ اللہ نے ابن ماجہ میں اسے صحیح کہا ہے۔ ③ المستدرك للحاكم، التفسير، تفسير سورة الحج:389/2، حديث:3466 والسنن الكبرٰى للبيهقي، الحج، باب نحر الإبل قياما...... :237/5 واللفظ له اور قوسین والا جملہ تفسیر الطبري:216/17 میں ہے۔ ④ صحيح البخاري، الحج، باب نحر الإبل مقيدة، حديث:1713 وصحيح مسلم، الحج، باب استحباب نحر الإبل ......، حديث:1320.

”محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿فَإِذَا وَجَبَتْ جُنُوبُهَا﴾ ''پھر جب پہلو کے بل گر پڑیں۔'' ابن ابو نجیح نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ یہ جب زمین پر گر پڑیں۔[1] ایک روایت کے مطابق حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بھی یہی معنی بیان فرمائے ہیں۔[2] مقاتل بن حیان کا بھی یہی قول ہے۔ عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم کا قول ہے کہ جب وہ مر جائیں۔[3] ابن عباس رضی اللہ عنہما اور مجاہد کے قول سے بھی یہی مراد ہے کیونکہ اونٹ کے گوشت کو اس وقت تک کھانا جائز نہیں جب تک نحر کرنے کے بعد وہ مر نہ جائے اور اس کی حرکت ٹھنڈی نہ ہو جائے۔ جانور کو احسن طریقے سے ذبح کیا جائے: ایک مرفوع حدیث میں ہے: [لَا تُعَجِّلُوا الْأَنْفُسَ أَنْ تَزْهَقَ] ''روحوں کو (جانوروں کے جسموں سے) نکالنے کے لیے جلدی نہ کرو۔''[4]

ثوری نے اپنی جامع میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے یہ روایت کیا ہے کہ آپ نے یہ الفاظ فرمائے تھے۔ اور اس کی تائید شدّاد بن اوس سے مروی اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جو صحیح مسلم میں ہے: [إِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ الْإِحْسَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ، فَإِذَا قَتَلْتُمْ فَأَحْسِنُوا الْقِتْلَةَ، وَإِذَا ذَبَحْتُمْ فَأَحْسِنُوا الذَّبْحَ، وَلْيُحِدَّ أَحَدُكُمْ شَفْرَتَهُ، فَلْيُرِحْ ذَبِيحَتَهُ] ''اللہ تعالیٰ نے ہر چیز پر احسان کو فرض قرار دیا ہے حتی کہ جب تم قتل کرو تو اچھے طریقے سے قتل کرو اور جب ذبح کرو تو اچھے طریقے سے ذبح کرو اور اپنی چھری کو تیز کر لیا کرو اور اپنے ذبیحے کو آرام پہنچایا کرو۔''[5]

زندہ جانور سے کاٹا ہوا گوشت مردار کے حکم میں ہوگا: ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: [مَاقُطِعَ مِنَ الْبَهِيمَةِ وَهِيَ حَيَّةٌ، فَهِيَ مَيْتَةٌ] ''جو (گوشت کا ٹکڑا) جانور سے اس وقت کاٹا گیا ہو جب وہ ابھی زندہ ہو تو وہ مردار ہے۔'' اس کو امام احمد اور ابوداود نے روایت کیا اور ترمذی نے اسے روایت کرنے کے بعد صحیح کہا ہے۔[6]

قربانی کا گوشت فقراء کو کھلانا: اور فرمایا: ﴿فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ﴾ ''تو ان میں سے کھاؤ اور قناعت کرنے والوں اور سوال کرنے والوں کو بھی کھلاؤ۔'' یہ امرِ اباحت ہے۔ عوفی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ﴿الْقَانِعَ﴾ سے مراد وہ شخص ہے جسے گھر بیٹھے ہوئے آپ جو دے دیں وہ اسی سے مستغنی ہو جائے اور ﴿وَالْمُعْتَرَّ﴾ سے مراد وہ ہے جو آپ کے سامنے آئے، آپ کی طرف جھانکے تاکہ آپ اسے گوشت دے دیں مگر وہ سوال نہ کرے۔[7] مجاہد اور محمد بن کعب قرظی کا بھی یہی قول ہے۔[8] علی بن ابوطلحہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ﴿الْقَانِعَ﴾ سے

---

[1] تفسير الطبرى:219/17. [2] تفسير ابن أبى حاتم:2495/8. [3] تفسير الطبرى:219/17. [4] السنن الكبرى للبيهقى، الضحايا، باب الذكاة فى المقدور......:278/9 وسنن الدارقطنى، الأشربة وغيرها:282/4، حديث:4709 عن أبى هريرة رضی اللہ عنہ والمصنف لعبد الرزاق:495/4 و إرواء الغليل:176/8، حديث:2542 یہ حدیث دار قطنی میں مرفوعاً لیکن ضعیف ہے جبکہ سنن کبریٰ بیہقی میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے موقوفاً مروی ہے۔ [5] صحيح مسلم، الصيد والذبائح......، باب الأمر بإحسان الذبح ......، حديث:1955. [6] مسند أحمد:218/5 وسنن أبى داود، الصيد، باب إذا قطع من الصيد قطعة، حديث:2858 وجامع الترمذى، الصيد، باب ماجاء ما قطع من الحى......، حديث:1480 - [7] تفسير الطبرى:220/17. [8] تفسير الطبرى:221,220/17.

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

مراد سوال نہ کرنے والا اور ﴿ وَ الْمُعْتَرَّ ﴾ سے مراد سائل ہے۔ [1] قتادہ، ابراہیم نخعی اور ایک روایت کے مطابق مجاہد کا بھی یہی قول ہے۔ [2] ایک قول اس کے برعکس بھی ہے۔ [3] اس آیت کریمہ سے ان علماء نے استدلال کیا ہے جن کا یہ مذہب ہے کہ قربانی کے گوشت کو تین حصوں میں تقسیم کر لیا جائے، ایک حصہ اپنے کھانے کے لیے، ایک حصہ دوست واحباب کے تحفے کے لیے اور ایک حصہ فقراء پر صدقہ کرنے کے لیے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿ فَكُلُوا مِنْهَا وَ اَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَ الْمُعْتَرَّ ﴾ ''تو ان میں سے کھاؤ اور قناعت کرنے والوں اور سوال کرنے والوں کو بھی کھلاؤ۔'' [4]

قربانی کے گوشت کو ذخیرہ کرنا اور کھال سے فائدہ اٹھانا: حدیث صحیح میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں سے فرمایا: [(إِنِّي كُنْتُ) نَهَيْتُكُمْ عَنِ (ادِّخَارِ) لُحُومِ الْأَضَاحِي فَوْقَ ثَلَاثٍ، (فَكُلُوا) فَأَمْسِكُوا مَا بَدَا لَكُمْ] ''میں نے تمھیں قربانیوں کے گوشت کو تین دن سے زیادہ کے لیے جمع کرنے سے منع کیا تھا لیکن اب تم کھا سکتے ہو اور جب تک چاہو اسے ذخیرہ بھی کر سکتے ہو۔'' [5] ایک روایت میں الفاظ یہ ہیں: [فَكُلُوا وَادَّخِرُوا وَتَصَدَّقُوا] ''پس تم کھاؤ، ذخیرہ کرو اور صدقہ کرو۔'' [6] ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: [كُلُوا وَأَطْعِمُوا وَادَّخِرُوا] ''تم کھاؤ، کھلاؤ اور ذخیرہ بھی کرو۔'' [7] قربانی کے جانوروں کی کھالوں کے بارے میں مسند احمد میں قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: [فَكُلُوا وَتَصَدَّقُوا، وَاسْتَمْتِعُوا بِجُلُودِهَا، وَلَا تَبِيعُوهَا] ''پس کھاؤ، صدقہ کرو اور ان کی کھالوں سے فائدہ اٹھاؤ مگر انھیں فروخت نہ کرو۔'' [8]

نماز عید سے قبل قربانی کرنے کی ممانعت: براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [إِنَّ أَوَّلَ مَا نَبْدَأُ بِهِ فِي يَوْمِنَا هٰذَا أَنْ نُصَلِّيَ، ثُمَّ نَرْجِعَ فَنَنْحَرَ، مَنْ فَعَلَهُ فَقَدْ أَصَابَ سُنَّتَنَا، وَمَنْ ذَبَحَ قَبْلُ، فَإِنَّمَا هُوَ لَحْمٌ قَدَّمَهُ لِأَهْلِهِ، لَيْسَ مِنَ النُّسُكِ فِي شَيْءٍ] ''اس دن سب سے پہلا کام یہ ہوگا کہ ہم نماز (عید) پڑھیں گے، پھر لوٹ کر قربانی کریں گے۔ جس نے ایسا کیا اس نے ہماری سنت کے مطابق عمل کیا اور جس نے نماز سے پہلے جانور کو ذبح کر لیا تو اس نے اہل خانہ کے لیے گوشت پیش کیا ہے، اس کا قربانی سے کوئی تعلق نہیں۔'' [9] اور صحیح مسلم کی روایت میں یہ الفاظ بھی

---

[1] تفسیر الطبری: 220/17. [2] تفسیر الطبری: 221/17. [3] تفسیر الطبری: 221/17. [4] لیکن یہ آیت اس بات کی دلیل نہیں بن سکتی۔ (صفی الرحمٰن مبارکپوری رحمہ اللہ) [5] صحیح مسلم، الجنائز، باب استئذان النبی ﷺ ربه عزوجل فی زیارة قبر أمه، حدیث: 977 جبکہ پہلی قوسین والے الفاظ سنن النسائی، الأشربة، باب الإذن فی شیء منها، حدیث: 5654، دوسری قوسین والے لفظ کے بجائے مسند أحمد: 452/1 میں [أَنْ تَحْبِسُوا] عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور تیسری قوسین والا لفظ صحیح ابن حبان، الأشربة، ذکر البیان بأن إباحة......: 212/12، حدیث: 5390 عن بریدة رضی اللہ عنہ میں ہے۔ [6] صحیح مسلم، الأضاحی، باب بیان ما کان من النهی عن أکل لحوم الأضاحی......، حدیث: 1971 عن عائشة رضی اللہ عنہا۔ [7] صحیح البخاری، الأشربة، باب ما یؤکل من لحوم الأضاحی......، حدیث: 5569 وصحیح مسلم، الأضاحی، باب بیان ما کان من النهی عن أکل لحوم الأضاحی......، حدیث: 1973 عن أبی سعید الخدری رضی اللہ عنہ۔ [8] مسند أحمد: 15/4، اس کی سند ضعیف ہے۔ [9] صحیح البخاری، الأضاحی، باب سنة الأضحیة......، حدیث: 5545 وصحیح مسلم، الأضاحی، باب وقتها، حدیث: (7)-1961.

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ ۭ كَذٰلِكَ

اللہ تک ان (قربانی کے جانوروں) کا گوشت ہرگز نہیں پہنچتا اور نہ ان کا خون لیکن اس تک تمھارا تقویٰ پہنچتا ہے، اسی طرح اس نے ان (چوپایوں) کو

سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ ۭ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿37﴾

تمھارے تابع کر دیا تاکہ تم اس پر اللہ کی بڑائی بیان کرو کہ اس نے تمھیں ہدایت دی، اور نیکی کرنے والوں کو بشارت دیجیے ﴿37﴾

ہیں: [وَأَنْ لَّا تَذْبَحُوا حَتّٰى يَذْبَحَ الْإِمَامُ] ''اس وقت تک تم ذبح نہ کرو جب تک امام ذبح نہ کرے۔''[1]

جانور قربان کرنے کے کتنے دن ہیں؟ قربانی کے جانور کو قربانی کے دن ذبح کیا جا سکتا ہے اور اس کے تین دن بعد کے ایام تشریق میں بھی، کیونکہ جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: [أَيَّامُ التَّشْرِيقِ كُلُّهَا ذَبْحٌ] ''تمام ایام تشریق میں (قربانی کے جانوروں کو) ذبح کیا جا سکتا ہے۔''[2] اس کو امام احمد اور ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے۔[3]

اور فرمایا: ﴿كَذٰلِكَ سَخَّرْنٰهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿36﴾﴾ ''اس طرح ہم نے ان کو تمھارے زیر فرمان کر دیا ہے تاکہ تم شکر کرو۔'' یعنی جانوروں کو اسی لیے ہم نے تمھارے زیر فرمان کر دیا ہے تاکہ اگر تم چاہو تو ان پر سواری کر لو، چاہو تو ان کا دودھ دوہ لو اور اگر چاہو تو انھیں ذبح کر لو جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ مِّمَّا عَمِلَتْ اَيْدِيْنَآ اَنْعَامًا فَهُمْ لَهَا مٰلِكُوْنَ ۝ وَذَلَّلْنٰهَا لَهُمْ فَمِنْهَا رَكُوْبُهُمْ وَمِنْهَا يَاْكُلُوْنَ ۝ وَلَهُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ وَمَشَارِبُ ۭ اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ ۝﴾ (یٰس 36:71-73) ''کیا انھوں نے نہیں دیکھا کہ جو چیزیں ہم نے اپنے ہاتھوں سے بنائیں، ان میں سے ہم نے ان کے لیے چوپائے پیدا کر دیے، پھر یہ ان کے مالک (بن گئے) ہیں اور ہم نے انھیں ان کے قابو میں کر دیا تو کوئی ان میں سے ان کی سواریاں ہیں اور کسی کو یہ کھاتے ہیں اور ان میں ان کے لیے (اور) فائدے اور پینے کی چیزیں ہیں تو کیا یہ شکر نہیں کریں گے۔'' اور اس آیت کریمہ میں فرمایا ہے: ﴿كَذٰلِكَ سَخَّرْنٰهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿36﴾﴾ ''اس طرح ہم نے ان کو تمھارے زیر فرمان کر دیا ہے تاکہ تم شکر کرو۔''

تفسیر آیت:37

قربانیوں سے مقصود اخلاص وتقویٰ ہے: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اس نے تمھارے لیے قربانی کے ان جانوروں کو ذبح کرنے کا حکم اس لیے دیا ہے تاکہ بوقت ذبح تم اللہ تعالیٰ کو یاد کرو کہ وہ خالق و رازق ہے، اسے قربانی کے جانوروں کا گوشت اور خون نہیں پہنچتا اور وہ ذات اقدس اپنے سوا سب سے بے نیاز ہے۔ زمانۂ جاہلیت میں لوگ جب اپنے معبودوں کے لیے جانوروں کو ذبح کرتے تو وہ ان کے سامنے گوشت رکھ دیا کرتے تھے اور ان پر ان کا خون چھڑک دیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے

---

[1] صحیح مسلم، الأضاحی، باب سنّ الأضحية، حديث:1964 اس میں مذکورہ الفاظ نہیں بلکہ اس طرح ہیں: [وَلَا يَنْحَرُوا حَتّٰى يَنْحَرَ النَّبِيُّ] عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ۔ [2] السنن الكبرى للبيهقي، الضحايا، باب من قال: الأضحى جائز...... 296/9 وسنن الدار قطني، الأشربة باب الذبائح ......: 283/4، حديث:4711۔ [3] مسند أحمد:82/4 وصحيح ابن حبان، الحج، ذكر وقوف الحاج......:166/9، حديث:3854۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

فرمایا ہے: ﴿لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا﴾ ''اللہ تک نہ ان (قربانی کے جانوروں) کا گوشت پہنچتا ہے اور نہ خون۔'' ابن ابوحاتم نے ابن جریج سے روایت کیا ہے کہ اہلِ جاہلیت بیت اللہ کو اونٹوں کے گوشت اور خون سے لت پت کر دیا کرتے تھے، رسول اللہ ﷺ کے ساتھیوں نے کہا کہ ہم اس بات کے زیادہ حق دار ہیں کہ بیت اللہ پر قربانی کے جانوروں کے خون کے چھینٹے ماریں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمادی: ﴿لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ ؕ﴾ ''اللہ تک نہ ان (قربانی کے جانوروں) کا گوشت پہنچتا ہے اور نہ خون بلکہ اس تک تمھاری پرہیز گاری پہنچتی ہے۔''[1] یعنی وہ پرہیز گاری کو قبول کرتا اور اس کی جزا عطا فرماتا ہے جیسا کہ صحیح حدیث میں بھی آیا ہے: [إِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْظُرُ إِلٰى صُوَرِكُمْ وَأَمْوَالِكُمْ وَلٰكِنْ يَّنْظُرُ إِلٰى قُلُوبِكُمْ وَأَعْمَالِكُمْ] ''بے شک اللہ تعالیٰ تمھاری صورتوں اور اموال کو نہیں دیکھتا بلکہ تمھارے دلوں اور تمھارے عملوں کو دیکھتا ہے۔''[2]

﴿كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ﴾ ''اسی طرح اللہ نے اُن کو تمھارے لیے مسخر کر دیا ہے۔'' یعنی اونٹوں کو تمھارے لیے اس لیے مسخر کر دیا ہے: ﴿لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ ؕ﴾ ''تا کہ تم اس پر اللہ کی بڑائی بیان کرو کہ اس نے تمھیں ہدایت بخشی۔'' اور اس کی تعظیم بجالاؤ کہ اس نے تمھیں اپنے پسندیدہ دین وشریعت کی ہدایت بخشی ہے اور جو چیزیں اس کے نزدیک ناقابلِ قبول وناپسند ہیں ان سے اس نے تمھیں منع فرمادیا ہے۔ اور فرمایا: ﴿وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ ۝37﴾ ''اور (اے پیغمبر!) آپ نیکوکاروں کو خوش خبری سنادیں۔'' یعنی اے محمد (ﷺ!) آپ ان لوگوں کو خوش خبری سنادیں جو نیک اعمال بجالاتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدود کی پابندی کرتے، اس کی شریعت کی اتباع کرتے اور رسول اللہ ﷺ نے ان تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے جس دین کو پہنچایا ہے اس کی تصدیق کرتے ہیں۔

تمام گھر والوں کی طرف سے ایک قربانی کافی ہے: قربانی سنت مستحبہ ہے اور تمام گھر والوں کی طرف سے ایک قربانی ہی کافی ہے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں دس سال قیام فرمایا اور آپ ان سالوں میں قربانی کرتے رہے۔[3] ابوایوب کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد میں آدمی اپنے اور اپنے گھر والوں کی طرف سے ایک بکری کی قربانی دیا کرتا تھا، لوگ اسی قربانی کے گوشت کو خود بھی کھاتے اور دوسروں کو بھی کھلاتے تھے حتی کہ لوگوں نے فخر کا مظاہرہ کرنا شروع کر دیا اور صورت حال یہ ہوگئی جسے تم دیکھ رہے ہو۔[4] اسے امام ترمذی نے روایت کیا اور صحیح قرار دیا ہے، نیز امام ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔[5] عبداللہ بن ہشام اپنے تمام اہلِ خانہ کی طرف سے ایک بکری کی قربانی دیا کرتے تھے۔[6]

قربانی کے جانور کی عمر: قربانی کے جانور کی عمر کے بارے میں امام مسلم رحمہ اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ

[1] تفسير ابن أبي حاتم:2495/8. [2] صحيح مسلم، البر والصلة......، باب تحريم ظلم المسلم......، حديث: 2564-(34). [3] جامع الترمذي، الأضاحي، باب الدليل على أن الأضحية سنة، حديث:1507. [4] جامع الترمذي، الأضاحي، باب ماجاء أن الشاة الواحدة تجزئ عن أهل البيت، حديث:1505. [5] سنن ابن ماجه، الأضاحي، باب من ضحى بشاة عن أهله، حديث:3147. [6] صحيح البخاري، الأحكام، باب بيعة الصغير، حديث:7210.

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

ع 5 | 5 | 12

اِنَّ اللّٰهَ يُدٰفِعُ عَنِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُوْرٍ ﴿38﴾

یقیناً اللہ ایمان والوں کا دفاع کرتا ہے، بے شک اللہ ہر خائن (اور) ناشکرے کو پسند نہیں کرتا﴿38﴾

اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُ ۙ﴿39﴾ الَّذِيْنَ

جن لوگوں سے لڑائی کی جاتی ہے انھیں (جہاد کی) اجازت دی گئی ہے، اس لیے کہ ان پر ظلم ہوا، اور یقیناً اللہ ان کی مدد پر ضرور قادر ہے ﴿39﴾ وہ لوگ

اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّآ اَنْ يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ؕ وَلَوْ لَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ

جنھیں ان کے گھروں سے ناحق نکال دیا گیا، صرف اس لیے کہ وہ کہتے ہیں: ہمارا رب اللہ ہے، اور اگر اللہ لوگوں میں سے بعض کو بعض کے ذریعے

بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا

سے دفع نہ کرتا تو بلاشبہ خانقاہیں اور گرجے اور (یہودی) عبادت خانے اور مسجدیں ڈھادی جاتیں جن میں اللہ کا نام بکثرت ذکر کیا جاتا ہے اور اللہ

اسْمُ اللّٰهِ كَثِيْرًا ؕ وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ﴿40﴾

ضرور اس کی مدد کرے گا جو اس (کے دین) کی مدد کرے گا، بے شک اللہ یقیناً بہت قوت والا، خوب غالب ہے ﴿40﴾

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [لَا تَذْبَحُوا إِلَّا مُسِنَّةً، إِلَّا أَنْ يَعْسُرَ عَلَيْكُمْ، فَتَذْبَحُوا جَذَعَةً مِّنَ الضَّأْنِ] ”صرف دو دانت والا جانور ہی ذبح کرو، البتہ اگر مشکل ہو جائے تو پھر چھ ماہ کا بھیڑ کا بچہ ذبح کر سکتے ہو۔“[1]

تفسیر آیت: 38

مومنوں کے دفاع کی بشارت: اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے ان مومن بندوں سے جو اس کی ذات پاک پر توکل کریں گے اور اسی کی طرف رجوع کریں گے، ان سے شریروں کے شر اور فاجروں کے مکر و فریب کو ہٹاتا رہے گا، ان کی حفاظت فرمائے گا اور انھیں فتح و نصرت سے سرفراز فرمائے گا جیسا کہ فرمایا: ﴿اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ ؕ﴾ (الزمر 36:39) ”کیا اللہ اپنے بندوں کو کافی نہیں؟“ اور فرمایا: ﴿وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ ؕ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا ۝﴾ (الطلاق 3:65) ”اور جو اللہ پر بھروسا کرے تو وہ اس کو کافی ہے، بے شک اللہ اپنا کام پورا کر کے رہتا ہے، یقیناً اللہ نے ہر چیز کا اندازہ مقرر کر رکھا ہے۔“ اور فرمایا: ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُوْرٍ ﴿38﴾﴾ ”بے شک اللہ کسی خیانت کرنے والے، کفرانِ نعمت کرنے والے کو پسند نہیں کرتا۔“ یعنی اللہ تعالیٰ ایسے بندوں کو پسند نہیں کرتا جن کی عادت خیانت اور ناشکری کی ہو، یعنی جو خیانت کریں اور اپنے عہد و پیمان اور قول و قرار کو پورا نہ کریں۔ کفر نعمتوں کے انکار کو کہتے ہیں، یعنی وہ نعمتوں کا اعتراف کرنے کے بجائے کفرانِ نعمت کی روش کو اختیار کریں۔

تفسیر آیات: 40,39

قتال کی اجازت اور جہاد کے بارے میں پہلی آیت: عوفی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت اس وقت نازل ہوئی تھی جب محمد ﷺ اور آپ کے جاں نثار صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو مکہ سے نکال دیا گیا تھا۔[2] مجاہد، ضحاک اور کئی ایک

[1] صحيح مسلم، الأضاحي، باب سن الأضحية، حديث: 1963. [2] تفسير الطبري: 226/17.

”محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

ائمۂ سلف، مثلاً: ابن عباس رضی اللہ عنہما، عروہ بن زبیر، زید بن اسلم، مقاتل بن حیان، قتادہ رحمہم اللہ اور دیگر حضرات نے فرمایا ہے کہ یہ وہ پہلی آیت ہے جو جہاد کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔[1] ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ مکرمہ سے نکال دیا گیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ان لوگوں نے اپنے نبی کو نکال دیا ہے: ﴿إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّآ إِلَيْهِ رَٰجِعُونَ ۝﴾ (البقرۃ 156:2) یہ لوگ ہلاک ہو جائیں گے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اسی موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی تھی: ﴿أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَٰتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا ۚ وَإِنَّ ٱللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ ﴿٣٩﴾﴾ ''جن مسلمانوں سے (خواہ مخواہ) لڑائی کی جاتی ہے انھیں (جہاد کی) اجازت ہے کیونکہ ان پر ظلم ہوا، اور اللہ یقیناً ان کی مدد کرنے پر ضرور قادر ہے۔''[2] ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ اس آیت کے نزول کے بعد مجھے معلوم ہو گیا کہ یقیناً قتال ہوگا۔[3] امام احمد کی روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہ سب سے پہلی آیت ہے جو قتال کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔[4] اسے امام ترمذی و نسائی نے بھی اپنی اپنی سنن کی کتاب التفسیر میں بیان کیا اور امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔[5]

اور فرمایا: ﴿وَإِنَّ ٱللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ ﴿٣٩﴾﴾ ''اور بلاشبہ اللہ ان کی مدد کرنے پر ضرور قادر ہے۔'' یعنی وہ قتال کے بغیر بھی اپنے مومن بندوں کی مدد پر قادر ہے لیکن وہ چاہتا ہے کہ اس کے بندے اس کی اطاعت میں محنت و کوشش کریں جیسا کہ فرمایا: ﴿فَإِذَا لَقِيتُمُ ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ فَضَرْبَ ٱلرِّقَابِ حَتَّىٰٓ إِذَآ أَثْخَنتُمُوهُمْ فَشُدُّوا۟ ٱلْوَثَاقَ فَإِمَّا مَنًّۢا بَعْدُ وَإِمَّا فِدَآءً حَتَّىٰ تَضَعَ ٱلْحَرْبُ أَوْزَارَهَا ۚ ذَٰلِكَ وَلَوْ يَشَآءُ ٱللَّهُ لَٱنتَصَرَ مِنْهُمْ وَلَٰكِن لِّيَبْلُوَا۟ بَعْضَكُم بِبَعْضٍ ۗ وَٱلَّذِينَ قُتِلُوا۟ فِى سَبِيلِ ٱللَّهِ فَلَن يُضِلَّ أَعْمَٰلَهُمْ ۝ سَيَهْدِيهِمْ وَيُصْلِحُ بَالَهُمْ ۝ وَيُدْخِلُهُمُ ٱلْجَنَّةَ عَرَّفَهَا لَهُمْ ۝﴾ (محمد 47:4-6) ''جب تم (جہاد میں) کافروں سے ملو تو ان کی گردنیں مار دو یہاں تک کہ جب ان کو خوب قتل کر چکو تو (جو زندہ پکڑے جائیں) اُن کو مضبوطی سے بیڑیوں میں قید کر لو، پھر اس کے بعد ان پر یا تو احسان کرنا ہے یا فدیہ لینا ہے یہاں تک کہ لڑائی ہتھیار ڈال دے یہ (حکم) اور اگر اللہ چاہتا تو (خود ہی) ان سے انتقام لے لیتا لیکن اس نے چاہا کہ تمھاری آزمائش ایک (کو) دوسرے سے (لڑا کر) کرے اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے ان کے عملوں کو ہرگز ضائع نہیں کرے گا۔ عنقریب ان کو سیدھے راستے پر چلائے گا اور ان کی حالت درست کر دے گا اور ان کو بہشت میں جس سے ان کو شناسا کر رکھا ہے داخل کرے گا۔''

اور فرمایا: ﴿قَٰتِلُوهُمْ يُعَذِّبْهُمُ ٱللَّهُ بِأَيْدِيكُمْ وَيُخْزِهِمْ وَيَنصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَيَشْفِ صُدُورَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِينَ ۝

[1] تفسير الطبری:228,227/17 و صحيح ابن حبان، السير، ذكر الخبر المدحض......:8/11، حديث:4710 و تفسير ابن أبی حاتم:2496/8. [2] تفسير الطبری:227,226/17. [3] تفسير الطبری:227/17 و جامع الترمذی، تفسير القرآن، باب ومن سورة الحج، حديث:3171. [4] مسند أحمد:216/1. [5] جامع الترمذی، تفسير القرآن، باب ومن سورة الحج، حديث:3171 و السنن الكبرى للنسائی، التفسير، باب قوله تعالیٰ: ﴿أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَٰتَلُونَ......﴾: 411/6، حديث:11345، البتہ ترمذی میں هِيَ أَوَّلُ آيَةٍ نَزَلَتْ نہیں ہے۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

﴿ وَيُذْهِبْ غَيْظَ قُلُوبِهِمْ ۗ وَيَتُوبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ○ ﴾ (التوبة 15,14:9) ''ان سے (خوب) لڑو، اللہ انھیں تمھارے ہاتھوں عذاب دے گا اور رسوا کرے گا اور تم کو ان پر غلبہ دے گا اور مومن لوگوں کے سینوں کو شفا (ٹھنڈک) بخشے گا اور وہ ان کے دلوں سے غصہ لے جائے گا اور اللہ جس پر چاہے مہربانی فرماتا ہے اور اللہ خوب جاننے والا، خوب حکمت والا ہے۔'' اور فرمایا: ﴿ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتّٰى نَعْلَمَ الْمُجٰهِدِيْنَ مِنْكُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ ۙ وَنَبْلُوَا۟ اَخْبَارَكُمْ ○ ﴾ (محمد 31:47) ''اور ہم تم لوگوں کو ضرور آزمائیں گے یہاں تک کہ جو تم میں لڑائی کرنے والے اور ثابت قدم رہنے والے ہیں ان کو معلوم کریں اور تمھارے حالات جانچ لیں۔'' اس مضمون کی اور بھی بہت سی آیات ہیں۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ﴿ وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُ ۝39 ﴾ ''اور یقیناً اللہ ان کی مدد پر ضرور قادر ہے'' کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس وعدے کو پورا فرما دیا ہے۔[1] اللہ تعالیٰ نے جہاد کا حکم اس وقت دیا جو اس کے لیے بہت ہی زیادہ موزوں تھا کیونکہ مسلمان جب مکہ میں تھے تو مشرکوں کی تعداد ان سے زیادہ تھی۔ اگر مسلمانوں کو اس وقت قتال کا حکم دیا جاتا جب ان کی تعداد دس سے بھی کم تھی تو یہ ان کے لیے بہت مشکل ہوتا۔ اہلِ یثرب نے جب لیلۂ عقبہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی، ان کی تعداد اسی (80) سے کچھ زیادہ تھی تو انھوں نے عرض کی: اللہ کے رسول! کیا ہم اس وادی، یعنی وادی خس کے لوگوں پر منیٰ کی راتوں میں حملہ کر کے انھیں قتل نہ کر دیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نہیں مجھے اس کا حکم نہیں دیا گیا۔''[2] لیکن جب مشرکوں نے سرکشی اختیار کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ہاں سے نکال دیا اور آپ کے صحابہ کو منتشر کر دیا، ان میں سے کچھ لوگ ہجرت کر کے حبشہ چلے گئے اور کچھ نے مدینہ کی راہ لی، پھر جب مدینہ میں انھیں قرار نصیب ہو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی وہاں جلوہ افروز ہو گئے اور شمع رسالت کے جاں نثار پروانے بھی وہاں جمع ہو گئے اور آپ کی نصرت و اعانت کے لیے ہمہ وقت تیار اور مدینہ ان کے لیے دارالاسلام اور ایک مرکز اور ٹھکانا بن گیا تو اللہ تعالیٰ نے دشمنوں سے جہاد کا حکم دے دیا اور اس سلسلے میں نازل ہونے والی یہ پہلی آیت تھی: ﴿ اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُ ۝39 الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ ﴾ ''جن مسلمانوں سے (خواہ مخواہ) لڑائی کی جاتی ہے ان کو (جہاد کی) اجازت دی گئی ہے کیونکہ ان پر ظلم ہوا، اور یقیناً اللہ ان کی مدد پر ضرور قادر ہے، یہ وہ لوگ ہیں کہ انھیں اپنے گھروں سے ناحق نکال دیا گیا۔''

عوفی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابۂ کرام کو مکہ سے مدینہ کی طرف ناحق نکال دیا گیا تھا۔[3] ﴿ اِلَّآ اَنْ يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ۭ ﴾ ''صرف ان کے یہ کہنے پر کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے۔'' انھوں نے اپنی قوم کا کچھ بھی نہ بگاڑا تھا، ان کا کوئی بھی تو قصور نہ تھا، سوائے اس کے کہ وہ اللہ وحدہ لا شریک کی عبادت کرتے تھے۔ حقیقت امر کے اعتبار سے یہ استثنا منقطع ہے ورنہ مشرکوں کے ہاں تو یہ بہت بڑا گناہ تھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿ يُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ

---

① تفسیر الطبری:226/17. ② دلائل النبوۃ للأصفهانی:1/306-310 مطولاً. ③ تفسیر ابن أبی حاتم:2496/8.

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

﴿وَاِیَّاکُمْ اَنْ تُؤْمِنُوْا بِاللّٰہِ رَبِّکُمْ ط﴾...... الآیۃ (الممتحنۃ 60:1) ''یہ کہ تم اپنے پروردگار اللہ پر ایمان لائے ہو، پیغمبر کو اور تمھیں جلاوطن کرتے ہیں......۔''

پھر فرمایا: ﴿وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰہِ النَّاسَ بَعْضَھُمْ بِبَعْضٍ﴾ ''اور اگر اللہ لوگوں کو ایک دوسرے کے ذریعے سے نہ ہٹاتا رہتا۔'' یعنی اگر ایک قوم کو دوسری قوم سے نہ ہٹاتا اور اسباب و وسائل پیدا فرما کر کچھ لوگوں کی شرارتوں کو دوسروں سے دور نہ کرتا تو زمین میں فساد برپا ہو جاتا اور طاقتور کمزوروں کو ہلاک کر دیتے۔

مسلمانوں اور یہود و نصاریٰ کی عبادت گاہوں کا بیان: ﴿لَّھُدِّمَتْ صَوَامِعُ﴾ ''بلاشبہ وہ (راہبوں کی) خانقاہیں گرادی جاتیں۔'' ﴿صَوَامِعُ﴾ سے مراد راہبوں کے چھوٹے عبادت کدے ہیں۔ یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما، مجاہد، ابو العالیہ، عکرمہ، ضحاک اور دیگر ائمۂ تفسیر کا قول ہے۔[1] قتادہ کہتے ہیں کہ اس سے مراد صابیوں کی عبادت گاہیں ہیں۔[2] اور آپ سے ایک دوسری روایت میں ہے کہ اس سے مجوسیوں کے صوامع مراد ہیں۔ مقاتل بن حیان کہتے ہیں کہ اس سے مراد وہ گھر ہیں جو رستے پر ہوں۔ ﴿وَبِیَعٌ﴾ ''اور (عیسائیوں کے) گرجے۔'' یہ صومعوں سے بڑے ہوتے ہیں اور ان میں عبادت کرنے والوں کی تعداد زیادہ ہوتی ہے، عیسائیوں کے گرجوں کو بھی بیع کہا جاتا ہے[3] یہ ابو العالیہ، قتادہ، ضحاک، ابن صخر، مقاتل بن حیان، خُصیف اور دیگر ائمہ کا قول ہے۔[4] ابن جبیر نے مجاہد وغیرہ سے روایت کیا ہے کہ اس سے یہودیوں کے کنیسے مراد ہیں۔[5]

اور فرمان الٰہی ہے: ﴿وَّصَلَوٰتٌ﴾ ''اور (یہودیوں کے) عبادت خانے۔'' عوفی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اس سے مراد کنیسے ہیں۔[6] عکرمہ، ضحاک اور قتادہ کا بھی یہی قول ہے کہ اس سے مراد یہودیوں کے کنیسے ہیں اور وہ انھیں ﴿صَلَوٰتٌ﴾ کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔[7] ابو العالیہ وغیرہ نے کہا ہے کہ ﴿صَلَوٰتٌ﴾ سے مراد صابیوں کے عبادت خانے ہیں۔[8] ابن ابو نجیح نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ ﴿صَلَوٰتٌ﴾ سے مراد اہل کتاب اور اہلِ اسلام کی وہ مسجدیں ہیں جو رستوں پر بنی ہوں۔[9] اور ﴿وَّمَسٰجِدُ﴾ سے مسلمانوں کی مسجدیں مراد ہیں۔

اور فرمایا: ﴿یُذْکَرُ فِیْھَا اسْمُ اللّٰہِ کَثِیْرًا ط﴾ ''جن میں اللہ کا نام بکثرت ذکر کیا جاتا ہے۔'' کہا گیا ہے کہ ﴿یُذْکَرُ فِیْھَا﴾ میں ضمیر مساجد کی طرف عائد ہے، اس لیے کہ مذکورہ اشیاء میں سے یہ اقرب ہے۔[10] ضحاک کہتے ہیں کہ ان تمام عبادت خانوں ہی میں اللہ کا نام کثرت سے لیا جاتا ہے۔[11] ابن جریر کہتے ہیں کہ صحیح بات یہ ہے کہ راہبوں کے صومعے، عیسائیوں کے گرجے، یہودیوں کے کنیسے اور مسلمانوں کی وہ مسجدیں گرائی جا چکی ہوتیں جن میں اللہ کا بہت ساذکر کیا جاتا ہے

---

[1] تفسیر الطبری:231,230/17 و تفسیر ابن أبی حاتم:2497/8. [2] تفسیر القرطبی:71/12. [3] تفسیر الطبری:231/17. [4] تفسیر الطبری:231/17. [5] تفسیر الطبری:232,231/17 و تفسیر ابن أبی حاتم:2497/8. [6] تفسیر الطبری:232/17. [7] تفسیر الطبری:232/17 و تفسیر ابن أبی حاتم:2497/8. [8] تفسیر الطبری:232/17 و تفسیر ابن أبی حاتم:2497/8. [9] تفسیر الطبری:233/17. [10] تفسیر القرطبی:72/12. [11] تفسیر الطبری:233/17.

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ

(یہ) وہ لوگ (ہیں) کہ جنھیں اگر ہم زمین میں اقتدار بخشیں (تو) وہ نماز قائم کریں اور زکاۃ دیں، اور نیکی کا حکم دیں اور برائی سے روکیں، اور تمام

وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ۭ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ (41)

امور کا انجام اللہ ہی کے اختیار میں ہے (41)

کیونکہ کلام عرب میں یہ اسلوب مستعمل اور معروف ہے۔[1] بعض علماء نے کہا ہے کہ یہاں اقل سے اکثر کی طرف ترقی ہے حتی کہ بات مساجد تک پہنچ گئی جو دیگر عبادت خانوں کی نسبت زیادہ آباد ہیں اور جن میں عبادت کرنے والوں کی تعداد بھی زیادہ ہے اور ان کا قصد وارادہ بھی صحیح ہے۔

فرمان الٰہی ہے: ﴿ وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ ۭ ﴾ ''اور جو شخص اس (کے دین) کی مدد کرے گا، اللہ اس کی ضرور مدد کرے گا۔'' جیسا کہ فرمایا: ﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ ○ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَتَعْسًا لَّهُمْ وَاَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ ○ ﴾ (محمد 47:7,8) ''اے اہل ایمان! اگر تم اللہ (کے دین) کی مدد کرو گے تو وہ بھی تمھاری مدد کرے گا اور تمھارے قدم ثابت رکھے گا اور جو کافر ہیں ان کے لیے ہلاکت ہے اور وہ ان کے اعمال برباد کر دے گا۔''

اور اس کا فرمان ہے: ﴿ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ (40) ﴾ ''بے شک اللہ بہت قوت والا، نہایت غالب ہے۔'' اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات پاک کو توانائی اور غلبے کے ساتھ موصوف قرار دیا ہے، اس نے اپنی قوت وتوانائی کے ساتھ ہی ہر چیز کو پیدا کر کے اس کا اندازہ مقرر فرمایا ہے اور اس کے غلبے کا یہ عالم ہے کہ اس پر کوئی تسلط حاصل نہیں کر سکتا اور نہ کوئی اس پر غالب آ سکتا ہے بلکہ ہر چیز اس کے سامنے عاجز ودرماندہ اور فقیر ہے تو قوی وعزیز ذات جس کی مددگار ہو تو وہ منصور وفتح یاب اور اس کا دشمن مقہور اور ناکام ونامراد ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِيْنَ ○ اِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُوْرُوْنَ ○ وَاِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ ○ ﴾ (الصّٰفّٰت 37:171-173) ''اور البتہ تحقیق اپنے پیغام پہنچانے والے بندوں سے ہمارا وعدہ پہلے ہی ہو چکا ہے کہ وہی (مظفرو) فتح یاب ہیں اور بلاشبہ ہمارا لشکر ہی غالب رہے گا۔'' اور فرمایا: ﴿ كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ ○ ﴾ (المجادلة 58:21) ''اللہ نے لکھ رکھا ہے کہ میں اور میرے پیغمبر ضرور غالب آئیں گے، بے شک اللہ قوی، بڑا زبردست ہے۔''

تفسیر آیت: 41

غلبہ واقتدار کے وقت مسلمانوں کے فرائض: ابن ابوحاتم نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت ہمارے بارے میں نازل ہوئی ہے کہ ﴿ اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ۭ ﴾ ''یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم انھیں زمین میں اقتدار بخشیں تو وہ نماز قائم کریں اور زکاۃ ادا

[1] تفسیر الطبری: 234/17.

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

وَاِنۡ يُّكَذِّبُوۡكَ فَقَدۡ كَذَّبَتۡ قَبۡلَهُمۡ قَوۡمُ نُوۡحٍ وَّعَادٌ وَّثَمُوۡدُ ﴿42﴾ وَقَوۡمُ

اور (اے نبی!) اگر وہ آپ کو جھٹلائیں تو بلاشبہ ان سے پہلے قوم نوح اور عاد اور ثمود نے بھی (اپنے اپنے انبیاء کو) جھٹلایا ﴿42﴾ اور قوم

اِبۡرٰهِيۡمَ وَقَوۡمُ لُوۡطٍ ﴿43﴾ وَّاَصۡحٰبُ مَدۡيَنَ ۚ وَكُذِّبَ مُوۡسٰى فَاَمۡلَيۡتُ

ابراہیم اور قوم لوط نے بھی ﴿43﴾ اور مدین والوں نے بھی، اور موسیٰ کو بھی جھٹلایا گیا، چنانچہ (پہلے تو) میں نے کافروں کو ڈھیل دی،

لِلۡكٰفِرِيۡنَ ثُمَّ اَخَذۡتُهُمۡ ۚ فَكَيۡفَ كَانَ نَكِيۡرِ ﴿44﴾ فَكَاَيِّنۡ مِّنۡ قَرۡيَةٍ اَهۡلَكۡنٰهَا

پھر میں نے انھیں پکڑ لیا، چنانچہ میرا عذاب کیسا تھا! ﴿44﴾ چنانچہ کتنی ہی بستیاں ہیں کہ ہم نے انھیں ہلاک کر دیا جبکہ وہ ظالم تھیں،

وَهِىَ ظَالِمَةٌ فَهِىَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوۡشِهَا وَبِئۡرٍ مُّعَطَّلَةٍ وَّقَصۡرٍ مَّشِيۡدٍ ﴿45﴾

تو وہ گری پڑی ہیں اپنی چھتوں پر، اور (کتنے ہی) کنویں بے کار، اور (کتنے ہی) مضبوط محل (ویران پڑے ہوئے ہیں!) ﴿45﴾ کیا پھر وہ

اَفَلَمۡ يَسِيۡرُوۡا فِى الۡاَرۡضِ فَتَكُوۡنَ لَهُمۡ قُلُوۡبٌ يَّعۡقِلُوۡنَ بِهَاۤ اَوۡ اٰذَانٌ يَّسۡمَعُوۡنَ

زمین میں چلے پھرے نہیں کہ ان کے دل ہوتے جن سے وہ سمجھتے، یا کان (ہوتے) جن سے وہ سنتے، پس بے شک قصہ یہ ہے

بِهَا ۚ فَاِنَّهَا لَا تَعۡمَى الۡاَبۡصَارُ وَلٰكِنۡ تَعۡمَى الۡقُلُوۡبُ الَّتِىۡ فِى الصُّدُوۡرِ ﴿46﴾

کہ (ان کی) آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں اور لیکن دل اندھے ہوجاتے ہیں جو سینوں میں ہیں ﴿46﴾

کریں اور نیکی کا حکم دیں اور برے کاموں سے منع کریں۔'' ہمیں ہمارے گھروں سے ناحق نکال دیا گیا، اس کے سوا ہمارا اور کوئی قصور نہ تھا کہ ہم کہتے تھے: ہمارا رب اللہ ہے، پھر ہمیں زمین میں دسترس عطا کر دی گئی تو ہم نے نماز قائم کی، زکاۃ ادا کی، نیک کاموں کا حکم دیا اور برے کاموں سے منع کیا اور سب کاموں کا انجام اللہ ہی کے اختیار میں ہے، الغرض! یہ آیت کریمہ میرے اور میرے رفقاء کے بارے میں ہے۔[1]

ابوالعالیہ نے بھی کہا ہے کہ یہ آیت اصحاب محمد ﷺ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔[2] صباح بن سوادہ کندی کہتے ہیں کہ میں نے سنا، حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے خطبہ دیتے ہوئے اس آیت کو پڑھا: ﴿ اَلَّذِيۡنَ اِنۡ مَّكَّنّٰهُمۡ فِى الۡاَرۡضِ﴾ الآیۃ پھر فرمایا کہ یہ آیت صرف حاکم ہی کے لیے نہیں ہے بلکہ حاکم اور رعایا سب کے لیے ہے، میں تمھیں بتاتا ہوں کہ حاکم اور رعایا کے کیا حقوق و فرائض ہیں۔ تمھارا حاکم پر یہ حق ہے کہ تم سے اللہ تعالیٰ کے حقوق کی پابندی کروائے، تم میں سے ایک دوسرے کے حقوق دلائے اور مقدور بھر کوشش کر کے تمھاری رہنمائی اس رستے کی طرف کرے جو سب سے سچا اور سیدھا رستہ ہے اور تمھارا فرض ہے کہ تم اپنے حاکم کی جبر و اکراہ کے بغیر اطاعت بجالاؤ اور خفیہ و علانیہ طور پر اس کی مخالفت نہ کرو۔ عطیہ عوفی کہتے ہیں کہ یہ آیت کریمہ حسب ذیل آیت کریمہ کی طرح ہے: ﴿وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡكُمۡ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسۡتَخۡلِفَنَّهُمۡ فِى الۡاَرۡضِ......﴾ الآیۃ (النور 55:24) ''جو لوگ تم میں سے ایمان لائے اور نیک کام کرتے رہے اُن سے اللہ کا وعدہ ہے کہ وہ انھیں ضرور زمین میں خلافت دے گا......'' اور فرمایا: ﴿وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الۡاُمُوۡرِ ﴿41﴾﴾ ''اور

[1] تفسیر ابن أبی حاتم: 2497,2496/8۔ [2] تفسیر ابن أبی حاتم: 2498/8۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سب کاموں کا انجام اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔'' جیسا کہ فرمایا: ﴿ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ ۝ ﴾ (القصص 83:28) ''اور اچھا انجام تو متقین ہی کے لیے ہے۔'' زید بن اسلم کہتے ہیں کہ ﴿ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ﴾ کے معنی یہ ہیں کہ انھوں نے جو اعمال کیے ان کا اللہ تعالیٰ کے ہاں انھیں اجر و ثواب ملے گا۔[1]

تفسیر آیات:42-46

جھٹلانے والوں کا انجام: اللہ تعالیٰ نے قوم کی تکذیب و مخالفت پر اپنے نبی محمد ﷺ کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا ہے: ﴿ وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّعَادٌ وَّثَمُوْدُ ۝ وَقَوْمُ اِبْرٰهِيْمَ وَقَوْمُ لُوْطٍ ۝ وَّاَصْحٰبُ مَدْيَنَ ۚ وَكُذِّبَ مُوْسٰى ﴾ ''اور (اے نبی!) اگر یہ لوگ آپ کو جھٹلاتے ہیں تو اُن سے پہلے نوح کی قوم اور عاد اور ثمود نے بھی (اپنے پیغمبروں کو) جھٹلایا اور قوم ابراہیم اور قوم لوط نے بھی اور مدین والوں نے بھی اور موسیٰ کو بھی تو جھٹلایا گیا۔'' حالانکہ وہ روشن نشانیاں اور واضح دلائل لے کر آئے تھے۔ ﴿ فَاَمْلَيْتُ لِلْكٰفِرِيْنَ ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ ۚ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ۝ ﴾ ''لیکن میں کافروں کو مہلت دیتا رہا، پھر میں نے انھیں پکڑ لیا، چنانچہ میرا عذاب کیسا (سخت) تھا!'' یعنی دیکھو کہ میں نے انھیں کیسی کیسی سزائیں اور کیسے کیسے عذاب دیے تھے۔ صحیحین میں ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: [إِنَّ اللّٰهَ لَيُمْلِي لِلظَّالِمِ حَتّٰى إِذَا أَخَذَهُ لَمْ يُفْلِتْهُ] ''بے شک اللہ تعالیٰ ظالم کو مہلت دیے رکھتا ہے حتی کہ جب پکڑتا ہے تو پھر اسے (زمین پر) نہیں چھوڑتا۔'' پھر آپ نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی: ﴿ وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَآ اَخَذَ الْقُرٰى وَهِيَ ظَالِمَةٌ ۭ اِنَّ اَخْذَهٗٓ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ ۝ ﴾ (ھود 102:11) ''اور (اے نبی!) آپ کے رب کی پکڑ ایسی ہی ہے جب وہ ظالم بستیوں کو پکڑتا ہے، بے شک اس کی پکڑ نہایت دکھ دینے والی، بہت سخت ہے۔''[2]

ظالم اور نافرمان بستیوں کی تباہی: پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿ فَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ ﴾ ''پس کتنی ہی بستیاں ہیں کہ ہم نے ان کو تباہ کر ڈالا کیونکہ وہ نافرمان تھیں۔'' یعنی اپنے رسولوں کو جھٹلاتی تھیں، ﴿ فَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا ﴾ ''سو وہ اپنی چھتوں پر گری پڑی ہیں۔'' ضحاک کہتے ہیں کہ عروش کے معنی چھتیں ہیں۔[3] یعنی ان کے مکانات تباہ و برباد ہو گئے۔ ﴿ وَبِئْرٍ مُّعَطَّلَةٍ ﴾ ''اور (کتنے ہی) کنویں بیکار ہیں'' جن سے اب نہ کوئی پانی پیتا اور نہ کوئی وہاں آتا ہے جبکہ وہاں آنے جانے والوں کا کبھی تانتا بندھا ہوتا تھا۔ ﴿ وَّقَصْرٍ مَّشِيْدٍ ۝ ﴾ ''اور (کتنے ہی) مضبوط محل (ویران پڑے) ہیں۔'' عکرمہ کہتے ہیں کہ ﴿ قَصْرٍ مَّشِيْدٍ ۝ ﴾ کے معنی چونا گچ محل ہیں۔[4] حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ، مجاہد، عطاء، سعید بن جبیر، ابو ملیح اور ضحاک سے بھی اسی طرح مروی ہے۔[5] کچھ دیگر اہلِ علم نے کہا ہے کہ اس کے معنی بلند و بالا

---

① تفسیر ابن أبی حاتم:2498/8. ② صحیح البخاری، التفسیر، باب قوله : ﴿ وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَآ اَخَذَ الْقُرٰى ...... ﴾ (ھود 102:11) ......، حدیث :4686 و صحیح مسلم، البر والصلة......، باب تحریم الظلم، حدیث:2583.
③ تفسیر الطبری:236/17. ④ تفسیر الطبری:238,237/17. ⑤ تفسیر الطبری:238/17 و تفسیر البغوی:344/3.

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

عمارت کے ہیں۔[1] بعض لوگوں کا قول ہے کہ اس کے معنی مضبوط عمارت کے ہیں۔[2] ان تمام اقوال کے قریب قریب ایک ہی معنی ہیں اوران میں کوئی تضاد نہیں اور مفہوم یہ ہے کہ عمارتوں کی مضبوطی، پختگی اور بلندی بھی عذابِ الٰہی سے اپنے باسیوں کو بچا نہ سکی جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿ اَیْنَ مَا تَكُوْنُوْا یُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِیْ بُرُوْجٍ مُّشَیَّدَةٍ ﴾ ...... الآیة (النسآء 4:78) ''تم جہاں کہیں بھی ہوگے موت تمھیں پا لے گی، خواہ تم مضبوط قلعوں میں ہو......''

بطور عبرت کھنڈرات کی سیر وسیاحت کرنا: فرمان الٰہی ہے: ﴿ اَفَلَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ ﴾ ''کیا پھر وہ زمین میں چلے پھرے نہیں؟'' یعنی اپنے جسموں کے ساتھ اوران پر غور وفکر کرتے ہوئے اور دنیا کی حقیقت کو سمجھنے کے لیے بس یہی بات کافی ہے جیسا کہ ابن ابودنیا نے کتاب التفکر و الاعتبار میں لکھا ہے کہ بعض حکماء نے کہا ہے کہ اپنے دل کو مواعظ کے ساتھ زندہ کرو، غور وفکر کے ساتھ منور کرو، زہد کے ساتھ ماردو، یقین کے ساتھ قوت بخشو، موت کے ساتھ ذلیل کردو، فنا کے ساتھ مقدر کر دو، اسے دنیا کے دکھ دکھاؤ، زمانے کے حملے سے ڈراؤ، گردشِ ایام کا خوف دلاؤ، گزرے ہوئے لوگوں کے حالات سناؤ، پہلے لوگوں پر جو عذاب آئے وہ یاد دلاؤ، ان کے گھروں کے کھنڈرات کی سیر کراؤ اور دیکھو کہ انھوں نے کیا کیا، کہاں رہے اور کیسے چل بسے تھے! یعنی دیکھو کہ تکذیب کرنے والی امتوں کو کیسی کیسی سزائیں اور کیسے کیسے عذاب دیے گئے تھے۔ ﴿ فَتَكُوْنَ لَهُمْ قُلُوْبٌ یَّعْقِلُوْنَ بِهَاۤ اَوْ اٰذَانٌ یَّسْمَعُوْنَ بِهَا ﴾ ''پس ان کے دل (ایسے) ہوتے کہ ان سے سمجھ سکتے، یا کان (ایسے) ہوتے کہ ان سے سن سکتے۔'' یعنی ان کے ساتھ عبرت حاصل کرسکتے۔ ﴿ فَاِنَّهَا لَا تَعْمَی الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَی الْقُلُوْبُ الَّتِیْ فِی الصُّدُوْرِ ﴾ ''پس بے شک ان کی آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ دل جو سینوں میں ہیں (وہ) اندھے ہوتے ہیں۔'' یعنی بصارت کا اندھا پن کوئی بڑا اندھا پن نہیں ہے بلکہ بڑا اندھا پن بصیرت کا اندھا پن ہے، خواہ قوتِ باصرہ صحیح سلامت ہو کیونکہ ایسی آنکھیں نہ عبرت حاصل کرتی ہیں اور نہ حالات معلوم کرنا چاہتی ہیں۔ ابو محمد عبداللہ بن محمد بن (سارہ) اندلسی شَنْتَرِی متوفی 517ھ نے کیا خوب کہا ہے۔

یَا مَنْ یَّصِیحُ إِلَی دَاعِی الشَّقَاءِ وَقَدْ نَادٰی بِهِ النَّاعِیَانِ الشَّیْبُ وَالْكِبَرُ

''اے وہ شخص جو شقاوت کے داعی کو پکار رہا ہے اور اسے موت کی اطلاع دینے والی دو چیزیں، یعنی سفید بال اور بڑھاپا بھی پکار رہے ہیں۔''

إِنْ كُنْتَ لَا تَسْمَعُ الذِّكْرٰی فَفِیمَ تُرٰی فِی رَأْسِكَ الْوَاعِیَانِ السَّمْعُ وَالْبَصَرُ

''اگر تم نصیحت کی بات کو نہیں سنتے ہو تو تمھارے سر میں یاد رکھنے والی یہ دو چیزیں کان اور آنکھیں کیوں نظر آرہی ہیں؟''

لَیْسَ الْأَصَمُّ وَلَا الْأَعْمٰی سِوٰی رَجُلٍ لَّمْ یَهْدِهِ الْهَادِیَانِ الْعَیْنُ وَالْأَثَرُ

---

[1] تفسیر البغوی: 344/3. [2] تفسیر البغوی: 344/3 وتفسیر القرطبی: 75,74/12 وتفسیر الطبری: 238/17.

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ وَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ ؕ وَاِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ

اور وہ آپ سے جلد عذاب مانگتے ہیں اور اللہ ہرگز اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرے گا اور بلاشبہ آپ کے رب کے ہاں ایک دن تمھاری گنتی

كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ﴿47﴾ وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَمْلَيْتُ لَهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ ثُمَّ

کے حساب سے ایک ہزار برس کی طرح ہے ﴿47﴾ اور کتنی ہی بستیاں ہیں کہ میں نے انھیں ڈھیل دی جبکہ وہ ظالم تھیں، پھر میں نے انھیں پکڑ لیا،

6 ع 10 13 اَخَذْتُهَا ۚ وَاِلَيَّ الْمَصِيْرُ ﴿48﴾

اور میری ہی طرف (سب کی) واپسی ہے ﴿48﴾

’’اس شخص کے سوا اور کوئی بہرا اور نابینا نہیں ہے جسے وہ ہدایت دینے والی (یعنی) آنکھ اور مأثور بات (حدیث) ہدایت نہ دیں۔‘‘

لَا الدَّهْرُ يَبْقٰى وَلَا الدُّنْيَا وَلَا الْفَلَكُ الْ　　أَعْلٰى وَلَا النَّيِّرَانِ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ

’’زمانہ، دنیا، بلند و بالا آسمان اور شمس و قمر جیسے منور سیارے ان میں سے کچھ بھی باقی نہ رہے گا (سب چیزیں فنا پذیر ہو جائیں گی۔)‘‘

لَيَرْحَلَنَّ عَنِ الدُّنْيَا وَإِنْ كَرِهَا　　فِرَاقَهَا الثَّاوِيَانِ الْبَدْوُ وَالْحَضَرُ

’’دنیا سے ایک نہ ایک دن ضرور چل بسنا ہے، خواہ یہاں رہنے والے شہری اور دیہاتی اس کے فراق کو نا گوار ہی سمجھیں۔‘‘

تفسیر آیات: 48,47

کفار کا مطالبۂ عذاب: اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَسَلَامُهٗ عَلَيْهِ سے مخاطب ہو کر فرمایا ہے: ﴿ وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ ﴾ ’’اور وہ (لوگ) آپ سے عذاب کے لیے جلدی کر رہے ہیں۔‘‘ یعنی یہ کفار و ملحدین اللہ تعالیٰ، اس کی کتاب، اس کے رسول اور یوم آخرت کی تکذیب کرنے والے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں فرمایا ہے: ﴿ وَاِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ○ ﴾ (الأنفال 32:8) ’’اور جب انھوں نے کہا کہ اے اللہ! اگر یہ (قرآن) تیری طرف سے برحق ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسایا کوئی اور تکلیف دینے والا عذاب بھیج۔‘‘ اور فرمایا: ﴿ وَقَالُوْا رَبَّنَا عَجِّلْ لَّنَا قِطَّنَا قَبْلَ يَوْمِ الْحِسَابِ ○ ﴾ (صٓ 16:38) ’’اور کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! ہم کو ہمارا حصہ حساب کے دن سے پہلے ہی دے دے۔‘‘ ﴿ وَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ ؕ ﴾ ’’اور اللہ اپنے وعدے کے ہرگز خلاف نہیں کرے گا۔‘‘ یعنی اس نے جو یہ وعدہ فرمایا ہے کہ وہ قیامت برپا کرے گا، اپنے دشمنوں سے انتقام لے گا اور اپنے دوستوں کو اکرام و انعام سے نوازے گا۔

فرمان الٰہی ہے: ﴿ وَاِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ﴿47﴾ ﴾ ’’اور بے شک آپ کے پروردگار کے نزدیک ایک روز تمھاری گنتی کے حساب سے ہزار برس کے برابر ہے۔‘‘ یعنی وہ جلدی نہیں کرتا، مخلوق کے نزدیک ہزار برس

’’محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ‘‘

www.KitaboSunnat.com

قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَاۤ اَنَا لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿49﴾ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

کہہ دیجیے: اے لوگو! میں تو بس تمھیں کھلم کھلا ڈرانے والا ہوں ﴿49﴾ چنانچہ جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک عمل

الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿50﴾ وَالَّذِيْنَ سَعَوْا فِيْۤ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ

کیے، ان کے لیے مغفرت اور عزت کا رزق ہے ﴿50﴾ اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں میں (ہمیں) عاجز کرنے کی کوشش کی،

اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿51﴾

وہی دوزخ والے ہیں ﴿51﴾

کی مقدار اس کے نزدیک اس کے حکم کی نسبت سے ایک دن کی طرح ہے کیونکہ اسے یہ معلوم ہے کہ وہ انتقام لینے پر قادر ہے اور کوئی چیز اس سے بچ نہیں سکتی، خواہ اسے کتنی ہی مہلت دے دی جائے، اسی لیے اس کے بعد اس نے فرمایا: ﴿وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَمْلَيْتُ لَهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ ثُمَّ اَخَذْتُهَا ۚ وَاِلَيَّ الْمَصِيْرُ ﴿48﴾﴾ ”اور کتنی ہی بستیاں ہیں کہ میں نے ان کو مہلت دی، حالانکہ وہ نافرمان تھیں، پھر میں نے ان کو پکڑ لیا اور میری طرف لوٹ کر آنا ہے۔“ ابن ابو حاتم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [يَدْخُلُ فُقَرَاءُ الْمُسْلِمِينَ الْجَنَّةَ قَبْلَ (الْأَغْنِيَاءِ) بِنِصْفِ يَوْمٍ وَّهُوَ خَمْسُ مِائَةِ عَامٍ] ”فقیر مسلمان دولت مندوں سے نصف دن (یعنی) پانچ سو سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔“[1] اس حدیث کو امام ترمذی ونسائی نے بروایت ثوری، محمد بن عمرو بیان کیا ہے اور امام ترمذی نے اسے حسن صحیح قرار دیا ہے۔[2]

امام ابوداود نے اپنی ”سنن“ کی کتاب الملاحم کے آخر میں سعد بن ابووقاص رضی اللہ عنہ کی روایت کو بیان کیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: [إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ لَّا تَعْجِزَ أُمَّتِي عِنْدَ رَبِّهَا أَنْ يُّؤَخِّرَهُمْ نِصْفَ يَوْمٍ] ”مجھے امید ہے کہ میری امت اپنے رب کے پاس اس وقت عاجز نہیں آئے گی جب وہ انھیں نصف دن کے لیے مؤخر کر دے گا۔“ سعد رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ نصف دن سے کیا مراد ہے تو انھوں نے جواب دیا: پانچ سو سال۔[3]

تفسیر آیات: 49-51

نیک اور بد لوگوں کی جزا و سزا: جب کفار نے نبی اکرم ﷺ سے یہ مطالبہ کیا کہ آپ جلد عذاب لے آئیں تو اللہ تعالیٰ نے آپ سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا: ﴿قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَاۤ اَنَا لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿49﴾﴾ ”(اے پیغمبر!) کہہ دیجیے: اے لوگو! میں تو بس تمھیں کھلم کھلا ڈرانے والا ہوں۔“ اللہ تعالیٰ نے مجھے عذاب شدید سے پہلے تمھاری طرف نذیر بنا کر

---

[1] تفسیر ابن أبی حاتم: 2499/8 عن صفوان بن سليم. [2] جامع الترمذی، الزهد، باب ماجاء أن فقراء المهاجرين ......، حديث: 2354 و السنن الكبرٰی للنسائی، التفسير، باب قوله تعالٰی: ﴿وَاِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ......﴾: 412/6، حديث: 11348، البتہ توسین والا لفظ سنن ابن ماجه، الزهد، باب منزلة الفقراء، حديث: 4122 میں ہے۔ مزید دیکھیے الموسوعة الحديثية (مسند أحمد): 328/13 و 363/22 ومسند أبی يعلٰی: 411/10، حديث: 6018. [3] سنن أبی داود، الملاحم، باب قيام الساعة، حديث: 4350 ومسند أحمد: 170/1.

”محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰٓى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْٓ

اور ہم نے آپ سے پہلے جو بھی رسول اور نبی بھیجا جب وہ تلاوت کرتا تو شیطان اس کی تلاوت میں (اپنی طرف سے کچھ) ڈال دیتا، پھر اللہ اسے

اُمْنِيَّتِهٖ ۚ فَيَنْسَخُ اللّٰهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ

زائل کر دیتا جو شیطان نے (وسوسہ) ڈالا ہوتا، پھر اللہ اپنی آیات کو محکم کر دیتا، اور اللہ خوب جاننے والا، خوب حکمت والا ہے (52) تاکہ جو (وسوسہ)

حَكِيْمٌ ۝ لِّيَجْعَلَ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ

شیطان نے ڈالا ہے اللہ (اس کو) ان لوگوں کے لیے فتنہ بنا دے جن لوگوں کے دلوں میں بیماری ہے اور ان کے دل سخت ہیں، اور بے شک ظالم

وَّالْقَاسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ ۭ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَفِيْ شِقَاقٍۢ بَعِيْدٍ ۝ وَّلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا

تو دور کی مخالفت میں (پڑے) ہیں (53) اور تاکہ وہ لوگ جان لیں جنھیں علم دیا گیا ہے کہ بے شک یہ (قرآن) آپ کے رب کی طرف سے حق ہے،

الْعِلْمَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَيُؤْمِنُوْا بِهٖ فَتُخْبِتَ لَهٗ قُلُوْبُهُمْ ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهَادِ

چنانچہ وہ اس پر ایمان لائیں پھر ان کے دل اس (حق) کے لیے جھک جائیں، اور بے شک اللہ ایمان لانے والے لوگوں کو ضرور صراط مستقیم

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝

کی طرف ہدایت دینے والا ہے (54)

بھیجا ہے، تمھارا حساب میرے ذمے قطعاً نہیں ہے بلکہ تمھارا معاملہ اللہ تعالیٰ ہی کے سپرد ہے۔ اگر وہ چاہے تو تمھارے لیے جلد عذاب لے آئے اور اگر چاہے تو اسے مؤخر کر دے اور اگر چاہے تو اپنی جناب میں توبہ کرنے والوں کی توبہ کو قبول فرما لے اور اگر چاہے تو اسے گمراہ کر دے جس کے مقدر میں اس نے شقاوت کو لکھ رکھا ہے۔ وہ جو چاہے، جو ارادہ فرمائے اور جو پسند کر لے اسے کر گزرتا ہے۔ ﴿لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهٖ ۭ وَهُوَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝﴾ (الرعد 41:13) ”کوئی اس کا حکم رد کرنے والا نہیں اور وہ بہت جلد حساب لینے والا ہے۔“ ﴿اِنَّمَآ اَنَا لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ﴾ ”پس میں تم کو کھلم کھلا ڈرانے والا ہوں تو جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک کام کیے۔“ یعنی ان کے دل ایمان لائے، پھر اپنے اعمال کے ساتھ انھوں نے ایمان کی تصدیق کی، ﴿لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝﴾ ”اُن کے لیے بخشش اور عزت کا رزق ہے۔“ یعنی ان کے لیے سابقہ گناہوں کی بخشش ہے اور تھوڑی نیکیوں کی بھی بہت اچھی اور زیادہ جزا دی جائے گی۔ محمد بن کعب قرظی کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جہاں بھی ﴿رِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝﴾ کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں وہاں ان سے مراد جنت ہے۔[1]

فرمان الٰہی ہے: ﴿وَالَّذِيْنَ سَعَوْا فِيْٓ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ﴾ ”اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں (کے جھٹلانے) میں عاجز کرنے کی کوشش کی۔“ مجاہد کہتے ہیں کہ وہ نبی ﷺ کی اتباع سے لوگوں کو روکتے ہیں۔[2] عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ

(1) تفسير ابن أبي حاتم: 2500,2499/8. (2) تفسير الطبري: 243/17 وتفسير ابن أبي حاتم: 2500/8.

”محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

﴿ مُعٰجِزِیْنَ ﴾ کے معنی روکنے والے ہیں۔ [1] ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ﴿ مُعٰجِزِیْنَ ﴾ کے معنی ذلیل کرنے والے ہیں۔ [2] ﴿ اُولٰٓىِٕكَ اَصْحٰبُ الْجَحِیْمِ ﴾ ''وہ اہل دوزخ ہیں۔'' جحیم اس آگ کو کہتے ہیں جو بہت گرم، دردناک اور جس کا عذاب بہت شدید ہو، اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے بچائے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿ اَلَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَ صَدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ زِدْنٰهُمْ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا یُفْسِدُوْنَ ۝ ﴾ (النحل 88:16) ''جن لوگوں نے کفر کیا اور (لوگوں کو) اللہ کے رستے سے روکا، ہم انھیں عذاب پر عذاب زیادہ دیں گے، اس لیے کہ وہ فساد کیا کرتے تھے۔''

تفسیر آیات:52-54

شیطان کی وسوسہ اندازیاں اور قصۂ غرانیق: بہت سے مفسرین نے اس آیت کریمہ کی تفسیر میں قصۂ غرانیق ذکر کیا ہے جس کی وجہ سے بہت سے مہاجرین سرزمین حبشہ سے یہ گمان کر کے واپس آ گئے تھے کہ مشرکین قریش مسلمان ہو گئے ہیں مگر اس قصے کے سارے طرق مرسل ہیں، میں نے اس قصے کی ایک بھی مرفوع اور صحیح سند نہیں دیکھی۔ [3] وَاللّٰهُ أَعْلَمُ.

﴿ فِیْۤ اُمْنِیَّتِهٖ ﴾ کا مفہوم: امام بخاری رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ﴿ فِیْۤ اُمْنِیَّتِهٖ ﴾ ''اس کی آرزو میں'' کی تفسیر میں کہا ہے، یعنی جب وہ بات کرتے تو شیطان ان کی بات میں وسوسہ ڈال دیتا اور اللہ تعالیٰ شیطان کے ڈالے ہوئے وسوسے کو باطل کر دیتا تھا۔ [4] علی بن ابوطلحہ نے بھی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہی تفسیر روایت کی ہے کہ جب وہ بات کرتے تو شیطان ان کی بات میں وسوسہ پیدا کر دیتا تھا۔ [5] مجاہد کہتے ہیں کہ یہاں آرزو کرنے سے مراد بات کہنا ہے۔ [6] یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ﴿ اُمْنِیَّتِهٖ ﴾ کی قراءت [إِلَّا أَمَانِيَّ] ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ یہ باتیں کہتے تو ہیں مگر انھیں لکھتے نہیں۔ بغوی اور اکثر مفسرین نے کہا ہے کہ ﴿ تَمَنّٰۤى ﴾ کے یہاں معنی یہ ہیں کہ جب وہ اللہ کی کتاب کو پڑھتے اور اس کی

---

① تفسیر ابن أبی حاتم: 2500/8. ② تفسیر ابن أبی حاتم: 2500/8. ③ حضرت نواب سید صدیق حسن خاں رحمہ اللہ اپنی تفسیر فتح البیان فی مقاصد القرآن 486,485/4 میں اس قصے کو ذکر کر کے فرماتے ہیں: ''اس میں کچھ بھی کسی طرح بھی صحیح ثابت نہیں۔'' امام بزار رحمہ اللہ نے کشف الأستار، التفسیر، سورة النجم: 72/3، حدیث: 2263 میں کہا کہ یہ ایک ایسی حدیث ہے جس کے متعلق ہمارے علم میں نہیں ہے کہ وہ محمد ﷺ سے متصل سند کے ساتھ مروی ہو اور امام بیہقی رحمہ اللہ نے کہا کہ یہ قصہ ازروئے علم روایت ثابت نہیں ہے اور امام الائمہ امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ نے کہا کہ یہ قصہ زندیقوں کا بنایا ہوا ہے، امام رازی رحمہ اللہ نے تفسیر الرازی: 53,52/23 میں کہا کہ یہ قصہ باطل اور موضوع ہے، اس کا قائل ہونا جائز نہیں ہے۔ قاضی عیاض الشفا، فصل فی عصمة النبی علیه السلام فی أقواله وأفعاله: 750/2 میں لکھتے ہیں: لَمْ یُخَرِّجْهُ أَحَدٌ مِّنْ أَهْلِ الصِّحَّةِ وَلَا رَوَاهُ ثِقَةٌ بِسَنَدٍ سَلِیمٍ. ''اہل صحت میں سے کسی نے اسے بیان نہیں کیا اور نہ کسی ثقہ نے اسے صحیح اور متصل سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔'' اسی طرح دیگر علماء، مثلاً: علامہ عینی نے عمدة القاری، قبل الحدیث: 4741 میں اور امام خطیب شربینی نے تفسیر السراج المنیر میں اور علامہ سہیلی نے الروض الأنف، قصة الغرانیق: 154,153/2 میں پرزور الفاظ میں اس قصے کی تردید کی ہے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیں: سیرت المصطفیٰ ﷺ از مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی رحمہ اللہ: 382-378/2 (مترجم) مزید دیکھیے الکافی الشاف لابن حجر، الحج، ص: 193، حدیث: 713 و أحکام القرآن لابن العربی، الحج: 226,225/3. ④ صحیح البخاری، التفسیر، سورة الحج، قبل الحدیث: 4741. ⑤ تفسیر الطبری: 249/17. ⑥ تفسیر الطبری: 249/17.

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

تلاوت کرتے تو شیطان ان کی تلاوت میں وسوسہ ڈال دیتا تھا۔①

ضحاک کہتے ہیں کہ ﴿ اِذَا تَمَنّٰۤى ﴾ کے معنی ہیں کہ وہ جب بھی تلاوت کرتے۔② ابن جریر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ تفسیر کے اعتبار سے یہ قول زیادہ مناسب ہے۔③

فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿ فَيَنْسَخُ اللّٰهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ ﴾ ''تو جو (وسوسہ) شیطان ڈالتا اللہ اس کو دور کر دیتا۔'' از روئے لغت نسخ کے حقیقی معنی زائل اور رفع کرنے کے ہیں۔④ علی بن ابوطلحہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ شیطان کے ڈالے ہوئے وسوسے کو باطل کر دیتا ہے۔⑤ فرمان الٰہی ہے: ﴿ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ ﴾ ''اور اللہ بہت علم والا ہے۔'' جو امور و حوادث رونما ہوتے ہیں وہ ان سب کو جانتا ہے اور کوئی چیز بھی اس سے مخفی نہیں۔ ﴿ حَكِيْمٌ ﴿52﴾ ﴾ ''بڑی حکمت والا (ہے۔)'' وہ اپنی تقدیر اور خلق و امر میں حکیم ہے اور ان تمام امور میں اسی کی حکمت تامہ اور حجت بالغہ کارفرما ہے، اسی لیے فرمایا: ﴿ لِّيَجْعَلَ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ ﴾ ''تاکہ اللہ شیطان کے ڈالے ہوئے وسوسے کو بیمار دل لوگوں کے لیے آزمائش بنا دے۔'' یہاں بیماری سے مراد شک، شرک اور کفر و نفاق کی بیماری ہے۔ ابن جریج فرماتے ہیں کہ ان بیمار لوگوں سے مراد منافق ہیں اور ﴿ وَّالْقَاسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ ﴾ ''اور ان کے سخت دل'' سے مراد مشرک ہیں۔⑥

اور فرمایا: ﴿ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَفِيْ شِقَاقٍۢ بَعِيْدٍ ﴿53﴾ ﴾ ''اور بے شک ظالم پرلے درجے کی مخالفت میں (پڑے ہوئے) ہیں۔'' یعنی وہ ضلالت، مخالفت اور حق و صواب سے بعید عناد میں مبتلا ہیں۔ ﴿ وَّلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَيُؤْمِنُوْا بِهٖ ﴾ ''اور تاکہ جن لوگوں کو علم عطا ہوا ہے وہ جان لیں کہ بے شک یہ (قرآن) آپ کے پروردگار کی طرف سے حق ہے، پھر وہ اس پر ایمان لائیں۔'' یعنی وہ لوگ جان لیں جن کو وہ علم نافع عطا ہوا ہے جس کے ساتھ وہ حق و باطل میں فرق کرتے اور اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ ایمان لاتے ہیں کہ جو ہم نے آپ کی طرف وحی بھیجی ہے وہ تمھارے رب کی طرف سے حق ہے، اس نے اسے اپنے علم کے ساتھ نازل فرمایا اور اس کی حفاظت و صیانت کا ذمہ اٹھایا ہے تاکہ اس کے ساتھ کچھ اور نہ مل جائے اور یہ ایک ایسی پر حکمت کتاب ہے کہ ﴿ لَّا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ ؕ تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ ۝ ﴾ (حٰمٓ السجدة 42:41) ''باطل اس کے پاس پھٹک بھی نہیں سکتا، اس کے آگے سے اور نہ اس کے پیچھے سے، یہ بڑی دانا، قابل تعریف ہستی (اللہ) کی اتاری ہوئی ہے۔''

فرمایا: ﴿ فَيُؤْمِنُوْا بِهٖ ﴾ ''تو وہ اس پر ایمان لائیں۔'' یعنی اس کی تصدیق بھی کریں اور اطاعت بھی۔ ﴿ وَّلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَيُؤْمِنُوْا بِهٖ فَتُخْبِتَ لَهٗ قُلُوْبُهُمْ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِلٰى

① تفسير البغوى:347/3 وتفسير الطبرى:249/17. ② تفسير الطبرى:249/17. ③ تفسير الطبرى:249/17.
④ دیکھیے تاج العروس، مادة: نسخ. ⑤ تفسير الطبرى:250/17. ⑥ تفسير الطبرى:251/17.

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

وَلَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ حَتّٰى تَاْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً اَوْ

اور کافر اس (قرآن) کی بابت ہمیشہ شک میں رہیں گے حتی کہ ان پر اچانک قیامت آجائے، یا ان پر نہایت بانجھ (ہر خیر سے خالی)

يَاْتِيَهُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَقِيْمٍ ﴿55﴾ اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ ؕ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ ؕ فَالَّذِيْنَ

دن کا عذاب آجائے ﴿55﴾ اس دن بادشاہی اللہ ہی کی ہوگی، وہ ان کے مابین فیصلہ کرے گا۔ چنانچہ جو لوگ ایمان لائے اور انھوں

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿56﴾ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا فَاُولٰٓئِكَ

نے نیک عمل کیے وہ نعمتوں والے باغوں میں ہوں گے ﴿56﴾ اور جنھوں نے کفر کیا اور ہماری آیات کو جھٹلایا، تو وہی ہیں جن کے لیے

ع 7/9 14 لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿57﴾ ع

رسوا کن عذاب ہے ﴿57﴾

﴿صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ﴾ ''تاکہ وہ لوگ جان لیں جنھیں علم دیا گیا ہے کہ بے شک یہ (قرآن) آپ کے پروردگار کی طرف سے حق ہے، پھر ان کے دل اس (حق) کے آگے جھک جائیں جو لوگ ایمان لائے ہیں یقیناً اللہ ان کو سیدھے رستے کی طرف ہدایت دیتا ہے۔'' یعنی دنیا و آخرت میں، دنیا میں ان کی حق اور اسے قبول کرنے کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور باطل کی مخالفت اور اس سے اجتناب کرنے کی توفیق بخشتا ہے اور آخرت میں انھیں اس صراط مستقیم کی ہدایت فرمادے گا جو انھیں جنت کے بلند وبالا درجات تک پہنچادے گا اور عذاب الیم اور جہنم کی ہولناکیوں سے دور لے جائے گا۔

تفسیر آیات: 55-57

کفار ہمیشہ شک وتردد میں مبتلا رہیں گے: اللہ تعالیٰ نے کفار کے بارے میں فرمایا ہے کہ وہ ہمیشہ اس قرآن کے بارے میں شک میں مبتلا رہیں گے، یہ ابن جریج کا قول ہے۔[1] اور ابن جریر نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے۔[2] ﴿حَتّٰى تَاْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً﴾ ''یہاں تک کہ ان پر اچانک قیامت آجائے۔'' مجاہد کہتے ہیں کہ اس میں ﴿بَغْتَةً﴾ کے معنی اچانک کے ہیں۔[3] قتادہ کہتے ہیں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ جب کوئی قوم اللہ تعالیٰ کے حکم کو ماننے سے سرکشی اختیار کرتی ہے تو وہ اسے اچانک اپنے عذاب کی گرفت میں لے لیتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ہر قوم کو اس وقت پکڑا ہے جب وہ نشے میں مدہوش ہو اور نعمتوں کی وجہ سے غرور میں ہو، لہٰذا اللہ تعالیٰ کے بارے میں غافل نہ ہونا کیونکہ اللہ تعالیٰ سے غافل تو صرف فاسق لوگ ہی ہوتے ہیں۔[4] ﴿اَوْ يَاْتِيَهُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَقِيْمٍ ﴿55﴾﴾ ''یا اُن پر نہایت بانجھ (منحوس) دن کا عذاب واقع ہو۔'' قتادہ کہتے ہیں کہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ غزوۂ بدر کی طرف اشارہ ہے۔[5] جبکہ عکرمہ اور مجاہد کا قول ہے کہ اس سے مراد قیامت کا دن ہے کیونکہ ﴿يَوْمٍ عَقِيْمٍ ﴿55﴾﴾ اس دن کو کہتے ہیں جس کی رات نہ ہو۔[6] ضحاک اور حسن بصری کا بھی یہی قول ہے۔[7]

① تفسیر الطبری:252/17 . ② تفسیر الطبری:252/17 . ③ تفسیر القرطبی:87/12 عن النحاس. ④ الدر المنثور:192/3. ⑤ تفسیر الطبری:253/17 . ⑥ تفسیر البغوی:348/3 و تفسیر الطبری:253/17 و تفسیر ابن أبی حاتم:2503/8 . ⑦ تفسیر الطبری:253/17 و تفسیر البغوی:348/3.

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ قُتِلُوْٓا اَوْ مَاتُوْا لَيَرْزُقَنَّهُمُ اللّٰهُ رِزْقًا

اور جنھوں نے اللہ کی راہ میں ہجرت کی، پھر وہ قتل کیے گئے یا مر گئے تو اللہ ضرور انھیں اچھا رزق دے گا اور بلاشبہ اللہ ہی سب سے بہتر رزق دینے

حَسَنًا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿58﴾ لَيُدْخِلَنَّهُمْ مُّدْخَلًا يَّرْضَوْنَهٗ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ

والا ہے ﴿58﴾ وہ انھیں اس مقام میں ضرور داخل کرے گا جسے وہ پسند کریں گے، اور بے شک اللہ بڑا جاننے والا، خوب بردبار ہے ﴿59﴾ (بات) یہی

لَعَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ﴿59﴾ ذٰلِكَ ۚ وَمَنْ عَاقَبَ بِمِثْلِ مَا عُوْقِبَ بِهٖ ثُمَّ بُغِيَ عَلَيْهِ لَيَنْصُرَنَّهُ

ہے، اور جو شخص بدلہ لے مثل اس کے جتنی اسے تکلیف دی گئی، پھر اگر اس پر زیادتی کی جائے تو اللہ ضرور اس کی مدد کرے گا، بے شک اللہ بہت

اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ﴿60﴾

معاف کرنے والا، نہایت مغفرت والا ہے ﴿60﴾

اسی لیے فرمایا: ﴿ اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ ؕ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ ؕ ﴾ ”اس روز بادشاہی اللہ ہی کی ہوگی (اور) وہ ان کے مابین فیصلہ کرے گا۔“ جیسا کہ فرمایا: ﴿ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ؕ ﴾ (الفاتحة 4:1) ”بدلے کے دن کا مالک ہے۔“ اور فرمایا: ﴿ اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذِ ۨ الْحَقُّ لِلرَّحْمٰنِ ؕ وَكَانَ يَوْمًا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ عَسِيْرًا ۝ ﴾ (الفرقان 26:25) ”اس دن سچی بادشاہی رحمٰن ہی کی ہوگی اور وہ دن کافروں پر (سخت) مشکل ہوگا۔“ ﴿ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ﴾ ”پس جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے۔“ یعنی جن کے دل ایمان لائے اور جنھوں نے اللہ اور اس کے رسول کی تصدیق کی اور اپنے علم کے مطابق عمل کیا اور اس طرح ان کے دلوں، باتوں اور عملوں میں ہم آہنگی پیدا ہوگئی۔ ﴿ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿56﴾ ﴾ ”(وہ) نعمتوں والے باغوں میں ہوں گے۔“ یعنی وہ ایسی ابدی وسرمدی نعمتوں میں ہوں گے جو کبھی ختم نہ ہوں گی اور جن پر کبھی زوال نہ آئے گا۔ ﴿ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ﴾ ”اور جنھوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا۔“ یعنی جن کے دلوں نے حق کا کفر و انکار کیا، اس کی تکذیب کی، رسولوں کی مخالفت کی اور ان کی اتباع سے انکار کیا۔ ﴿ فَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿57﴾ ﴾ ”تو وہی ہیں جن کے لیے ذلیل کرنے والا عذاب ہوگا۔“ حق سے اعراض کرکے تکبر وغرور میں مبتلا ہونے کی وجہ سے جیسا کہ فرمایا: ﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ ۝ ﴾ (المؤمن 60:40) ”جو لوگ میری عبادت سے سرکشی کرتے ہیں عنقریب وہ ذلیل وخوار ہوکر جہنم میں داخل ہوں گے۔“

تفسیر آیات: 58-60

اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کے لیے اجر عظیم: اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ جو لوگ اس کی راہ میں اس کی رضا اور خوشنودی کے حصول کے لیے ہجرت کریں، اپنے وطنوں، اہل وعیال اور دوستوں کو چھوڑ دیں، اپنے شہروں کو اللہ اور اس کے رسول کی محبت اور اللہ کے دین کی نصرت کے لیے ترک کردیں اور پھر اللہ کے رستے میں جہاد کرتے ہوئے شہید ہوجائیں یا اپنے بستروں پر طبعی موت مرجائیں تو وہ اجر جزیل اور ثنائے جمیل حاصل کریں گے۔ جیسا کہ فرمایا: ﴿ وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْۢ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ؕ ﴾ (النسآء 100:4) ”اور جو شخص

”محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کرنے کی خاطر اپنے گھر سے نکل جائے، پھر اس کو موت آ پکڑے تو اس کا ثواب اللہ کے ذمے ثابت ہو گیا۔'' فرمان الٰہی ہے: ﴿ لَيَرْزُقَنَّهُمُ اللّٰهُ رِزْقًا حَسَنًا ط ﴾ ''اللہ اُن کو ضرور اچھی روزی دے گا۔'' یعنی اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے انھیں جنت کا ایسا رزق عطا فرمائے گا جو اُن کی آنکھوں کے لیے ٹھنڈک کا باعث ہوگا۔

﴿ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿٥٨﴾ لَيُدْخِلَنَّهُمْ مُّدْخَلًا يَّرْضَوْنَهٗ ط ﴾ ''اور بے شک اللہ ہی بہتر رزق دینے والا ہے، وہ ان کو اس مقام میں ضرور داخل کرے گا جسے وہ پسند کریں گے۔'' یعنی جنت میں جیسا کہ فرمایا: ﴿ فَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿ فَرَوْحٌ وَّرَيْحَانٌ ۙ وَّجَنَّتُ نَعِيْمٍ ○ ﴾ (الواقعۃ 56:88,89) ''پھر اگر وہ (مردہ اللہ کے) مقربوں میں سے ہے تو (اس کے لیے) راحت، خوشبو اور نعمتوں والا باغ ہے۔'' یعنی اسے راحت و آرام، رزق اور نعمت کے باغ حاصل ہوں گے جیسا کہ یہاں فرمایا: ﴿ لَيَرْزُقَنَّهُمُ اللّٰهُ رِزْقًا حَسَنًا ط ﴾ ''اللہ ضرور اُن کو اچھا رزق دے گا۔'' پھر فرمایا: ﴿ لَيُدْخِلَنَّهُمْ مُّدْخَلًا يَّرْضَوْنَهٗ ط وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ﴿٥٩﴾ ﴾ ''وہ ان کو اس مقام میں ضرور داخل کرے گا جسے وہ پسند کریں گے اور یقیناً اللہ خوب جاننے والا، بڑا بردبار ہے۔'' یعنی وہ جانتا ہے کہ اس کے رستے میں ہجرت و جہاد کون کرتا ہے اور کون اس کا مستحق ہے۔ ﴿ حَلِيْمٌ ﴿٥٩﴾ ﴾ ''بردبار'' یعنی وہ ان کے ہجرت کرنے اور اس کی ذات پر توکل کرنے کی وجہ سے ان سے درگزر کرتا اور ان کے گناہوں کو معاف فرماتا ہے۔

جو شخص اللہ تعالیٰ کے رستے میں مارا جائے، خواہ وہ مہاجر ہو یا نہ ہو، وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں زندہ ہے اور اسے رزق دیا جاتا ہے جیسا کہ فرمایا: ﴿ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ط بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ﴿ ﴾ (آل عمران 3:169) ''اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے، ان کو مردہ نہ خیال کرو بلکہ وہ زندہ ہیں اور انھیں ان کے رب کے ہاں سے رزق دیا جاتا ہے۔''

اللہ کی راہ میں مرنے والے کے لیے رزق کریم اور اجر عظیم: اس بارے میں بہت سی احادیث بھی وارد ہیں جیسا کہ قبل ازیں بیان کیا جا چکا ہے۔[1] اور جو شخص اللہ کے رستے میں فوت ہو جائے، خواہ وہ مہاجر ہو یا نہ ہو تو اس کے بارے میں اس آیت کریمہ اور بہت سی صحیح احادیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے رزق ملتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس پر عظیم احسانات فرماتا ہے۔ ابن ابوحاتم نے شرحبیل بن سمط سے روایت کیا ہے کہ سرزمین روم کے ایک قلعے پر ہمارا پڑاؤ بہت طول اختیار کر گیا تو سلمان فارسی رضی اللہ عنہ میرے پاس سے گزرے اور کہنے لگے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: [مَنْ مَّاتَ مُرَابِطًا، أَجْرَی اللّٰهُ عَلَيْهِ مِثْلَ ذٰلِكَ الْأَجْرِ، وَأَجْرٰی عَلَيْهِ الرِّزْقَ وَأَمِنَ الْفَتَّانِينَ، وَاقْرَأُوا إِنْ شِئْتُمْ، ﴿ وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ قُتِلُوْٓا اَوْ مَاتُوْا لَيَرْزُقَنَّهُمُ اللّٰهُ رِزْقًا حَسَنًا ط وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿٥٨﴾ لَيُدْخِلَنَّهُمْ مُّدْخَلًا يَّرْضَوْنَهٗ ط وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ﴿٥٩﴾ ﴾] ''جو شخص سرحد پر پہرہ دیتے ہوئے فوت ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے اس کے مثل اجر وثواب جاری کر دے گا، اسے رزق بھی عطا فرمائے گا اور فتنہ پروروں سے اسے محفوظ

[1] دیکھیے آل عمران، آیت: 169 کے تحت عنوان: ''شہداء کی فضیلت''

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَاَنَّ اللّٰهَ

یہ اس لیے کہ بے شک اللہ ہی رات کو دن میں داخل کرتا ہے اوردن کو رات میں داخل کرتا ہے اور بے شک اللہ خوب سننے والا،

سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ﴿61﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ هُوَ

بہت دیکھنے والا ہے ﴿61﴾ یہ اس لیے کہ بے شک اللہ ہی حق ہے اور بلاشبہ جسے وہ اللہ کے سوا پکارتے ہیں وہی باطل ہے اور بلاشبہ

الْبَاطِلُ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ﴿62﴾

اللہ ہی بلند تر، بہت بڑا ہے ﴿62﴾

بھی رکھے گا، اگر چاہو تو یہ ارشاد باری تعالیٰ پڑھ لو: ''اور جن لوگوں نے اللہ کی راہ میں ہجرت کی، پھر مارے گئے یا مر گئے، اللہ انھیں ضرور اچھا رزق دے گا اور یقیناً اللہ سب سے بہتر رزق دینے والا ہے، وہ ان کو اس مقام میں داخل کرے گا جسے وہ پسند کریں گے اور یقیناً اللہ خوب جاننے والا، نہایت بردبار ہے۔''[1]

ابن ابوحاتم ہی نے عبدالرحمن بن جَحْدَم خولانی سے روایت کیا ہے کہ وہ فضالہ بن عبید کے ساتھ بحر میں دو جنازوں میں شریک ہوئے، ان میں سے ایک شخص منجنیق (کا پتھر) لگنے سے اور دوسرا طبعی موت فوت ہوا تھا۔ فضالہ بن عبید اس شخص کی قبر کے پاس بیٹھ گئے جو طبعی موت فوت ہوا تھا تو ان کی خدمت میں عرض کی گئی کہ آپ نے شہید کو چھوڑ دیا اور ان کے پاس نہیں بیٹھے۔ انھوں نے جواب دیا: مجھے اس بات کی کوئی پروا نہیں کہ میں ان میں سے کس قبر سے اٹھایا جاؤں کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ قُتِلُوْٓا اَوْ مَاتُوْا لَيَرْزُقَنَّهُمُ اللّٰهُ رِزْقًا حَسَنًا ۭ﴾ ''اور جن لوگوں نے اللہ کی راہ میں ہجرت کی، پھر مارے گئے یا مر گئے، اللہ انھیں ضرور بہترین رزق دے گا۔''[2] اے بندے! جب تجھے ایسے مقام میں داخل کر دیا جائے جسے تو پسند کرتا ہے، پھر تجھے اچھی روزی دی جائے تو تجھے اور کیا چاہیے، واللہ! مجھے اس بات کی قطعاً پروا نہیں کہ ان میں سے کس قبر سے مجھے اُٹھایا جائے۔

اور فرمایا: ﴿ذٰلِكَ ۚ وَمَنْ عَاقَبَ بِمِثْلِ مَا عُوْقِبَ بِهٖ﴾ ''بات (یہی ہے) اور جو شخص ویسا ہی بدلہ لے جیسا اس کے ساتھ کیا گیا۔'' مقاتل بن حیان اور ابن جریج نے ذکر کیا ہے کہ یہ آیت کریمہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے ایک سریے کے بارے میں نازل ہوئی تھی جس کی محرم کے مہینے میں مشرکوں سے مڈبھیڑ ہوگئی تھی، مسلمانوں نے ان سے کہا کہ وہ محرم کے مہینے میں لڑائی نہ کریں مگر انھوں نے انکار کر دیا اور مسلمانوں پر حملہ آور ہو گئے تو جواب میں مسلمانوں نے بھی ان سے لڑائی کی تو اللہ تعالیٰ نے

[1] تفسير ابن أبي حاتم: 2503/8، مزید دیکھیے سنن النسائي، الجهاد، باب فضل الرباط، حديث: 3170,3169 وسنن ابن ماجه، الجهاد، باب فضل الرباط في سبيل الله، حديث: 2767 ومسند أحمد: 404/2 و157/4 وصحيح ابن حبان، السير، ذكر البيان بأن المرابط ......: 485/10، حديث: 4626، البتہ تفسیر ابن ابوحاتم سمیت تمام حوالوں میں ابن کثیر کا ذکر کردہ سیاق نہیں ہے جبکہ اقرء وا إن شئتم سے لے کر آخر تک صرف ابن ابوحاتم میں ہے۔ [2] تفسير ابن أبي حاتم: 2503/8 وتفسير الطبري: 255/17 والجهاد لابن المبارك، ص: 62.

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۫ فَتُصْبِحُ الْاَرْضُ مُخْضَرَّةً ؕ اِنَّ اللّٰهَ

کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے آسمان سے (مردہ زمین پر) پانی نازل کیا، پھر اس سے زمین سرسبز ہو جاتی ہے۔ بے شک اللہ نہایت باریک

لَطِیْفٌ خَبِیْرٌ ۚ﴿63﴾ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ ﴿64﴾ ع 8/7 15

بین، بہت باخبر ہے﴿63﴾ اسی کے لیے ہے جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے، اور بلاشبہ اللہ ہی بے نیاز، لائق حمد ہے﴿64﴾ کیا آپ نے

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ وَالْفُلْكَ تَجْرِیْ فِی الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ؕ

نہیں دیکھا کہ بے شک اللہ نے تمھارے تابع فرمان کر دیا جو کچھ زمین میں ہے، اور کشتیاں جو اس کے حکم سے سمندر میں چلتی ہیں، اور وہ آسمان

وَیُمْسِكُ السَّمَآءَ اَنْ تَقَعَ عَلَی الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ

کو تھامے ہوئے ہے کہ اس کے اذن کے بغیر وہ زمین پر (نہ) گرے۔ بے شک اللہ لوگوں کے لیے البتہ بہت زیادہ شفقت کرنے والا، بہت رحم

رَّحِیْمٌ ﴿65﴾ وَهُوَ الَّذِیْۤ اَحْیَاكُمْ ۫ ثُمَّ یُمِیْتُكُمْ ثُمَّ یُحْیِیْكُمْ ؕ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ ﴿66﴾

کرنے والا ہے﴿65﴾ اور وہی ہے جس نے تمھیں زندہ کیا، پھر وہ تمھیں مارے گا، پھر وہی تمھیں زندہ کرے گا، بے شک انسان بڑا ہی ناشکرا ہے﴿66﴾

مشرکوں کے مقابلے میں مسلمانوں کو فتح و نصرت سے نواز دیا۔[1] ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ﴿60﴾﴾ ''بے شک اللہ بہت معاف کرنے والا، نہایت بخشنے والا ہے۔''

تفسیر آیات: 62,61

اللہ ہی دنیا کا خالق و متصرف ہے: اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ اس نے تمام مخلوقات کو پیدا فرمایا ہے اور اسی کو ان کے بارے میں ہر طرح کے تصرف کا اختیار حاصل ہے جیسا کہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے: ﴿قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِی الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ ۫ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ؕ بِیَدِكَ الْخَیْرُ ؕ اِنَّكَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ○ تُوْلِجُ الَّیْلَ فِی النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِی الَّیْلِ ۫ وَتُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ ۫ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ ○﴾ (اٰل عمرٰن 3:26,27) ''کہہ دیجیے: اے اللہ! اے بادشاہی کے مالک! تو جس کو چاہے بادشاہی بخشے اور جس سے چاہے بادشاہی چھین لے اور تو ہی جس کو چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلیل کرے، ہر طرح کی بھلائی تیرے ہی ہاتھ میں ہے اور بے شک تو ہر چیز پر خوب قادر ہے۔ تو ہی رات کو دن میں داخل کرتا اور تو ہی دن کو رات میں داخل کرتا ہے، تو ہی بے جان سے جان دار پیدا کرتا اور تو ہی جان دار سے بے جان پیدا کرتا ہے اور تو ہی جس کو چاہتا ہے بے حساب رزق عطا فرماتا ہے۔''

اِیلاج کے معنی رات کے دن میں اور دن کے رات میں ایک کے دوسرے میں داخل کرنے کے ہیں، کبھی رات لمبی اور دن چھوٹا ہو جاتا ہے جیسا کہ موسم سرما میں اور کبھی دن لمبا اور رات چھوٹی ہو جاتی ہے جیسا کہ موسم گرما میں۔

اور فرمایا: ﴿وَاَنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌۢ بَصِیْرٌ ﴿61﴾﴾ ''اور یقیناً اللہ تو بہت سننے والا، خوب دیکھنے والا ہے۔'' وہ اپنے بندوں کے

[1] تفسیر ابن أبی حاتم: 2504,2503/8 و تفسیر الطبری: 256/17.

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

اقوال کو سنتا اور انھیں دیکھتا ہے، بندوں کے حالات وحرکات وسکنات میں سے کوئی چیز بھی اس سے مخفی نہیں ہے۔ جب اس نے یہ بیان فرمایا کہ کائنات میں اسی کا تصرف واختیار کارفرما ہے اور وہ ایسا حاکم ہے کہ کوئی اس کے حکم کو رد نہیں کر سکتا تو اس کے بعد یہ فرمایا: ﴿ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ﴾ ''یہ اس لیے کہ اللہ ہی برحق ہے۔'' وہی معبود برحق ہے اور اسی کی ذات پاک اس بات کی مستحق ہے کہ اس کی عبادت کی جائے۔ وہ عظیم الشان سلطنت کا مالک ہے، اس نے جو چاہا وہی ہوا اور جو نہ چاہا وہ نہ ہوا، ہر چیز اس کی محتاج اور اس کے سامنے عاجز ودرماندہ ہے۔ ﴿وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ هُوَ الْبَاطِلُ﴾ ''اور بلاشک و شبہ جس چیز کو (کافر) اللہ کے سوا پکارتے ہیں وہی باطل ہے۔'' اصنام وانداد، بت اور ہر وہ چیز جس کی اللہ کے سوا عبادت کی جائے وہ باطل ہے کیونکہ وہ نفع ونقصان کی مالک نہیں ہے۔ ﴿وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ۝62﴾ ''اور بلاشبہ اللہ ہی رفیع الشان بہت بڑا ہے۔'' جیسا کہ فرمایا: ﴿وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ۝﴾ (البقرة 255:2) ''اور وہ بلند تر، نہایت عظمت والا ہے۔'' اور فرمایا: ﴿الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالِ ۝﴾ (الرعد 9:13) ''سب سے بڑا، نہایت بلند ہے۔'' ہر چیز اس کے غلبہ وتسلط اور عظمت کے ماتحت ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کے سوا کوئی پروردگار نہیں کیونکہ وہ اس قدر عظیم الشان ہے کہ اس سے بڑھ کر کوئی عظیم نہیں، وہ اس قدر عالی مرتبت ہے کہ اس سے کوئی بلند نہیں، وہ اس قدر بزرگ ہے کہ اس سے کوئی بڑا نہیں، وہ ظالموں اور سرکشوں کی باتوں سے مقدس، منزہ، بلند وبالا اور ارفع واعلیٰ ہے۔

تفسیر آیات:63-66

اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں: یہ بھی اللہ تعالیٰ کی قدرت اور عظیم بادشاہت کی نشانی ہے کہ وہ ایسی ہوائیں بھیجتا ہے جو بادلوں کو اٹھاتی اور خشک، بنجر، سیاہ اور ویران زمین پر بارش برسا دیتی ہیں۔ ﴿فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ﴾ (الحج 5:22) ''پس جب ہم نے اس پر پانی نازل کیا تو وہ شاداب ہو جاتی ہے اور ابھرنے لگتی ہے۔'' اور فرمایا:

﴿فَتُصْبِحُ الْاَرْضُ مُخْضَرَّةً ؕ﴾ ''تو زمین سرسبز ہو جاتی ہے۔''

حرفِ ''فا'' یہاں تعقیب کے لیے ہے اور ہر چیز کی تعقیب اس کے حسبِ حال ہوا کرتی ہے جیسا کہ فرمایا: ﴿ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً﴾ (المؤمنون 14:23) ''پھر نطفے کا لوتھڑا بنایا، پھر لوتھڑے کی بوٹی بنائی۔'' صحیحین سے ثابت ہے کہ ہر دو چیزوں کے مابین چالیس دن کا وقفہ ہوتا ہے۔[1] حالانکہ اسے بھی حرف تعقیب ''فا'' کے ساتھ بیان کیا گیا ہے جیسا کہ یہاں بھی ''فا'' استعمال کیا گیا ہے: ﴿فَتُصْبِحُ الْاَرْضُ مُخْضَرَّةً ؕ﴾ ''تو زمین سرسبز ہو جاتی ہے۔'' یعنی خشک اور بنجر ہونے کے بعد سرسبز وشاداب ہو جاتی ہے۔ بعض اہلِ حجاز سے ذکر کیا گیا ہے کہ بارش کے بعد زمین سرسبز ہو جاتی ہے۔ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ.

---

[1] صحيح البخاري، بدء الخلق، باب ذكر الملائكة......، حديث:3208 وصحيح مسلم، القدر، باب كيفية خلق الآدمي، في بطن أمه......، حديث:2643 عن ابن مسعود ﷺ.

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

فرمان الٰہی ہے: ﴿ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ﴾ ”بے شک اللہ نہایت باریک بین، خوب خبردار ہے۔“ زمین کی تہوں میں چھپے ہوئے دانے کو، خواہ وہ کتنا ہی چھوٹا ہو جانتا ہے اور اس سے کوئی چیز بھی مخفی نہیں، وہ ہر ہر دانے تک بقدر ضرورت پانی پہنچا دیتا ہے جس سے دانا اُگ آتا ہے جیسا کہ لقمان نے بھی کہا تھا: ﴿ يٰبُنَيَّ اِنَّهَآ اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِيْ صَخْرَةٍ اَوْ فِي السَّمٰوٰتِ اَوْ فِي الْاَرْضِ يَاْتِ بِهَا اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ۝ ﴾ (لقمٰن 16:31) ”اے میرے بیٹے! بے شک اگر کوئی چیز رائی کے دانے کے برابر ہو اور وہ کسی پتھر میں یا آسمانوں اور زمین میں کہیں بھی ہو تو اللہ اس کو نکال لائے گا، بلاشبہ اللہ نہایت باریک بین، خوب خبردار ہے۔“ اور فرمایا: ﴿ اَلَّا يَسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ...... ﴾ الآیة (النمل 25:27) ”یہ کہ وہ اس اللہ کو سجدہ کریں جو آسمانوں اور زمین میں چھپی چیزیں نکالتا ہے......“

اور دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝ ﴾ (الأنعام 59:6) ”اور کوئی پتا نہیں جھڑتا مگر وہ اس کو جانتا ہے اور زمین کے اندھیروں میں کوئی دانہ اور کوئی ہری یا سوکھی چیز نہیں ہے مگر واضح کتاب میں (لکھی ہوئی) ہے۔“ اور فرمایا: ﴿ وَمَا يَعْزُبُ عَنْ رَّبِّكَ مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ وَلَآ اَصْغَرَ مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرَ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝ ﴾ (یونس 61:10) ”اور آپ کے پروردگار سے ذرہ بھر بھی کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے نہ زمین میں اور نہ آسمان میں اور نہ کوئی (چیز) اس سے چھوٹی ہے نہ بڑی مگر واضح کتاب میں (لکھی ہوئی) ہے۔“ فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ ﴾ ”جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اسی کا ہے۔“ تمام اشیاء اسی کی ملکیت ہیں، وہ اپنے سوا ہر چیز سے بے نیاز ہے جبکہ ہر چیز اس کی محتاج اور غلام ہے۔

زمین و آسمان کی ہر شے انسان کی مطیع و فرماں بردار ہے: ﴿ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ ﴾ ”کیا تم نہیں دیکھتے کہ جتنی چیزیں زمین میں ہیں (سب) اللہ نے تمھارے لیے مسخر کر دیں۔“ یعنی حیوانات، جمادات، فصلیں اور پھل سب تمھارے لیے ہیں جیسا کہ فرمایا: ﴿ وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مِّنْهُ ۭ...... ﴾ الآیة (الجاثیة 13:45) ”اور جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب کو اپنے حکم سے تمھارے تابع کر دیا......“ اور یہ اس کا تم پر بہت بڑا فضل و کرم اور احسان ہے۔ ﴿ وَالْفُلْكَ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ۭ ﴾ ”اور کشتیاں (بھی) جو اسی کے حکم سے سمندر میں چلتی ہیں۔“ یعنی اللہ تعالیٰ کی توفیق و تدبیر کے ساتھ کشتیاں اپنے سواروں کے ساتھ پاکیزہ ہوا کے نرم جھونکوں سے ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندروں اور ان کی تلاطم خیز موجوں میں چلتی ہیں اور ان کشتیوں میں سفر کرنے والے مسافر جس قدر چاہتے ہیں سامانِ تجارت ایک شہر سے دوسرے شہر میں اور ایک ملک سے دوسرے ملک میں لاتے اور لے جاتے ہیں اور حسبِ ضرورت اور اپنی مرضی و مشیت کے مطابق ایک علاقے کی چیزیں دوسرے علاقے میں، جہاں وہ نہیں ہیں لے جاتے ہیں اور وہاں کی چیزیں یہاں لے آتے ہیں۔

”محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

لِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا هُمْ نَاسِكُوْهُ فَلَا يُنَازِعُنَّكَ فِي الْاَمْرِ وَادْعُ اِلٰى رَبِّكَ ط

ہر امت کے لیے ہم نے طریق عبادت مقرر کیا ہے، وہ اس پر عمل پیرا ہیں، لہٰذا وہ اس امر میں آپ سے ہرگز جھگڑا نہ کریں، اور آپ اپنے رب کی

اِنَّكَ لَعَلٰى هُدًى مُّسْتَقِيْمٍ ﴿67﴾ وَاِنْ جٰدَلُوْكَ فَقُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿68﴾ اَللّٰهُ

طرف دعوت دیں، یقیناً آپ راہ راست پر ہیں ﴿67﴾ اور اگر وہ آپ سے جھگڑا کریں تو آپ کہہ دیجیے: تم جو عمل کرتے ہو اللہ اسے خوب جانتا ہے ﴿68﴾

يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿69﴾

اللہ ہی یوم قیامت تمھارے مابین ان باتوں کا فیصلہ کرے گا جن میں تم اختلاف کرتے تھے ﴿69﴾

﴿وَيُمْسِكُ السَّمَآءَ اَنْ تَقَعَ عَلَى الْاَرْضِ﴾ ”اور وہ آسمان کو تھامے ہوئے ہے کہ اس کے اذن کے بغیر زمین پر (نہ) گر پڑے۔“ یعنی اگر اللہ چاہتا تو آسمان کو زمین پر گرنے کی اجازت دے دیتا اور اس سے زمین کی ہر چیز ہلاک ہو جاتی مگر اس نے اپنے لطف و کرم اور اپنی قدرت کے ساتھ آسمان کو تھاما ہوا ہے اور وہ اس کی اجازت کے بغیر نہیں گر سکتا، اسی لیے فرمایا: ﴿اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿65﴾﴾ ”بے شک اللہ لوگوں پر نہایت شفقت کرنے والا، بڑا مہربان ہے۔“ حالانکہ لوگ ظلم کرتے ہیں جیسا کہ دوسری آیت میں فرمایا: ﴿وَاِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ لِّلنَّاسِ عَلٰى ظُلْمِهِمْ ۚ وَاِنَّ رَبَّكَ لَشَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝﴾ (الرعد 6:13) ”اور یقیناً آپ کا پروردگار لوگوں کے ظلم کے باوجود انھیں معاف کرنے والا ہے اور بے شک آپ کا پروردگار سخت عذاب دینے والا ہے۔“

زندگی اور موت کا مالک اللہ ہے: فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿وَهُوَ الَّذِيْٓ اَحْيَاكُمْ ۫ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ط اِنَّ الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ ﴿66﴾﴾ ”اور وہی تو ہے جس نے تم کو حیات بخشی، پھر تمھیں مارے گا، پھر تمھیں زندہ بھی کرے گا اور انسان تو بڑا ہی ناشکرا ہے۔“ جیسا کہ فرمایا: ﴿كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ۚ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝﴾ (البقرة 28:2) ”تم اللہ سے کیسے کفر کرتے ہو، حالانکہ تم بے جان تھے اس نے تم کو جان بخشی، پھر وہی تم کو مارے گا، پھر وہی تم کو زندہ کرے گا، پھر تم اسی کی طرف لوٹ کر جاؤ گے۔“ اور فرمایا: ﴿قُلِ اللّٰهُ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يَجْمَعُكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ﴾ (الجاثية 26:45) ”کہہ دیجیے! اللہ ہی تمھیں زندہ کرتا ہے، پھر (وہی) تم کو موت دیتا ہے، پھر تم کو قیامت کے روز جمع کرے گا جس (کے آنے) میں کچھ شک نہیں۔“ اور فرمایا: ﴿قَالُوْا رَبَّنَآ اَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَاَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ﴾ (المؤمن 11:40) ”وہ کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار! تو نے ہم کو دو دفعہ مارا اور دو دفعہ زندہ کیا۔“

معنی کلام یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کے کس طرح شریک بناتے اور اس کے ساتھ غیروں کی کیونکر پوجا کرتے ہو، حالانکہ خلق، رزق اور تصرف صرف اسی کے قبضۂ اختیار میں ہے۔ ﴿وَهُوَ الَّذِيْٓ اَحْيَاكُمْ ۫﴾ ”اور وہی تو ہے جس نے تم کو زندہ کیا۔“ یعنی اس نے تمھیں پیدا فرمایا اور وجود بخشا جبکہ تمھارا کوئی ذکر تک مذکور نہ تھا۔ ﴿ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ط﴾ ”پھر تم کو مارے گا، پھر تمھیں زندہ کرے گا۔“ یعنی قیامت کے دن۔ ﴿اِنَّ الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ ﴿66﴾﴾ ”بلاشبہ انسان تو (بڑا

”محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

ہی) ناشکرا ہے۔‘‘

تفسیر آیات:67-69

ہر امت کے لیے ایک شریعت ہے: اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ اس نے ہر قوم کے لیے ایک شریعت مقرر فرما دی ہے۔ امام ابن جریر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ ہر نبی کی امت کے لیے ایک شریعت ہے، نیز فرماتے ہیں کہ عربی زبان میں دراصل مَنْسَك اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں انسان کسی اچھے یا برے کام کے لیے بار بار آئے جائے۔ مناسک حج کو بھی اسی لیے مناسک کہا جاتا ہے کہ انھیں ادا کرنے کے لیے لوگ بار بار جاتے ہیں۔[1] اگر اس سے مراد یہ ہو جیسا کہ امام ابن جریر نے کہا کہ ہم نے ہر نبی کی امت کے لیے ایک شریعت مقرر کر دی ہے تو پھر اس کا مفہوم یہ ہوگا کہ ان مشرکوں کو اس بارے میں آپ سے جھگڑا نہیں کرنا چاہیے اور اگر اس سے مراد یہ ہو کہ ہر امت کے لیے ایک شریعت ہے تو اس سے مراد قدری طریقے ہوں گے جیسا کہ فرمایا: ﴿وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيْهَا﴾ (البقرۃ 148:2) ’’اور ہر ایک کے لیے ایک سمت ہے جدھر وہ (عبادت کے وقت منہ) پھیرتا ہے۔‘‘ اسی لیے یہاں فرمایا: ﴿هُمْ نَاسِكُوْهُ﴾ ’’جس پر وہ چلتے ہیں۔‘‘ یعنی جسے انھوں نے اختیار کر رکھا ہے۔

ضمیر کا مرجع وہ لوگ ہیں جن کے لیے شریعت اور طریقے مقرر کیے گئے ہیں، یعنی یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی تقدیر اور ارادے سے ایسا کر رہے ہیں۔ ان کے جھگڑے سے آپ متأثر نہ ہوں اور نہ ان کا جھگڑا آپ کو اس راہ حق سے دور لے جائے جس پر آپ گامزن ہیں، اسی لیے اللہ نے آپ سے فرمایا: ﴿وَادْعُ اِلٰى رَبِّكَ ؕ اِنَّكَ لَعَلٰى هُدًى مُّسْتَقِيْمٍ ۝67﴾ ’’اور آپ (لوگوں کو) اپنے پروردگار کی طرف دعوت دیں، بے شک آپ سیدھے رستے پر ہیں۔‘‘ یعنی ایسے واضح اور سیدھے رستے پر جو مقصود تک پہنچانے والا ہے جیسا کہ یہ آیت کریمہ ہے: ﴿وَلَا يَصُدُّنَّكَ عَنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ بَعْدَ اِذْ اُنْزِلَتْ اِلَيْكَ وَادْعُ اِلٰى رَبِّكَ﴾ (القصص 87:28) ’’اور وہ آپ کو اللہ کی آیتوں (کی تبلیغ) سے، بعد اس کے کہ وہ آپ پر نازل ہو چکی ہیں، روک نہ دیں اور آپ انھیں اپنے پروردگار کی طرف بلائیں۔‘‘

فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿وَاِنْ جٰدَلُوْكَ فَقُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝68﴾ ’’اور اگر وہ آپ سے جھگڑا کریں تو آپ کہہ دیجیے: تم جو عمل کرتے ہو اللہ ان سے خوب واقف ہے۔‘‘ جیسا کہ فرمایا: ﴿وَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقُلْ لِّيْ عَمَلِيْ وَلَكُمْ عَمَلُكُمْ ۚ اَنْتُمْ بَرِيْٓـُٔوْنَ مِمَّآ اَعْمَلُ وَاَنَا بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝﴾ (یونس 41:10) ’’اور اگر وہ آپ کی تکذیب کریں تو آپ کہہ دیجیے: میرے لیے میرا عمل ہے اور تمھارے لیے تمھارا عمل، تم اس سے بری ہو جو میں عمل کرتا اور میں اس سے بری ہوں جو تم عمل کرتے ہو۔‘‘

اور فرمایا: ﴿اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝68﴾ ’’تم جو عمل کرتے ہو اللہ ان سے خوب واقف ہے۔‘‘ یہ شدید وعید اور بہت

---

[1] تفسیر الطبری: 259/17۔

”محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

اَلَمۡ تَعۡلَمۡ اَنَّ اللّٰهَ يَعۡلَمُ مَا فِى السَّمَآءِ وَالۡاَرۡضِ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ فِىۡ كِتٰبٍ ؕ اِنَّ

کیا آپ نہیں جانتے کہ بے شک اللہ ہی جانتا ہے جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے، بلاشبہ یہ (سب کچھ) کتاب (لوحِ محفوظ) میں (درج) ہے،

ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيۡرٌ ﴿70﴾

بے شک یہ اللہ پر بالکل آسان ہے ﴿70﴾

بڑی سرزنش ہے جیسا کہ فرمایا: ﴿ هُوَ اَعۡلَمُ بِمَا تُفِيۡضُوۡنَ فِيۡهِ ؕ كَفٰى بِهٖ شَهِيۡدًۢا بَيۡنِىۡ وَبَيۡنَكُمۡ ؕ...... ﴾ الآية (الأحقاف 8:46) ''وہ اس (گفتگو) کو خوب جانتا ہے جو تم اس (قرآن) کے بارے میں کرتے ہو، وہی میرے اور تمھارے درمیان گواہ کافی ہے......'' اسی لیے فرمایا: ﴿ اَللّٰهُ يَحۡكُمُ بَيۡنَكُمۡ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ فِيۡمَا كُنۡتُمۡ فِيۡهِ تَخۡتَلِفُوۡنَ ﴿69﴾ ﴾ ''جن باتوں میں تم اختلاف کرتے ہو اللہ ہی تمھارے مابین قیامت کے روز ان کا فیصلہ فرمائے گا۔'' جیسا کہ فرمایا: ﴿ فَلِذٰلِكَ فَادۡعُ ۚ وَاسۡتَقِمۡ كَمَاۤ اُمِرۡتَ ۚ وَلَا تَتَّبِعۡ اَهۡوَآءَهُمۡ ۚ وَقُلۡ اٰمَنۡتُ بِمَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ مِنۡ كِتٰبٍ ۚ ﴾ (الشورٰی 15:42) ''تو (اے محمد!) آپ اسی (دین) کی طرف (سب کو) بلائیں اور ثابت قدم رہیں جیسا کہ آپ کو حکم دیا گیا ہے اور ان کی خواہشات کی پیروی نہ کریں اور کہہ دیجیے: جو کتاب بھی اللہ نے نازل فرمائی ہے میں اس پر ایمان لایا ہوں۔''

تفسیر آیت:70

اللہ تعالیٰ کو تخلیق کائنات سے پہلے بھی اس کے متعلق پورا پورا علم تھا: اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے مخلوق کے بارے میں اپنے کمال علم کا ذکر فرمایا ہے کہ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے وہ ان سب کا اس طرح احاطہ کیے ہوئے ہے کہ اس سے آسمان اور زمین کی کوئی ذرہ بھر یا اس سے چھوٹی یا بڑی چیز مخفی نہیں رہ سکتی۔ اللہ تعالیٰ کو تمام کائنات کا اس کے پیدا کرنے سے پہلے ہی علم تھا اور یہ سب کچھ اس نے اپنی کتاب لوح محفوظ میں لکھ رکھا تھا جیسا کہ صحیح مسلم میں عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کی روایت سے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [كَتَبَ اللّٰهُ مَقَادِيرَ الْخَلَائِقِ قَبْلَ أَنْ يَّخْلُقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِخَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ، قَالَ: وَعَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ] ''اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات کی تقدیر آسمانوں اور زمین کے پیدا فرمانے سے پچاس ہزار سال پہلے لکھ دی تھی اور (اس وقت) اس کا عرش پانی پر تھا۔''[1]

اور سنن میں حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [إِنَّ أَوَّلَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ الْقَلَمُ، فَقَالَ (لَهُ): اُكْتُبْ، قَالَ: مَا أَكْتُبُ؟] [ثُمَّ قَالَ: اُكْتُبْ، فَجَرٰى فِي تِلْكَ السَّاعَةِ بِمَا هُوَ كَائِنٌ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ] ''اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا اور اس سے فرمایا: لکھ، اس نے کہا: میں کیا لکھوں؟ پھر فرمایا: لکھ دے تو قلم نے اسی وقت وہ سب کچھ لکھ دیا جو قیامت تک ہونے والا تھا۔''[2]

---

(1) صحيح مسلم، القدر، باب حجاج آدم و موسى صلى الله عليهما وسلم ، حديث:2653. (2) پہلا حصہ جامع الترمذي، القدر، باب إعظام أمرالإيمان بالقدر، حديث:2155 جبکہ قوسین والا لفظ ترمذی ہی کی حدیث:3319 اور سنن أبي داود، السنة، باب في القدر، حديث:4700 میں اور دوسرا حصہ مسند أحمد:317/5 عن عبادة بن الصامت رضی اللہ عنہ میں ہے۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

وَ یَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَمْ یُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّ مَا لَیْسَ لَهُمْ بِهٖ عِلْمٌ ؕ

اور وہ (مشرک) اللہ کے سوا اس چیز کی عبادت کرتے ہیں جس کی اللہ نے کوئی سند نازل نہیں کی اور جس کا انھیں کچھ علم نہیں، اور

وَ مَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ نَّصِیْرٍ ﴿71﴾ وَ اِذَا تُتْلٰی عَلَیْهِمْ اٰیٰتُنَا بَیِّنٰتٍ تَعْرِفُ فِیْ وُجُوْهِ

(ان) ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ﴿71﴾ اور جب ان پر ہماری کھلی آیتیں تلاوت کی جاتی ہیں، تو آپ ان کافروں کے چہروں پر

الَّذِیْنَ كَفَرُوا الْمُنْكَرَ ؕ یَكَادُوْنَ یَسْطُوْنَ بِالَّذِیْنَ یَتْلُوْنَ عَلَیْهِمْ اٰیٰتِنَا ؕ قُلْ

ناگواری پہچانتے ہیں، لگتا ہے کہ وہ ان لوگوں پر حملہ کر دیں گے جو ان پر ہماری آیتیں پڑھتے ہیں، کہہ دیجیے: کیا پھر میں تمھیں

اَفَاُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكُمْ ؕ اَلنَّارُ ؕ وَعَدَهَا اللّٰهُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ؕ وَ بِئْسَ الْمَصِیْرُ ﴿72﴾ ع 9/8 16

اس سے زیادہ بدتر کی خبر دوں؟ (وہ) آگ ہے، جس کا اللہ نے کافروں سے وعدہ کر رکھا ہے، اور بری ہے وہ لوٹنے کی جگہ ﴿72﴾

اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ اِنَّ ذٰلِكَ فِیْ كِتٰبٍ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَی اللّٰهِ یَسِیْرٌ ﴿70﴾ ﴾ ”بلاشبہ یہ (سب کچھ) کتاب (لوح محفوظ) میں (لکھا ہوا) ہے، بے شک یہ (سب) اللہ پر بالکل آسان ہے۔“

تفسیر آیات: 72,71

مشرکین کا غیر اللہ کی عبادت کرنا: اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے بارے میں بیان فرمایا ہے کہ وہ جہالت اور کفر کا ثبوت دیتے ہوئے اللہ کے سوا ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جن کی اس نے کوئی حجت اور برہان نازل نہیں فرمائی جیسا کہ فرمایا: ﴿ وَ مَنْ یَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۙ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ ۙ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا یُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۰﴾ ﴾ (المؤمنون 117:23) ”اور جو شخص اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کو پکارے جس کی اس کے پاس کوئی دلیل نہیں تو یقیناً اس کا حساب اس کے رب کے پاس ہے، کچھ شک نہیں کہ کافر کامیابی نہیں پائیں گے۔“ اسی طرح یہاں بھی فرمایا: ﴿ مَا لَمْ یُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّ مَا لَیْسَ لَهُمْ بِهٖ عِلْمٌ ؕ ﴾ ”جس کی اس نے کوئی سند نازل نہیں فرمائی اور جس کا انھیں کچھ علم نہیں۔“ یعنی انھوں نے جو اختلاف کیا اور جو بہتان طرازیاں کی ہیں ان کی ان کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے بلکہ اسے انھوں نے اپنے آباء واجداد سے بلا دلیل و حجت اخذ کیا ہے، دراصل اس بات کا شیطان نے ان کے دلوں میں وسوسہ ڈالا اور اسے مزین کر کے دکھایا۔

اسی لیے اللہ تعالیٰ نے انھیں سرزنش کرتے ہوئے فرمایا: ﴿ وَ مَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ نَّصِیْرٍ ﴿71﴾ ﴾ ”اور ظالموں کا کوئی بھی مددگار نہیں۔“ یعنی ان کا کوئی حامی و ناصر نہیں ہوگا جو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے انھیں بچا سکے، پھر فرمایا: ﴿ وَ اِذَا تُتْلٰی عَلَیْهِمْ اٰیٰتُنَا بَیِّنٰتٍ ﴾ ”اور جب ان پر ہماری واضح آیتیں تلاوت کی جائیں۔“ یعنی جب انھیں اللہ تعالیٰ کی توحید کے بارے میں قرآن مجید کی آیات اور واضح دلائل و براہین پڑھ کر سنائے جاتے ہیں جو اس بات کے سچے گواہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اس کے تمام انبیائے کرام سچے اور برحق ہیں تو ﴿ یَكَادُوْنَ یَسْطُوْنَ بِالَّذِیْنَ یَتْلُوْنَ عَلَیْهِمْ اٰیٰتِنَا ؕ ﴾ ”قریب ہوتے ہیں کہ جو لوگ ان پر ہماری آیتیں تلاوت کرتے ہیں، ان پر حملہ کر دیں۔“ یعنی جو لوگ قرآن مجید کے دلائل صحیحہ کو ان کے خلاف بطور حجت پیش کرتے ہیں، قریب ہے کہ اپنے ہاتھوں اور زبانوں سے یہ لوگ انھیں تکلیف پہنچائیں۔

”محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

يَاَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ

اے لوگو! ایک مثال بیان کی جاتی ہے، لہٰذا تم اسے غور سے سنو، بے شک جنھیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ ایک مکھی بھی ہرگز نہیں پیدا کر سکتے

يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ ؕ وَاِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْـًٔا لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ

اگرچہ وہ (سارے بھی) اس کے لیے جمع ہو جائیں، اور اگر ان سے مکھی کچھ چھین لے تو وہ اسے اس سے چھڑا نہیں سکتے، طالب و مطلوب

مِنْهُ ؕ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ ﴿73﴾ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ

(عابد و معبود دونوں) کمزور ہیں ﴿73﴾ انھوں نے اللہ کی قدر (اس طرح) نہیں کی جس طرح اس کی قدر کرنے کا حق ہے، بے شک اللہ بہت قوت

عَزِيْزٌ ﴿74﴾

والا، نہایت غالب ہے ﴿74﴾

﴿ قُلْ ﴾ ''کہہ دیجیے!'' اے محمد (ﷺ!) ان لوگوں سے: ﴿ اَفَاُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكُمْ ؕ اَلنَّارُ ؕ وَعَدَهَا اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ ﴾ ''میں تم کو اس سے بھی بری چیز بتاؤں؟ (وہ دوزخ کی) آگ ہے جس کا اللہ نے کافروں سے وعدہ کیا ہے۔'' یعنی دوزخ کی آگ، اس کا عذاب اور اس کی سزا اس سے کہیں زیادہ سخت، زیادہ مشکل اور زیادہ دردناک وخوفناک ہے جس سے تم اللہ کے دوستوں، یعنی مومنوں کو دنیا میں ڈراتے ہو اور تمھاری ان بداعمالیوں کی وجہ سے آخرت کا عذاب کہیں زیادہ شدید اور خوفناک ہوگا۔ ﴿ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿72﴾ ﴾ ''اور وہ برا ٹھکانا ہے۔'' یعنی دوزخ بدترین مقام، جگہ، ٹھکانا اور منزل ہے جیسا کہ فرمایا: ﴿ اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ○ ﴾ (الفرقان 66:25) ''اور دوزخ ٹھہرنے اور رہنے کی بہت بری جگہ ہے۔''

تفسیر آیات: 74,73

بت حقیر اور ان کے پجاری احمق ہیں: اللہ تعالیٰ نے بتوں کی حقارت اور ان کے پجاریوں کی حماقت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے: ﴿ يَاَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ ﴾ ''اے لوگو! ایک مثال بیان کی جاتی ہے۔'' اس چیز کی جس کی جاہل اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنے والے عبادت کرتے ہیں۔ ﴿ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ ؕ ﴾ ''لہٰذا تم اسے غور سے سنو۔'' خاموش ہو جاؤ اور اسے سمجھو۔ ﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ ؕ ﴾ ''جنھیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ ایک مکھی بھی پیدا نہیں کر سکیں گے اگرچہ وہ (سب) اس کے لیے اکٹھے ہو جائیں۔'' یعنی اگر تمام اصنام و انداد اور معبودانِ باطلہ جمع ہو کر ایک مکھی بھی بنانے کی کوشش کریں تو انھیں اس کی قدرت و استطاعت نہیں ہوگی جیسا کہ امام احمد رحمہ اللہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:) [وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ خَلَقَ خَلْقًا كَخَلْقِي، فَلْيَخْلُقُوا مِثْلَ خَلْقِي ذَرَّةً أَوْ ذُبَابَةً أَوْ حَبَّةً] ''اس سے بڑھ کر ظالم کون ہو سکتا ہے جو میری تخلیق کی ہوئی مخلوق کی طرح پیدا کرنے کی کوشش کرے، یہ لوگ میری طرح ایک ذرہ یا ایک مکھی یا ایک دانہ ہی پیدا کر کے دکھائیں۔''[1] امام بخاری و مسلم نے اسے بطریق عُمارہ از ابوزرعہ، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس طرح روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: [قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ

---

[1] مسند أحمد: 391/2.

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

اَللّٰهُ يَصْطَفِيْ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ ط اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ﴿75﴾ يَعْلَمُ

اللہ فرشتوں میں سے کچھ پیغام رساں چن لیتا ہے اور لوگوں میں سے (بھی)، یقیناً اللہ بہت سننے والا، خوب دیکھنے والا ہے ﴿75﴾ وہ جانتا ہے جو کچھ

مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ط وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿76﴾

ان کے سامنے ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے ہے، اور اللہ ہی کی طرف تمام معاملات لوٹائے جاتے ہیں ﴿76﴾

ذَهَبَ يَخْلُقُ كَخَلْقِي، فَلْيَخْلُقُوا حَبَّةً، وَّلْيَخْلُقُوا ذَرَّةً، (أَوْ لِيَخْلُقُوا شَعِيرَةً)] ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس سے بڑھ کر ظالم کون ہوسکتا ہے جو میری تخلیق کی ہوئی مخلوق کی طرح پیدا کرنے کی کوشش کرے۔ اگر ان میں ذرہ بھر بھی تاب ہے تو یہ ایک دانہ پیدا کر کے دکھا دیں (یا) وہ ایک ذرہ پیدا کر کے دکھا دیں یا ایک جو کا دانہ ہی پیدا کر کے دکھا دیں۔''[1]

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿ وَاِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْـًٔا لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ط ﴾ ''اور اگر مکھی اُن سے کوئی چیز چھین لے جائے تو اسے اس سے چھڑا نہیں سکتے۔'' یعنی یہ لوگ اس سے عاجز ہیں کہ ایک مکھی پیدا کرسکیں بلکہ ان کی عاجزی و ناتوانی تو اس سے بھی بڑھ کر ہے اور وہ یہ کہ مکھی اگر ان کی کسی چیز کو لے کر اڑ جائے تو یہ اس سے چھڑا نہیں سکتے، حالانکہ مکھی خود اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں سے کمزور ترین اور حقیر ترین مخلوق ہے، اسی لیے فرمایا: ﴿ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ ﴿73﴾ ﴾ ''طالب اور مطلوب (عابد اور معبود دونوں) کمزور ہیں۔''

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ طالب سے مراد صنم اور مطلوب سے مراد مکھی ہے۔[2] ابن جریر نے بھی اسی قول کو اختیار کیا ہے۔[3] اور سیاق کلام سے بھی بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے۔ سدی وغیرہ کا قول یہ ہے کہ طالب سے مراد عابد اور مطلوب سے مراد معبود ہے۔[4] پھر فرمایا: ﴿ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ط ﴾ ''انھوں نے اللہ کی قدر اس طرح نہیں کی جس طرح اس کی قدر کرنے کا حق ہے۔'' یعنی انھوں نے اللہ تعالیٰ کی قدر و عظمت کو نہیں پہچانا کہ اس کے ساتھ انھوں نے ایسی چیزوں کی عبادت شروع کر دی ہے جو مکھی جیسی ضعیف و ناتواں چیز کا مقابلہ بھی نہیں کر سکتے۔ ﴿ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ﴿74﴾ ﴾ ''بلاشبہ اللہ بہت قوی، نہایت غالب ہے۔'' وہ ایسا زبردست ہے کہ اس نے اپنی قدرت وقوت کے ساتھ ہر چیز کو پیدا فرمایا ہے۔

﴿ وَهُوَ الَّذِيْ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَهُوَ اَهْوَنُ عَلَيْهِ ط...... ﴾ الآية (الروم 27:30) ''اور وہی ہے جو خلقت کو پہلی دفعہ پیدا کرتا ہے، پھر وہی اسے (دوبارہ) لوٹائے گا اور یہ اس کے لیے زیادہ آسان ہے......'' ﴿ اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ ۝ اِنَّهٗ هُوَ يُبْدِئُ وَيُعِيْدُ ۝ ﴾ (البروج 13,12:85) ''بے شک آپ کے پروردگار کی پکڑ بہت سخت ہے، وہی پہلی دفعہ پیدا کرتا ہے اور وہی لوٹائے گا۔'' ﴿ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ ۝ ﴾ (الذّٰريٰت 58:51) ''بلاشبہ اللہ ہی تو رزق دینے والا، بڑا زور آور، نہایت مضبوط ہے۔'' ﴿ عَزِيْزٌ ﴿74﴾ ﴾ ''نہایت غالب۔'' جس نے ہر چیز کو عاجز کر کے اس پر غلبہ و تسلط حاصل کر رکھا

[1] صحيح البخاري، اللباس، باب نقض الصور، حديث:5953 اور قوسین والے الفاظ صحيح مسلم، اللباس والزينة، باب تحريم تصوير صورة الحيوان......، حديث:2111 میں ہیں۔ [2] تفسير الطبري:265/17 و تفسير البغوي:351/3.
[3] تفسير الطبري:265/17. [4] تفسير ابن أبي حاتم:2505/8 نحوه و تفسير البغوي:351/3 عن الضحاك.

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ

اے ایمان والو! رکوع کرو اور سجدہ کرو، اور اپنے رب کی عبادت کرو، اور بھلائی (کے کام) کرو، تاکہ تم فلاح پاؤ ⑰ اور تم اللہ کی

تُفْلِحُوْنَ ﴿77﴾ السجدۃ وَجَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ؕ هُوَ اجْتَبٰىكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي السجدۃ 6

راہ میں (اس طرح) جہاد کرو جیسا کہ جہاد کرنے کا حق ہے، اس نے تمھیں (اپنے دین کے لیے) چن لیا ہے، اور اس نے دین میں

الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ؕ مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ ؕ هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ ۙ۬ مِنْ قَبْلُ

تمھارے لیے کوئی تنگی نہیں رکھی، اپنے باپ ابراہیم کے دین کی (اتباع کرو)، اسی (اللہ) نے پہلے بھی تمھارا نام مسلمان رکھا تھا اور

وَفِيْ هٰذَا لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ ۚۖ فَاَقِيْمُوا

اس (قرآن) میں بھی (تمھارا یہی نام ہے) تاکہ رسول تم پر شہادت دینے والا ہو اور تم لوگوں پر شہادت دینے والے ہو، لہٰذا تم نماز

ع 10 6 17 الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ ؕ هُوَ مَوْلٰىكُمْ ۚ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ﴿78﴾

قائم کرو، اور زکاۃ دو اور اللہ (کے دین) کو مضبوطی سے تھامو، وہی تمھارا کارساز ہے، پس (وہ) اچھا کارساز اور اچھا مددگار ہے ⑱

ہے اور اس کی عظمت اور بادشاہت کی وجہ سے نہ اس کے حکم کو ٹالا جا سکتا ہے اور نہ کوئی اس پر غالب آ سکتا ہے اور وہی یکتا و غالب ہے۔

تفسیر آیات: 76,75

اللہ تعالیٰ کا فرشتوں اور انسانوں سے پیغام پہنچانے والوں کا انتخاب: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وہ اپنے شرعی اور قدری امور کے لیے فرشتوں میں سے پیغام پہنچانے والوں کا انتخاب کرتا ہے اور ابلاغ رسالت کے لیے انسانوں میں سے انتخاب فرماتا ہے۔ ﴿اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ﴿75﴾﴾ ”بے شک اللہ بہت سننے والا، خوب دیکھنے والا ہے۔“ اپنے بندوں کے اقوال کو سنتا، ان کے احوال کو دیکھتا اور اس بات کو خوب جانتا ہے کہ ان میں سے پیغام پہنچانے کے لیے کون مستحق ہے جیسا کہ فرمایا: ﴿اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ ؕ﴾ (الأنعام 124:6) ”اللہ زیادہ بہتر جانتا ہے کہ اپنی رسالت (کا کام) کسے سونپے۔“ اور فرمایا: ﴿يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿76﴾﴾ ”جو اُن کے آگے ہے اور جو ان کے پیچھے ہے وہ جانتا ہے اور سب کام اللہ ہی کی طرف لوٹائے جاتے ہیں۔“ یعنی وہ جانتا ہے کہ جس پیغام کے ساتھ اس نے اپنے رسولوں کو بھیجا ہے ان کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے گا، اس سے ان کی کوئی بات بھی مخفی نہیں ہے جیسا کہ فرمایا: ﴿عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖۤ اَحَدًا ۙ ○ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ يَسْلُكُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا ۙ ○ لِّيَعْلَمَ اَنْ قَدْ اَبْلَغُوْا رِسٰلٰتِ رَبِّهِمْ وَاَحَاطَ بِمَا لَدَيْهِمْ وَاَحْصٰى كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا ○﴾ (الجن 28-26:72) ”(وہی) غیب جاننے والا ہے اور کسی پر اپنا غیب ظاہر نہیں کرتا، مگر جس پیغمبر کو وہ پسند فرمائے تو اس کے آگے اور پیچھے نگہبان مقرر کر دیتا ہے تاکہ معلوم فرمائے کہ انھوں نے اپنے پروردگار کے پیغام پہنچا دیے ہیں اور اس نے ان کے گرد و پیش کا احاطہ کیا ہوا ہے اور اس نے ایک ایک چیز گن رکھی ہے۔“

”محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے پیغمبروں کا نگہبان ہے، ان سے جو کہا جاتا ہے وہ اس کا گواہ ہے اور وہ اپنے پیغمبروں کا حافظ و ناصر ہے جیسا کہ فرمایا: ﴿ يَاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ؕ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ ؕ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ؕ...... ﴾ الآیة (المآئدۃ 5 : 67) ''اے پیغمبر! جو ارشادات اللہ کی طرف سے آپ پر نازل کیے گئے ہیں وہ لوگوں تک پہنچا دیجیے اور اگر ایسا نہ کیا تو آپ نے اللہ کا پیغام نہیں پہنچایا اور اللہ آپ کو لوگوں (کے شر) سے بچائے گا......۔''

تفسیر آیات: 78,77

عبادت اور جہاد کا حکم: عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی روایت گزر چکی ہے[1] جس میں وہ پوچھتے ہیں: اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم!) کیا سورۂ حج کو اس لیے فضیلت حاصل ہے کہ اس میں دو سجدے ہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: [نَعَمْ، وَمَنْ لَّمْ يَسْجُدْهُمَا فَلَا يَقْرَأْهُمَا] ''ہاں، جو شخص یہ دو سجدے نہ کرے وہ ان (آیاتِ سجدہ) کو نہ پڑھے۔''[2] ﴿ وَجَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ؕ ﴾ ''اور تم اللہ کی راہ میں جہاد کرو جیسا کہ جہاد کرنے کا حق ہے۔'' یعنی اپنے مالوں کے ساتھ، زبانوں کے ساتھ اور جانوں کے ساتھ جیسا کہ فرمایا: ﴿ اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ ...... ﴾ الآیة (اٰل عمرٰن 3:102) ''اللہ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے......۔''

اور فرمایا: ﴿ هُوَ اجْتَبٰىكُمْ ﴾ ''اس نے تمھیں چن لیا ہے۔'' اے امت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم!) اللہ تعالیٰ نے تمام امتوں سے تمھیں منتخب کیا ہے، اس نے تمھیں فضل و شرف عطا کیا ہے اور اپنے رسول اکرم اور شرع اکمل کے لیے تمھیں مخصوص فرمایا ہے۔ ﴿ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ؕ ﴾ ''اور اس نے دین میں تمھارے لیے کوئی تنگی نہیں رکھی۔''

شریعت محمدیہ کی رخصتیں: یعنی تم پر ذمہ داری کا کوئی ایسا بوجھ نہیں ڈالا جس کے اُٹھانے کی تمھیں طاقت ہی نہ ہو، تم پر کسی ایسی چیز کو لازم نہیں ٹھہرایا جو تمھیں مشقت میں ڈال دے مگر اس سے نکلنے کے لیے کشادگی اور رستہ بھی مقرر فرما دیا ہے، مثلاً: نماز جو شہادتین کے بعد اسلام کا سب سے بڑا رکن ہے، حضر میں اگر اس کی چار رکعتیں ہیں تو سفر میں قصر کی صورت میں دو رکعتیں کر دی ہیں[3] اور حالت خوف میں بعض ائمہ کے نزدیک اس کی صرف ایک رکعت ہے، چنانچہ حدیث میں بھی اس کا ذکر موجود ہے،[4] نیز اسے پیادہ و سوار اور قبلہ رخ و غیر قبلہ رخ ہر طرح ادا کیا جا سکتا ہے۔[5] جیسا کہ حالتِ سفر میں نفل نماز کو بھی قبلہ و غیر قبلہ ہر طرف منہ کر کے ادا کیا جا سکتا ہے،[6] اسی طرح بیماری کے عذر کی وجہ سے قیام بھی ساقط ہو جاتا ہے، مریض کو اجازت ہے کہ وہ بیٹھ کر نماز پڑھ لے اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو لیٹ کر پڑھ لے،[7] اسی طرح دیگر تمام فرائض و واجبات

---

[1] دیکھیے الحج، آیت: 18 کے تحت عنوان: ''ہر چیز اللہ کو سجدہ کرتی ہے''۔ [2] جامع الترمذی، الصلاۃ، باب ماجاء فی السجدۃ فی الحج، حدیث: 578 وسنن أبی داود، سجود القرآن، باب تفریع أبواب......: 1402 ومسند أحمد: 151/4، ملحوظہ: [ومن لم یسجدھما فلا یقرأھما] ضعیف ہے۔ [3] صحیح مسلم، کتاب وباب صلاۃ المسافرین وقصرھا، حدیث: 685 عن عائشۃ رضی اللہ عنہا۔ [4] صحیح مسلم، کتاب وباب صلاۃ المسافرین وقصرھا، حدیث: 687 عن ابن عباس رضی اللہ عنہما۔ [5] دیکھیے البقرۃ، آیت: 239 کے ذیل میں۔ [6] صحیح البخاری، التقصیر، باب صلاۃ التطوع علی الدواب......، حدیث: 1093 عن عامر بن ربیعۃ رضی اللہ عنہ و 1094 عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ۔ [7] صحیح البخاری، التقصیر، باب إذا لم یطق قاعدا صلی علی جنب......، حدیث: 1117 عن عمران بن حصین رضی اللہ عنہ۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

میں بھی شریعت نے رخصتیں اور سہولتیں دے دیں، اسی وجہ سے نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا ہے: [بُعِثْتُ بِالْحَنِيفِيَّةِ السَّمْحَةِ] ''مجھے آسان دین حنیف دے کر بھیجا گیا ہے۔''① نبی ﷺ نے جب معاذ اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہما دونوں کو یمن (کے دو مختلف علاقوں) کا امیر بنا کر بھیجا تو ان سے فرمایا تھا: [يَسِّرَا وَلَا تُعَسِّرَا، وَبَشِّرَا وَلَا تُنَفِّرَا] ''آسانیاں کرنا اور لوگوں کو مشکل میں نہ ڈالنا، بشارتیں سنانا اور نفرت نہ دلانا۔''② اس مفہوم کی اور بھی بہت سی احادیث مبارکہ ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے کہ اس آیت کریمہ میں حرج کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تمھیں کسی تنگی میں نہیں ڈالا۔③

﴿مِلَّةَ﴾ کے منصوب ہونے کی وجہ: اور اس کا فرمان ہے: ﴿مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ﴾ ''(اور تم) اپنے باپ ابراہیم کے دین (کی اتباع کرو۔)'' ابن جریر کہتے ہیں کہ ﴿مِلَّةَ﴾ (آیت کے اس حصے:) ﴿وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ﴾ کی وجہ سے منصوب ہے، یعنی اس نے تم پر دین کی کسی بات میں تنگی نہیں کی بلکہ اس نے تمھیں وسعت دی ہے جیسا کہ تمھارے باپ ابراہیم علیہ السلام کے دین میں وسعت تھی۔ اس بات کا بھی احتمال ہے کہ یہ اِلْزَمُوا فعل امر مقدر ہونے کی وجہ سے منصوب ہو (اس لیے کہ ﴿مِلَّةَ اَبِيْكُمْ﴾ سے پہلے ﴿ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا﴾ امر کے صیغے ہیں، گویا یوں کہا گیا ہے: اِرْكَعُوا وَاسْجُدُوا وَالْزَمُوا مِلَّةَ أَبِيكُمْ) یعنی ملت ابراہیم کو لازم پکڑ لو۔④ اس معنی کو اس آیت کریمہ میں بھی بیان کیا گیا ہے: ﴿قُلْ اِنَّنِيْ هَدٰىنِيْ رَبِّيْۤ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۚ دِيْنًا قِيَمًا مِّلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۚ ......﴾ الآية (الأنعام 6:162) ''کہہ دیں کہ بے شک مجھے میرے پروردگار نے سیدھا رستہ دکھا دیا، دین صحیح کی طرف جو طریقہ ہے ابراہیم کا جو ایک (اللہ) کا پرستار تھا......''

﴿سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ﴾ کا مفہوم: ﴿هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ ۙ﴾ ''اس نے تمھارا نام مسلمان رکھا ہے۔'' امام عبداللہ بن مبارک نے ابن جریج سے، انھوں نے عطاء سے اور انھوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اللہ عزوجل نے تمھارا نام مسلمان رکھا ہے۔⑤ مجاہد، عطاء، ضحاک، سدی، مقاتل بن حیان اور قتادہ کا بھی یہی قول ہے۔⑥ مجاہد کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ﴿هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ ۙ مِنْ قَبْلُ﴾ سابقہ کتابوں میں اور قرآن مجید میں بھی تمھارا نام مسلمان رکھا ہے، ﴿وَفِيْ هٰذَا﴾ ''اور اس کتاب میں بھی۔'' یعنی قرآن مجید میں۔⑦ دیگر ائمۂ تفسیر کا بھی یہی قول ہے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿هُوَ اجْتَبٰىكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ﴾ ''اس نے تم کو چن لیا ہے اور اس نے دین میں تمھارے لیے کوئی تنگی نہیں رکھی۔'' پھر اللہ تعالیٰ نے اس چیز کی طرف توجہ مبذول کروائی ہے جسے رسول اللہ ﷺ لائے

① مسند أحمد: 266/5 عن أبي أمامة رضی اللہ عنہ دیکھیے السلسلة الصحيحة: 1022/6، حديث: 2924. ② صحيح البخاري، الجهاد والسير، باب مايكره من التنازع......، حديث: 3038 وصحيح مسلم، الجهاد، باب في الأمر بالتيسير وترك التنفير، حديث: 1733. ③ تفسير الطبري: 268/17. ④ تفسير الطبري: 270/17. ⑤ تفسير الطبري: 271/17. ⑥ تفسير ابن أبي حاتم: 2507/8 وتفسير الطبري: 271/17. ⑦ تفسير ابن أبي حاتم: 2507/8 وتفسير الطبري: 272/17 وتفسير القرطبي: 101/12.

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

اور یہی ان کے باپ ابراہیم علیہ السلام کی ملت ہے، پھر اللہ تعالیٰ نے اس امت پر اپنے اس احسان کا ذکر فرمایا کہ اس نے اس کا تذکرہ اور اس کی تعریف گزشتہ زمانوں میں اپنی ان کتابوں میں بھی کی تھی جنھیں اس نے اپنے انبیائے کرام پر نازل فرمایا تھا اور جنھیں علماء و مشائخ پڑھتے رہتے ہیں: ﴿ هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ ۙ مِنْ قَبْلُ ﴾ ''اسی نے پہلے (پہلی کتابوں میں) بھی تمھارا نام مسلمان رکھا تھا۔'' یعنی قرآن مجید سے پہلے نازل ہونے والی کتابوں میں۔ ﴿ وَ فِيْ هٰذَا ﴾ ''اور اس (کتاب) میں بھی۔'' یعنی قرآن مجید میں بھی وہی نام رکھا۔

امام نسائی نے اس آیت کی تفسیر میں حارث اشعری کی روایت کو بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: [مَنْ دَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ فَإِنَّهُ مِنْ جُثَا جَهَنَّمَ، قَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! وَإِنْ صَامَ وَصَلّٰى؟ قَالَ: نَعَمْ، وَإِنْ صَامَ وَصَلّٰى، فَادْعُوا بِدَعْوَى اللّٰهِ الَّتِي سَمَّاكُمُ اللّٰهُ بِهَا الْمُسْلِمِينَ، الْمُؤْمِنِينَ، عِبَادَاللّٰهِ] ''جس نے جاہلیت کی دعوت دی وہ جہنم میں گھٹنوں کے بل گرنے والوں میں ہوگا۔ ایک شخص نے عرض کی: اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم!) اگرچہ وہ روزہ رکھے اور نماز پڑھے؟ آپ نے فرمایا: ہاں، اگرچہ وہ روزہ رکھے اور نماز پڑھے، لہٰذا تم اللہ تعالیٰ کی اس دعوت کے ساتھ دعوت دو جس میں اس نے تمھیں مسلمان، مومن اور عباد اللہ کے نام سے پکارا ہے۔''[1]

امت محمدیہ پہلی امتوں کی گواہی دے گی: فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿ لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ وَ تَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ ۚ ﴾ ''تاکہ پیغمبر تمھارے بارے میں شاہد ہوں اور تم لوگوں کے بارے میں شاہد ہو۔'' یعنی ہم نے تمھیں اسی طرح معتدل، عادل، پسندیدہ اور ایک ایسی امت بنایا ہے کہ تمام امتوں کے بارے میں تم سے گواہی لی جائے گی تاکہ قیامت کے دن تم لوگوں کے مقابلے میں شاہد بن جاؤ، اس لیے کہ قیامت کے دن تمام امتیں امت محمدیہ کی سیادت اور فضیلت کا اعتراف کریں گی، یہی وجہ ہے کہ قیامت کے دن اس امت کی یہ شہادت تسلیم کی جائے گی کہ تمام انبیائے کرام نے اپنی امتوں کو رب تعالیٰ کا پیغام پہنچا دیا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس امت کے بارے میں شاہد ہوں گے کہ انھوں نے بھی اس امت تک اللہ تعالیٰ کے پیغام کو پہنچا دیا تھا۔

اور فرمایا: ﴿ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ ﴾ ''لہٰذا تم نماز پڑھو اور زکاۃ دو۔'' یعنی اللہ تعالیٰ نے تمھیں عظیم الشان نعمت سے نوازا ہے تو اس کا شکر ادا کرو اور اللہ تعالیٰ کے حق کو ادا کرو اور وہ اس طرح کہ اس نے تم پر جو فرض قرار دیا ہے اسے ادا کرو جسے واجب ٹھہرایا ہے اس کی اطاعت بجالاؤ جسے حرام قرار دیا ہے اسے ترک کر دو اور ان امور میں سب سے اہم نماز پڑھنا اور زکاۃ دینا ہے۔ زکاۃ اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے احسان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے صاحب ثروت لوگوں پر واجب قرار دیا ہے کہ وہ

[1] السنن الكبرى للنسائي، التفسير، باب قوله تعالى: ﴿ وَاِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ ﴾: 412/6، حديث: 11349 و مسند أحمد: 202/4 و صحيح ابن حبان، التاريخ، ذكر تشبيه المصطفىٰ ﷺ عيسى ابن مريم...... :126/14، حديث:6233.

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

اپنے مال میں سے بہت تھوڑا سا حصہ سال میں ایک بار ضعیفوں اور محتاجوں کو دیں جیسا کہ تفصیل کے ساتھ اس کا بیان سورۂ توبہ کی آیت زکاۃ میں گزر چکا ہے۔ [1] ﴿ وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ ﴾ ”اور اللہ (کے دین کی رسی) کو مضبوط پکڑے رہو۔“ یعنی اللہ تعالیٰ سے مدد حاصل کرو، اسی کی ذات پاک پر توکل اور اسی سے تائید و حمایت حاصل کرو۔ ﴿ هُوَ مَوْلٰىكُمْ ﴾ ”وہی تمھارا کارساز ہے۔“ وہی حافظ و ناصر اور دشمنوں کے مقابلے میں تمھیں کامیابی عطا فرمانے والا ہے۔ ﴿ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ﴾ ”اور وہ بہترین کارساز اور خوب مددگار ہے۔“ یعنی وہ بہترین دوست ہے اور دشمنوں کے مقابلے میں فتح و نصرت عطا فرمانے والا بہترین مددگار ہے۔

سورۂ حج کی تفسیر اختتام پذیر ہوئی۔

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ، وَشَرُفَ وَكَرُمَ وَرَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنِ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ لَهُمْ بِإِحْسَانٍ إِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ.

[1] دیکھیے التوبۃ ، آیت: 60 کے ذیل میں۔

”محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

تفسیر
سُوْرَۃُ مُؤْمِنُوْن

یہ سورت مکی ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے (شروع) جو نہایت مہربان، بہت رحم کرنے والا ہے۔

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ① الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ② وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ

مومن یقیناً فلاح پا گئے ① وہ جو اپنی نماز میں عاجزی کرنے والے ہیں ② اور وہ جو لغو باتوں سے اعراض کرنے والے ہیں ③ اور

مُعْرِضُوْنَ ③ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ ④ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ⑤ اِلَّا عَلٰٓى

وہ جو زکاۃ ادا کرنے والے ہیں ④ اور وہ جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں ⑤ سوائے اپنی بیویوں یا ان (کنیزوں)

اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ⑥ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ

کے جن کے مالک ہوئے ان کے دائیں ہاتھ، تو بلاشبہ (ان کی بابت) ان پر کوئی ملامت نہیں ⑥ پھر جو شخص ان کے علاوہ (رستہ)

هُمُ الْعٰدُوْنَ ⑦ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ⑧ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ

تلاش کرے تو ایسے لوگ ہی حد سے گزرنے والے ہیں ⑦ اور وہ جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد کی حفاظت کرنے والے ہیں ⑧ اور

يُحَافِظُوْنَ ⑨ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ⑩ الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ؕ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ⑪ وقف لازم

وہ جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں ⑨ یہی لوگ وارث ہیں ⑩ جو فردوس کے وارث ہوں گے، وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے ⑪

تفسیر آیات:1-11

مومنوں کی صفات: ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ①﴾ ”بے شک ایمان والے کامیاب ہو گئے۔“ یعنی کامیاب و کامران ہو گئے اور انھوں نے سعادت و فلاح کو حاصل کر لیا اور مومن وہ ہیں جو ان اوصاف کے ساتھ متصف ہیں:

عجز و نیاز کے پیکر: ﴿الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ②﴾ ”جو اپنی نماز میں عجز و نیاز کرنے والے ہیں۔“ علی بن ابوطلحہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ﴿خٰشِعُوْنَ ②﴾ کے معنی ہیں ڈرنے والے اور سکون اختیار کرنے والے۔[1] مجاہد، حسن، قتادہ اور زہری سے بھی اسی طرح مروی ہے۔[2] علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خشوع دل

[1] تفسیر الطبری: 6/18۔ [2] تفسیر الطبری: 18/4-6۔

”محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

کے عجز وانکسار کا نام ہے۔[1] ابراہیم نخعی کا بھی یہی قول ہے۔[2] حسن بصری فرماتے ہیں کہ خشوع ان کے دلوں میں تھا جس کی وجہ سے انھوں نے اپنی آنکھیں نیچی کر لیں اور پہلوؤں کو جھکا لیا۔[3] نماز میں خشوع اسے حاصل ہو سکتا ہے جس کا دل نماز کے لیے فارغ ہو چکا ہو، ماسوا سے منقطع ہو کر نماز ہی میں مشغول ہو گیا ہو اور نماز کو دوسرے کاموں پر ترجیح دیتا ہو تو اسی صورت میں نماز اس کے لیے راحت اور آنکھوں کی ٹھنڈک کا باعث ثابت ہوتی ہے جیسا کہ نبی ﷺ نے اس حدیث میں فرمایا ہے جسے امام احمد اور نسائی رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [حُبِّبَ إِلَيَّ النِّسَاءُ، وَالطِّيبُ، وَجُعِلَتْ قُرَّةُ عَيْنِي فِي الصَّلَاةِ] ''مجھے خوشبو اور عورتوں سے محبت ہے اور نماز میں میری آنکھوں کی ٹھنڈک بنا دی گئی ہے۔''[4]

لغویات سے پرہیز: اور فرمایا: ﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۝۳﴾ ''اور وہ جو بے ہودہ باتوں سے اعراض کرنے والے ہیں۔'' یعنی باطل سے اور یہ لفظ شرک، گناہوں اور ایسے تمام اقوال وافعال پر مشتمل ہے جو بے فائدہ ہوں جیسا کہ فرمایا: ﴿وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ۝﴾ (الفرقان 72:25) ''اور جب ان کا بے ہودہ چیزوں سے گزر ہو تو وہ عزت ووقار سے گزرتے ہیں۔'' قتادہ کہتے ہیں کہ ان کے پاس اللہ تعالیٰ کا حکم آیا ہے، اس لیے اس نے انھیں لغو اور باطل امور سے بچا لیا ہے۔[5]

مال وجان کا تزکیہ کرنے والے: ﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ ۝۴﴾ ''اور جو زکاۃ ادا کرنے والے ہیں۔'' اکثر مفسرین کا خیال ہے کہ زکاۃ سے یہاں مالوں کی زکاۃ مراد ہے، حالانکہ یہ آیت مکی ہے جبکہ زکاۃ 2 ھ میں مدینہ منورہ میں فرض ہوئی تھی لیکن بظاہر یوں معلوم ہوتا ہے کہ مدینہ میں زکاۃ مخصوص نصاب کے ساتھ فرض ہوئی تھی ورنہ اصل میں زکاۃ مکہ مکرمہ میں بھی واجب تھی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ انعام میں فرمایا جو کہ مکی سورت ہے: ﴿وَاٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ﴾ (الأنعام 141:6) ''اور جس دن (پھل توڑو اور کھیتی) کاٹو اللہ کا حق بھی اس میں سے ادا کرو۔'' اس بات کا بھی احتمال ہے کہ زکاۃ سے یہاں نفس کو شرک کے میل کچیل سے پاک کرنا مراد ہو جیسا کہ فرمایا: ﴿قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا ۝ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا ۝﴾ (الشمس 10,9:91) ''جس نے (اپنے) نفس (روح) کو پاک رکھا، یقیناً وہ مراد کو پہنچا اور جس نے اسے خاک میں ملا دیا، بلاشبہ وہ خسارے میں رہا۔'' اور اس بات کا بھی احتمال ہے کہ یہاں دونوں باتیں مراد ہوں، نفوس کا تزکیہ بھی اور مالوں کی زکاۃ بھی کیونکہ اموال کی زکاۃ بھی نفوس کی زکاۃ میں شامل ہے اور مومن کامل وہ ہے جو ان میں سے ہر قسم کی زکاۃ ادا کرتا ہو۔ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ.

فحاشی کے منکر: اور فرمایا: ﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۝۵ اِلَّا عَلٰۤى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ۝۶ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ۝۷﴾ ''اور وہ جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں مگر اپنی بیویوں سے یا جن (لونڈیوں) کے مالک ہوئے ان کے دائیں ہاتھ تو بلاشبہ (ان کی بابت) انھیں کوئی ملامت نہیں، پھر جو ان کے علاوہ (رستہ) تلاش کرے تو ایسے لوگ ہی (اللہ کی مقرر کی ہوئی) حد سے نکل جانے والے ہیں۔'' یعنی مومن وہ ہیں جو

---

[1] تفسير الطبرى:5/18. [2] تفسير الطبرى:5/18. [3] تفسير الطبرى:5/18. [4] مسند أحمد:128/3 وسنن النسائى، عشرة النساء، باب حب النساء، حديث:3392 واللفظ له، حدیث حسن ہے۔ [5] تفسير الطبرى:111/20.

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

حرام کاموں سے اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے زنا اور لواطت کو حرام قرار دیا ہے، اس لیے وہ ان کا ارتکاب نہیں کرتے اور سوائے اپنی بیویوں اور کنیزوں کے جنھیں اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے حلال قرار دیا ہے تو اس پر کوئی ملامت نہیں اور حلال سے استفادے میں کوئی حرج نہیں، اسی لیے فرمایا: انھیں ملامت نہیں۔ اور جو بیویوں اور کنیزوں کے سوا اوروں کے طالب ہوں۔ ﴿فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْعَادُونَ ⑦﴾ ''تو وہ (اللہ کی مقرر کی ہوئی) حد سے نکل جانے والے ہیں۔''

وعدوں کے پاس دار اور امین لوگ: اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَالَّذِينَ هُمْ لِأَمَانَاتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُونَ ⑧﴾ ''اور وہ جو اپنی امانتوں اور اقراروں کو ملحوظ رکھنے والے ہیں۔'' یعنی جب ان کے پاس امانت رکھی جائے تو وہ اس میں خیانت نہیں کرتے بلکہ اسے اس کے مالک کو ادا کر دیتے ہیں اور جب وہ کوئی عہد و پیمان کریں تو اسے پورا کرتے ہیں، ان کی صفات منافقوں کی صفات کے برعکس ہیں کیونکہ منافقوں کے بارے میں تو رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمایا ہے: [آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ: إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ، وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ] ''منافق کی تین نشانیاں ہیں: (1) جب بات کرے تو جھوٹ بولے (2) اور جب وعدہ کرے تو اس کی خلاف ورزی کرے (3) اور جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو اس میں خیانت کرے۔''[1]

بندگی کے محافظ: اور فرمایا: ﴿وَالَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَوَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ ⑨﴾ ''اور وہ جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔'' یعنی انھیں ان کے اوقات مقررہ میں ادا کرتے ہیں جیسا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہاں کہا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کی: یا رسول اللہ! کون سا عمل اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسند ہے؟ آپ نے فرمایا: [اَلصَّلَاةُ عَلَى وَقْتِهَا] ''نماز وقت پر ادا کرنا۔'' میں نے عرض کی: پھر کون سا؟ فرمایا: [ثُمَّ بِرُّ الْوَالِدَيْنِ] ''پھر والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنا'' پھر کون سا؟ فرمایا: [اَلْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ] ''اللہ کے رستے میں جہاد کرنا۔''[2] قتادہ فرماتے ہیں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ نماز کے اوقات کی بہت حفاظت کرتے ہیں اور نماز میں رکوع و سجود کا بھی پورا پورا خیال رکھتے ہیں۔[3]

اللہ تعالیٰ نے اس مقام پر مومنوں کی ان صفات حمیدہ کا آغاز بھی نماز سے کیا اور اس کا اختتام بھی نماز پر کیا، یہ نماز کی افضلیت کی دلیل ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [اِسْتَقِيمُوا وَلَنْ تُحْصُوا، وَاعْلَمُوا أَنَّ خَيْرَ أَعْمَالِكُمُ الصَّلَاةُ، وَلَا يُحَافِظُ عَلَى الْوُضُوءِ إِلَّا مُؤْمِنٌ] ''سیدھے رستے پر رہو، تم ہرگز طاقت نہیں رکھ سکو گے اور خوب جان لو کہ تمھارے اعمال میں سب سے بہتر نماز ہے اور وضو کی حفاظت صرف مومن ہی کرسکتا ہے۔''[4]

فردوس بریں کے وارث: اللہ تعالیٰ نے جب مومنوں کے بارے میں یہ فرمایا کہ وہ ان صفات حمیدہ سے اتصاف پذیر ہیں

---

[1] صحیح البخاری، الإیمان، باب علامات المنافق، حدیث: 33 وصحیح مسلم، الإیمان، باب خصال المنافق، حدیث: 59 عن أبی هریرة رضی اللہ عنہ. [2] صحیح البخاری، الأدب، باب البر والصلة، حدیث: 5970 وصحیح مسلم، الإیمان باللّٰه......، حدیث: 85. [3] زاد المسیر لابن الجوزی: 21/1 والدر المنثور: 9/5. [4] سنن ابن ماجه، الطهارة وسننها، باب المحافظة على الوضوء، حدیث: 277 ومسند أحمد: 282/5 عن ثوبان رضی اللہ عنہ.

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

اوران نیک افعال کو بجالاتے ہیں تو فرمایا: ﴿ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ؕ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ ﴾ ”یہی لوگ وارث ہیں (یعنی) جوفردوس کے وارث ہوں گے (اور) اس میں ہمیشہ رہیں گے۔“ صحیحین میں حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [فَإِذَا سَأَلْتُمُ اللّٰهَ (فَاسْئَلُوهُ) الْفِرْدَوْسَ، فَإِنَّهُ أَوْسَطُ الْجَنَّةِ وَأَعْلَى الْجَنَّةِ، وَفَوْقَهُ عَرْشُ الرَّحْمٰنِ وَ مِنْهُ تَفَجَّرُ أَنْهَارُ الْجَنَّةِ] ”جب تم اللہ تعالیٰ سے جنت کا سوال کرو تو اس سے فردوس کا سوال کرو کیونکہ وہ سب سے اعلیٰ اور افضل جنت ہے اور اسی کے اوپر رحمان کا عرش ہے، اسی سے جنت کی نہریں پھوٹتی ہیں۔“[1]

ابن ابو حاتم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [مَا مِنْكُمْ مِّنْ أَحَدٍ إِلَّا لَهُ مَنْزِلَانِ: مَنْزِلٌ فِي الْجَنَّةِ، وَمَنْزِلٌ فِي النَّارِ، فَإِذَامَاتَ، فَدَخَلَ النَّارَ، وَرِثَ أَهْلُ الْجَنَّةِ مَنْزِلَهُ، فَذٰلِكَ قَوْلُهُ تَعَالٰى: ﴿ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ۝ ﴾] ”تم میں سے ہر شخص کے لیے دو مقام ہیں: ایک مقام جنت میں اور دوسرا جہنم میں اگر وہ مرنے کے بعد جہنم میں داخل ہوگا تو اس کے جنت والے مقام کے اہل جنت وارث ہوں گے۔ یہی معنی ہیں اس ارشاد باری تعالیٰ کے: ﴿ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ۝ ﴾ ”یہی لوگ وارث ہوں گے۔“[2]

﴿ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ۝ ﴾ ”یہی لوگ وارث ہیں۔“ ابن جریج نے لیث سے اور انھوں نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ مومن کافروں کے گھروں کے وارث بن جائیں گے کیونکہ وہ اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کے لیے پیدا کیے گئے ہیں جب مومنوں نے فریضۂ عبادت ادا کیا اور کافروں نے اپنے فرض کو ترک کر دیا تو مومنوں نے کافروں کے جنت میں اس حصے کو بھی حاصل کر لیا جو اطاعت بجالانے کی صورت میں کافروں کو ملنا تھا۔[3] بلکہ اس سے بھی بڑھ کر وہ بات ہے جو صحیح مسلم میں ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے اور ان کی اپنے والد سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: [يَجِيءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ نَاسٌ مِّنَ الْمُسْلِمِينَ بِذُنُوبٍ أَمْثَالِ الْجِبَالِ، فَيَغْفِرُهَا اللّٰهُ لَهُمْ، وَيَضَعُهَا عَلَى الْيَهُودِ وَالنَّصَارٰى] ”قیامت کے دن کچھ مسلمان پہاڑوں جیسے گناہ لے کر آئیں گے، اللہ تعالیٰ ان کے ان گناہوں کو معاف فرما دے گا اور انھیں یہود و نصاریٰ پر رکھ دے گا۔“[4] ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ، دَفَعَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ إِلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ يَّهُودِيًّا أَوْ نَصْرَانِيًّا، فَيَقُولُ: هٰذَا فِكَاكُكَ مِنَ النَّارِ] ”جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کے سپرد ایک یہودی یا عیسائی کر دے گا اور فرمائے گا کہ یہ ہے جہنم سے تیری رہائی (کا بدلہ۔)“[5] حضرت عمر بن عبدالعزیز نے ابو بردہ سے تین بار قسم لی کہ اس اللہ کی قسم کھاؤ جس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ تمھارے باپ نے تمھیں اسے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا تھا۔ ابو بردہ نے قسم کھائی۔[6] یہ آیت اس طرح ہے جیسے درج ذیل آیت کریمہ ہے: ﴿ تِلْكَ

---

[1] صحیح البخاری، التوحید، باب: ﴿ وَّكَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ ﴾ (ھود 11:7)......، حدیث: 7423 اور قوسین والا لفظ بخاری ہی کی حدیث: 2790 عن أبی هريرة رضی اللہ عنہ میں ہے۔ [2] سنن ابن ماجه، الزهد، باب صفة الجنة، حديث: 4341۔ [3] تفسیر الطبری: 10/18۔ [4] صحيح مسلم، التوبة، باب في سعة......، حديث: (51)-2767۔ [5] صحيح مسلم، التوبة، باب في سعة......، حديث: 2767 عن أبی موسٰی رضی اللہ عنہ۔ [6] صحيح مسلم، التوبة، باب في سعة......، حديث: (50)-2767۔

”محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ⑫ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ⑬

اور بلاشبہ ہم نے انسان کو مٹی کے جوہر سے پیدا کیا ہے ⑫ پھر ہم نے اسے ایک محفوظ قرار گاہ (رحم مادر) میں نطفہ بنا کر رکھا ⑬ پھر ہم نے نطفے کو خون

ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا

کی پھٹکی بنایا، پھر ہم نے پھٹکی کو لوتھڑے میں ڈھالا، پھر ہم نے لوتھڑے سے ہڈیاں بنائیں، پھر ہم نے ہڈیوں پر گوشت چڑھادیا، پھر ہم نے

الْعِظٰمَ لَحْمًا ۗ ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ ؕ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ⑭ ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ

اسے ایک اور ہی صورت میں بنادیا، چنانچہ بڑا بابرکت ہے اللہ جو سب سے عمدہ بنانے والا ہے ⑭ پھر بے شک تم اس کے بعد ضرور مرنے والے

ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ ؕ ⑮ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ ⑯

ہو ⑮ پھر یقیناً تم یوم قیامت (دوبارہ) اٹھائے جاؤ گے ⑯

الْجَنَّةُ الَّتِيْ نُوْرِثُ مِنْ عِبَادِنَا مَنْ كَانَ تَقِيًّا ○﴾ (مریم 63:19) ''یہی وہ جنت ہے جس کا ہم اپنے بندوں میں سے ایسے شخص کو مالک بنائیں گے جو پرہیز گار ہوگا۔'' اور اس قول کی طرح: ﴿ وَتِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○﴾ (الزخرف 72:43) ''اور یہی وہ جنت ہے جس کے تم مالک بنادیے گئے ہو ان اعمال کے بدلے میں جو تم کرتے رہے ہے۔''

تفسیر آیات: 12-16

انسان کی تخلیق کے تدریجی مراحل: اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ انسان کی تخلیق کی ابتدا مٹی کے خلاصے سے ہوئی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو بجنے والی مٹی سے پیدا کیا جو بدبودار سیاہ کیچڑ تھی۔ ابن جریر کہتے ہیں کہ آدم کو طین کے نام سے بھی موسوم کیا گیا ہے، اس لیے کہ وہ مٹی سے پیدا ہوئے تھے۔[1] قتادہ کہتے ہیں کہ آدم علیہ السلام کو مٹی کے خلاصے سے پیدا کیا گیا تھا۔[2] اور یہ بات معنی کے اعتبار سے نمایاں اور سیاق کلام سے زیادہ مناسبت رکھتی ہے۔ آدم علیہ السلام کو چپکتے گارے سے پیدا کیا گیا تھا جسے قرآن مجید میں کہیں ﴿ طِيْنٍ لَّازِبٍ ○﴾ (الصّٰفّٰت 11:37) ''لیس دار (چپکتی) مٹی۔'' اور کہیں ﴿ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ۚ﴾ (الحجر 26:15) ''کھنکھناتی مٹی (سے اور) سڑے ہوئے گارے میں سے ہے۔'' اور وہ مٹی سے پیدا کیے گئے ہیں ہے جیسا کہ فرمایا: ﴿ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَآ اَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ ○﴾ (الروم 20:30) ''اور اسی کے نشانات میں سے ہے کہ اس نے تمھیں مٹی سے پیدا کیا، پھر اچانک تم انسان ہو جو جابجا پھیل رہے ہو۔''

امام احمد رحمہ اللہ نے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: [إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ خَلَقَ آدَمَ مِنْ قَبْضَةٍ قَبَضَهَا مِنْ جَمِيعِ الْأَرْضِ، فَجَاءَ بَنُو آدَمَ عَلٰى قَدْرِ الْأَرْضِ، جَاءَ مِنْهُمُ الْأَبْيَضُ، وَالْأَحْمَرُ، وَالْأَسْوَدُ، وَ بَيْنَ ذٰلِكَ، وَالْخَبِيثُ، وَالطَّيِّبُ، وَالسَّهْلُ، وَالْحَزْنُ، وَبَيْنَ ذٰلِكَ] ''بے شک اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو (مٹی کی) ایک مٹھی سے پیدا فرمایا جسے اس نے ساری زمین سے اکٹھا کیا تھا تو اسی زمین کے مطابق بنو آدم پیدا ہوئے کہ ان میں سے کچھ کا رنگ سرخ ہے کچھ کا سفید، کچھ کا سیاہ اور کچھ کا بین بین، ان میں سے کچھ برے، کچھ اچھے، کچھ نرم اور کچھ سخت جبکہ کچھ درمیانے

① تفسیر الطبری: 12/18. ② تفسیر الطبری: 11/18.

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔''[1] اس حدیث کو امام ابوداود اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے۔[2] امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح قرار دیا ہے۔

انسان کی تخلیق کے مراحل: ﴿ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً﴾ ''پھر ہم نے اس کو نطفہ بنا دیا۔'' ﴿جَعَلْنٰهُ﴾ میں ضمیر جنس انسان کی طرف لوٹتی ہے جیسا کہ دوسری آیت میں فرمایا: ﴿وَبَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِيْنٍ ۝ ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهٗ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ ۝﴾ (السجدة 32:7,8) ''اور اس نے انسان کی پیدائش کو مٹی سے شروع کیا، پھر اس کی نسل ایک حقیر پانی کے جوہر سے چلائی۔'' یعنی کمزور (پانی) سے۔ جیسا کہ فرمایا: ﴿اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ ۝ فَجَعَلْنٰهُ فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ۝﴾ (المرسلت 77:20,21) ''کیا ہم نے تم کو حقیر پانی سے پیدا نہیں کیا؟ پھر ہم نے اسے ایک محفوظ جگہ میں رکھا۔'' یعنی اس کے لیے رحم کو تیار کیا اور بنایا گیا۔ ﴿اِلٰى قَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ۝ فَقَدَرْنَا ۖ فَنِعْمَ الْقٰدِرُوْنَ ۝﴾ (المرسلت 77:22,23) ''ایک وقت معین تک، پھر ہم نے اندازہ لگایا بعد ازاں کیا ہی خوب اندازہ لگانے والے ہیں۔'' یعنی ہم نے اسے ایک معلوم مدت اور معین وقت تک رحم میں رکھا حتی کہ یہ مستحکم ہو گیا اور ایک حال سے دوسرے حال اور ایک صفت سے دوسری صفت میں بدلتا رہا، اس لیے یہاں فرمایا: ﴿ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً﴾ ''پھر ہم نے نطفے کو جما ہوا خون بنایا۔'' پھر نطفے، یعنی اس اچھلنے والے پانی کو جو مرد کی پشت اور عورت کی سینے کی ہڈیوں میں سے نکلتا ہے اسے سرخ رنگ کی مستطیل شکل کا لوتھڑا بنا دیا۔ عکرمہ کہتے ہیں کہ یہ خون ہوتا ہے۔ ﴿فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً﴾ ''پھر ہم نے جمے ہوئے خون کو لوتھڑے میں ڈھالا۔'' یہ گوشت کی بوٹی جیسا ایک ٹکڑا ہوتا ہے جس کی نہ کوئی شکل ہوتی ہے اور نہ کوئی صورت۔ ﴿فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا﴾ ''پھر ہم نے لوتھڑے سے ہڈیاں بنائیں۔'' اور اسے شکل وصورت دے کر اس میں ایک سر، دو ہاتھ، دو پاؤں اور ان کی ہڈیاں، اعصاب اور رگیں پیدا فرما دیں۔

﴿فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا﴾ ''پھر ہم نے ہڈیوں پر گوشت چڑھایا۔'' جو ہڈیوں کو چھپا دیتا اور انھیں مضبوط وطاقت ور بنا دیتا ہے۔ ﴿ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ﴾ ''پھر ہم نے اس کو ایک اور ہی صورت میں بنا دیا۔'' پھر اس میں ہم نے روح کو پھونکا جس سے وہ حرکت کرنے لگا اور ایک نئی صورت بن گیا جو سننے والا اور دیکھنے والا تھا جس میں ادراک، حرکت اور اضطراب تھا۔

﴿فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ۝﴾ ''چنانچہ اللہ جو سب سے عمدہ بنانے والا ہے بڑا بابرکت ہے۔''

عوفی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ﴿ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ﴾ کے بارے میں روایت کیا ہے کہ ہم اسے ایک حال سے دوسرے حال میں منتقل کرتے رہتے ہیں حتی کہ وہ بچہ بن کر نکل آتا ہے، پھر وہ بچے کی حیثیت سے پروان چڑھتا ہے حتی کہ بالغ ہو جاتا ہے، پھر جوان ہو جاتا ہے، ادھیڑ عمر کو پہنچ جاتا ہے اور پھر بوڑھا اور بہت بوڑھا ہو جاتا ہے۔[3] امام احمد رحمہ اللہ نے مسند میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے بیان فرمایا اور آپ صادق ومصدوق ہیں:

---

[1] مسند أحمد: 400/4. [2] سنن أبي داود، السنة، باب في القدر، حديث:4693 وجامع الترمذي، تفسير القرآن، باب ومن سورة البقرة، حديث:2955. [3] تفسير القرطبي: 202/2 وتفسير الطبري: 15/18 والدار المنثور: 12/5.

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

وَلَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ طَرَآئِقَ ۖ وَمَا كُنَّا عَنِ الْخَلْقِ غٰفِلِيْنَ ⑰

اور بلاشبہ ہم نے تمھارے اوپر سات تہ بہ تہ آسمان پیدا کیے، اور ہم (اپنی) مخلوق سے غافل نہیں ہیں⑰

[إِنَّ أَحَدَكُمْ يُجْمَعُ خَلْقُهُ فِي بَطْنِ أُمِّهِ، فِي أَرْبَعِينَ يَوْمًا، ثُمَّ يَكُونُ عَلَقَةً مِّثْلَ ذٰلِكَ، ثُمَّ يَكُونُ مُضْغَةً مِّثْلَ ذٰلِكَ، ثُمَّ يُرْسَلُ إِلَيْهِ الْمَلَكُ فَيَنْفُخُ فِيهِ الرُّوحَ، وَيُؤْمَرُ بِأَرْبَعِ كَلِمَاتٍ: رِّزْقِهِ، وَأَجَلِهِ، وَعَمَلِهِ، وَشَقِيٌّ أَمْ سَعِيدٌ، فَوَالَّذِي لَا إِلٰهَ غَيْرُهُ! إِنَّ أَحَدَكُمْ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ، حَتّٰى مَا يَكُونُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا إِلَّا ذِرَاعٌ، فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ، فَيُخْتَمُ لَهُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ، فَيَدْخُلُهَا، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ، حَتّٰى مَا يَكُونُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا إِلَّا ذِرَاعٌ، فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ، فَيُخْتَمُ لَهُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَيَدْخُلُهَا]

''بے شک تم میں سے ایک کی پیدائش کو اس کی ماں کے پیٹ میں چالیس دن تک نطفے کے طور پر جمع رکھا جاتا ہے، پھر اسی طرح اسے لوتھڑا رکھا جاتا ہے، پھر اسی طرح اسے بوٹی رکھا جاتا ہے، پھر اس کی طرف فرشتے کو بھیجا جاتا ہے جو اس میں روح پھونکتا ہے اور فرشتے کو چار باتوں (کے لکھنے) کا حکم دیا جاتا ہے: اس کے رزق، اس کی موت، اس کے عمل اور اس بات کا کہ وہ بد بخت ہے یا سعادت مند۔ پس اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں! تم میں سے ایک شخص اہل جنت کے سے عمل کرتا رہتا ہے حتی کہ اس کے اور جنت کے درمیان صرف ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے مگر کتاب سبقت لے جاتی ہے اور اس کا خاتمہ جہنمیوں کے کسی عمل پر ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے وہ جہنم میں داخل ہو جاتا ہے اور ایک شخص اہل دوزخ کے عمل کرتا رہتا ہے حتی کہ اس کے اور دوزخ کے درمیان ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے مگر کتاب اس سے سبقت لے جاتی ہے اور اس کا خاتمہ جنتیوں کے کسی عمل پر ہو جاتا ہے اور وہ جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔''[1] اس کو امام بخاری اور امام مسلم نے بھی روایت کیا ہے۔[2]

اور فرمایا: ﴿فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ۭ⑭﴾ ''چنانچہ اللہ جو سب سے عمدہ بنانے والا ہے بڑا بابرکت ہے۔'' اللہ تعالیٰ نے جب اپنی اس قدرت کاملہ اور اپنے اس لطف و کرم کا ذکر فرمایا کہ وہ اس نطفے کو ایک حال سے دوسرے حال اور ایک شکل سے دوسری شکل میں منتقل کرتا رہتا ہے حتی کہ یہ اس کی قدرت کا شاہکار بن کر جیتے جاگتے انسان کے روپ میں دنیا میں آ جاتا ہے تو اس کے بعد فرمایا: ﴿فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ۭ⑭﴾ ''چنانچہ اللہ جو سب سے عمدہ بنانے والا ہے بڑا بابرکت ہے۔''

اور پھر فرمایا: ﴿ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ ۭ⑮﴾ ''پھر بے شک تم اس کے بعد ضرور مرنے والے ہو۔'' یعنی عدم سے وجود میں آنے کے بعد، پھر تم موت کا شکار ہو جاتے ہو۔ ﴿ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ ⑯﴾ ''پھر یقیناً تم یوم قیامت (دوبارہ) اٹھائے جاؤ گے۔'' یعنی یہ تمھاری دوسری نشأت ہو گی جیسا کہ فرمایا: ﴿ثُمَّ اللّٰهُ يُنْشِئُ النَّشْاَةَ الْاٰخِرَةَ ۭ﴾ (العنکبوت 20:29) ''پھر اللہ ہی اسے دوسری بار پیدا کرے گا۔'' یعنی آخرت کے دن اور روحوں کے جسموں کی طرف لوٹ آنے کے

---

[1] مسند أحمد: 382/1. [2] صحيح البخاري، القدر، باب:1، حديث:6594 و صحيح مسلم، القدر، باب كيفية خلق الآدمي، في بطن أمه......، حديث:2643.

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

دن، پھر اس دن ساری مخلوقات کا حساب لیا جائے گا اور ہر عمل کرنے والے کو اس کے عمل کا بدلہ دیا جائے گا، اچھے عمل کا اچھا بدلہ اور برے عمل کا برا بدلہ۔

تفسیر آیت:17

آسمانوں کی پیدائش بھی نشانی ہے: اللہ تعالیٰ نے انسان کی پیدائش کا ذکر فرمانے کے بعد ساتوں آسمانوں کی پیدائش کا ذکر شروع فرمایا ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اور بھی بہت سے مقامات پر آسمانوں اور زمین کی تخلیق کا تخلیقِ انسان کے ساتھ ذکر فرمایا ہے جیسا کہ فرمایا: ﴿لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ﴾ (المؤمن 57:40) ”آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا لوگوں کو پیدا کرنے کی نسبت زیادہ بڑا (کام) ہے۔“ اسی طرح سورۂ سجدہ کے آغاز میں بھی جسے رسول اللہ ﷺ جمعے کے دن نماز فجر کی پہلی رکعت میں پڑھا کرتے تھے، آسمانوں اور زمین کی تخلیق کا ذکر فرمایا، پھر اس بات کا کہ اس نے انسان کو حقیر پانی کے جوہر سے پیدا فرمایا ہے، اس سورۂ مبارکہ میں آخرت اور جزا و سزا کا بھی بیان ہے۔[1] اور ان تمام امور کا تعلق مقاصد سے ہے۔

﴿سَبْعَ طَرَآىِٕقَ ﱗ﴾ ”سات آسمان تہ در تہ۔“ مجاہد فرماتے ہیں کہ سبع طرائق سے مراد سات آسمان ہیں۔[2] جیسا کہ فرمایا: ﴿تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِیْهِنَّ ؕ﴾ (بنیٓ إسرآء یل 44:17) ”ساتوں آسمان اور زمین اور جو (مخلوق) ان میں ہیں، سب اسی کی تسبیح کرتے ہیں۔“ اور فرمایا: ﴿اَلَمْ تَرَوْا كَیْفَ خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ۙ﴾ (نوح 15:71) ”کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے سات آسمان اوپر کیسے بنائے ہیں۔“ اور فرمایا: ﴿اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ ؕ یَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَیْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۙ۬ وَّاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا ۠﴾ (الطلاق 12:65) ”اللہ ہی وہ ذات ہے جس نے سات آسمان پیدا کیے اور اتنی ہی زمینیں بھی، ان کے درمیان (اللہ کا) حکم اترتا رہتا ہے تاکہ تم لوگ جان لو کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور بلاشبہ اللہ (اپنے) علم سے ہر چیز پر احاطہ کیے ہوئے ہے۔“ اسی طرح یہاں فرمایا: ﴿وَلَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ طَرَآىِٕقَ ﱗ وَمَا كُنَّا عَنِ الْخَلْقِ غٰفِلِیْنَ ⑰﴾ ”اور البتہ تحقیق ہم نے تمھارے اوپر سات آسمان تہ بہ تہ پیدا کیے اور ہم (اپنی) خلقت سے غافل نہیں ہیں۔“ یعنی وہ جانتا ہے جو زمین میں داخل یا اس سے خارج ہوتا ہے اور جو آسمان سے نازل ہوتا یا اس پر چڑھتا ہے اور وہ تمھارے ساتھ ہے، خواہ تم کہیں بھی ہو اور وہ تمھارے تمام اعمال کو دیکھ رہا ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے نہ کوئی آسمان کسی دوسرے آسمان کو اور نہ کوئی زمین کسی دوسری زمین کو چھپا سکتی ہے، وہ ہر پہاڑ کے بارے میں جانتا ہے کہ اس کی تہ میں کیا چھپا ہوا ہے، وہ ہر دریا اور سمندر کے بارے میں جانتا ہے کہ اس کے پیندے میں کیا ہے، وہ تمام پہاڑوں، ٹیلوں، ریت کے ذروں، دریاؤں اور سمندروں، جنگلوں اور درختوں کی تعداد کو جانتا ہے، ﴿وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا یَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِیْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا

① دیکھیے السجدة، آیات: 4-9 کے تحت۔ ② الدر المنثور: 13/5 و تفسیر الطبری: 17/18 عن ابن زید و تفسیر القرطبی: 111/12 عن أبی عبیدة.

”محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍ فَاَسْكَنّٰهُ فِي الْاَرْضِ ۖ وَاِنَّا عَلٰى ذَهَابٍۢ بِهٖ لَقٰدِرُوْنَ ﴿18﴾

اور ہم نے آسمان سے ایک (خاص) اندازے سے پانی نازل کیا، پھر ہم نے اسے زمین میں ٹھہرایا، اور بلاشبہ ہم اسے لے جانے پر بھی یقیناً قادر ہیں ﴿18﴾

فَاَنْشَاْنَا لَكُمْ بِهٖ جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ ۘ لَكُمْ فِيْهَا فَوَاكِهُ كَثِيْرَةٌ وَّمِنْهَا

پھر ہم نے اس (پانی) کے ذریعے سے تمھارے لیے کھجوروں اور انگوروں کے باغات اُگائے، ان میں تمھارے لیے بہت سے (لذیذ) پھل ہیں اور ان

تَاْكُلُوْنَ ﴿19﴾ وَشَجَرَةً تَخْرُجُ مِنْ طُوْرِ سَيْنَآءَ تَنْۢبُتُ بِالدُّهْنِ وَصِبْغٍ لِّلْاٰكِلِيْنَ ﴿20﴾

میں سے بعض کو تم کھاتے ہو﴿19﴾ اور وہ درخت (زیتون) جو طور سیناء میں پیدا ہوتا ہے، وہ کھانے والوں کے لیے تیل اور سالن لیے اگتا ہے﴿20﴾ اور بلاشبہ

وَاِنَّ لَكُمْ فِي الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ۭ نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِيْ بُطُوْنِهَا وَلَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ كَثِيْرَةٌ

تمھارے لیے چوپایوں میں ضرور (سامان) عبرت ہے، ہم تمھیں اس میں سے پلاتے ہیں جو ان کے پیٹوں میں (دودھ) ہے، اور تمھارے لیے ان میں

وَّمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿21﴾ وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ ﴿22﴾

کثیر منافع ہیں، اور ان میں سے بعض کو تم کھاتے ہو﴿21﴾ اور ان (چوپایوں) پر اور کشتیوں پر تم سوار بھی کیے جاتے ہو﴿22﴾

یَابِسٍ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴿ (الأنعام 59:6) ''اور کوئی پتا نہیں جھڑتا مگر وہ اسے جانتا ہے اور زمین کے اندھیروں میں کوئی دانہ ایسا نہیں جسے وہ جانتا نہ ہو اور کوئی ہری یا سوکھی چیز نہیں ہے مگر واضح کتاب میں (لکھی ہوئی) ہے۔''

تفسیر آیات: 18-22

بارش، نباتات، درخت اور چوپائے اس کی قدرت کی نشانیاں ہیں: اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر اپنی ان گنت اور بے شمار نعمتوں کے ضمن میں فرما رہا ہے کہ اس نے ایک اندازے کے مطابق آسمان سے بارش کا پانی نازل فرمایا، یعنی بقدر ضرورت، نہ اس قدر زیادہ کہ اس سے زمین اور آبادیاں تباہ ہو جائیں اور نہ اس قدر کم کہ اس سے فصلوں اور پھلوں کی ضرورت ہی پوری نہ ہو بلکہ اس نے اس قدر نازل فرمایا کہ اس سے فصلوں کو سیراب کرنے، خود پینے اور جانوروں کو پلانے کے علاوہ دیگر مقاصد پورے ہو سکیں حتی کہ وہ زمینیں جن میں زراعت کے لیے زیادہ پانی کی ضرورت ہوتی ہے مگر وہ موسلا دھار بارش کو برداشت نہیں کر سکتیں، ان کے لیے بھی اللہ تعالیٰ دوسرے علاقوں سے پانی بہا کر لے آتا ہے جیسا کہ مصر کی زمین ہے، اسے بنجر زمین کہا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے نیل کے پانی کو لے آتا ہے جو اپنے ساتھ سرخ مٹی لے کر آتا ہے، اس مٹی کو بارش کے زمانے میں وہ حبشہ کی زمین سے بہا کر لے آتا ہے اور نیل کا پانی جب مصر میں پہنچتا ہے تو وہ یہاں سرخ مٹی کی تہ بھی بچھا دیتا ہے اور مصر کی زمین کو سیراب بھی کر دیتا ہے تاکہ یہاں کے لوگ اپنی زمینوں کو کاشت کر سکیں ورنہ یہاں کی زمین بنجر اور اس میں ریت کا عنصر غالب تھا، پاک ہے وہ ذات جو لطیف و خبیر اور رحیم و غفور ہے۔

پانی کو قابل استعمال بنانا: اور فرمایا: ﴿ فَاَسْكَنّٰهُ فِي الْاَرْضِ ۖ ﴾ ''پھر ہم نے اسے زمین میں ٹھہرا دیا۔'' یعنی آسمان سے جب پانی برستا ہے تو زمین میں جمع ہو جاتا ہے اور زمین میں ہم نے یہ صلاحیت پیدا کی ہے کہ دانے اور کھجور کی گٹھلیاں اس سے پانی پی سکیں اور اپنی غذا حاصل کر سکیں۔ ﴿ وَاِنَّا عَلٰى ذَهَابٍۢ بِهٖ لَقٰدِرُوْنَ ﴿18﴾ ﴾ ''اور بلاشبہ ہم اسے نابود کر دینے پر بھی قادر

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔’’یعنی اگر ہم چاہیں کہ بارش نہ برسے تو ہم ایسا کر سکتے ہیں اور اگر ہم چاہیں کہ بارش تمھارے بجائے پہاڑوں، جنگلوں اور صحراؤں میں برسے تو ہم ایسا کر سکتے ہیں اور اگر ہم چاہیں کہ پانی اس قدر کڑوا ہو جائے کہ وہ پینے اور آب پاشی کے قابل نہ رہے تو ہم ایسا کر سکتے ہیں۔ اگر ہم چاہیں کہ پانی زمین کے اندر داخل نہ ہو بلکہ اس کی سطح ہی پر بہتا رہے تو ہم ایسا کر سکتے ہیں اور اگر ہم چاہیں کہ زمین میں داخل ہونے والا پانی اس قدر گہرائی میں چلا جائے کہ تمھاری وہاں تک دسترس نہ ہو اور تم اس پانی سے فائدہ نہ اٹھا سکو تو ہم ایسا کر سکتے ہیں مگر یہ اللہ تعالیٰ کا لطف و کرم اور اس کی رحمت ہے کہ وہ بادلوں سے شیریں و فرحت بخش اور ٹھنڈا اور صاف شفاف پانی نازل فرماتا ہے، پھر اسے زمین میں ٹھہراتا اور چشمے بنا کر چلا دیتا ہے، پھر وہ چشموں اور نہروں کو رواں دواں کر دیتا ہے اور ان سے فصلوں اور پھل دار درختوں کو سیراب کیا جاتا ہے اور تم اس پانی کو پیتے ہو، اپنے جانوروں اور مویشیوں کو پلاتے ہو اور اس سے غسل کر کے نظافت اور طہارت حاصل کرتے ہو۔ فَلَهُ الْحَمْدُ وَالْمِنَّةُ.

اور فرمان الٰہی ہے: ﴿ فَاَنۡشَاۡنَا لَكُمۡ بِهٖ جَنّٰتٍ مِّنۡ نَّخِيۡلٍ وَّاَعۡنَابٍ ۘ ﴾ ’’پھر ہم نے اس کے ذریعے سے تمھارے لیے کھجوروں اور انگوروں کے باغات اگائے۔‘‘ یعنی آسمان سے نازل کیے جانے والے باران رحمت کے ساتھ ہم نے تمھارے لیے حسین و جمیل اور سرسبز و شاداب باغات پیدا کر دیے۔ اور فرمایا: ﴿ مِّنۡ نَّخِيۡلٍ وَّاَعۡنَابٍ ۘ ﴾ ’’کھجوروں اور انگوروں کے۔‘‘ کھجوروں اور انگوروں کا بطور خاص اس لیے ذکر کیا کہ اہل حجاز ان کو بہت پسند کرتے تھے، اسی طرح اللہ تعالیٰ نے دیگر علاقوں کے لوگوں کے لیے بھی ان کی پسند کے بہت سے پھل پیدا فرمائے ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کی ایسی عظیم الشان نعمتیں ہیں کہ لوگ ان کا شکر ادا کر ہی نہیں سکتے۔ اور فرمایا: ﴿ لَكُمۡ فِيۡهَا فَوَاكِهُ كَثِيۡرَةٌ ﴾ ’’ان میں تمھارے لیے بہت سے (لذیذ) پھل ہیں۔‘‘ یعنی تمام انواع و اقسام کے پھل جیسا کہ فرمایا: ﴿ يُنۡۢبِتُ لَكُمۡ بِهِ الزَّرۡعَ وَالزَّيۡتُوۡنَ وَالنَّخِيۡلَ وَالۡاَعۡنَابَ وَمِنۡ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ؕ ﴾ (النحل 16:11) ’’وہ اسی (پانی) سے تمھارے لیے کھیتی اور زیتون اور کھجور اور انگور اگاتا ہے اور ہر طرح کے پھل (پیدا کرتا ہے۔)‘‘ اور فرمایا: ﴿ وَّمِنۡهَا تَاۡكُلُوۡنَ ۙ﴿۱۹﴾ ﴾ ’’اور ان میں سے تم کھاتے ہو۔‘‘ گویا اس کا ایک مقدر عبارت پر عطف ہے اور وہ یہ کہ تم ان پھلوں کے حسن و جمال کی طرف اور ان کے پکنے کی طرف دیکھتے ہو اور ان میں سے تم کھاتے ہو۔‘‘

﴿ وَشَجَرَةً تَخۡرُجُ مِنۡ طُوۡرِ سَيۡنَآءَ ﴾ ’’اور وہ درخت (زیتون) جو طور سیناء میں پیدا ہوتا ہے۔‘‘ یعنی زیتون کا درخت اور طور کے معنی پہاڑ کے ہیں اور بعض نے کہا ہے کہ طور اس پہاڑ کو کہتے ہیں جس پر درخت ہوں اور اگر درخت نہ ہوں تو پھر اسے طور نہیں بلکہ جبل کہا جاتا ہے۔ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ۔ اور طور سیناء سے مراد طور سینین ہے اور یہ وہ پہاڑ ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو ہم کلامی کا شرف عطا فرمایا تھا اور اس پہاڑ اور اس کے گرد و نواح کے پہاڑوں پر زیتون کے درخت اگتے ہیں۔ اور فرمایا: ﴿ تَنۡۢبُتُ بِالدُّهۡنِ وَصِبۡغٍ لِّلۡاٰكِلِيۡنَ ﴿۲۰﴾ ﴾ ’’وہ کھانے والوں کے لیے روغن اور سالن لیے اگتا ہے۔‘‘ بعض نے کہا ہے کہ حرف ’’با‘‘ زائد ہے اور اصل میں تَنْبُتُ الدُّهْنَ تھا جیسا کہ عرب کہتے ہیں: أَلْقٰى فُلَانٌ بِيَدِهٖ، یعنی يَدَهٗ اور جنھوں نے حرف

’’محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ‘‘

www.KitaboSunnat.com

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿23﴾

اور بلاشبہ ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا تو اس نے کہا: اے میری قوم! اللہ کی عبادت کرو، اس کے سوا تمھارے لیے کوئی معبود نہیں، تو کیا

فَقَالَ الْمَلَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا هٰذَاۤ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ يُرِيْدُ اَنْ يَّتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ ؕ

تم ڈرتے نہیں؟ ﴿23﴾ چنانچہ اس کی قوم کے سردار، جنھوں نے کفر کیا، کہنے لگے: یہ تو تم جیسا ہی بشر ہے، وہ چاہتا ہے کہ تم پر فضیلت پائے اور اگر اللہ

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً ۚۖ مَّا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِيْۤ اٰبَآئِنَا الْاَوَّلِيْنَ ﴿24﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا رَجُلٌۢ بِهٖ

چاہتا تو (آسمان سے) فرشتے ضرور نازل کرتا، ہم نے اپنے پہلے باپ دادا میں یہ (توحید) نہیں سنی ﴿24﴾ یہ ایک آدمی ہی تو ہے جسے جنون لاحق ہے، لہٰذا

جِنَّةٌ فَتَرَبَّصُوْا بِهٖ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿25﴾

تم ایک وقت تک اس کی بابت انتظار کرو ﴿25﴾

''با'' کو زائد قرار نہیں دیا ان کے قول کے مطابق اس کے معنی تَخرُجُ بِالدُّهنِ یا تَأتِی بِالدُّهنِ ہیں، یعنی ان سے تیل نکلتا ہے۔[1] اور ﴿ وَصِبْغٍ ﴾ کے معنی سالن کے ہیں، یہ امام قتادہ کا قول ہے۔[2] ﴿ لِّلْاٰكِلِيْنَ ﴿20﴾ ﴾ ''کھانے والوں کے لیے'' یعنی اس میں روغن اور رنگ ہے جس سے فائدہ اٹھایا جاتا ہے۔

عبد بن حمید نے اپنی مسند اور تفسیر میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [اِئتَدِمُوا بِالزَّیتِ وَادَّھِنُوا بِهِ، فَإِنَّهُ یَخرُجُ مِن شَجَرَةٍ مُّبَارَکَةٍ] ''زیتون کو سالن بناؤ اور بطور تیل استعمال کرو کیونکہ یہ مبارک درخت سے نکلتا ہے۔''[3] اسے امام ترمذی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔[4]

چوپائے قدرت کی نشانی ہیں: فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿ وَاِنَّ لَكُمْ فِي الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ؕ نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِيْ بُطُوْنِهَا وَلَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ كَثِيْرَةٌ وَّمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿21﴾ وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ ﴿22﴾ ﴾ ''اور بلاشبہ تمھارے لیے چوپایوں میں ضرور عبرت ہے کہ جو ان کے پیٹوں میں ہے اس سے ہم تمھیں (دودھ) پلاتے ہیں اور تمھارے لیے ان میں (اور بھی) بہت سے فائدے ہیں اور ان میں سے بعض کو تم کھاتے بھی ہو۔ اور ان پر اور کشتیوں پر تم سوار بھی کیے جاتے ہو۔'' اللہ تعالیٰ نے ان فوائد کا ذکر فرمایا ہے جو اس نے چوپایوں میں رکھے ہیں اور وہ یہ کہ گوبر اور خون کے درمیان سے کشید ہو کر نکلنے والے دودھ کو لوگ پیتے ہیں، ان کے گوشت کھاتے ہیں، ان کی اونوں اور بالوں سے لباس تیار کرتے ہیں، ان کی پشتوں پر سوار ہوتے ہیں اور ان پر ساز و سامان لاد کر دور دراز علاقوں میں لے جاتے ہیں جیسا کہ فرمایا: ﴿ وَتَحْمِلُ اَثْقَالَكُمْ اِلٰى بَلَدٍ لَّمْ تَكُوْنُوْا بٰلِغِيْهِ اِلَّا بِشِقِّ الْاَنْفُسِ ؕ اِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۙ ﴾ (النحل 7:16) ''اور وہ تمھارے بوجھ اٹھا کر ان شہروں تک لے جاتے ہیں جہاں تم زحمت شاقہ کے بغیر پہنچ نہیں سکتے، کچھ شک نہیں کہ تمھارا پروردگار نہایت شفقت والا، بڑا مہربان ہے۔'' اور فرمایا: ﴿ اَوَ لَمْ

[1] تفسیر الطبری: 20/18 وتفسیر القرطبی: 116,115/12. [2] الدر المنثور: 14/5. [3] مسند عبد بن حمید: 16/1، حدیث: 13. [4] جامع الترمذی، الأطعمة، باب ماجاء فی أکل الزیت، حدیث: 1851 وسنن ابن ماجه، الأطعمة، باب الزیت، حدیث: 3319.

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

قَالَ رَبِّ انْصُرْنِیْ بِمَا كَذَّبُوْنِ ﴿26﴾ فَاَوْحَیْنَاۤ اِلَیْهِ اَنِ اصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْیُنِنَا وَ وَحْیِنَا

نوح نے کہا: اے میرے رب! میری مدد کر کہ انھوں نے مجھے جھٹلایا ﴿26﴾ چنانچہ ہم نے اس کی طرف وحی کی کہ ہماری آنکھوں کے سامنے اور ہماری وحی

فَاِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَ فَارَ التَّنُّوْرُ ۙ فَاسْلُكْ فِیْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَیْنِ اثْنَیْنِ وَ اَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ

کے مطابق کشتی بنا، پھر جب ہمارا حکم آ جائے اور تنور ابل پڑے تو اس میں ہر قسم کے جوڑے سے دو (نر اور مادہ) اور اپنے اہل و عیال داخل (سوار) کر لے،

عَلَیْهِ الْقَوْلُ مِنْهُمْ ۚ وَ لَا تُخَاطِبْنِیْ فِی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا ۚ اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ ﴿27﴾ فَاِذَا اسْتَوَیْتَ

سوائے اس کے جس کے متعلق ان میں سے (ہمارا) قول پہلے ہی آ چکا، اور تو مجھ سے ظالموں کے بارے میں بات نہ کرنا، بلاشبہ وہ غرق کر دیے جائیں

اَنْتَ وَ مَنْ مَّعَكَ عَلَى الْفُلْكِ فَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ نَجّٰىنَا مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ﴿28﴾

گے ﴿27﴾ پھر جب تو اور تیرے ساتھی اطمینان سے کشتی پر سوار ہو چکیں تو کہہ: تمام حمد اللہ ہی کے لیے ہے جس نے ہمیں ظالم قوم سے نجات دی ﴿28﴾ اور

وَ قُلْ رَّبِّ اَنْزِلْنِیْ مُنْزَلًا مُّبٰرَكًا وَّ اَنْتَ خَیْرُ الْمُنْزِلِیْنَ ﴿29﴾ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ وَّ اِنْ

کہہ: اے میرے رب! تو مجھے بابرکت اتارنا، اور تو سب سے بہتر اتارنے والا ہے ﴿29﴾ بے شک اس (واقعے) میں بھی نشانیاں ہیں، اور بلاشبہ ہم ہی

كُنَّا لَمُبْتَلِیْنَ ﴿30﴾

آزمانے والے ہیں ﴿30﴾

یَرَوْا اَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ مِّمَّا عَمِلَتْ اَیْدِیْنَاۤ اَنْعَامًا فَهُمْ لَهَا مٰلِكُوْنَ ○ وَ ذَلَّلْنٰهَا لَهُمْ فَمِنْهَا رَكُوْبُهُمْ وَ مِنْهَا یَاْكُلُوْنَ ○ وَ لَهُمْ فِیْهَا مَنَافِعُ وَ مَشَارِبُ ؕ اَفَلَا یَشْكُرُوْنَ ○﴾ (یٰسٓ 36:71-73) ”کیا انھوں نے نہیں دیکھا کہ جو چیزیں ہم نے اپنے ہاتھوں سے بنائیں ان میں ہم نے ان کے لیے چوپائے بھی پیدا کر دیے، پھر وہ ان کے مالک (بن گئے) ہیں؟ اور ہم نے انھیں ان کے تابع کر دیا، چنانچہ کوئی ان میں سے ان کی سواریاں ہیں اور ان میں سے کچھ کو وہ کھاتے ہیں اور ان کے لیے ان میں (طرح طرح کے) فوائد اور مشروبات ہیں، کیا پھر وہ شکر نہیں کرتے؟“

تفسیر آیات: 23-25

حضرت نوح علیہ السلام اور آپ کی قوم کا قصہ: اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ اس نے جب نوح علیہ السلام کو ان کی قوم کی طرف بھیجا تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنے والوں، اس کے حکم کی مخالفت کرنے والوں اور اس کے رسولوں کی تکذیب کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ کے انتقام، اس کی سخت گرفت اور اس کے شدید عذاب سے ڈرائیں۔ ﴿فَقَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿23﴾﴾ ”تو اس نے کہا: اے میری قوم! اللہ ہی کی عبادت کرو اس کے سوا تمھارا کوئی معبود نہیں، پس کیا تم ڈرتے نہیں؟“ کیا تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنے سے ڈرتے نہیں ہو؟ قوم کے اکابر اور سرداروں نے جواب دیا: ﴿مَا هٰذَاۤ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ یُرِیْدُ اَنْ یَّتَفَضَّلَ عَلَیْكُمْ ؕ﴾ ”یہ تو تم جیسا ہی آدمی ہے، وہ چاہتا ہے کہ تم پر فضیلت پائے۔“ چاہتا ہے کہ اسے تم پر فوقیت حاصل ہو اور اپنے آپ کو تم سے بڑا ثابت کرنے کے لیے اس نے نبوت کا دعویٰ کر دیا ہے، حالانکہ یہ تم جیسا آدمی ہی ہے تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمھیں چھوڑ کر اسے نبی بنا دیا؟ ﴿وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً ۚ﴾ ”اور

”محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

اگر اللہ چاہتا تو (آسمان سے) فرشتے ضرور اتار دیتا۔'' یعنی اللہ تعالیٰ اگر کسی کو نبی بنا کر بھیجنا چاہتا تو وہ کسی فرشتے کو یہ کام سپرد کر دیتا۔ انسان کو اس نے نبی بنایا ہو، یہ ہم نے آج تک نہیں سنا، یعنی ان کے کہنے کا مقصد یہ تھا کہ گزشتہ زمانوں میں ہمارے آباء واجداد کے دور میں بھی ایسا کبھی نہیں ہوا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے کسی انسان کو نبی بنا کر بھیجا ہو۔ ﴿ اِنْ هُوَ اِلَّا رَجُلٌۢ بِهٖ جِنَّةٌ ﴾ ''یہ ایک آدمی ہی تو ہے جسے دیوانگی کا عارضہ ہے۔'' یعنی یہ جنون ہے جو یہ دعویٰ کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبوت ورسالت کے لیے اسے منتخب کیا اور تمھاری طرف رسول بنا کر بھیجا ہے۔ ﴿ فَتَرَبَّصُوْا بِهٖ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿25﴾ ﴾ ''لہٰذا تم ایک وقت تک اس کی بابت انتظار کرو۔'' اس کے بارے میں حوادث زمانہ کا انتظار کرو اور کچھ مدت تک صبر کر لو حتی کہ اس سے آرام پا جاؤ۔

تفسیر آیات :26-30

نزولِ عذاب اور مومنوں کے لیے نجات: اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کے بارے میں بیان فرمایا ہے کہ آپ نے اپنے رب تعالیٰ سے دعا کی کہ وہ اس کی قوم کے خلاف اس کی مدد فرمائے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے دوسری آیت میں فرمایا ہے: ﴿ فَدَعَا رَبَّهٗۤ اَنِّيْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ ۝ ﴾ (القمر 10:54) ''تب اس نے اپنے پروردگار سے دعا کی کہ (ان کے مقابلے میں) میں کمزور ہوں تو ان سے بدلہ لے۔'' اور یہاں فرمایا: ﴿ رَبِّ انْصُرْنِيْ بِمَا كَذَّبُوْنِ ﴿26﴾ ﴾ ''میرے پروردگار! انھوں نے مجھے جھٹلایا ہے تو میری مدد کر۔'' تو اللہ تعالیٰ نے انھیں حکم دیا کہ آپ ایک مضبوط و مستحکم کشتی بنائیں اور اس میں تمام حیوانات، نباتات اور پھلوں وغیرہ میں سے نر اور مادہ کا ایک ایک جوڑا اٹھائیں اور اپنے گھر والوں کو بھی اس میں سوار کریں۔ ﴿ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ مِنْهُمْ ۚ ﴾ ''سوائے ان کے جن کی نسبت ان میں سے ہمارا حکم پہلے ہی آ چکا ہے۔'' یعنی جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ فیصلہ فرما دیا ہے کہ وہ ہلاک ہو کر رہیں گے۔ ان سے مراد وہ لوگ ہیں جو ان کے گھر والوں میں سے ایمان نہیں لائے تھے، مثلاً: ان کا بیٹا اور ان کی بیوی۔ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ.

﴿ وَلَا تُخَاطِبْنِيْ فِي الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۚ اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ ﴿27﴾ ﴾ ''اور آپ ان ظالموں کے بارے میں مجھ سے کچھ نہ کہیں، وہ بلاشبہ ڈبو دیے جائیں گے۔'' یعنی جب زبردست طوفان نازل ہو تو پھر اپنی قوم پر نرمی وشفقت کا مظاہرہ نہ کرنا اور یہ سوال نہ کرنا کہ انھیں مہلت دے دی جائے اور شاید کہ وہ ایمان لے آئیں کیونکہ میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ انھیں ان کے کفر وسرکشی کی وجہ سے غرق کر دیا جائے گا۔ باقی قصہ سورۂ ہود میں قبل ازیں تفصیل کے ساتھ بیان ہو چکا ہے،[1] لہٰذا اس کے اعادے کی ضرورت نہیں۔ اور فرمایا: ﴿ فَاِذَا اسْتَوَيْتَ اَنْتَ وَمَنْ مَّعَكَ عَلَى الْفُلْكِ فَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ نَجّٰىنَا مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿28﴾ ﴾ ''پھر جب تو اور تیرے ساتھی (اطمینان سے) کشتی میں بیٹھ جاؤ تو کہنا کہ سب تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جس نے ہم کو ظالم لوگوں سے نجات بخشی۔'' جیسا کہ فرمایا: ﴿ وَجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْفُلْكِ وَالْاَنْعَامِ مَا تَرْكَبُوْنَ ۝ لِتَسْتَوٗا عَلٰى ظُهُوْرِهٖ ثُمَّ تَذْكُرُوْا نِعْمَةَ رَبِّكُمْ اِذَا اسْتَوَيْتُمْ عَلَيْهِ وَتَقُوْلُوْا سُبْحٰنَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ ۝ وَاِنَّاۤ اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ۝ ﴾ (الزخرف 43:12-14) ''اور وہ جس نے تمھارے لیے کشتیاں اور چوپائے بنائے جن پر تم

[1] دیکھیے ہود، آیات :37-49 کے ذیل میں۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

ثُمَّ اَنۡشَاۡنَا مِنۡۢ بَعۡدِهِمۡ قَرۡنًا اٰخَرِيۡنَ ۚ﴿31﴾ فَاَرۡسَلۡنَا فِيۡهِمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡهُمۡ اَنِ اعۡبُدُوا اللّٰهَ

پھر ہم نے ان کے بعد ایک دوسری امت پیدا کی ﴿31﴾ پھر ہم نے ان میں انھی میں سے ایک رسول بھیجا کہ تم اللہ کی عبادت کرو، اس کے سوا

مَا لَكُمۡ مِّنۡ اِلٰهٍ غَيۡرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوۡنَ ﴿32﴾ وَقَالَ الۡمَلَاُ مِنۡ قَوۡمِهِ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا ع 2/10/2

تمھارے لیے کوئی معبود نہیں، پھر کیا تم ڈرتے نہیں؟ ﴿32﴾ اور اس کی قوم کے سرداروں نے کہا، جنھوں نے کفر کیا اور (ہماری) آخرت کی ملاقات

وَكَذَّبُوۡا بِلِقَآءِ الۡاٰخِرَةِ وَاَتۡرَفۡنٰهُمۡ فِى الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا ۙ مَا هٰذَاۤ اِلَّا بَشَرٌ مِّثۡلُكُمۡ ۙ

جھٹلائی، اور ہم نے انھیں دنیاوی زندگی میں خوشحالی دی تھی کہ یہ تم جیسا ایک بشر ہی تو ہے، وہ اس میں سے کھاتا ہے جس میں سے تم کھاتے ہو،

يَاۡكُلُ مِمَّا تَاۡكُلُوۡنَ مِنۡهُ وَيَشۡرَبُ مِمَّا تَشۡرَبُوۡنَ ﴿33﴾ وَلَئِنۡ اَطَعۡتُمۡ بَشَرًا مِّثۡلَكُمۡ

اور وہ اس میں سے پیتا ہے جو تم پیتے ہو ﴿33﴾ اور اگر تم نے اپنے ہی جیسے بشر کی اطاعت کی تو بلاشبہ تم اس وقت خسارہ پانے والے ہوگے ﴿34﴾ کیا

اِنَّكُمۡ اِذًا لَّخٰسِرُوۡنَ ۙ﴿34﴾ اَيَعِدُكُمۡ اَنَّكُمۡ اِذَا مِتُّمۡ وَكُنۡتُمۡ تُرَابًا وَّعِظَامًا اَنَّكُمۡ

وہ تمھیں وعدہ دیتا ہے کہ بے شک جب تم مر گئے اور مٹی اور ہڈیاں ہوگئے تو بلاشبہ تم (زندہ) نکالے جاؤ گے ﴿35﴾ دور ہے، دور ہے وہ جو تم وعدہ

مُّخۡرَجُوۡنَ ﴿35﴾ هَيۡهَاتَ هَيۡهَاتَ لِمَا تُوۡعَدُوۡنَ ﴿36﴾ اِنۡ هِىَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنۡيَا نَمُوۡتُ

دیے جاتے ہو! ﴿36﴾ یہ ہماری دنیاوی زندگی ہی تو (سب کچھ) ہے (جس میں) ہم مرتے اور زندہ رہتے ہیں، اور ہم (دوبارہ) اٹھائے جانے والے

وَنَحۡيَا وَمَا نَحۡنُ بِمَبۡعُوۡثِيۡنَ ﴿37﴾ اِنۡ هُوَ اِلَّا رَجُلُ ۨافۡتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا وَّمَا نَحۡنُ لَهٗ

نہیں ﴿37﴾ وہ ایک شخص ہی تو ہے جس نے اللہ پر جھوٹ گھڑا ہے، اور ہم اس پر ایمان لانے والے نہیں ﴿38﴾ اس (رسول) نے کہا: اے میرے رب!

بِمُؤۡمِنِيۡنَ ﴿38﴾ قَالَ رَبِّ انۡصُرۡنِىۡ بِمَا كَذَّبُوۡنِ ﴿39﴾ قَالَ عَمَّا قَلِيۡلٍ لَّيُصۡبِحُنَّ نٰدِمِيۡنَ ۚ﴿40﴾

تو میری مدد فرما اس لیے کہ انھوں نے میری تکذیب کی ﴿39﴾ اللہ نے فرمایا: بلاشبہ تھوڑی مدت میں وہ (اپنے کیے پر) ضرور نادم ہوں گے ﴿40﴾ پھر انھیں

فَاَخَذَتۡهُمُ الصَّيۡحَةُ بِالۡحَـقِّ فَجَعَلۡنٰهُمۡ غُثَآءً ۚ فَبُعۡدًا لِّلۡقَوۡمِ الظّٰلِمِيۡنَ ﴿41﴾

واقعی چنگھاڑ نے آ پکڑا، پھر ہم نے انھیں خس و خاشاک کر دیا، چنانچہ دوری ظالم لوگوں کے لیے ہے ﴿41﴾

سوار ہوتے ہو۔ تاکہ تم ان کی پیٹھ پر جم کر بیٹھو، جب تم اس پر بیٹھ جاؤ، پھر اپنے پروردگار کی نعمت کو یاد کرو اور تم کہو کہ وہ (ذات) پاک ہے جس نے اس کو ہمارے زیر فرمان کر دیا اور ہم میں طاقت نہ تھی کہ اس کو بس میں کر لیتے اور یقیناً ہم اپنے پروردگار کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔'' نوح علیہ السلام نے ارشاد باری تعالیٰ کی پوری پوری تعمیل کی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ وَقَالَ ارۡكَبُوۡا فِيۡهَا بِسۡمِ اللّٰهِ مَجۡرٖٮهَا وَمُرۡسٰٮهَا ؕ﴾ (ھود 11:41) ''اور انھوں نے کہا: اس (کشتی) میں سوار ہو جاؤ کہ اللہ کے نام سے اس کا چلنا اور ٹھہرنا ہے۔'' نوح علیہ السلام نے کشتی کے چلنے کی ابتدا اور انتہا کے وقت یاد کیا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ وَقُلۡ رَّبِّ اَنۡزِلۡنِىۡ مُنۡزَلًا مُّبٰرَكًا وَّاَنۡتَ خَيۡرُ الۡمُنۡزِلِيۡنَ ﴿29﴾ ﴾ ''اور کہہ: اے میرے پروردگار! ہم کو مبارک جگہ اتار اور تو سب سے بہتر اتارنے والا ہے۔'' اور فرمایا: ﴿ اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ ﴾ ''بے شک اس میں نشانیاں ہیں۔'' اس قصے میں۔ یعنی مومنوں کو نجات دینے اور کافروں کو ہلاک کرنے میں، انبیائے کرام کی صداقت کی نشانیاں اور روشن دلائل ہیں اور اس بات کی بھی دلیل

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ وہ جو چاہتا ہے اسے کر گزرتا ہے اور وہ جو چاہے اسے کرنے پر قادر بھی ہے اور وہ ہر چیز کے بارے میں جانتا ہے۔ اور فرمایا: ﴿ وَاِنْ كُنَّا لَمُبْتَلِيْنَ ۝ ﴾ ''اور بلاشبہ ہم ہی امتحان لینے والے ہیں۔'' یعنی ہم نے تو رسولوں کو بھیج کر اپنے بندوں کی آزمائش کرنی ہی تھی۔

تفسیر آیات: 31-41

عاد یا ثمود کا قصہ: اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ اس نے قوم نوح کے بعد ایک اور جماعت پیدا فرما دی۔ ایک قول کے مطابق اس جماعت سے مراد قوم عاد ہے کیونکہ قوم نوح کے بعد یہی لوگ تھے اور دوسرے قول کے مطابق اس سے مراد قوم ثمود ہے کیونکہ ان کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ بِالْحَقِّ ﴾ ''پھر انھیں حق کے ساتھ چنگھاڑ نے آ پکڑا۔'' اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف انھی میں سے ایک رسول بھیجا جس نے انھیں اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کی دعوت دی مگر انھوں نے ان کی تکذیب و مخالفت کی اور ان کی اتباع سے انکار کر دیا اور کہا کہ ہم ان کی اتباع کیوں کریں، وہ تو ہمارے جیسے بشر ہیں اور اس طرح انھوں نے ایک بشری رسول کی اتباع سے انکار کر دیا، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی ملاقات کا بھی انکار کر دیا، نیز انھوں نے جسموں کے دوبارہ اٹھائے جانے کا بھی انکار کر دیا اور کہا: ﴿ اَيَعِدُكُمْ اَنَّكُمْ اِذَا مِتُّمْ وَكُنْتُمْ تُرَابًا وَّعِظَامًا اَنَّكُمْ مُّخْرَجُوْنَ ۝ هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ لِمَا تُوْعَدُوْنَ ۝ ﴾ ''کیا وہ تمھیں وعدہ دیتا ہے کہ بے شک جب تم مر جاؤ گے اور مٹی اور ہڈیاں ہو جاؤ گے تو تم (زندہ) نکالے جاؤ گے، جس بات کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے (بہت) بعید، بہت بعید ہے۔'' یعنی بہت زیادہ بعید ہے۔ ﴿ اِنْ هُوَ اِلَّا رَجُلُ ِۨ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ﴾ ''وہ ایک ایسا آدمی ہے جس نے اللہ پر جھوٹ گھڑا ہے۔'' یعنی یہ جو تمھارے پاس پیغام، ڈر اور آخرت کی خبریں لے کر آیا ہے تو ان سب باتوں میں یہ جھوٹا ہے۔ ﴿ وَّمَا نَحْنُ لَهٗ بِمُؤْمِنِيْنَ ۝ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ بِمَا كَذَّبُوْنِ ۝ ﴾ ''اور ہم اس کو ماننے والے نہیں۔ اس (پیغمبر) نے کہا کہ اے میرے پروردگار! انھوں نے میری تکذیب کی، اس لیے تو میری مدد کر۔'' یعنی رسول نے اپنی قوم کے خلاف اللہ تعالیٰ سے فتح و نصرت طلب کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا کو قبول فرما لیا اور ﴿ قَالَ عَمَّا قَلِيْلٍ لَّيُصْبِحُنَّ نٰدِمِيْنَ ۝ ﴾ ''فرمایا: بلاشبہ تھوڑے ہی عرصے میں وہ ضرور پشیمان ہو کر رہ جائیں گے۔'' یعنی آپ کی مخالفت اور آپ جو دین لے کر آئے ہیں اس سے دشمنی کرنے کی وجہ سے عنقریب انھیں ندامت و پشیمانی حاصل ہوگی۔

﴿ فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ بِالْحَقِّ ﴾ ''پھر انھیں حق کے ساتھ چنگھاڑ نے آ پکڑا۔'' اور اپنے کفر اور سرکشی کی وجہ سے وہ اسی بات کے مستحق تھے اور ظاہر ہے کہ زور کی آواز کے ساتھ بہت ٹھنڈی، زوردار اور جڑ سے اکھاڑ دینے والی باد صرصر بھی تھی۔ ﴿ تُدَمِّرُ كُلَّ شَيْءٍۭ بِاَمْرِ رَبِّهَا فَاَصْبَحُوْا لَا يُرٰٓى اِلَّا مَسٰكِنُهُمْ ...... ﴾ الآية (الأحقاف 46:25) ''ہر چیز کو اپنے پروردگار کے حکم سے وہ تباہ کر دے گی، پھر وہ ایسے ہو گئے کہ ان کے گھروں کے سوا وہاں کچھ نظر ہی نہیں آتا تھا......'' اور فرمایا: ﴿ فَجَعَلْنٰهُمْ غُثَاۗءً ﴾ ''تو ہم نے انھیں کوڑا کر ڈالا۔'' ہم نے انھیں تباہ و برباد کر کے خس و خاشاک کے سیلاب کی طرح کر دیا

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

ثُمَّ اَنۡشَاۡنَا مِنۡۢ بَعۡدِهِمۡ قُرُوۡنًا اٰخَرِيۡنَ ﴿42﴾ مَا تَسۡبِقُ مِنۡ اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَمَا يَسۡتَاۡخِرُوۡنَ ﴿43﴾

پھر ہم نے ان کے بعد دوسری امتیں پیدا کیں ﴿42﴾ کوئی بھی امت اپنے مقرر وقت سے آگے نہیں نکل سکتی اور نہ وہ پیچھے رہ سکتی ہے ﴿43﴾ پھر ہم لگاتار اپنے

ثُمَّ اَرۡسَلۡنَا رُسُلَنَا تَتۡرَا ؕ كُلَّمَا جَآءَ اُمَّةً رَّسُوۡلُهَا كَذَّبُوۡهُ فَاَتۡبَعۡنَا بَعۡضَهُمۡ بَعۡضًا

رسول بھیجتے رہے، جب بھی کسی امت کے پاس ان کا رسول آیا تو انھوں نے اس کی تکذیب کی، پھر ہم ایک کے پیچھے دوسری قوم کو (ہلاک) کرتے رہے،

وَّجَعَلۡنٰهُمۡ اَحَادِيۡثَ ۚ فَبُعۡدًا لِّقَوۡمٍ لَّا يُؤۡمِنُوۡنَ ﴿44﴾

اور ہم نے انھیں افسانے بنا دیا، چنانچہ ان لوگوں کے لیے دوری ہے جو ایمان نہیں لاتے ﴿44﴾

اور وہ بے حد حقیر اور بے وقعت چیز ہوتی ہے کہ کسی کام نہیں آ سکتی۔ ﴿فَبُعۡدًا لِّلۡقَوۡمِ الظّٰلِمِيۡنَ ﴿41﴾﴾ ”پس ظالموں کے لیے لعنت ہے۔“ جیسا کہ فرمایا: ﴿وَمَا ظَلَمۡنٰهُمۡ وَلٰكِنۡ كَانُوۡا هُمُ الظّٰلِمِيۡنَ ○﴾ (الزخرف 76:43) ”اور ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ وہ خود ہی ظالم تھے۔“ یعنی اپنے کفر، فساد اور رسول اللہ کی مخالفت کی وجہ سے وہ خود ہی اپنے آپ پر ظلم کیا کرتے تھے لیکن سامعین کو اپنے رسول کی تکذیب سے لازماً ڈرنا چاہیے۔

تفسیر آیات:42-44

کچھ امتوں کا ذکر: ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ثُمَّ اَنۡشَاۡنَا مِنۡۢ بَعۡدِهِمۡ قُرُوۡنًا اٰخَرِيۡنَ ﴿42﴾﴾ یعنی پھر ہم نے ان کے بعد دوسری امتیں اور دوسرے لوگ پیدا کر دیے۔ ﴿مَا تَسۡبِقُ مِنۡ اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَمَا يَسۡتَاۡخِرُوۡنَ ﴿43﴾﴾ ”کوئی بھی امت اپنے مقررہ وقت سے نہ آگے جا سکتی ہے نہ پیچھے رہ سکتی ہے۔“ بلکہ ان کا مؤاخذہ اسی وقت کے حساب سے ہوگا جو اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے اپنی کتاب محفوظ میں مقدر فرما دیا ہے اور جسے وہ ان کے امت کے بعد امت، قرن کے بعد قرن، نسل کے بعد نسل اور سلف کے بعد خلف ہونے سے قبل ہی جانتا ہے۔ ﴿ثُمَّ اَرۡسَلۡنَا رُسُلَنَا تَتۡرَا ؕ﴾ ”پھر ہم پے در پے اپنے پیغمبر بھیجتے رہے۔“ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ وہ ایک دوسرے کے بعد آتے رہے۔[1] جیسا کہ فرمایا: ﴿وَلَقَدۡ بَعَثۡنَا فِيۡ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوۡلًا اَنِ اعۡبُدُوا اللّٰهَ وَاجۡتَنِبُوا الطَّاغُوۡتَ ۚ فَمِنۡهُمۡ مَّنۡ هَدَى اللّٰهُ وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ حَقَّتۡ عَلَيۡهِ الضَّلٰلَةُ ؕ﴾ (النحل 36:16) ”اور البتہ تحقیق ہم نے ہر جماعت میں ایک پیغمبر بھیجا کہ اللہ ہی کی عبادت کرو اور طاغوت سے بچو، پھر ان میں بعض ایسے ہیں جنھیں اللہ نے ہدایت دی اور بعض ایسے ہیں جن پر گمراہی ثابت ہوئی۔“

اور فرمایا: ﴿كُلَّمَا جَآءَ اُمَّةً رَّسُوۡلُهَا كَذَّبُوۡهُ﴾ ”جب بھی کسی امت کے پاس ان کا پیغمبر آیا تو انھوں نے اسے جھٹلا دیا۔“ یعنی ان کے جمہور اور اکثر لوگوں نے۔ جیسا کہ فرمایا: ﴿يٰحَسۡرَةً عَلَى الۡعِبَادِ ۚ مَا يَاۡتِيۡهِمۡ مِّنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا كَانُوۡا بِهٖ يَسۡتَهۡزِءُوۡنَ ○﴾ (یٰس 30:36) ”بندوں پر افسوس! کہ ان کے پاس کوئی پیغمبر نہیں آیا مگر اس سے تمسخر کرتے رہے۔“ اور فرمایا: ﴿فَاَتۡبَعۡنَا بَعۡضَهُمۡ بَعۡضًا﴾ ”تو ہم بھی بعض کو بعض کے پیچھے لاتے رہے۔“ یعنی ہلاک کرتے اور ان پر عذاب نازل کرتے رہے۔ جیسا کہ فرمایا: ﴿وَكَمۡ اَهۡلَكۡنَا مِنَ الۡقُرُوۡنِ مِنۡۢ بَعۡدِ نُوۡحٍ ؕ﴾ (بنی إسرآء یل 17:17) ”اور ہم نے نوح کے بعد کتنی ہی امتوں کو

[1] تفسیر الطبری: 31/18.

”محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

ثُمَّ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى وَاَخَاهُ هٰرُوْنَ ۙ بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۙ﴿45﴾ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ

پھر ہم نے موسیٰ اور اس کے بھائی ہارون کو اپنی نشانیوں اور کھلی دلیل کے ساتھ بھیجا﴿45﴾ فرعون اور اس کے درباریوں کی طرف، پھر انھوں نے تکبر کیا

فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا عَالِيْنَ ﴿46﴾ فَقَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا وَقَوْمُهُمَا لَنَا عٰبِدُوْنَ ﴿47﴾

اور وہ سرکش لوگ تھے﴿46﴾ چنانچہ وہ کہنے لگے: کیا ہم اپنی ہی طرح کے دو انسانوں پر ایمان لائیں، جبکہ ان دونوں کی قوم ہماری غلام (ماتحت) ہے﴿47﴾

فَكَذَّبُوْهُمَا فَكَانُوْا مِنَ الْمُهْلَكِيْنَ ﴿48﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ﴿49﴾

پھر انھوں نے ان دونوں کو جھٹلایا، تو وہ ہلاک شدگان میں سے ہو گئے﴿48﴾ اور بلاشبہ ہم نے موسیٰ کو کتاب دی، تاکہ وہ (لوگ) ہدایت پائیں﴿49﴾

وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗٓ اٰيَةً وَّاٰوَيْنٰهُمَآ اِلٰى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِيْنٍ ﴿50﴾ ع 3/18/3

اور ہم نے (عیسیٰ) ابن مریم اور اس کی ماں کو عظیم نشانی بنایا اور ایک سکون اور جاری چشمے والی بلند جگہ پر ان دونوں کو ٹھکانا دیا﴿50﴾

ہلاک کر ڈالا۔“ اور فرمایا: ﴿ وَجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ ﴾ ”اور ہم نے انھیں افسانے بنا دیا۔“ یعنی ہم نے انھیں لوگوں کے لیے افسانے اور قصے کہانیاں بنا دیا۔ جیسا کہ فرمایا: ﴿ فَجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ وَمَزَّقْنٰهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ ﴾ (سبا 34:19) ”چنانچہ ہم نے انھیں افسانے بنا ڈالا اور انھیں مکمل طور پر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔“

تفسیر آیات: 45-49

موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کا قصہ: اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ اس نے موسیٰ علیہ السلام اور ان کے بھائی ہارون کو معجزات، دلائل ساطعہ اور براہین قاطعہ کے ساتھ فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف بھیجا مگر فرعون اور اس کی قوم نے موسیٰ و ہارون علیہما السلام کی اطاعت و اتباع سے انکار کر دیا اور تکبر کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ہم اپنے جیسے انسانوں کی بات کو کیسے تسلیم کر لیں جیسا کہ سابقہ قوموں نے بھی حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کے بشر ہونے کا انکار کیا تھا، ان تمام کافر قوموں کے اور انبیاء کے بشر ہونے کی وجہ سے ان کا انکار کرنے والے لوگوں کے دل ایک جیسے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرعون، اس کے سرداروں اور اس کی ساری قوم کو ایک ہی دن ہلاک کر دیا تھا۔ اور پھر اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام پر اپنی کتاب تورات کو نازل فرمایا جس میں اللہ تعالیٰ کے احکام اور اوامر و نواہی تھے۔ یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام پر تورات فرعون اور قبطیوں کو اپنی سخت گرفت میں لے کر ہلاک کرنے کے بعد نازل فرمائی تھی اور نزول تورات کے بعد اللہ تعالیٰ نے پھر اس طرح کسی امت کو ہلاک نہیں کیا بلکہ مومنوں کو حکم دیا کہ وہ کافروں سے جہاد کریں۔ تورات کے نزول کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ الْاُوْلٰى بَصَآئِرَ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ○ ﴾ (القصص 28:43) ”اور بے شک ہم نے پہلی امتوں کو ہلاک کرنے کے بعد موسیٰ کو کتاب دی جو لوگوں کے لیے بصیرت اور ہدایت اور رحمت ہے تاکہ وہ نصیحت پکڑیں۔“

تفسیر آیت: 50

عیسیٰ و مریم علیہما السلام کا ذکر: اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ اس نے اپنے عبد و رسول عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کو لوگوں کے لیے نشانی

”محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

اور اس بات کی ایک مضبوط دلیل بنا دیا کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر ویسے ہی قادر ہے جیسے وہ چاہے۔ اپنی مشیت کے مطابق اس نے آدم علیہ السلام کو باپ اور ماں کے بغیر پیدا فرمایا، حواء کو اس نے نر سے مادہ کے بغیر پیدا فرمایا اور عیسیٰ کو مادہ سے نر کے بغیر پیدا فرمایا اور باقی لوگوں کو نر اور مادہ سے پیدا فرمایا ہے۔ اور فرمایا: ﴿وَاٰوَيْنٰهُمَآ اِلٰى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِيْنٍ ۝﴾ ''اور ایک پرسکون اور جاری چشمے والے ٹیلے پر ان دونوں کو ٹھکانا دیا۔'' ضحاک نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ﴿رَبْوَةٍ﴾ زمین سے مرتفع اور اونچی جگہ کو کہتے ہیں، کاشت کاری کے لیے ایسی جگہ بہت بہتر ہوتی ہے۔[1] مجاہد، عکرمہ، سعید بن جبیر اور قتادہ کا بھی یہی قول ہے۔

﴿ذَاتِ قَرَارٍ﴾ کے معنی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ بیان فرمائے ہیں کہ وہ زمین سرسبز و شاداب تھی۔ ﴿وَّمَعِيْنٍ ۝﴾ اور وہاں کا پانی بھی پاک تھا۔[2] مجاہد، عکرمہ، سعید بن جبیر اور قتادہ کا قول بھی اسی طرح ہے۔[3] مجاہد کہتے ہیں کہ ﴿رَبْوَةٍ﴾ ہموار زمین کو کہتے ہیں۔[4] اور سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ ﴿ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِيْنٍ ۝﴾ کے معنی یہ ہیں کہ اس میں پانی برابر پہنچتا تھا اور مجاہد و قتادہ کا قول ہے کہ[5] ﴿وَّمَعِيْنٍ ۝﴾ کے معنی جاری پانی کے ہیں۔

ابن ابوحاتم نے سعید بن مسیّب سے اس آیت کے بارے میں روایت کیا ہے کہ اس زمین سے مراد دمشق ہے۔[6] اور انھوں نے کہا ہے کہ عبداللہ بن سلام، حسن، زید بن اسلم اور خالد بن معدان اور اہل علم سے بھی اسی طرح مروی ہے۔[7] ابن ابوحاتم نے عکرمہ کے حوالے سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے بارے میں روایت کیا ہے کہ اس زمین سے مراد دمشق ہے۔[8] لیث بن ابوسلیم نے اس آیت کے بارے میں مجاہد سے روایت کیا ہے کہ عیسیٰ ابن مریم اور ان کی والدہ نے دمشق اور اس کے گرد و نواح کے علاقے میں پناہ لی تھی۔[9] جبکہ عبدالرزاق نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اس سے فلسطین کا شہر رملہ مراد ہے۔[10] اس سلسلے میں سب سے بہتر قول وہ معلوم ہوتا ہے جسے عوفی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ﴿مَعِيْنٍ﴾ کے معنی جاری پانی ہیں اور اسی سے مراد وہی چشمہ ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا ۝﴾ (مریم 19:24) ''تحقیق تیرے پروردگار نے تیرے نیچے ایک چشمہ جاری کر دیا ہے۔''[11] ضحاک اور قتادہ کا قول بھی یہی ہے کہ اس آیت میں مذکور سرزمین سے مراد بیت المقدس ہے۔[12] اور یہ بات زیادہ صحیح معلوم ہوتی ہے کیونکہ آیت کریمہ: ﴿ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِيْنٍ ۝﴾ میں بیت المقدس ہی مراد لیا گیا ہے اور اصول تفسیر یہ ہے کہ قرآن کا ایک مقام دوسرے مقام کی تفسیر بیان کرتا ہے اور تفسیر کا سب سے بہترین اسلوب و انداز بھی یہی ہے، پھر اس کے

---

[1] تفسیر القرطبی:316,315/3 و أحکام القرآن لابن العربی:241/3 و الدر المنثور:17/5 و تفسیر البغوی:367/3. [2] تفسیر الطبری:37,36/18 و الدر المنثور:17/5. [3] تفسیر الطبری:37/18. [4] تفسیر الطبری:36/18. [5] تفسیر الطبری:36/18. [6] تفسیر الطبری:35/18. [7] تفسیر القرطبی:126/12 و تفسیر البغوی:367/3. [8] تفسیر القرطبی:126/12. [9] الدر المنثور:17/5. [10] تفسیر عبدالرزاق:417/2، رقم:1972 و تفسیر الطبری:35/18. [11] تفسیر الطبری:36/18. [12] تفسیر الطبری:37/18.

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

يٰۤاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ؕ اِنِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ؕ﴿51﴾

(فرمایا:) اے رسولو! تم پاکیزہ چیزوں میں سے کھاؤ اور نیک عمل کرو، بے شک تم جو عمل کرتے ہو میں اسے خوب جانتا ہوں ﴿51﴾ اور بلاشبہ یہ تمھارا دین

وَاِنَّ هٰذِهٖۤ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُوْنِ ﴿52﴾ فَتَقَطَّعُوْۤا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ

ایک ہی دین ہے، اور میں تمھارا رب ہوں، لہٰذا تم مجھ ہی سے ڈرو ﴿52﴾ پھر انھوں نے اپنا معاملہ آپس میں ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا، ہر فرقے کے پاس جو کچھ

زُبُرًا ؕ كُلُّ حِزْبٍۭ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ﴿53﴾ فَذَرْهُمْ فِيْ غَمْرَتِهِمْ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿54﴾

ہے وہ اسی پر شاداں و فرحاں ہے ﴿53﴾ چنانچہ (اے نبی!) آپ انھیں ان کی غفلت میں ایک (مقرر) وقت تک چھوڑ دیں ﴿54﴾ کیا وہ سمجھتے ہیں کہ بے شک ہم

اَيَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ وَّبَنِيْنَ ﴿55﴾ لا نُسَارِعُ لَهُمْ فِي الْخَيْرٰتِ ؕ

جو بھی ان کے مال اور اولاد میں اضافہ کیے جا رہے ہیں ﴿55﴾ (تو) کیا ہم ان کے لیے بھلائیوں میں جلدی کر رہے ہیں (نہیں نہیں) بلکہ، وہ (اصل حقیقت کا)

بَلْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ﴿56﴾

شعور نہیں رکھتے ﴿56﴾

بعد تفسیر سے احادیث صحیحہ کی طرف رجوع کیا جاتا ہے اور اس کے بعد آثار صحابۂ کرام کو دیکھا جاتا ہے۔

تفسیر آیات: 51-56

اکل حلال اور عمل صالح کا حکم: اللہ تعالیٰ نے اپنے تمام پیغمبروں علیہم السلام کو حکم دیا تھا کہ وہ حلال کھائیں اور اعمال صالحہ بجالائیں، یہ حکم اس بات کی دلیل ہے کہ اکل حلال عمل صالح کے لیے معاون ثابت ہوتا ہے۔ تمام انبیائے کرام نے اس ارشاد باری تعالیٰ کی مکمل تعمیل فرمائی تھی۔ قول و عمل اور رہنمائی و نصیحت کے اعتبار سے انھوں نے ہر خیر و بھلائی کو پیش نظر رکھا تھا: اللہ تعالیٰ انھیں اپنے تمام بندوں کی طرف سے بہترین جزا عطا فرمائے۔ سعید بن جبیر اور ضحاک فرماتے ہیں: ﴿كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ﴾ ”تم پاکیزہ چیزوں میں سے کھاؤ۔“ میں پاکیزہ چیزوں سے مراد رزق حلال ہے۔ صحیح (بخاری) میں ہے: [مَا بَعَثَ اللّٰهُ نَبِيًّا إِلَّا رَعَى الْغَنَمَ، فَقَالَ أَصْحَابُهُ: وَأَنْتَ؟ فَقَالَ: نَعَمْ! كُنْتُ أَرْعَاهَا عَلٰى قَرَارِيطَ لِأَهْلِ مَكَّةَ] ”ہر ایک نبی نے بکریاں چرائی ہیں، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: آپ نے بھی؟ فرمایا: ہاں، میں اہل مکہ کی بکریاں چند قیراط کے عوض چرایا کرتا تھا۔“[1] صحیح (بخاری) میں ہے: [وَ إِنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ دَاوُدَ كَانَ يَأْكُلُ مِنْ عَمَلِ يَدِهِ] ”یقیناً اللہ کے نبی داود علیہ السلام اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھایا کرتے تھے۔“[2]

صحیح مسلم، جامع ترمذی اور مسند احمد میں ہے اور یہ الفاظ مسند احمد ہی کے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: [أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّ اللّٰهَ طَيِّبٌ لَا يَقْبَلُ إِلَّا طَيِّبًا، وَ إِنَّ اللّٰهَ أَمَرَ الْمُؤْمِنِينَ بِمَا أَمَرَ بِهِ الْمُرْسَلِينَ،

① صحيح البخاري، الإجارة، باب رعى الغنم على قراريط، حديث: 2262 وسنن ابن ماجه، التجارات، باب الصناعات، حديث: 2149 عن أبي هريرة رضي الله عنه. ② صحيح البخاري، البيوع، باب كسب الرجل و عمله بيده، حديث: 2072 عن المقدام رضي الله عنه.

”محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

فَقَالَ: ﴿ يٰۤاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ؕ اِنِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ﴾ وَقَالَ: ﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ﴾ (البقرة 172:2) ثُمَّ ذَكَرَ: الرَّجُلَ يُطِيلُ السَّفَرَ أَشْعَثَ أَغْبَرَ ثُمَّ يَمُدُّ يَدَيْهِ إِلَى السَّمَاءِ: يَا رَبِّ ! يَا رَبِّ! وَمَطْعَمُهُ حَرَامٌ، وَّمَشْرَبُهُ حَرَامٌ، وَّمَلْبَسُهُ حَرَامٌ، وَّغُذِيَ بِالْحَرَامِ، فَأَنّٰى يُسْتَجَابُ لِذٰلِكَ] ’’اے لوگو! بے شک اللہ تعالیٰ پاک ہے، وہ پاک ہی کو قبول فرماتا ہے اور بے شک اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو بھی وہی حکم دیا ہے، جو اس نے پیغمبروں کو حکم دیا تھا اور وہ یہ ہے: ’’اے پیغمبرو! تم پاک چیزوں میں سے کھاؤ اور نیک عمل کرو، تم جو عمل کرتے ہو میں ان سے خوب واقف ہوں۔‘‘ اور مومنوں سے فرمایا: ’’اے ایمان والو! جو پاکیزہ چیزیں ہم نے تم کو عطا فرمائی ہیں ان میں سے کھاؤ۔‘‘ پھر آپ نے ایک ایسے شخص کا ذکر فرمایا جو طویل سفر کرتا ہے، اس کے بال پراگندہ اور غبار آلود ہیں۔ اور اس کا کھانا حرام کا، پینا حرام کا، لباس حرام کا اور وہ حرام ہی کے ساتھ پروان چڑھا ہے۔ وہ اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف دراز کر کے کہتا ہے: یا رب! یا رب! تو اس شخص کی دعا کیسے قبول کی جائے گی؟‘‘[1] امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن غریب قرار دیا ہے۔[2]

تمام انبیائے کرام کا دین توحید ہے: ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ وَاِنَّ هٰذِهٖۤ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً ﴾ ’’اور یہ تمھاری ملت یقیناً ایک ہی ملت و شریعت ہے۔‘‘ یعنی اے گروہ انبیاء! تم سب کا دین بھی ایک اور ملت بھی ایک ہے اور وہ اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کی طرف دعوت دینا ہے، اس لیے فرمایا: ﴿ وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُوْنِ ﴾ ’’اور میں تمھارا پروردگار ہوں، پس تم مجھ ہی سے ڈرو۔‘‘ اس کے بارے میں بحث قبل ازیں سورۂ انبیاء میں گزر چکی ہے۔[3] اور اس کا یہ فرمان: ﴿ اُمَّةً وَّاحِدَةً ﴾ حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ فَتَقَطَّعُوْۤا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ زُبُرًا ؕ ﴾ ’’پھر انھوں نے اپنے معاملے کو آپس میں متفرق کر کے جدا جدا کر دیا۔‘‘ یعنی ان امتوں نے جن کی طرف انبیائے کرام کو بھیجا گیا تھا۔ ﴿ كُلُّ حِزْبٍۭ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ﴾ ’’جو چیز جس فرقے کے پاس ہے وہ اس سے خوش ہے۔‘‘ یعنی جس گمراہی میں وہ مبتلا ہیں وہ اس سے خوش ہیں کیونکہ بزعم خود وہ ہدایت پر ہیں، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے سرزنش کرتے ہوئے فرمایا ہے: ﴿ فَذَرْهُمْ فِيْ غَمْرَتِهِمْ ﴾ ’’سو آپ انھیں ان کی غفلت میں چھوڑ دیں۔‘‘ یعنی ان کی سرکشی و ضلالت میں، ﴿ حَتّٰى حِيْنٍ ﴾ ’’ایک مدت تک۔‘‘ یعنی ان کی تباہی و ہلاکت کے وقت تک جیسا کہ فرمایا: ﴿ فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا ۝ ﴾ (الطارق 17:86) ’’تو آپ کافروں کو ذرا ان کے حال پر چھوڑ دیں۔‘‘ اور فرمایا: ﴿ ذَرْهُمْ يَاْكُلُوْا وَيَتَمَتَّعُوْا وَيُلْهِهِمُ الْاَمَلُ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ۝ ﴾ (الحجر 3:15) ’’(اے محمد!) انھیں چھوڑ دیجیے، وہ کھائیں اور فائدہ اٹھائیں اور جھوٹی امید انھیں غفلت میں ڈالے رکھے، پھر جلد انھیں معلوم ہو جائے گا۔‘‘

---

[1] مسند أحمد: 328/2 . [2] صحیح مسلم، الزكاة، باب قبول الصدقة من الكسب الطيب......، حديث: 1015 وجامع الترمذي، تفسير القرآن، باب و من سورة البقرة، حديث: 2989 . [3] دیکھیے الأنبياء، آیت: 92 کے ذیل میں۔

”محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

اِنَّ الَّذِیْنَ هُمْ مِّنْ خَشْیَةِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ﴿57﴾ وَالَّذِیْنَ هُمْ بِاٰیٰتِ رَبِّهِمْ یُؤْمِنُوْنَ ﴿58﴾

بے شک جولوگ اپنے رب کے خوف سے ڈرتے رہتے ہیں ﴿57﴾ اور جولوگ اپنے رب کی آیات پر ایمان لاتے ہیں ﴿58﴾ اور جولوگ اپنے رب کے ساتھ

وَالَّذِیْنَ هُمْ بِرَبِّهِمْ لَا یُشْرِكُوْنَ ﴿59﴾ وَالَّذِیْنَ یُؤْتُوْنَ مَاۤ اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ

کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے ﴿59﴾ اور جولوگ (اللہ کی راہ میں) دیتے ہیں جو کچھ بھی دیتے ہیں، تو اس طرح کہ ان کے دل خوف زدہ ہوتے ہیں کہ بے شک

اِلٰی رَبِّهِمْ رٰجِعُوْنَ ﴿60﴾ اُولٰٓىِٕكَ یُسٰرِعُوْنَ فِی الْخَیْرٰتِ وَهُمْ لَهَا سٰبِقُوْنَ ﴿61﴾

وہ اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں ﴿60﴾ یہی لوگ بھلائیوں میں جلدی کرتے ہیں، اور وہ ان میں باہم سبقت کرنے والے ہیں ﴿61﴾

اور فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿ اَیَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ وَّبَنِیْنَ ﴿55﴾ نُسَارِعُ لَهُمْ فِی الْخَیْرٰتِ ؕ بَلْ لَّا یَشْعُرُوْنَ ﴿56﴾ ﴾ ''کیا یہ لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم جوان کے مال اور بیٹوں میں اضافہ کیے جارہے ہیں (تو اس سے) ان کی بھلائی میں جلدی کر رہے ہیں؟ (نہیں) بلکہ وہ (اصل حقیقت کا) شعور نہیں رکھتے۔'' یعنی کیا یہ فریب خوردہ لوگ یہ سمجھ رہے ہیں کہ ہم نے مال و دولت سے انھیں اس لیے نوازا ہے کہ ہمارے نزدیک یہ بہت معزز ہیں۔ ہرگز نہیں، بات اس طرح نہیں جس طرح یہ کہتے ہیں: ﴿ نَحْنُ اَكْثَرُ اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا ۙ وَّمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِیْنَ ۝ ﴾ (سبا 35:34) ''ہم تم سے مال اور اولاد میں زیادہ ہیں اور ہمیں عذاب نہیں دیا جائے گا۔'' ان کی یہ بات غلط اور ان کی امید ناکام ہے کیونکہ ہم نے تو انھیں مال و دولت دے کر استدراج کے طور پر مہلت دے رکھی ہے، اسی لیے فرمایا: ﴿ بَلْ لَّا یَشْعُرُوْنَ ﴿56﴾ ﴾ ''(نہیں) بلکہ وہ (اصل حقیقت کا) شعور نہیں رکھتے۔'' جیسا کہ فرمایا: ﴿ فَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَلَاۤ اَوْلَادُهُمْ ؕ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُعَذِّبَهُمْ بِهَا فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا...... ﴾ الآیة (التوبة 55:9) ''پس آپ ان کے مال اور اولاد سے تعجب نہ کریں، بس اللہ تو چاہتا ہے کہ ان چیزوں سے دنیا کی زندگی ہی میں ان کو عذاب دے......'' اور فرمایا: ﴿ اِنَّمَا نُمْلِیْ لَهُمْ لِیَزْدَادُوْۤا اِثْمًا ۚ ﴾ (آل عمرٰن 178:3) ''ہم صرف ان کو اس لیے مہلت دیتے ہیں کہ اور گناہ کرلیں۔'' اور فرمایا: ﴿ فَذَرْنِیْ وَمَنْ یُّكَذِّبُ بِهٰذَا الْحَدِیْثِ ؕ سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَیْثُ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝ وَاُمْلِیْ لَهُمْ ؕ ...... ﴾ الآیة (القلم 45,44:68) ''سو چھوڑ دیجیے مجھے اور اس کو جو اس حدیث (قرآن) کو جھٹلاتا ہے، ہم ان کو آہستہ آہستہ ایسے (تباہی کی طرف) لے جائیں گے کہ ان کو خبر بھی نہ ہوگی اور میں ان کو مہلت دیے جاتا ہوں......'' اور فرمایا: ﴿ ذَرْنِیْ وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِیْدًا ۝ وَّجَعَلْتُ لَهٗ مَالًا مَّمْدُوْدًا ۝ وَّبَنِیْنَ شُهُوْدًا ۝ وَّمَهَّدْتُّ لَهٗ تَمْهِیْدًا ۝ ثُمَّ یَطْمَعُ اَنْ اَزِیْدَ ۝ كَلَّا ؕ اِنَّهٗ كَانَ لِاٰیٰتِنَا عَنِیْدًا ۝ ﴾ (المدثر 11:74-16) ''مجھے اور اسے تنہا چھوڑ دیجیے جسے میں نے اکیلا پیدا کیا اور اسے مال کثیر دیا اور ہر وقت اس کے پاس حاضر رہنے والے بیٹے (دیے) اور ہر طرح کے سامان میں وسعت دی، پھر ابھی خواہش رکھتا ہے کہ میں (اسے) مزید دوں، ہرگز نہیں! وہ ہماری بات سے سخت عناد رکھتا ہے۔'' اور فرمایا: ﴿ وَمَاۤ اَمْوَالُكُمْ وَلَاۤ اَوْلَادُكُمْ بِالَّتِیْ تُقَرِّبُكُمْ عِنْدَنَا زُلْفٰۤی اِلَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ...... ﴾ الآیة (سبا 37:34) ''اور تمھارا مال اور تمھاری اولاد ایسی چیز نہیں کہ تم کو ہمارا مقرب بنا دے۔ ہاں، (ہمارا مقرب وہ ہے) جو ایمان لایا اور عمل نیک کرتا رہا......'' اس مضمون کی اور

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

بھی بہت سی آیات ہیں۔

تفسیر آیات:57-61

اہل خیر کی صفات: ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ اِنَّ الَّذِیۡنَ هُمۡ مِّنۡ خَشۡیَةِ رَبِّهِمۡ مُّشۡفِقُوۡنَ ﴾ ''بے شک جو لوگ اپنے پروردگار کے خوف سے ڈرتے ہیں۔'' یعنی وہ اپنی نیکی، ایمان اور عمل صالح کے باوجود اللہ تعالیٰ سے ڈرتے اور خوف کھاتے ہیں کہ وہ انھیں اپنے عذاب کی گرفت میں نہ لے لے۔ امام حسن بصری فرماتے ہیں کہ مومن نیکی کے باوجود ڈرتا ہے اور کافر برائی کے باوجود بے خوف ہوتا ہے۔[1] ﴿ وَالَّذِیۡنَ هُمۡ بِاٰیٰتِ رَبِّهِمۡ یُؤۡمِنُوۡنَ ﴾ ''اور جو لوگ اپنے پروردگار کی آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں۔'' یعنی اس کی کونی اور شرعی آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے مریم علیہا السلام کے بارے میں فرمایا ہے: ﴿ وَصَدَّقَتۡ بِكَلِمٰتِ رَبِّهَا وَكُتُبِهٖ...... ﴾ الآیة (التحریم 12:66) ''اور اس نے اپنے پروردگار کے کلام اور اس کی کتابوں کی تصدیق کی......۔'' یعنی ان کا ایمان تھا کہ جو کچھ ہوا، وہ اللہ تعالیٰ کی قضا وقدر کے مطابق ہے اور اللہ تعالیٰ کی شریعت کے احکام ایسے امور ہیں جنھیں اس کی ذات پاک پسند فرماتی ہے اور نواہی وہ امور ہیں جو اللہ تعالیٰ کو حد درجہ ناپسند ہیں اور اللہ تعالیٰ نے جو حالات و واقعات بیان فرمائے ہیں وہ بالکل سچ ہیں جیسا کہ فرمایا: ﴿ وَالَّذِیۡنَ هُمۡ بِرَبِّهِمۡ لَا یُشۡرِكُوۡنَ ﴾ ''اور جو لوگ اپنے پروردگار کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے۔'' یعنی وہ غیر اللہ کی پوجا نہیں کرتے بلکہ وہ اسی کی توحید کے قائل اور اس بات کو جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ ایک ہے اور بے نیاز ہے، اس کی بیوی ہے اور نہ بیٹا، اس کا کوئی نظیر ہے اور نہ ہم سر۔

نیکی کرنے کے باوجود اللہ کا ڈر: ﴿ وَالَّذِیۡنَ یُؤۡتُوۡنَ مَاۤ اٰتَوۡا وَّقُلُوۡبُهُمۡ وَجِلَةٌ اَنَّهُمۡ اِلٰی رَبِّهِمۡ رٰجِعُوۡنَ ﴾ ''اور جو لوگ (اللہ کی راہ میں) دیتے ہیں جو کچھ بھی دیتے ہیں تو اس طرح کہ ان کے دل اس بات سے ڈرتے رہتے ہیں کہ انھیں اپنے پروردگار کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔'' یعنی وہ دیتے ہیں مگر ساتھ ہی ڈرتے بھی ہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کا دیا ہوا قبول ہی نہ ہو کیونکہ انھیں خدشہ رہتا ہے کہ شاید انھوں نے دینے کی شرائط کو پورا ہی نہ کیا ہو اور یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ سے ڈر اور احتیاط کی وجہ سے ہے جیسا کہ امام احمد نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ انھوں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! ﴿ وَالَّذِیۡنَ یُؤۡتُوۡنَ مَاۤ اٰتَوۡا وَّقُلُوۡبُهُمۡ وَجِلَةٌ ﴾ سے کیا وہ شخص مراد ہے جو چوری کرتا، زنا کرتا، شراب پیتا اور اللہ عزوجل سے ڈرتا ہے؟ آپ نے فرمایا: [لَا، يَا بِنْتَ أَبِي بَكْرٍ، يَا بِنْتَ الصِّدِّيقِ!، وَلٰكِنَّهُ الَّذِي يُصَلِّي وَيَصُومُ وَيَتَصَدَّقُ وَهُوَ يَخَافُ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ] ''نہیں، اے بنت ابوبکر! اے بنت صدیق! بلکہ اس سے مراد وہ شخص ہے جو نماز پڑھتا، روزہ رکھتا، صدقہ کرتا اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے۔''[2]

اسی طرح اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ اور ابن ابوحاتم نے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: [لَا، يَا بِنْتَ الصِّدِّيقِ!

[1] تفسیر البغوی: 368/2 وتفسیر الطبری: 43/18. [2] مسند أحمد: 159/6.

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

وَلَا نُكَلِّفُ نَفۡسًا اِلَّا وُسۡعَهَا وَلَدَيۡنَا كِتٰبٌ يَّنۡطِقُ بِالۡحَقِّ وَهُمۡ لَا يُظۡلَمُوۡنَ ﴿62﴾ بَلۡ

اور ہم کسی نفس کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے، اور ہمارے پاس ایک ایسی کتاب (نامۂ اعمال) ہے جو (ہر شخص کا حال) ٹھیک ٹھیک بولے گی،

قُلُوۡبُهُمۡ فِىۡ غَمۡرَةٍ مِّنۡ هٰذَا وَلَهُمۡ اَعۡمَالٌ مِّنۡ دُوۡنِ ذٰلِكَ هُمۡ لَهَا عٰمِلُوۡنَ ﴿63﴾ حَتّٰٓى

اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا﴿62﴾ بلکہ ان (کفار) کے دل اس (قرآن) سے جہالت و غفلت میں ہیں، اور اس کے علاوہ بھی ان کے کئی (برے) اعمال ہیں،

اِذَاۤ اَخَذۡنَا مُتۡرَفِيۡهِمۡ بِالۡعَذَابِ اِذَا هُمۡ يَجۡـَٔرُوۡنَ ﴿64﴾ لَا تَجۡـَٔرُوا الۡيَوۡمَ اِنَّكُمۡ مِّنَّا

جنھیں وہ کرنے والے ہیں﴿63﴾ حتی کہ جب ہم ان کے خوشحال (عیاش) لوگوں کو عذاب میں پکڑیں گے تو اس وقت وہ چیخ و پکار کریں گے﴿64﴾ (کہا جائے

لَا تُنۡصَرُوۡنَ ﴿65﴾ قَدۡ كَانَتۡ اٰيٰتِىۡ تُتۡلٰى عَلَيۡكُمۡ فَكُنۡتُمۡ عَلٰٓى اَعۡقَابِكُمۡ تَنۡكِصُوۡنَ ﴿66﴾

گا:) آج مت چیخو، یقیناً تم ہماری طرف سے مدد نہیں کیے جاؤ گے﴿65﴾ تحقیق میری آیات تم پر تلاوت کی جاتی تھیں تو تم اپنی ایڑیوں کے بل پھر جاتے

مُسۡتَكۡبِرِيۡنَ ۖۗ بِهٖ سٰمِرًا تَهۡجُرُوۡنَ ﴿67﴾

تھے﴿66﴾ تکبر کرتے ہوئے، (اور) رات کو باتیں کرتے ہوئے اس کے بارے میں تم بیہودہ گوئی کرتے تھے﴿67﴾

وَلٰكِنَّهُمُ الَّذِينَ يَصُومُونَ وَيُصَلُّونَ، وَيَتَصَدَّقُونَ وَهُمْ يَخَافُونَ أَنْ لَّا يُقْبَلَ مِنْهُمْ: ﴿اُولٰٓئِكَ يُسٰرِعُوۡنَ فِى الۡخَيۡرٰتِ وَهُمۡ لَهَا سٰبِقُوۡنَ﴿61﴾﴾] ''نہیں، اے بنت صدیق! بلکہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو نماز پڑھتے، روزہ رکھتے، صدقہ کرتے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کے اعمال قبول ہی نہ ہوں۔'' یہی لوگ ہیں کہ جلدی کرتے ہیں بھلائیوں میں اور وہ ان کے لیے سبقت کرنے والے ہیں۔''[1] اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، محمد بن کعب قرظی اور امام حسن بصری رحمہ اللہ نے بھی اس آیت کی تفسیر میں اسی طرح فرمایا ہے۔[2]

تفسیر آیات: 62-67

اللہ تعالیٰ کا عدل اور مشرکین کی قلابازیاں: اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ اس نے دنیا میں اپنے بندوں کے لیے جو شریعت مقرر فرما رکھی ہے، وہ مبنی بر عدل ہے اور وہ کسی شخص پر اس کی طاقت سے زیادہ ذمہ داری کا بوجھ نہیں ڈالتا کہ جسے برداشت کرنے اور جس کے مطابق عمل کرنے کا اسے مقدور ہی نہ ہو، پھر وہ روز قیامت ان سب کے اعمال کا حساب لے گا۔ ان کے تمام اعمال کو بلا کم و کاست اس نے کتاب مسطور میں لکھ رکھا ہے، اسی لیے فرمایا: ﴿وَلَدَيۡنَا كِتٰبٌ يَّنۡطِقُ بِالۡحَقِّ﴾ ''اور ہمارے پاس ایک ایسی کتاب (نامۂ اعمال) ہے جو (ہر شخص کا حال) ٹھیک ٹھیک بولے گی۔'' یعنی کتاب اعمال، ﴿وَهُمۡ لَا يُظۡلَمُوۡنَ﴿62﴾﴾ ''اور ان (لوگوں) پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔'' یعنی ان کی کسی نیکی کو کم نہیں کیا جائے گا، پھر اللہ تعالیٰ نے قریش کے کفار و مشرکین کی تردید کرتے ہوئے فرمایا: ﴿بَلۡ قُلُوۡبُهُمۡ فِىۡ غَمۡرَةٍ﴾ ''مگر ان کے دل غفلت میں (پڑے ہوئے) ہیں۔'' اور ضلالت میں مبتلا ہیں ﴿مِّنۡ هٰذَا﴾ ''اس (قرآن) سے۔'' یعنی اس قرآن کی طرف سے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ ﷺ

---

[1] جامع الترمذی، تفسیر القرآن، باب ومن سورة المؤمنين، حديث:3175 وسنن ابن ماجه، الزهد، باب التوقي على العمل، حديث:4198. [2] تفسير الطبري:45,44/18.

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

پر نازل فرمایا ہے۔﴿ وَلَهُمْ اَعْمَالٌ مِّنْ دُوْنِ ذٰلِكَ هُمْ لَهَا عٰمِلُوْنَ ۝﴾ ’’اور اس (غفلت) کے علاوہ بھی ان کے کئی (برے) اعمال ہیں جنھیں وہ کرنے والے ہیں۔‘‘ حکم بن ابان نے عکرمہ سے اور انھوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ شرک کے سوا بھی ان کے کئی برے اعمال ہیں جنھیں یہ ضرور کرتے ہیں۔[1] مجاہد، حسن اور کچھ ائمۂ تفسیر سے بھی اسی طرح مروی ہے۔[2] اور کچھ دیگر اہل علم نے کہا ہے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ کچھ دیگر برے اعمال بھی ان کے مقدر میں لکھ دیے گئے ہیں جنھیں اپنی موت سے پہلے یہ ضرور انجام دیں گے تاکہ عذاب کے مستحق قرار پاسکیں، مُقاتل بن حَیّان، سُدّی اور عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم سے بھی اسی طرح مروی ہے۔[3] اور بظاہر اس کے معنی قوی اور حسن معلوم ہوتے ہیں۔

ہم نے قبل ازیں یہ حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کی ہے:[4] [فَوَالَّذِی لَا إِلٰهَ غَيْرُهُ! (وَإِنَّ الرَّجُلَ) لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ، حَتّٰى مَايَكُونُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا إِلَّا ذِرَاعٌ، فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ، فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ فَيَدْخُلُهَا] ’’اس ذات اقدس کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں! ایک شخص اہل جنت کے سے عمل کرتا رہتا ہے حتی کہ اس کے اور جنت کے درمیان صرف ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے مگر کتاب اس سے سبقت لے جاتی ہے اور وہ اہل دوزخ کا سا کوئی عمل کر کے جہنم میں داخل ہو جاتا ہے۔‘‘[5]

اور فرمایا: ﴿ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَخَذْنَا مُتْرَفِیْهِمْ بِالْعَذَابِ اِذَا هُمْ یَجْـَٔرُوْنَ ۝﴾ ’’حتی کہ جب ہم ان میں سے آسودہ حال لوگوں کو پکڑیں گے تو وہ اس وقت چیخ و پکار کریں گے۔‘‘ یعنی جب ان کے دنیا میں آسودہ اور خوش حال لوگوں کے پاس اللہ تعالیٰ کی گرفت اور اس کا عذاب آ گیا تو انھوں نے چیخنا چلانا اور فریاد کرنا شروع کر دیا جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿ وَذَرْنِیْ وَالْمُكَذِّبِیْنَ اُولِی النَّعْمَةِ وَمَهِّلْهُمْ قَلِیْلًا ۝ اِنَّ لَدَیْنَاۤ اَنْكَالًا وَّجَحِیْمًا ۝﴾ (المزمّل 73:11,12) ’’اور مجھے اور ان جھٹلانے والوں کو جو دولت مند ہیں تنہا چھوڑ دیجیے اور ان کو تھوڑی سی مہلت دے دیں۔ بے شک ہمارے پاس بیڑیاں اور بھڑکتی آگ ہے۔‘‘ اور فرمایا: ﴿ كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ فَنَادَوْا وَّلَاتَ حِیْنَ مَنَاصٍ ۝﴾ (صٓ 38:3) ’’اور ہم نے ان سے پہلے کتنی ہی امتوں کو ہلاک کر دیا تو وہ (عذاب کے وقت) فریاد کرنے لگے اور وہ خلاصی کا وقت نہ تھا۔‘‘ اور یہاں فرمایا: ﴿ لَا تَجْـَٔرُوا الْیَوْمَ اِنَّكُمْ مِّنَّا لَا تُنْصَرُوْنَ ۝﴾ ’’آج مت تلملاؤ۔ یقیناً ہماری طرف سے تمھیں کچھ مدد نہیں ملے گی۔‘‘ یعنی تم پر جو عذاب نازل ہوا، خواہ تم چیخ و پکار کرو یا نہ کرو آج تمھیں اس سے کوئی بچانے والا نہیں ہے، اللہ تعالیٰ کا فیصلہ اٹل ہے اور عذاب تمھارے لیے لازم ہو چکا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے سب سے بڑے گناہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: ﴿ قَدْ كَانَتْ اٰیٰتِیْ تُتْلٰى عَلَیْكُمْ فَكُنْتُمْ عَلٰۤى

[1] الدرالمنثور:5/23۔ [2] تفسیر الطبری:18/47,48 و تفسیر القرطبی:12/134,135۔ [3] تفسیر الطبری:18/47,48۔
[4] دیکھیے المؤمنون، آیات:12-16 کے ذیل میں عنوان: ’’انسان کی تخلیق کے تدریجی مراحل‘‘ [5] صحیح البخاری، القدر، باب:1، حدیث:6594 و صحیح مسلم، القدر، باب کیفیة خلق الآدمی فی بطن أمه......، حدیث:2643 و اللفظ له، البتہ قوسین والا جملہ بخاری کے مذکورہ حوالے میں ہے۔

”محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

اَفَلَمْ يَدَّبَّرُوا الْقَوْلَ اَمْ جَآءَهُمْ مَّا لَمْ يَاْتِ اٰبَآءَهُمُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿68﴾ اَمْ لَمْ يَعْرِفُوْا

کیا پھر انھوں نے قرآن میں تدبر نہیں کیا، یا پھر ان کے پاس وہ چیز آ گئی جو ان کے پہلے باپ دادا کے پاس نہیں آئی تھی؟ (68) یا انھوں نے اپنے

رَسُوْلَهُمْ فَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ﴿69﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ بِهٖ جِنَّةٌ ؕ بَلْ جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ

رسول کو نہیں پہچانا، لہٰذا وہ اس کے منکر ہیں؟ (69) یا وہ کہتے ہیں کہ اسے جنون ہے؟ (نہیں نہیں) بلکہ وہ ان کے پاس حق لایا ہے، اور ان کے اکثر

وَاَكْثَرُهُمْ لِلْحَقِّ كٰرِهُوْنَ ﴿70﴾ وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ اَهْوَآءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ

لوگ حق کو ناپسند کرتے ہیں (70) اور اگر حق ان کی خواہشات کی پیروی کرے تو آسمان اور زمین اور جو ان میں ہیں، سب تباہ و برباد ہو جائیں بلکہ

وَمَنْ فِيْهِنَّ ؕ بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِذِكْرِهِمْ فَهُمْ عَنْ ذِكْرِهِمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿71﴾ ؕ اَمْ تَسْـَٔلُهُمْ

ہم ان کے پاس ان کے لیے نصیحت لائے ہیں، پس وہ اپنی ہی نصیحت سے اعراض کر رہے ہیں (71) کیا آپ ان سے اجرت کا سوال کرتے ہیں،

خَرْجًا فَخَرَاجُ رَبِّكَ خَيْرٌ ۖ وَّهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿72﴾ وَاِنَّكَ لَتَدْعُوْهُمْ اِلٰى

چنانچہ آپ کے رب کی اجرت زیادہ بہتر ہے اور وہ بہترین رزق دینے والا ہے (72) اور بلاشبہ آپ انھیں صراطِ مستقیم (اسلام) کی طرف بلاتے

صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿73﴾ وَاِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ عَنِ الصِّرَاطِ لَنٰكِبُوْنَ ﴿74﴾

ہیں (73) اور بلاشبہ جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں لاتے وہ یقیناً صراطِ مستقیم سے ہٹ رہے ہیں (74) اور اگر ہم ان پر رحم کریں اور انھیں لاحق تکلیفیں

وَلَوْ رَحِمْنٰهُمْ وَكَشَفْنَا مَا بِهِمْ مِّنْ ضُرٍّ لَّلَجُّوْا فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿75﴾

دور کر دیں تو پھر بھی وہ برابر اپنی سرکشی پر بھٹکتے ہوئے اڑے رہیں (75)

﴿اَعْقَابِكُمْ تَنْكِصُوْنَ ﴿66﴾﴾ ”یقیناً میری آیتیں تم پر تلاوت کی جاتی تھیں تو تم اپنی ایڑیوں پر الٹے پھر جاتے تھے۔“ یعنی جب تمھیں بلایا جاتا تو تم انکار کر دیتے اور جب تمھیں طلب کیا جاتا تو تم نہیں آتے تھے جیسا کہ فرمایا: ﴿ذٰلِكُمْ بِاَنَّهٗٓ اِذَا دُعِيَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ كَفَرْتُمْ ۚ وَاِنْ يُّشْرَكْ بِهٖ تُؤْمِنُوْا ؕ فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيْرِ﴾ (المؤمن 40:12) ”یہ (عذاب) تمھیں اس لیے ہے کہ جب تنہا اللہ کو پکارا جاتا تھا تو تم انکار کر دیتے تھے اور اگر اس کے ساتھ شریک مقرر کیا جاتا تھا تو تم تسلیم کرتے تھے، اب حکم تو اللہ ہی کا ہے جو بلند و بالا، بہت بڑا ہے۔“ اور فرمایا: ﴿مُسْتَكْبِرِيْنَ ۖ بِهٖ سٰمِرًا تَهْجُرُوْنَ ﴿67﴾﴾ ”تکبر کرتے ہوئے اس (قرآن) کے ساتھ افسانہ گوئی کرتے ہوئے تم بے ہودہ بکتے تھے۔“ یعنی بیت اللہ پر وہ فخر کرتے اور عقیدہ یہ رکھتے کہ وہ بیت اللہ کے متولی ہیں، حالانکہ وہ بیت اللہ کے متولی نہ تھے جیسا کہ امام نسائی نے اپنی سنن کی کتاب التفسیر میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ قصے کہانیاں بیان کرنے کو اس وقت مکروہ قرار دیا گیا جب یہ آیت نازل ہوئی: ﴿مُسْتَكْبِرِيْنَ ۖ بِهٖ سٰمِرًا تَهْجُرُوْنَ ﴿67﴾﴾ ”تکبر کرتے ہوئے اس (قرآن) کے ساتھ افسانہ گوئی کرتے ہوئے تم بے ہودہ بکتے تھے۔“ یعنی یہ بیت اللہ کی وجہ سے سرکشی کرتے ہیں اور قصے کہانیاں بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ہم بیت اللہ کے متولی ہیں، گویا وہ تکبر اور غرور کا اظہار کرتے، بیت اللہ میں قصے کہانیاں بیان کرتے اور بکواس کرتے تھے اور اسے آباد نہیں کرتے تھے۔[1]

(1) السنن الکبرٰی للنسائی، التفسیر، سورة المؤمنون: 412/6، حدیث: 11351.

”محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

تفسیر آیات:68-75

مشرکین کی تردید اور مذمت: اللہ تعالیٰ نے قرآن عظیم کے نہ سمجھنے، اس پر تدبر نہ کرنے اور اس سے اعراض کرنے کی وجہ سے مشرکین کی تردید فرمائی ہے کیونکہ اس کتاب کو اللہ تعالیٰ نے بطور خاص انھی لوگوں کی ہدایت کے لیے نازل فرمایا تھا، پھر اس سے بڑھ کر اکمل اور اشرف کتاب کسی اور رسول پر نازل نہیں کی گئی، خصوصاً ان کے وہ آباء و اجداد جو زمانۂ جاہلیت میں مر گئے تھے، انھیں اس طرح کی کوئی کتاب نہیں پہنچی اور نہ ان کے پاس اللہ کے عذاب سے ڈرانے والا ہی کوئی آیا تھا، لہٰذا ان لوگوں کو چاہیے تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کو قبول کرتے جس سے اس نے انھیں نوازا تھا، اس کا شکر ادا کرتے، اسے سمجھنے کی کوشش کرتے اور اپنی زندگی کے دن اور راتیں، صبحیں اور شامیں اس کتاب کے تقاضوں کے مطابق عمل کرتے ہوئے گزارتے جیسا کہ ان میں سے ان نُجَباء نے کیا جو مشرف بہ اسلام ہو گئے تھے اور جنھوں نے رسول اللہ ﷺ کی اتباع و اطاعت کو اختیار کر لیا تھا۔

﴿ اَفَلَمْ يَدَّبَّرُوا الْقَوْلَ ﴾ ''کیا پھر انھوں نے کلام (قرآن) میں غور نہیں کیا؟'' امام قتادہ فرماتے ہیں کہ یہ لوگ قرآن میں غور کرتے تو واللہ! اس میں ایسی چیزیں پاتے جو انھیں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے روکتیں لیکن یہ تو متشابہات کے پیچھے لگ گئے جس کی وجہ سے تباہ و برباد ہو گئے۔[1] پھر اللہ تعالیٰ نے کفار قریش کی تردید کرتے ہوئے فرمایا ہے: ﴿ اَمْ لَمْ يَعْرِفُوْا رَسُوْلَهُمْ فَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ﴿۶۹﴾ ﴾ ''یا انھوں نے اپنے پیغمبر کو نہیں پہچانا؟ سو وہ اس کے منکر ہیں؟'' کیا یہ لوگ محمد ﷺ اور آپ کی صداقت و امانت اور اس پاکبازی و عفت مآبی کو نہیں جانتے؟ جس میں ان کے سامنے آپ نے نشأت و ارتقا کی منزلیں طے فرمائی ہیں کیا یہ لوگ ان باتوں کا انکار کر سکتے ہیں؟ جعفر بن ابوطالب رضی اللہ عنہ نے شاہ حبشہ نجاشی سے کہا تھا: اے بادشاہ! بے شک اللہ تعالیٰ نے ہماری طرف ایک ایسے رسول کو مبعوث فرمایا ہے جن کے نسب اور جن کی صداقت و امانت کو ہم خوب جانتے ہیں۔[2] اسی طرح مغیرہ بن شعبہ نے نائب کسریٰ سے بھی اس وقت یہی بات کہی تھی، جب اس نے آپ لوگوں کو طلب کیا تھا۔ اسی طرح ابوسفیان صخر بن حرب نے شاہِ روم ہرقل سے بھی کہا تھا جب اس نے ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں سے نبی ﷺ کی صفات، نسب، صداقت اور امانت کے بارے میں پوچھا تھا اور اس وقت ابوسفیان اور اس کے ساتھی دائرۂ اسلام میں داخل نہیں ہوئے تھے لیکن اس کے باوجود انھیں آپ کی صداقت و امانت کا اعتراف کرنا پڑا اور اس کے بغیر ان کے لیے کوئی چارۂ کار ہی نہ تھا۔[3]

﴿ اَمْ يَقُوْلُوْنَ بِهٖ جِنَّةٌ ﴾ ''یا وہ کہتے ہیں کہ اسے جنون ہے۔'' اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کے بارے میں مشرکین کی اس بات کو بیان فرمایا ہے کہ وہ آپ ﷺ کے بارے میں کہتے ہیں کہ انھوں نے قرآن اپنی طرف سے بنا لیا اور از خود گھڑ لیا ہے یا یہ کہ (نعوذ باللہ) آپ مجنوں ہیں اور آپ کو کچھ معلوم نہیں کہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں

---

① الدر المنثور: 25/5. ② مسند أحمد: 202/1 وصحيح ابن خزيمة، الزكاة، باب ذكر البيان أن فرض الزكاة كان قبل الهجرة......: 13/4 والسيرة النبوية لابن هشام، إرسال قريش إلى الحبشة في طلب المهاجرين إليها......: 336,335/1. ③ صحيح البخاري، بدء الوحي، باب كيف كان بدء الوحي......؟ حديث: 7.

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

فرمایا ہے کہ ان کی اس طرح کی باتوں کو تو خود ان کے اپنے دل بھی تسلیم نہیں کرتے اور وہ مانتے ہیں کہ قرآن کے بارے میں جو یہ کہتے ہیں، وہ سب باطل ہے کیونکہ ان کے پاس تو اللہ تعالیٰ کا ایسا پاکیزہ کلام آیا ہے کہ جس کے مقابلے کی ان میں طاقت نہیں، حالانکہ قرآن نے انھیں بھی اور سارے اہل زمین کو بھی چیلنج کیا ہے کہ وہ اس جیسا کلام پیش کریں مگر وہ ایسا نہ کر سکے اور ابد الآباد تک کبھی بھی ایسا کلام پیش نہیں کر سکیں گے، اسی لیے فرمایا: ﴿ بَلْ جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ وَاَكْثَرُهُمْ لِلْحَقِّ كٰرِهُوْنَ ﴿70﴾ ﴾ ''نہیں بلکہ وہ ان کے پاس حق لائے ہیں اور ان میں سے اکثر لوگ حق کو ناپسند کرتے ہیں۔'' اس بات کا بھی احتمال ہے کہ یہ جملہ حالیہ ہو، یعنی وہ ان کے پاس اس حال میں حق کو لے کر آتے ہیں کہ ان میں سے اکثر حق کو ناپسند کرتے ہیں اور اس بات کا بھی احتمال ہے کہ یہ جملہ خبریہ مستأنفہ ہو۔ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ.

حق خواہشوں کے پیچھے نہیں چلتا: ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ اَهْوَآءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ﴾ ''اور اگر حق ان کی خواہشوں کی پیروی کرے تو آسمان اور زمین اور جو ان میں ہیں سب درہم برہم ہو جائیں۔'' مجاہد، ابوصالح اور سدی نے کہا ہے کہ حق سے مراد اللہ عزوجل کی ذات گرامی ہے۔[1] مراد یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ ان کے نفسوں کی خواہشوں کے پیچھے چلے اور ان کی خواہشوں کے مطابق احکام شریعت نازل فرمائے تو آسمان و زمین اور جو ان میں ہیں وہ سب ان کی خراب خواہشوں کی وجہ سے درہم برہم ہو جائیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ انھوں نے بھی کہا تھا: ﴿ لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ ○ ﴾ (الزخرف 31:43) ''یہ قرآن ان دونوں بستیوں میں سے کسی بڑے آدمی پر نازل کیوں نہیں کیا گیا؟'' پھر اللہ تعالیٰ نے جواب میں فرمایا: ﴿ اَهُمْ يَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّكَ ﴾ (الزخرف 32:43) ''کیا وہ (لوگ) آپ کے پروردگار کی رحمت کو بانٹتے ہیں؟'' اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں فرمایا ہے: ﴿ قُلْ لَّوْ اَنْتُمْ تَمْلِكُوْنَ خَزَآىِٕنَ رَحْمَةِ رَبِّيْٓ اِذًا لَّاَمْسَكْتُمْ خَشْيَةَ الْاِنْفَاقِ وَكَانَ الْاِنْسَانُ قَتُوْرًا ○ ﴾ (بنيٓ إسرآءيل 100:17) ''کہہ دیجیے: اگر تم میرے پروردگار کی رحمت کے خزانوں کے مالک ہوتے تو اس وقت تم انھیں خرچ ہو جانے کے خوف سے بند کر رکھتے اور انسان نہایت بخیل ہے۔'' اور فرمایا: ﴿ اَمْ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّنَ الْمُلْكِ فَاِذًا لَّا يُؤْتُوْنَ النَّاسَ نَقِيْرًا ○ ﴾ (النسآء 53:4) ''کیا (وہ سمجھتے ہیں کہ) ان کے پاس بادشاہی کا کچھ حصہ ہے، پھر تو وہ اس میں سے لوگوں کو (کھجور کی گٹھلی کے) دھاگے برابر بھی نہ دیں گے۔'' ان سب آیات سے بندوں کا عجز اور ان کی آراء و خواہشات کا مختلف ہونا واضح ہوتا ہے جبکہ اللہ رب ذوالجلال کی ذات پاک اپنی تمام صفات میں، اپنے تمام اقوال و افعال میں اور مخلوق کے لیے اپنی شریعت و تقدیر و تدبیر میں کامل ہے، وہ ہر عیب و نقص سے پاک ہے، اس کے سوا کوئی معبود ہے اور نہ کوئی پروردگار، پھر فرمایا: ﴿ بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِذِكْرِهِمْ ﴾ ''بلکہ ہم ان کے پاس ان کی نصیحت (کی کتاب) لائے ہیں'' یعنی قرآن مجید۔ ﴿ فَهُمْ عَنْ ذِكْرِهِمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿71﴾ ﴾ ''وہ اپنی ہی (کتاب) نصیحت سے اعراض کر رہے ہیں۔''

---

[1] تفسیر الطبری: 56/18 و تفسیر القرطبی: 140/2.

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

نبی اجرت کا طلبگار نہیں ہوتا: ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ اَمۡ تَسۡـَٔلُهُمۡ خَرۡجًا ﴾ ”کیا آپ ان سے اجرت کا سوال کرتے ہیں؟“ حسن فرماتے ہیں کہ ﴿ خَرۡجًا ﴾ کے معنی اجرت کے ہیں۔[1] اور قتادہ فرماتے ہیں کہ اس کے معنی مال کے ہیں۔[2] ﴿ فَخَرَاجُ رَبِّكَ خَيۡرٌ ﴾ ”تو آپ کے پروردگار کا صلہ بہت اچھا ہے۔“ یعنی ہدایت کی طرف دعوت دینے پر آپ ان سے اجرت، مال یا کچھ بھی نہیں مانگتے بلکہ اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ کے بے پایاں اجر وثواب کے امیدوار ہیں جیسا کہ فرمایا: ﴿ قُلۡ مَا سَاَلۡتُكُمۡ مِّنۡ اَجۡرٍ فَهُوَ لَكُمۡ ؕ اِنۡ اَجۡرِیَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ ۚ ﴾ (سبا 47:34) ”کہہ دیجیے: میں نے تم سے جو کچھ صلہ مانگا ہو تو وہ تمھارے ہی لیے ہے، میرا صلہ تو اللہ ہی کے ذمے ہے۔“ اور فرمایا: ﴿ قُلۡ مَاۤ اَسۡـَٔلُكُمۡ عَلَيۡهِ مِنۡ اَجۡرٍ وَّمَاۤ اَنَا مِنَ الۡمُتَكَلِّفِيۡنَ ۝ ﴾ (ص 86:38) ”آپ کہہ دیں: میں تم سے اس کا صلہ نہیں مانگتا اور میں تکلف کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔“ اور فرمایا: ﴿ قُلۡ لَّاۤ اَسۡـَٔلُكُمۡ عَلَيۡهِ اَجۡرًا اِلَّا الۡمَوَدَّةَ فِى الۡقُرۡبٰى ؕ ﴾ (الشوریٰ 23:42) ”کہہ دیں کہ میں اس کام تم سے صلہ نہیں مانگتا مگر محبت کا قرابت داری کی وجہ سے۔“ اور فرمایا: ﴿ وَجَآءَ مِنۡ اَقۡصَا الۡمَدِيۡنَةِ رَجُلٌ يَّسۡعٰى قَالَ يٰقَوۡمِ اتَّبِعُوا الۡمُرۡسَلِيۡنَ ۝ اتَّبِعُوۡا مَنۡ لَّا يَسۡـَٔلُكُمۡ اَجۡرًا ﴾ (یٰسٓ 21,20:36) ”اور شہر کے پرلے کنارے سے ایک آدمی دوڑتا ہوا آیا، کہنے لگا: اے میری قوم! پیغمبروں کے پیچھے چلو۔ تم ان کی پیروی کرو جو تم سے صلہ نہیں مانگتے۔“ اور فرمایا: ﴿ وَاِنَّكَ لَتَدۡعُوۡهُمۡ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسۡتَقِيۡمٍ ۝ وَاِنَّ الَّذِيۡنَ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡاٰخِرَةِ عَنِ الصِّرَاطِ لَنٰكِبُوۡنَ ۝ ﴾ ”اور بے شک آپ تو ان کو سیدھے رستے کی طرف بلاتے ہیں، اور جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں لاتے وہ (سیدھے) رستے سے الگ ہو رہے ہیں۔“

امام احمد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ [أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ أَتَاهُ فِيمَا يَرَى النَّائِمُ مَلَكَانِ، فَقَعَدَ أَحَدُهُمَا عِنْدَ رِجْلَيْهِ، وَالْآخَرُ عِنْدَ رَأْسِهِ، فَقَالَ الَّذِي عِنْدَ رِجْلَيْهِ لِلَّذِي عِنْدَ رَأْسِهِ: اِضْرِبْ مَثَلَ هٰذَا وَمَثَلَ أُمَّتِهِ، فَقَالَ: إِنَّ مَثَلَهُ وَمَثَلَ أُمَّتِهِ كَمَثَلِ قَوْمٍ سَفْرٍ، اِنْتَهَوْا إِلٰى رَأْسِ مَفَازَةٍ، فَلَمْ يَكُنْ مَّعَهُمْ مِّنَ الزَّادِ مَا يَقْطَعُونَ بِهِ الْمَفَازَةَ، وَلَا مَا يَرْجِعُونَ بِهِ، فَبَيْنَمَا هُمْ كَذٰلِكَ، إِذْ أَتَاهُمْ رَجُلٌ فِي حُلَّةٍ حِبَرَةٍ، فَقَالَ: أَرَأَيْتُمْ إِنْ وَرَدْتُّ بِكُمْ رِيَاضًا مُّعْشِبَةً، وَّحِيَاضًا رُّوَاءً، أَتَتَّبِعُونِي؟ فَقَالُوا: نَعَمْ، قَالَ: فَانْطَلَقَ بِهِمْ، فَأَوْرَدَهُمْ رِيَاضًا مُّعْشِبَةً، وَّحِيَاضًا رُّوَاءً، فَأَكَلُوا وَشَرِبُوا وَسَمِنُوا، فَقَالَ لَهُمْ: أَلَمْ أَلْقَكُمْ عَلٰى تِلْكَ الْحَالِ، فَجَعَلْتُمْ لِي إِنْ وَرَدْتُّ بِكُمْ رِيَاضًا مُّعْشِبَةً، وَّحِيَاضًا رُّوَاءً، أَنْ تَتَّبِعُونِي؟ فَقَالُوا: بَلٰى! قَالَ: فَإِنَّ بَيْنَ أَيْدِيكُمْ رِيَاضًا أَعْشَبَ مِنْ هٰذِهِ، وَحِيَاضًا هِيَ أَرْوٰى مِنْ هٰذِهِ، فَاتَّبِعُونِي قَالَ: فَقَالَتْ طَائِفَةٌ: صَدَقَ وَاللّٰهِ! لَنَتَّبِعَنَّهُ، وَقَالَتْ طَائِفَةٌ: قَدْ رَضِينَا بِهٰذَا نُقِيمُ عَلَيْهِ]

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس خواب میں دو فرشتے آئے، ان میں سے ایک آپ کے دونوں پاؤں کے پاس بیٹھ گیا اور دوسرا آپ کے سر مبارک کے پاس۔ جو پاؤں کے پاس تھا اس نے سر کے پاس والے فرشتے سے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور آپ کی

---

[1] تفسير الطبرى: 57/18. [2] الدر المنثور: 25/5.

”محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

امت کی مثال بیان کرو۔ اس نے کہا کہ آپ کی اور آپ کی امت کی مثال ایسے ہے جیسے کچھ لوگ سفر میں ہوں اور وہ ایک جنگل کے کنارے پہنچ گئے ہوں، ان کے پاس نہ اس قدر زادراہ ہو جس سے اس جنگل کو طے کر لیں اور نہ اتنا زادراہ کہ وہ اس سے واپس جا سکیں۔ وہ اسی شش و پنج میں تھے کہ ان کے پاس دھاری دار حُلہ زیب تن کیے ایک شخص آیا اور اس نے کہا: یہ بتاؤ کہ اگر میں تمھیں سرسبز و شاداب باغات اور پانی سے لبریز حوضوں کے پاس لے چلوں تو کیا تم میرے پیچھے آؤ گے۔ انھوں نے کہا: ہاں، تو وہ انھیں لے کر سرسبز و شاداب باغات اور پانی سے لبریز حوضوں کے پاس لے گیا، انھوں نے کھایا پیا اور خوب فربہ ہو گئے تو اس نے ان سے کہا: کیا میں نے تم کو اس حال میں نہیں پایا تھا اور تم نے اس شرط پر میری پیروی کی تھی کہ میں تم کو سرسبز و شاداب باغات اور پانی سے بھرے حوضوں کی طرف لے جاؤں گا۔ لوگوں نے کہا: ہاں، تو انھوں نے فرمایا کہ تمھارے آگے ان سے بھی کہیں زیادہ سرسبز و شاداب اور پر بہار باغات اور ان سے زیادہ سیراب کر دینے والے حوض ہیں، لہٰذا میری بات مانو۔ کچھ لوگوں نے تو یہ کہا: واللہ! یہ بالکل سچ فرما رہے ہیں، ہم ضرور آپ کی پیروی کریں گے اور کچھ لوگوں نے کہا کہ ہم بس اسی پر خوش ہیں اور یہیں مقیم رہیں گے۔''[1]

کفار کے حالات کا ذکر: ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ وَاِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ عَنِ الصِّرَاطِ لَنٰكِبُوْنَ ﴾ ''اور بلاشبہ جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں لاتے وہ سیدھے رستے سے الگ ہو رہے ہیں۔'' یعنی یہ لوگ گم گشتہ راہ اور راہ راست سے بھٹکے ہوئے ہیں۔ عرب نَكَبَ فُلَانٌ عَنِ الطَّرِيقِ اس وقت کہتے ہیں جب کوئی رستے سے بھٹک جائے۔ ﴿ وَلَوْ رَحِمْنٰهُمْ وَكَشَفْنَا مَا بِهِمْ مِّنْ ضُرٍّ لَّلَجُّوْا فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴾ ''اور اگر ہم ان پر رحم کریں اور جو تکلیفیں ان کو پہنچ رہی ہیں دور کر دیں تو پھر بھی وہ اپنی سرکشی پر اڑے ہوئے بھٹکتے پھریں۔'' اللہ تعالیٰ نے ان کے کفر کی سختی کو بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ اگر وہ ان کی تکلیف کو دور فرما دے اور انھیں قرآن کا فہم عطا فرما دے تو پھر بھی یہ نہیں مانیں گے بلکہ اپنے، کفر، سرکشی اور فساد پر ہی قائم رہیں گے جیسا کہ فرمایا: ﴿ وَلَوْ عَلِمَ اللّٰهُ فِيْهِمْ خَيْرًا لَّاَسْمَعَهُمْ ۭ وَلَوْ اَسْمَعَهُمْ لَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝ ﴾ (الأنفال 23:8) ''اور اگر اللہ ان میں بھلائی پاتا تو انھیں ضرور سننے کی توفیق بخشتا اور اگر انھیں سماعت دیتا تو پھر بھی وہ اعراض کرتے ہوئے پھر جاتے۔'' اور فرمایا: ﴿ وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ وُقِفُوْا عَلَى النَّارِ فَقَالُوْا يٰلَيْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُكَذِّبَ بِاٰيٰتِ رَبِّنَا وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ بَلْ بَدَا لَهُمْ مَّا كَانُوْا يُخْفُوْنَ مِنْ قَبْلُ ۭ وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝ وَقَالُوْٓا اِنْ هِىَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ ۝ ﴾ (الأنعام 6:27-29) ''اور کاش! آپ (ان کو اس وقت) دیکھیں جب یہ آتش (جہنم کے کنارے) پر کھڑے کیے جائیں گے تو کہیں گے کہ اے کاش! ہم پھر (دنیا میں) لوٹا دیے جائیں اور ہم اپنے پروردگار کی آیتوں کی تکذیب نہ کریں گے اور مومنوں میں سے ہو جائیں گے۔ بلکہ ان کے لیے اس نے وہ ظاہر کر دیا جسے اس

[1] مسند أحمد: 267/1 و كشف الأستار: 131/3، حديث: 2407 و مجمع الزوائد، علامات النبوة، باب في مثله ومثل من أطاعه ﷺ: 466/8 و المستدرك للحاكم: 397/4، حديث: 8200 اس کی سند ضعیف ہے۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

وَلَقَدۡ اَخَذۡنٰهُمۡ بِالۡعَذَابِ فَمَا اسۡتَكَانُوۡا لِرَبِّهِمۡ وَمَا يَتَضَرَّعُوۡنَ ﴿76﴾ حَتّٰۤى اِذَا فَتَحۡنَا عَلَيۡهِمۡ بَابًا

اور بلاشبہ ہم نے انھیں عذاب میں پکڑا تھا، پھر نہ انھوں نے اپنے رب کے سامنے عاجزی کی اور نہ وہ گڑگڑائے ﴿76﴾ حتی کہ جب ہم نے ان پر سخت

ذَا عَذَابٍ شَدِيۡدٍ اِذَا هُمۡ فِيۡهِ مُبۡلِسُوۡنَ ﴿77﴾ ع وَهُوَ الَّذِىۡۤ اَنۡشَاَ لَكُمُ السَّمۡعَ وَالۡاَبۡصَارَ

عذاب کا دروازہ کھول دیا تو وہ اس میں ناامید ہو گئے ﴿77﴾ اور وہی (اللہ) ہے جس نے تمھارے لیے کان اور آنکھیں اور دل پیدا کیے، تم قلیل ہی شکر

وَالۡاَفۡـِٕدَةَ ؕ قَلِيۡلًا مَّا تَشۡكُرُوۡنَ ﴿78﴾ وَهُوَ الَّذِىۡ ذَرَاَكُمۡ فِى الۡاَرۡضِ وَاِلَيۡهِ تُحۡشَرُوۡنَ ﴿79﴾ وَهُوَ الَّذِىۡ

کرتے ہو ﴿78﴾ اور وہی ہے جس نے تمھیں زمین میں پھیلایا، اور اسی کی طرف تمھیں اکٹھا کیا جائے گا ﴿79﴾ اور وہی ہے جو زندہ کرتا اور مارتا ہے اور رات

يُحۡىٖ وَيُمِيۡتُ وَلَهُ اخۡتِلَافُ الَّيۡلِ وَالنَّهَارِ ؕ اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ ﴿80﴾ بَلۡ قَالُوۡا مِثۡلَ مَا قَالَ

اور دن کا اختلاف اسی کا (پیدا کیا ہوا) ہے، کیا پھر بھی تم نہیں سمجھتے؟ ﴿80﴾ بلکہ انھوں نے وہی کچھ کہا جو (ان سے) پہلوں نے کہا تھا ﴿81﴾ انھوں نے کہا: کیا جب

الۡاَوَّلُوۡنَ ﴿81﴾ قَالُوۡۤا ءَاِذَا مِتۡنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبۡعُوۡثُوۡنَ ﴿82﴾ لَقَدۡ وُعِدۡنَا نَحۡنُ وَاٰبَآؤُنَا

ہم مر گئے اور مٹی اور ہڈیاں ہو گئے، تو کیا ہمیں یقیناً (زندہ کرکے) اٹھایا جائے گا؟ ﴿82﴾ بلاشبہ اس بات کا ہم سے اور ہم سے پہلے ہمارے آباء و اجداد سے

هٰذَا مِنۡ قَبۡلُ اِنۡ هٰذَاۤ اِلَّاۤ اَسَاطِيۡرُ الۡاَوَّلِيۡنَ ﴿83﴾

وعدہ ہوتا آیا ہے، یہ تو محض پہلے لوگوں کے افسانے ہیں ﴿83﴾

سے پہلے وہ چھپاتے تھے اور اگر یہ (دنیا میں) لوٹائے بھی جائیں تو جن (کاموں) سے ان کو منع کیا گیا تھا وہی پھر کرنے لگیں، کچھ شک نہیں کہ یہ جھوٹے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہماری جو دنیا کی زندگی ہے بس یہی (زندگی) ہے اور ہم (مرنے کے بعد پھر) نہیں اٹھائے جائیں گے۔'' اس کا تعلق اس باب سے ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اس کا بھی علم ہے جو نہیں ہوگا اور اگر ہوگا تو کیسے ہوگا، ضحاک نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ہر وہ چیز جس کے لیے ﴿لَوۡ﴾ استعمال کیا گیا ہے وہ کبھی بھی وقوع پذیر نہیں ہوگی۔

تفسیر آیات:76-83

نزولِ عذاب کے وقت عاجزی کیوں نہ اختیار کی؟ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلَقَدۡ اَخَذۡنٰهُمۡ بِالۡعَذَابِ﴾ ''اور البتہ تحقیق ہم نے انھیں عذاب میں بھی پکڑا تھا۔'' اور مصائب و شدائد کے ساتھ آزمائش کی۔ ﴿فَمَا اسۡتَكَانُوۡا لِرَبِّهِمۡ وَمَا يَتَضَرَّعُوۡنَ ﴿76﴾﴾ ''پھر نہ انھوں نے اللہ کے آگے عاجزی کی اور نہ وہ گڑگڑائے۔'' یعنی وہ اپنے کفر اور مخالفت سے باز نہ آئے بلکہ سرکشی و ضلالت ہی میں مبتلا رہے۔ ﴿فَمَا اسۡتَكَانُوۡا﴾ ''تو انھوں نے عاجزی نہ کی۔'' ﴿وَمَا يَتَضَرَّعُوۡنَ ﴿76﴾﴾ ''اور نہ وہ گڑگڑائے۔'' جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿فَلَوۡلَاۤ اِذۡ جَآءَهُمۡ بَاۡسُنَا تَضَرَّعُوۡا وَلٰكِنۡ قَسَتۡ قُلُوۡبُهُمۡ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيۡطٰنُ مَا كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ ۝﴾ (الأنعام 43:6) ''تو جب ان پر ہمارا عذاب آیا تو انھوں نے عاجزی کیوں نہ اختیار کی؟ مگر ان کے تو دل ہی سخت ہو گئے تھے اور جو کام وہ کرتے تھے شیطان ان کو آراستہ کر دکھاتا تھا۔'' ابن ابوحاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ابوسفیان نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی: اے محمد! میں آپ کو اللہ تعالیٰ اور قرابت داری کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ اب تو ہم نے اون اور خون کھا لیا ہے تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

﴿وَلَقَدْ اَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَكَانُوْا﴾[1] اور امام نسائی نے بھی اسے روایت کیا ہے۔[2] اس حدیث کی اصل صحیحین میں ہے کہ قریش کی نافرمانی کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے ان کے لیے بددعا کرتے ہوئے فرمایا: [اَللّٰهُمَّ! أَعِنِّي عَلَيْهِمْ بِسَبْعٍ كَسَبْعِ يُوسُفَ] ”اے اللہ! ان کے خلاف میری مدد ایسے سات سالوں سے فرما جس طرح یوسف علیہ السلام کے دور کے سات سال تھے۔“[3] اور فرمایا: ﴿حَتّٰى اِذَا فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا ذَا عَذَابٍ شَدِيْدٍ اِذَا هُمْ فِيْهِ مُبْلِسُوْنَ ﴿77﴾﴾ ”یہاں تک کہ ہم نے ان پر عذاب شدید کا دروازہ کھول دیا تو وہ وہاں ناامید ہو گئے۔“ یعنی جب ان کے پاس اللہ کا امر آ گیا اور اچانک قیامت آ گئی اور اللہ تعالیٰ کا عذاب اس قدر شدت سے آیا جو ان کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا تو اس سے وہ ہر خیر اور ہر راحت سے مایوس ہو گئے اور ان کی ساری امیدیں ٹوٹ ٹوٹ گئیں۔

اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور عظیم قدرتوں کی یاد دہانی: اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر اپنی نعمتوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ اس نے ان کے لیے کان، آنکھیں اور دل بنائے۔ دل سے مراد وہ عقل و فہم ہے جس کے ساتھ وہ اشیاء کا ادراک کرتے اور کائنات میں موجود ان نشانیوں سے عبرت حاصل کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر دلالت کرتی ہیں کہ وہ فاعل مختار ہے جو چاہے کرے۔ ﴿قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ﴿78﴾﴾ ”تم کم شکر گزاری کرتے ہو۔“ یعنی اللہ تعالیٰ نے تمھیں جن نعمتوں سے نوازا ہے۔ ان پر تم اللہ تعالیٰ کا بہت ہی کم شکر کرتے ہو جیسا کہ فرمایا: ﴿وَمَآ اَكْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِيْنَ ○﴾ (یوسف 103:12) ”اور بہت سے آدمی اگرچہ آپ حرص بھی کریں، ایمان لانے والے نہیں ہیں۔“ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی عظیم قدرت اور زبردست بادشاہت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اس نے ساری مخلوق کو پیدا فرمایا، پھر مختلف جنسوں، بولیوں اور صفتوں کے ساتھ انھیں اطراف و اکنافِ عالم میں پھیلا دیا، پھر اگلے پچھلے سب کو قیامت کے ایک معلوم دن میں جمع کرے گا اور ان میں سے کسی چھوٹے بڑے، مرد عورت اور جلیل حقیر کو نہیں چھوڑے گا، انھیں اسی طرح دوبارہ جمع کرے گا جس طرح اس نے ان سب کو پہلی دفعہ پیدا فرمایا تھا، اسی لیے فرمایا: ﴿وَهُوَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ﴾ ”اور وہی ہے جو زندہ کرتا اور فوت کرتا ہے۔“ یعنی بوسیدہ ہڈیوں کو زندہ کر دے گا اور زندہ امتوں کو موت دے گا۔ ﴿وَلَهُ اخْتِلَافُ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ﴾ ”اور رات اور دن کا بدلتے رہنا اسی کے تصرف میں ہے۔“ یعنی رات دن اسی کے حکم سے مسخر ہے ان میں سے ہر ایک دوسرے کے پیچھے چل رہا ہے، دونوں ایک دوسرے کے آگے پیچھے آ جا رہے ہیں اور اکتاتے نہیں اور نہ مقرر وقت سے زیادہ دونوں میں فرق آ سکتا ہے جیسا کہ فرمایا: ﴿لَا الشَّمْسُ يَنْۢبَغِيْ لَهَآ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ﴾ (یٰسٓ 40:36) ”نہ تو سورج سے ہو سکتا ہے کہ چاند کو جا پکڑے اور نہ رات دن سے پہلے آ سکتی ہے۔“ ﴿اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿80﴾﴾ ”تو کیا تم سمجھتے نہیں؟“ کیا تم میں عقل نہیں ہے جو اس عزیز علیم کی ذات پاک کی طرف تمھاری رہنمائی کرے جو ہر چیز پر غالب اور ہر چیز جس کے سامنے سرنگوں اور

[1] تفسیر الطبری: 58/18. [2] السنن الکبرٰی للنسائی، التفسیر، سورۃ المؤمنون: 413/6، حدیث: 11352. [3] صحیح البخاری، التفسیر، باب سورۃ الروم، حدیث: 4774 وصحیح مسلم، صفات المنافقین وأحکامهم، باب الدخان، حدیث: 2798 عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ.

”محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

قُلْ لِّمَنِ الْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهَآ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿84﴾ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ؕ قُلْ اَفَلَا

(اے نبی!) آپ (ان سے) پوچھیں: اگر تم جانتے ہو (تو بتاؤ) کس کی ہے یہ زمین اور جو کچھ اس میں ہے؟ ﴿84﴾ وہ ضرور کہیں گے: اللہ ہی کی ہے، کہہ دیجیے:

تَذَكَّرُوْنَ ﴿85﴾ قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ﴿86﴾ سَيَقُوْلُوْنَ

کیا پھر تم نصیحت نہیں پکڑتے؟ ﴿85﴾ آپ پوچھیں: ساتوں آسمانوں کا رب اور عرشِ عظیم کا رب کون ہے؟ ﴿86﴾ وہ ضرور کہیں گے: (یہ) اللہ ہی کے ہیں، کہہ

لِلّٰهِ ؕ قُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿87﴾ قُلْ مَنْۢ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ يُجِيْرُ وَلَا يُجَارُ

دیجیے: کیا پھر تم ڈرتے نہیں؟ ﴿87﴾ آپ (پھر) پوچھیں: کس کے ہاتھ میں ہے ہر چیز کی بادشاہی، جبکہ وہی پناہ دیتا ہے اور اس کے مقابل کسی کو پناہ نہیں دی

عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿88﴾ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ؕ قُلْ فَاَنّٰى تُسْحَرُوْنَ ﴿89﴾ بَلْ اَتَيْنٰهُمْ

جا سکتی، اگر تم جانتے ہو (تو بتاؤ؟) ﴿88﴾ وہ ضرور کہیں گے: (بادشاہی) اللہ ہی کی ہے، کہہ دیجیے: پھر کہاں سے تم پر جادو کیا جاتا ہے؟ ﴿89﴾ بلکہ ہم ان کے پاس

بِالْحَقِّ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿90﴾

حق لائے ہیں اور بلاشبہ وہ ہی جھوٹے ہیں ﴿90﴾

عاجز و درماندہ ہے۔

مشرکین کا بعث بعد الموت سے انکار: اللہ تعالیٰ نے بعثت کے منکرین جو تکذیب کرنے والے سابقہ لوگوں سے مشابہت رکھتے ہیں، کے بارے میں فرمایا ہے: ﴿بَلْ قَالُوْا مِثْلَ مَا قَالَ الْاَوَّلُوْنَ ﴿81﴾ قَالُوْٓا ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ﴿82﴾﴾ ”بلکہ انھوں نے وہی کچھ کہا جو ان سے پہلوں نے کہا تھا۔ انھوں نے کہا: جب ہم مر جائیں گے اور مٹی اور ہڈیاں ہو جائیں گے تو کیا ہم (پھر زندہ کر کے) اٹھائے جائیں گے؟“ یعنی مٹی میں مل جانے اور بوسیدہ ہو جانے کے بعد دوبارہ اٹھنے کو یہ لوگ محال سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں: ﴿لَقَدْ وُعِدْنَا نَحْنُ وَاٰبَآؤُنَا هٰذَا مِنْ قَبْلُ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿83﴾﴾ ”البتہ تحقیق اسی بات کا وعدہ ہم سے اور ہم سے پہلے ہمارے باپ دادا سے بھی ہوتا چلا آیا ہے، یہ تو صرف پہلے لوگوں کی کہانیاں ہیں۔“ ان کا مقصد یہ تھا کہ دوبارہ پیدا ہونا محال ہے اور اللہ تعالیٰ کے نبی کے بارے میں کہتے کہ آپ نے یہ باتیں اگلے لوگوں کی کتابوں سے سیکھی ہیں۔ منکرین کا یہ انکار اور ان کی یہ تکذیب اس طرح ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں فرمایا ہے کہ یہ کہتے ہیں: ﴿ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا نَّخِرَةً ؕ قَالُوْا تِلْكَ اِذًا كَرَّةٌ خَاسِرَةٌ ۘ فَاِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ ۙ فَاِذَا هُمْ بِالسَّاهِرَةِ ؕ﴾ (النّٰزعٰت 79:11-14) ”بھلا جب ہم گلی سڑی ہڈیاں ہو جائیں گے (تو پھر زندہ کیے جائیں گے) کہتے ہیں کہ اس وقت لوٹنا تو خسارے والا ہے، وہ (قیامت) تو صرف ایک (خوفناک) ڈانٹ ہو گی، اس وقت وہ (سب) ایک دم میدان (حشر) میں (آ جمع) ہوں گے۔“ اور فرمایا: ﴿اَوَلَمْ يَرَ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ ۝ وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِيَ خَلْقَهٗ ؕ قَالَ مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ ۝ قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ ؕ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمُ ۝﴾ (یٰسٓ 36:77-79) ”کیا انسان نے دیکھا نہیں کہ ہم نے اسے نطفے سے پیدا کیا؟ پھر یکایک وہ جھگڑالو ہو گیا اور اس نے ہمارے بارے میں ایک مثال بیان کی اور اپنی پیدائش کو بھول گیا اور کہنے لگا ہڈیوں کو کون زندہ کرے گا جبکہ وہ

”محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

بوسیدہ ہو جائیں گی؟ کہہ دیجیے: ان کو وہ (اللہ) زندہ کرے گا جس نے ان کو پہلی بار پیدا کیا تھا اور وہ سب قسم کا پیدا کرنا خوب جانتا ہے۔''

تفسیر آیات :84-90

مشرکین توحید ربوبیت کے قائل تھے: اللہ تعالیٰ نے اس مقام پر اپنی وحدانیت اور اس بات کا ذکر فرمایا ہے کہ صرف اسی نے ساری کائنات کو پیدا فرمایا، صرف اسی کا تصرف کارفرما ہے اور صرف اسی کی ذات پاک کو ساری کائنات کی بادشاہت زیبا ہے اور یہ سب کچھ بیان کر کے اس نے درحقیقت یہ رہنمائی کی ہے کہ اس کی ذات پاک کے سوا کوئی معبود نہیں اور نہ اس وحدہ لاشریک کے سوا کسی اور کی عبادت کی جاسکتی ہے، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول محمد ﷺ سے فرمایا ہے کہ آپ ان مشرکین سے جو اس کی ربوبیت کا تو اعتراف کرتے ہیں مگر اس کے ساتھ ساتھ وہ غیر اللہ کی پوجا بھی کرتے ہیں، یہ کہہ دیں کہ عبادت میں بھی اس کا کوئی شریک نہیں، مگر مشرکین نے الوہیت میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کیا اور غیر اللہ کی عبات کی، حالانکہ انھیں اس بات کا اعتراف بھی تھا کہ اللہ کے سوا جن کی یہ عبادت کر رہے ہیں وہ کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتے، کسی چیز کے بھی مالک نہیں اور نہ کسی چیز کو فنا کر سکتے ہیں۔ ان کا عقیدہ یہ تھا کہ وہ ان کی عبادت اس لیے کرتے ہیں تاکہ یہ انھیں اللہ کے قریب کر دیں۔ ﴿مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ط﴾ (الزمر 3:39) ''ہم ان کو اس لیے پوجتے ہیں کہ وہ ہمیں اللہ کا مقرب بنا دیں۔'' اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿قُلْ لِّمَنِ الْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهَآ﴾ ''آپ (ان سے) کہہ دیں: (اگر تم جانتے ہو تو بتاؤ) کس کی ہے یہ زمین اور جو کچھ اس میں ہے؟'' یعنی یہ بتاؤ کہ زمین کا مالک کون ہے۔ اسے اور اس میں موجود حیوانات، نباتات، ثمرات اور دیگر تمام مخلوقات کو کس نے پیدا فرمایا ہے۔ ﴿اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿84﴾ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ط﴾...... ''اگر تم جانتے ہو؟ وہ ضرور کہیں گے کہ اللہ ہی کی ہے۔'' یعنی آپ کے سامنے اس بات کا اعتراف کریں گے کہ زمین اور اس میں جو کچھ ہے وہ سب اللہ تعالیٰ ہی کا ہے جو اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔

سوال یہ ہے کہ اگر یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ ہی کا ہے تو ﴿قُلْ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿85﴾﴾ ''کہہ دیں کہ پھر تم سوچتے کیوں نہیں ہو'' کہ عبادت تو اسی کی ہونی چاہیے جو خالق و رازق ہو نہ کہ کسی اور کی۔ ﴿قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ﴿86﴾﴾ ''آپ (ان سے) پوچھیں کہ کون سات آسمانوں کا مالک ہے اور (کون) عرش عظیم کا مالک ہے۔'' کون ہے جس نے عالم علوی اور اس میں موجود روشن ستارے اور سیارے اور اس کی اطراف و اکناف میں ہر جگہ موجود اللہ تعالیٰ کے اطاعت گزار و فرماں بردار فرشتے پیدا فرمائے؟ پھر یہ بتاؤ کہ عرش عظیم جو تمام مخلوقات کی چھت ہے اس کا مالک کون ہے۔ یہاں فرمایا ہے: ﴿وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ﴿86﴾﴾ اور اس سورت کے آخر میں فرمایا: ﴿رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ○﴾ (المؤمنون 116:23) عظیم کے معنی بڑے اور کریم کے معنی حسین و جمیل کے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے عرش معلیٰ میں یہ دونوں خوبیاں موجود ہیں کہ وہ بے حد و حساب وسیع و عریض، بے پناہ بلند و بالا اور بے حد حسین و جمیل ہے، اسی لیے کچھ لوگوں نے کہا ہے کہ عرش معلیٰ سرخ رنگ کے یاقوت

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

سے بنا ہوا ہے۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تمھارے پروردگار کے ہاں رات دن نہیں ہے، عرش کا نور ذات پاک کے چہرۂ اقدس کے نور کی وجہ سے ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ؕ قُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴾ ''وہ ضرور کہیں گے: یہ (چیزیں) اللہ ہی کی ہیں، کہہ دیں کہ پھر تم ڈرتے کیوں نہیں؟'' یعنی جب تم خود یہ اعتراف کرتے ہو کہ اللہ تعالیٰ ہی آسمانوں اور عرش عظیم کا مالک ہے تو پھر تم اس کے عذاب سے ڈرتے نہیں اور اس بات سے ڈرتے نہیں کہ تم جب غیر اللہ کی پوجا کرتے اور غیروں کو اس کا شریک بناتے ہو تو وہ تمھیں اپنے عذاب کی گرفت میں لے لے گا۔

﴿ قُلْ مَنْۢ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ ﴾ ''کہہ دیں کہ کس کے ہاتھ میں ہر چیز کی بادشاہی ہے۔'' جیسا کہ فرمایا: ﴿ مَا مِنْ دَآبَّةٍ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِيَتِهَا ؕ ﴾ (هود 11:56) ''(زمین پر) چلنے پھرنے والا کوئی جاندار ایسا نہیں جسے اس نے پیشانی سے نہ پکڑ رکھا ہو۔'' یعنی ہر چیز میں اللہ تعالیٰ کا ہی تصرف کارفرما ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا معمول تھا کہ آپ فرمایا کرتے تھے: [لَا، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ!......] ''نہیں، اس ذات پاک کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے......۔''[1] اور جب آپ قسم میں زور پیدا کرنا چاہتے تو فرماتے: [لَا، وَمُقَلِّبِ الْقُلُوبِ] ''نہیں اس ذات پاک کی قسم! جو دلوں کو پھیرنے والا ہے۔''[2]

پس اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی خالق و مالک اور متصرف ہے۔ ﴿ وَهُوَ يُجِيْرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴾ ''اور وہی پناہ دیتا ہے اور اس کے مقابل کسی کو پناہ نہیں دی جا سکتی اگر تم (کسی اور کو) جانتے ہو (تو بتاؤ)'' عربوں میں یہ رواج تھا کہ ان کا کوئی سردار اگر کسی شخص کو پناہ دے دیتا تو اس کے اس پناہ دینے کی خلاف ورزی نہیں کی جا سکتی تھی اور اس سے کم حیثیت کا کوئی سردار اس کے مقابلے میں کسی کو پناہ نہیں دے سکتا تھا تاکہ اس پر بڑائی کا اظہار نہ کیا جا سکے، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ وَهُوَ يُجِيْرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ ﴾ ''اور وہ پناہ دیتا ہے اور اس کے مقابل کسی کو پناہ نہیں دی جا سکتی۔'' وہ عظیم سردار ہے کہ اس سے بڑا سردار کوئی نہیں۔ اس نے ساری کائنات کو پیدا فرمایا اور اسی کا امر کارفرما ہے۔ کوئی اس کے فیصلے کو بدل نہیں سکتا اور نہ کوئی اس کا مقابلہ کر سکتا ہے اور نہ اس کے فیصلے کی خلاف ورزی کر سکتا ہے۔ اس نے جو چاہا وہی ہوا اور جو نہیں چاہا وہ نہیں ہوا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ لَا يُسْـَٔلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْـَٔلُوْنَ ۝ ﴾ (الأنبياء 21:23) ''وہ جو کچھ کرتا ہے اس کی بابت اس سے سوال نہیں کیا جا سکتا جبکہ ان لوگوں سے باز پرس کی جائے گی۔''

یعنی وہ جو کام کرتا ہے تو اس کی عظمت، کبریائی، غلبہ وتسلط اور حکمت وعدل کے باعث کوئی اس سے پرسش نہیں کر سکتا جبکہ مخلوق سے ان کے اعمال کے مطابق پرسش ہوگی جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ فَوَرَبِّكَ لَنَسْـَٔلَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ ﴾ (الحجر 15:92,93) ''پس آپ کے پروردگار کی قسم! ہم ان سب سے ضرور پرسش کریں گے، ان

---

[1] صحيح البخاري، الأيمان والنذور، باب كيف كانت يمين النبي ﷺ؟ حديث: 6632. [2] صحيح البخاري، القدر، باب يحول بين المرء و قلبه، حديث: 6617.

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنۡ وَّلَدٍ وَّمَا كَانَ مَعَهٗ مِنۡ اِلٰهٍ اِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ اِلٰهٍۢ بِمَا خَلَقَ

اللہ نے اپنی کوئی اولاد نہیں بنائی اور نہ اس کے ساتھ کوئی (اور) معبود ہے (اگر ہوتا) تو ہر معبود اس چیز کو، جو اس نے پیدا کی، لے جاتا، اور بلاشبہ ان میں

وَلَعَلَا بَعۡضُهُمۡ عَلٰى بَعۡضٍ ؕ سُبۡحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوۡنَ ﴿91﴾ عٰلِمِ الۡغَيۡبِ وَالشَّهَادَةِ فَتَعٰلٰى

سے ہر ایک دوسرے پر چڑھائی کرتا، اللہ ان باتوں سے پاک ہے جو وہ بیان کرتے ہیں ﴿91﴾ وہ غیب اور حاضر کا جاننے والا ہے، چنانچہ وہ کہیں اعلیٰ ہے

عَمَّا يُشۡرِكُوۡنَ ﴿92﴾ ع 5

اس سے جو وہ شرک کرتے ہیں ﴿92﴾

کاموں کی جو وہ کرتے تھے۔'' ﴿سَيَقُوۡلُوۡنَ لِلّٰهِ ؕ﴾ ''وہ ضرور کہیں گے کہ (ایسی بادشاہی تو) اللہ ہی کی ہے۔'' یعنی یہ اعتراف کرتے ہیں کہ وہ سید عظیم جو پناہ دیتا ہے اور اس کے مقابل کوئی کسی کو پناہ نہیں دے سکتا، وہ اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک ہے۔ ﴿قُلۡ فَاَنّٰى تُسۡحَرُوۡنَ ﴿89﴾﴾ ''کہہ دیں: پھر تم پر جادو کہاں سے کیا جاتا ہے؟'' یعنی جب تمھیں اس بات کا علم ہے اور تم اعتراف بھی کرتے ہو کہ خالق و مالک اللہ ہے تو پھر تمھاری عقلیں کہاں چلی جاتی ہیں کہ تم اس ذات پاک کے ساتھ غیروں کی بھی پوجا شروع کر دیتے ہو۔ ﴿بَلۡ اَتَيۡنٰهُمۡ بِالۡحَقِّ﴾ ''بلکہ ہم ان کے پاس حق لائے ہیں۔'' یعنی اس بات کو معلوم کرا دیا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اس بات کے صحیح واضح اور قطعی دلائل بھی پیش کر دیے ہیں۔ ﴿وَاِنَّهُمۡ لَكٰذِبُوۡنَ ﴿90﴾﴾ ''اور بلاشبہ وہی جھوٹے ہیں۔'' غیر اللہ کی عبادت کرنے میں کیونکہ ان کے پاس اس کی کوئی دلیل نہیں ہے جیسا کہ اس سورۂ مبارکہ کے آخر میں فرمایا: ﴿وَمَنۡ يَّدۡعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۙ لَا بُرۡهَانَ لَهٗ بِهٖ ۙ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنۡدَ رَبِّهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفۡلِحُ الۡكٰفِرُوۡنَ ○﴾ (المؤمنون 117:23) ''اور جو شخص اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو پکارتا ہے جس کی اس کے پاس کوئی دلیل نہیں تو اس کا حساب اس کے رب کے ہاں ہے، کچھ شک نہیں کہ کافر کامیابی نہیں پائیں گے۔'' مشرکین نے جس افترا پردازی اور ضلالت کو اختیار کر رکھا ہے تو اس کی ان کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے بلکہ یہ سب کچھ اپنے نادان اور جاہل آباء واجداد اور اسلاف کی پیروی کی وجہ سے کر رہے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ یہ لوگ کہا کرتے ہیں: ﴿اِنَّا وَجَدۡنَاۤ اٰبَآءَنَا عَلٰۤى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰۤى اٰثٰرِهِمۡ مُّقۡتَدُوۡنَ ○﴾ (الزخرف 23:43) ''بے شک ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک طریقے پر پایا ہے اور ہم قدم بقدم انھی کے پیچھے چلتے ہیں۔''

تفسیر آیات: 92,91

اللہ کا کوئی شریک نہیں: اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کو اس بات سے پاک قرار دیا ہے کہ اس کا نہ کوئی بیٹا ہے اور نہ بادشاہت، تصرف اور عبادت میں اس کا کوئی شریک ہو۔ ارشاد ہے: ﴿مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنۡ وَّلَدٍ وَّمَا كَانَ مَعَهٗ مِنۡ اِلٰهٍ اِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ اِلٰهٍۢ بِمَا خَلَقَ وَلَعَلَا بَعۡضُهُمۡ عَلٰى بَعۡضٍ ؕ﴾ ''اللہ نے اپنی کوئی اولاد نہیں بنائی اور نہ اس کے ساتھ کوئی اور معبود ہے (اگر ایسا ہوتا) تو ہر معبود جو اس نے پیدا کیا لے جاتا اور بلاشبہ ان میں سے ہر ایک دوسرے پر چڑھائی کرتا۔'' یعنی اگر اس بات کو بفرضِ

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

قُلْ رَّبِّ اِمَّا تُرِيَنِّيْ مَا يُوْعَدُوْنَ ﴿93﴾ رَبِّ فَلَا تَجْعَلْنِيْ فِي الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿94﴾

کہہ دیجیے: اے میرے رب! اگر تو مجھے دکھائے جو انھیں وعدہ دیا جاتا ہے﴿93﴾ (تو) اے میرے رب! تو مجھے ظالم لوگوں میں (شامل) نہ کرنا﴿94﴾ اور بلاشبہ

وَاِنَّا عَلٰٓى اَنْ نُّرِيَكَ مَا نَعِدُهُمْ لَقٰدِرُوْنَ ﴿95﴾ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ السَّيِّئَةَ ؕ

ہم اس بات پر کہ آپ کو دکھائیں جس کا ہم ان سے وعدہ کرتے ہیں، ضرور قادر ہیں﴿95﴾ برائی کو اس طریقے سے دفع کیجیے جو احسن ہو، ہم اسے خوب

نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَصِفُوْنَ ﴿96﴾ وَقُلْ رَّبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِ ﴿97﴾

جانتے ہیں جو وہ بیان کرتے ہیں﴿96﴾ اور آپ کہیں: اے میرے رب! میں شیطانوں کے وسوسوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں﴿97﴾ اور اے میرے رب! میں

وَاَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ ﴿98﴾

(اس سے بھی) تیری پناہ مانگتا ہوں کہ وہ میرے پاس حاضر ہوں﴿98﴾

محال مان بھی لیا جائے کہ معبود متعدد ہیں تو ان میں سے ہر معبود اپنی مخلوق کو لے کر چل دیتا اور اس سے کائنات کا نظام درہم برہم ہو جاتا جبکہ ہمارا مشاہدہ یہ ہے کہ کائنات کا یہ سارا نظام بے حد مضبوط و مستحکم اور ایک دوسرے کے ساتھ مربوط ہے۔ عالم علوی، عالم سفلی کے ساتھ بے حد کمال طریقے سے منسلک ہے۔ ﴿مَا تَرٰى فِيْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ ؕ﴾ (الملك 3:67) ”اے انسان! تو رحمان کی تخلیق میں کوئی نقص نہیں دیکھے گا؟“ پھر ان معبودوں میں سے ہر ایک دوسرے کی مخالفت کرتا، دوسرے پر غالب آ جانے کی کوشش کرتا اور دوسرے پر چڑھائی کر دیتا۔ اس آیت کریمہ کے یہ معنی متکلمین نے بیان کیے اور انھوں اسے دلیل تمانع (ایسی چیز کی دلیل جو کبھی ممکن نہ ہو) سے تعبیر کیا ہے، یعنی اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ اسی کائنات کے صانع دو یا دو سے زیادہ ہیں تو ان میں سے ایک جسم کو متحرک کرنا چاہتا اور دوسرے کی مرضی یہ ہوتی ہے کہ یہ ساکن رہے اور دونوں میں سے اگر ہر ایک کی مراد پوری نہ ہوتی تو دونوں عاجز ہوتے مگر ذات واجب الوجود عاجز نہیں ہوتی اور دونوں کی مراد کا پورا ہونا بھی محال ہے کیونکہ اس میں تضاد ہے اور یہ محال اور تضاد متعدد معبودوں کو فرض کرنے کی صورت میں ہے اور ان میں سے اگر ایک کی مراد پوری ہو جائے اور دوسرے کی پوری نہ ہو تو غالب واجب اور دوسرا مغلوب ممکن الوجود ہوگا کیونکہ ذات واجب الوجود کے یہ شایان شان نہیں کہ وہ مقہور و مغلوب ہو، اس لیے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿وَلَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿91﴾﴾ ”اور بلاشبہ ان میں سے ہر ایک دوسرے پر چڑھائی کرتا، اللہ ان باتوں سے پاک ہے جو وہ بیان کرتے ہیں۔“ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے لیے بیٹے یا کسی کے شریک ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان ظالموں اور حد سے بڑھ جانے والوں کی ان باتوں کہ اس کی اولاد اور ساتھی ہے، سے پاک ہے، بلند و بالا اور ارفع و اعلیٰ ہے۔ ﴿عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ﴾ ”وہ پوشیدہ اور ظاہر کا جاننے والا ہے۔“ مخلوقات کی نظروں سے جو غائب ہے یا جسے وہ دیکھ رہے ہیں وہ ان سب چیزوں کو جانتا ہے۔ ﴿فَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿92﴾﴾ ”چنانچہ وہ کہیں اعلیٰ ہے اس سے جو وہ شرک کرتے ہیں۔“ ظالم اور وجود باری تعالیٰ کے منکر لوگ جو کہتے ہیں، اللہ عزوجل کی ذات پاک اس سے مقدس و منزہ ہے۔

تفسیر آیات: 93-98

”محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

آلام ومصائب کے وقت دعا کا حکم: اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر محمد ﷺ کو حکم دیا ہے کہ مصیبت کے وقت یہ دعا کریں: ﴿ رَّبِّ اِمَّا تُرِیَنِّیْ مَا یُوْعَدُوْنَ ﴾ ''اے میرے پروردگار! جس (عذاب) کا انھیں وعدہ دیا جاتا ہے اگر تو (میری زندگی میں) مجھے دکھائے۔'' یعنی اگر تو میری موجودگی میں انھیں سزا دے تو مجھے ان میں سے نہ کیجیے جیسا کہ اس حدیث میں ہے جسے امام احمد وترمذی نے روایت کیا اور امام ترمذی رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے: [وَإِذَا أَرَدْتَّ فِتْنَةً فِي قَوْمٍ فَتَوَفَّنِي (إِلَيْكَ) غَيْرَ مَفْتُونٍ] ''اور جب تو کسی قوم کو آزمائش میں ڈالنا چاہے تو مجھ کو تو اس آزمائش میں ڈالے بغیر ہی اپنے پاس بلا لیجیے۔''[1]

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ وَاِنَّا عَلٰٓی اَنْ نُّرِیَکَ مَا نَعِدُهُمْ لَقٰدِرُوْنَ ﴾ ''اور بلاشبہ ہم اس بات پر کہ آپ کو دکھائیں جس کا وعدہ ہم ان سے کر رہے ہیں ضرور قادر ہیں۔'' یعنی اگر ہم چاہیں تو آپ کو وہ تمام آزمائشیں، مصیبتیں اور تکلیفیں دکھا دیں جو ہم ان پر نازل کریں گے، پھر اللہ تعالیٰ نے لوگوں سے میل جول کی صورت میں اس تریاق نافع کی طرف رہنمائی فرمائی ہے کہ بری بات کے جواب میں بھی اچھی بات کہو، اس طرح آپ بری بات کہنے والے کے دل کو جیت لیں گے اور اس کے نتیجے میں اس کی عداوت دوستی میں اور اس کا بغض محبت میں بدل جائے گا، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ السَّیِّئَةَ ﴾ ''برائی کو اس طریقے سے دفع کیجیے جو احسن ہو۔'' اور جیسا کہ دوسری آیت میں فرمایا ہے: ﴿ اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَکَ وَبَیْنَهٗ عَدَاوَةٌ کَاَنَّهٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ ○ وَمَا یُلَقّٰهَآ اِلَّا الَّذِیْنَ صَبَرُوْا ۚ وَمَا یُلَقّٰهَآ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِیْمٍ ○ ﴾ (حٰمٓ السجدة 41:34,35) ''اور آپ (برائی کو) ایسی بات سے ٹالیے جو احسن ہو تو (ایسا کرنے سے آپ دیکھیں گے) یکایک وہ شخص جس میں اور تم میں دشمنی تھی، (ایسا ہو جائے گا جیسے) گویا کہ وہ جگری دوست ہے اور یہ (خصلت) انھی لوگوں کو حاصل ہوتی ہے جو برداشت کرنے والے ہیں اور انھی کو نصیب ہوتی ہے جو بڑے نصیب والے ہیں۔'' یعنی یہ وصیت یا خصلت یا یہ صفت ان لوگوں کو حاصل ہوتی ہے جو لوگوں کی تکلیفوں پر صبر کرتے ہیں اور ان سے اچھا سلوک کرتے ہیں، حالانکہ ان کی طرف سے برا سلوک ہوتا ہے مگر برائی کے مقابلے میں حسن سلوک کی توفیق انھی لوگوں کو حاصل ہوتی ہے جو دنیا و آخرت میں بڑے صاحب نصیب ہیں۔

اور فرمایا: ﴿ وَقُلْ رَّبِّ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّیٰطِیْنِ ﴾ ''اور کہہ دیجیے: اے میرے پروردگار! میں شیطانوں کے وسوسوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔'' اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ شیطانوں سے پناہ مانگی جائے کیونکہ ان کے مقابلے میں کوئی حیلہ کارگر ثابت نہیں ہوسکتا اور نہ وہ حسن سلوک ہی سے رام ہو سکتے ہیں۔ تعوذ پر گفتگو کے ضمن میں ہم قبل ازیں یہ بیان کر آئے ہیں[2] کہ رسول اللہ ﷺ تعوذ کے لیے یہ کلمات پڑھا کرتے تھے: [أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيمِ مِنْ هَمْزِهٖ وَنَفْخِهٖ وَنَفْثِهٖ] ''میں سننے والے اور جاننے والے اللہ کی پناہ لیتا ہوں مردود شیطان سے، (یعنی) اس کے تکبر سے اور اس کے پھونکے ہوئے

---

[1] مسند أحمد: 243/5 وجامع الترمذي، تفسير القرآن، باب و من سورة ص، حديث: 3235 اور قوسین والا لفظ جامع الترمذي: 3233 اور مسند أحمد: 368/1 میں ہے۔ [2] دیکھیے الفاتحة، عنوان: ''استعاذہ تلاوت سے پہلے ضروری ہے'' کے ذیل میں۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

حَتّٰۤى اِذَا جَآءَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ ﴿99﴾ لَعَلِّیْۤ اَعْمَلُ صَالِحًا فِیْمَا

حتی کہ جب ان میں سے کسی کو موت آئے گی تو وہ کہے گا: اے میرے رب! مجھے واپس بھیج ﴿99﴾ تاکہ میں اس (دنیا) میں، جسے میں چھوڑ آیا ہوں، نیک

تَرَكْتُ كَلَّا ؕ اِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَآئِلُهَا ؕ وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ ﴿100﴾

عمل کروں، ہرگز نہیں! بے شک یہ ایک بات ہے جو وہ کہنے والا ہے۔ اور ان کے آگے پردہ ہے اس دن تک جب وہ (دوبارہ) اٹھائے جائیں گے ﴿100﴾

بے ہودہ خیالات سے اور اس کے وسوسوں سے۔"[1] ﴿وَاَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ یَّحْضُرُوْنِ ﴿98﴾﴾ "اور اے میرے پروردگار! میں اس سے بھی تیری پناہ مانگتا ہوں کہ وہ میرے پاس آ موجود ہوں۔" یعنی میرے کسی بھی معاملے میں وہ آ موجود ہوں۔ یعنی میرے کسی بھی معاملے میں وہ آ موجود ہوں، اسی لیے حکم ہے کہ کھانے پینے، مباشرت کرنے، جانور ذبح کرنے اور دیگر تمام امور کے آغاز میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جائے تاکہ شیطان کو بھگا دیا جائے۔ امام ابوداود نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا پڑھا کرتے تھے: [اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُبِكَ مِنَ الْهَدْمِ...... وَأَعُوذُبِكَ مِنَ الْغَرَقِ...... وَالْهَرَمِ، وَأَعُوذُبِكَ مِنْ أَنْ يَتَخَبَّطَنِي الشَّيْطَانُ عِنْدَ الْمَوْتِ] "اے اللہ! میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں (کسی عمارت وغیرہ کے نیچے) دب کر مرنے سے ...... اور میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں ڈوب کر مرنے سے ...... اور بے حد بڑھاپے سے اور میں اس سے تیری پناہ میں آتا ہوں کہ بوقت موت شیطان میرے ہوش وحواس گم کر دے۔"[2]

تفسیر آیات: 100,99

کفار کی بوقت موت تمنا: اللہ تعالیٰ نے موت کے وقت کی کافروں یا اس کے حکم کی اطاعت میں کوتاہی کرنے والوں کی حالت کو بیان کیا ہے کہ اس وقت وہ یہ سوال کرتے ہیں کہ انھیں ایک بار پھر دنیا میں لوٹا دیا جائے تاکہ زندگی میں کی ہوئی خرابیوں کی اصلاح کر لیں: ﴿رَبِّ ارْجِعُوْنِ ﴿99﴾ لَعَلِّیْۤ اَعْمَلُ صَالِحًا فِیْمَا تَرَكْتُ كَلَّا ؕ﴾ "اے میرے پروردگار! مجھے (دنیا میں) واپس بھیج دے تاکہ میں اس (دنیا) میں جسے میں چھوڑ آیا ہوں نیک کام کروں، ہرگز نہیں۔" جیسا کہ فرمایا: ﴿وَاَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَیَقُوْلَ رَبِّ لَوْ لَاۤ اَخَّرْتَنِیْۤ اِلٰۤى اَجَلٍ قَرِیْبٍ ۙ فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ ۝ وَلَنْ یُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا ؕ وَاللّٰهُ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝﴾ (المنفقون 63:10,11) "اور جو (مال) ہم نے تم کو دیا ہے اس میں سے اس (وقت) سے پیشتر خرچ کر لو کہ تم میں سے کسی ایک کی موت آ جائے تو (اس وقت) کہنے لگے کہ اے میرے پروردگار! تو نے مجھے تھوڑی سی مدت تک مزید مہلت کیوں نہ دی تاکہ میں خیرات کر لیتا اور نیک لوگوں میں داخل ہو جاتا، اور جب کسی کی موت آ جاتی ہے تو اللہ اس کو ہرگز مہلت نہیں دے گا اور جو تم عمل کرتے ہو اللہ اس سے باخبر ہے۔" اور فرمایا: ﴿وَاَنْذِرِ النَّاسَ یَوْمَ یَاْتِیْهِمُ الْعَذَابُ فَیَقُوْلُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا رَبَّنَاۤ اَخِّرْنَاۤ اِلٰۤى اَجَلٍ قَرِیْبٍ ۙ نُّجِبْ

① جامع الترمذي، الصلاة، باب ما يقول عند افتتاح الصلاة، حديث: 242 وسنن أبي داود، الصلاة، باب من رأى الاستفتاح......، حديث: 775 عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه. ② سنن أبي داود، الوتر، باب في الاستعاذة، حديث: 1552 وسنن النسائي، الاستعاذة، باب الاستعاذة من التردي......، حديث: 5533 عن كعب بن عمرو أبي اليَسَر رضي الله عنه.

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

دَعْوَتَكَ وَنَتَّبِعِ الرُّسُلَ ؕ اَوَلَمْ تَكُوْنُوْٓا اَقْسَمْتُمْ مِّنْ قَبْلُ مَا لَكُمْ مِّنْ زَوَالٍ ۝ (إبراهيم 44:14) ''اور (اے نبی!) لوگوں کو اس دن سے آگاہ کردو جب ان پر عذاب آجائے گا تب ظالم لوگ کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار! ہمیں تھوڑی سی مہلت عطا کرتا کہ ہم تیری دعوت (توحید) قبول کریں اور (تیرے) پیغمبروں کے پیچھے چلیں (تو جواب ملے گا) کیا تم پہلے قسمیں نہیں کھایا کرتے تھے کہ تمھیں کوئی زوال نہیں۔'' اور فرمایا: ﴿ يَوْمَ يَاْتِيْ تَاْوِيْلُهٗ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ نَسُوْهُ مِنْ قَبْلُ قَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ۚ فَهَلْ لَّنَا مِنْ شُفَعَآءَ فَيَشْفَعُوْا لَنَآ اَوْ نُرَدُّ فَنَعْمَلَ غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ ؕ ﴾ الآية (الأعراف 53:7) ''جس دن اس کا انجام سامنے آئے گا تو جو لوگ اس کو پہلے سے بھولے ہوئے تھے، وہ بول اٹھیں گے کہ بے شک ہمارے پروردگار کے رسول حق لے کر آئے تھے، بھلا (آج) ہمارے کوئی سفارشی ہیں کہ وہ ہمارے حق میں سفارش کریں یا ہم (دنیا میں) پھر لوٹا دیے جائیں تو جو عمل (بد) ہم (پہلے) کرتے تھے (وہ نہ کریں) ان کے سوا اور (نیک) عمل کریں......'' اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ نَاكِسُوْا رُءُوْسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ رَبَّنَآ اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ ۝ ﴾ (السجدة 12:32) ''اور کاش! آپ دیکھیں کہ جب گناہ گار اپنے پروردگار کے سامنے سر جھکائے ہوں گے (اور کہیں گے) کہ ہمارے پروردگار! ہم نے دیکھ لیا اور ہم نے سن لیا، لہٰذا ہمیں (دنیا میں) واپس بھیج دے کہ ہم نیک عمل کریں، بے شک ہم یقین کرنے والے ہیں۔'' اور فرمایا: ﴿ وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ وُقِفُوْا عَلَى النَّارِ فَقَالُوْا يٰلَيْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُكَذِّبَ بِاٰيٰتِ رَبِّنَا وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ بَلْ بَدَا لَهُمْ مَّا كَانُوْا يُخْفُوْنَ مِنْ قَبْلُ ؕ وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝ ﴾ (الأنعام 28,27:6) ''کاش! آپ (ان کو اس وقت) دیکھیں جب یہ آتش (دوزخ کے کنارے) پر کھڑے کیے جائیں گے اور کہیں گے کہ اے کاش! ہم پھر (دنیا میں) لوٹا دیے جائیں تا کہ اپنے پروردگار کی آیتوں کی ہرگز تکذیب نہ کریں اور مومن ہو جائیں۔ ہاں، یہ جو کچھ پہلے چھپایا کرتے تھے (آج) ان پر ظاہر ہو گیا ہے۔ اور اگر وہ (دنیا میں) لوٹائے بھی جائیں تو جن (کاموں) سے ان کو منع کیا گیا تھا وہی پھر کرنے لگیں، کچھ شک نہیں کہ یہ جھوٹے ہیں۔'' اور فرمایا: ﴿ وَتَرَى الظّٰلِمِيْنَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ يَقُوْلُوْنَ هَلْ اِلٰى مَرَدٍّ مِّنْ سَبِيْلٍ ۝ ﴾ (الشورٰى 44:42) ''اور آپ ظالموں کو دیکھیں کہ جب وہ (دوزخ کا) عذاب دیکھیں گے تو کہیں گے: کیا (دنیا میں) واپس جانے کی کوئی سبیل ہے؟'' اور فرمایا: ﴿ قَالُوْا رَبَّنَآ اَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَاَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوْبِنَا فَهَلْ اِلٰى خُرُوْجٍ مِّنْ سَبِيْلٍ ۝ ذٰلِكُمْ بِاَنَّهٗٓ اِذَا دُعِيَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ كَفَرْتُمْ ۚ وَاِنْ يُّشْرَكْ بِهٖ تُؤْمِنُوْا ؕ فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيْرِ ۝ ﴾ (المؤمن 12,11:40) ''وہ کہیں گے: اے ہمارے پروردگار! تو نے ہم کو دو دفعہ موت دی اور دو دفعہ زندہ کیا، ہم اپنے گناہوں کا اقرار کرتے ہیں، کیا یہاں سے نکلنے کی کوئی سبیل ہے؟ (فرمایا جائے گا: نہیں) اس لیے کہ جب تنہا اللہ کو پکارا جاتا تھا تو تم انکار کر دیتے تھے اور اگر اس کے ساتھ شریک مقرر کیا جاتا تھا تو تسلیم کر لیتے تھے اب حکم تو اللہ ہی کا ہے جو بلند و بالا، بہت بڑا ہے۔'' اور فرمایا: ﴿ وَهُمْ يَصْطَرِخُوْنَ فِيْهَا ۚ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ ؕ اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَّا يَتَذَكَّرُ فِيْهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَآءَكُمُ النَّذِيْرُ ؕ فَذُوْقُوْا فَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نَّصِيْرٍ ۝ ﴾

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

(فاطر 37:35) ''اور وہ اس میں چلائیں گے (اور کہیں گے) کہ اے ہمارے پروردگار! ہم کو نکال لے، (اب) ہم نیک عمل کریں گے نہ کہ وہ جو (پہلے) کرتے تھے (اللہ فرمائے گا:) کیا ہم نے تم کو اتنی عمر نہیں دی تھی کہ اس میں جو نصیحت حاصل کرنا چاہتا حاصل کر لیتا، اور تمھارے پاس ڈرانے والا بھی آیا تو تم (عذاب کے مزے) چکھو، ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔''

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان تمام آیات کریمہ میں بیان فرمایا ہے کہ یہ لوگ سوال کریں گے کہ انھیں ایک بار پھر دنیا میں لوٹا دیا جائے مگر موت کے وقت یا قیامت کے دن جب یہ سب جبار کے ہاں پیش ہوں گے یا جب جہنم رسید ہوں گے اور دوزخ کے عذاب میں مبتلا ہو جائیں گے تو اس وقت ان کی یہ خواہش پوری نہیں کی جائے گی۔ یہاں فرمایا: ﴿ كَلَّا ۭ اِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَاۗىِٕلُهَا ۭ ﴾ ''ہرگز نہیں! یہ ایک بات ہے جسے وہ کہنے والا ہے (اور اس کے ساتھ عمل نہیں ہوگا۔)'' ﴿ كَلَّا ۭ ﴾ حرفِ زجر و توبیخ ہے، یعنی اس کے مطالبے کو ہم ہرگز قبول نہیں کریں گے۔ ﴿ اِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَاۗىِٕلُهَا ۭ ﴾ ''یقیناً یہ ایک (ایسی) بات ہے جسے وہ (زبان سے) کہہ رہا ہوگا۔'' یعنی جو یہ سوال کر رہا ہوگا کہ اسے ایک بار پھر دنیا میں لوٹا دیا جائے تاکہ نیک عمل کرے تو یہ محض اس کی زبان کی بات ہوگی جس کے مطابق عمل نہیں ہوگا کیونکہ اگر اسے دنیا میں لوٹا بھی دیا جائے تو وہ پھر بھی نیک عمل نہیں کرے گا کیونکہ وہ یہ جھوٹ بول رہا ہے جیسا کہ فرمایا: ﴿ وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝ ﴾ (الأنعام 28:6) ''اور اگر انھیں واپس بھیج دیا جائے تو بھی وہی کام کریں گے جن سے انھیں روکا گیا تھا، اور کچھ شک نہیں کہ وہ جھوٹے ہیں۔'' قتادہ فرماتے ہیں کہ واللہ! وہ یہ تمنا نہیں کرے گا کہ اپنے اہل وعیال اور خاندان کی طرف واپس جائے اور نہ یہ خواہش کرے گا کہ وہ دنیا جمع کر کے اپنی خواہشات کو پورا کرے بلکہ وہ یہ تمنا کرے گا کہ دنیا میں واپس آ کر اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے مطابق عمل کرے تو اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے جو دنیا میں پہلے ہی ایسے عمل کرتا ہے کافر جس کی تمنا دوزخ کا عذاب دیکھ کر کرے گا۔

برزخ اور اس کا عذاب: ﴿ وَمِنْ وَّرَاۗىِٕهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۝ ﴾ ''اور ان کے آگے ایک پردہ ہے اس دن تک جب وہ (دوبارہ) اٹھائے جائیں گے۔'' ابوصالح وغیرہ نے کہا ہے کہ ﴿ وَمِنْ وَّرَاۗىِٕهِمْ ﴾ کے معنی ان کے آگے کے ہیں۔ مجاہد فرماتے ہیں کہ برزخ دنیا اور آخرت کے درمیان پردہ ہے۔[1] محمد بن کعب کا قول ہے کہ برزخ دنیا و آخرت کے بین بین ہے نہ وہ اہل دنیا کے ساتھ ہے کہ کھائیں پئیں اور نہ اہل آخرت کے ساتھ کہ انھیں ان کے اعمال کی جزا دی جائے۔[2] ابوصخر کہتے ہیں کہ برزخ سے مراد قبر ہے کہ اہل قبور نہ دنیا میں ہیں اور نہ آخرت میں، قیامت کے دن تک وہ اپنی قبروں ہی میں مقیم رہیں گے۔[3] ﴿ وَمِنْ وَّرَاۗىِٕهِمْ بَرْزَخٌ ﴾ ''اور ان کے آگے ایک پردہ ہے۔'' ان ظالموں کو عذاب برزخ کے ساتھ سرزنش کی جا رہی ہے جن کے پاس موت آجاتی ہے جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا: ﴿ مِنْ وَّرَاۗىِٕهِمْ جَهَنَّمُ ۚ ﴾ (الجاثیة 10:45) ''ان کے سامنے دوزخ ہے۔'' اور فرمایا: ﴿ وَمِنْ وَّرَاۗىِٕهٖ عَذَابٌ غَلِيْظٌ ۝ ﴾ (ابراهيم 17:14) ''اور اس کے آگے سخت عذاب ہوگا۔''

[1] الدرالمنثور:29/5. [2] الدرالمنثور:29/5. [3] الدرالمنثور:29/5.

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

فَاِذَا نُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَلَآ اَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَىِٕذٍ وَّلَا يَتَسَآءَلُوْنَ ﴿101﴾ فَمَنْ ثَقُلَتْ

پھر جب صور میں پھونکا جائے گا تو اس دن نہ ان میں رشتے داریاں رہیں گی اور نہ وہ باہم سوال کریں گے﴿101﴾ پھر جس کے پلڑے

مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿102﴾ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓىِٕكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا

بھاری ہو گئے تو وہی فلاح پانے والے ہیں﴿102﴾ اور جس کے پلڑے ہلکے ہوگئے تو وہی ہیں جنھوں نے اپنے آپ کو خسارے میں ڈالا،

اَنْفُسَهُمْ فِيْ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ﴿103﴾ تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيْهَا كٰلِحُوْنَ ﴿104﴾

وہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے﴿103﴾ آگ ان کے چہرے جھلس دے گی، اور وہ اس میں بدشکل ہوں گے﴿104﴾

﴿اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿100﴾﴾ ''اس دن تک جب وہ (دوبارہ) اٹھائے جائیں گے۔'' یعنی قیامت کے دن تک عذاب جاری رہے گا جیسا کہ حدیث میں بھی آیا ہے کہ [فَلَا يَزَالُ فِيهَا مُعَذَّباً] ''اسے زمین کے اندر ہمیشہ عذاب ہوتا رہے گا۔''[1]

تفسیر آیات:101-104

نفخ صور اور وزنِ اعمال: اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ جب صور میں نفخۂ نشور پھونکا جائے گا اور لوگ اپنی قبروں سے باہر آ جائیں گے تو ﴿فَلَآ اَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَىِٕذٍ وَّلَا يَتَسَآءَلُوْنَ ﴿101﴾﴾ ''نہ تو ان میں قرابتیں رہیں گی اور نہ ایک دوسرے کو پوچھیں گے۔'' یعنی اس دن نہ تو قرابتیں کام آئیں گی اور نہ کوئی والد اپنی اولاد کا پرسان حال ہوگا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلَا يَسْـَٔلُ حَمِيْمٌ حَمِيْمًا ۝ يُّبَصَّرُوْنَهُمْ﴾ (المعارج 70:10,11) ''اور نہ کوئی جگری دوست کسی جگری دوست کو پوچھے گا، حالانکہ وہ انھیں دکھلا بھی دیے جائیں گے۔'' یعنی کوئی قرابت دار کسی قرابت دار کا پرسان حال نہ ہوگا، حالانکہ وہ اسے دیکھ رہا ہوگا، خواہ اس پر اتنے بوجھ ہوں جو اس کی کمر کو دوہرا کر کے رکھ دیں اور خواہ وہ دنیا میں اسے کتنا ہی عزیز کیوں نہ تھا مگر اب وہ اس کی طرف ذرہ بھر التفات نہیں کرے گا اور نہ مچھر کے پر کے برابر اس کے بوجھ کو اٹھائے گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ ۝ وَاُمِّهٖ وَاَبِيْهِ ۝ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِيْهِ ۝﴾ (عبس 80:34-36) ''اس دن آدمی اپنے بھائی سے (دور) بھاگے گا اور اپنی ماں سے اور اپنے باپ سے اور اپنی بیوی اور اپنے بیٹے سے (بھی۔)''

ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ پہلے اور پچھلے تمام لوگوں کو جمع کرے گا اور پھر ایک منادی کرنے والا یہ اعلان کرے گا کہ لوگو! جس پر ظلم ہوا ہو وہ آئے اور اپنا حق وصول کر لے تو اس وقت ہر شخص خوش ہوگا کہ اس کے والد یا بیٹے یا بیوی پر حق ہے، خواہ وہ حق کتنا چھوٹا ہی کیوں نہ ہو اور اس کی تائید اللہ تعالیٰ کی کتاب سے اس طرح ہوتی ہے: ﴿فَاِذَا نُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَلَآ اَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَىِٕذٍ وَّلَا يَتَسَآءَلُوْنَ ﴿101﴾﴾ ''پھر جب صور میں پھونکا جائے گا تو نہ تو ان میں قرابتیں رہیں گی اور نہ ایک دوسرے کو پوچھیں گے۔'' اسے امام ابن ابوحاتم نے روایت کیا ہے۔[2] اور فرمایا: ﴿فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿102﴾﴾ ''پھر جس کے پلڑے بھاری ہو گئے تو وہی فلاح پانے والے ہیں۔'' یعنی جن کی نیکیاں برائیوں

---

① جامع الترمذی، الجنائز، باب ماجاء فی عذاب القبر، حدیث:1071 و صحیح ابن حبان، الجنائز، ذکر الإخبار عن اسم الملکین ......:7/386 عن أبی ہریرۃ رضی اللہ عنہ . ② تفسیر البغوی:1/624 و تفسیر الطبری:18/71 .

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

اَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ﴿105﴾ قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا

(کہا جائے گا:) کیا تم پر میری آیات تلاوت نہیں کی جاتی تھیں، پھر تم ان کو جھٹلا دیا کرتے تھے؟﴿105﴾ وہ کہیں گے: اے ہمارے رب! ہماری بدبختی ہم پر

شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَآلِّيْنَ ﴿106﴾ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ﴿107﴾

غالب آگئی، اور (واقعی) ہم لوگ گمراہ تھے﴿106﴾ اے ہمارے رب! ہمیں یہاں سے نکال، پھر اگر ہم لوٹیں (دوبارہ وہی کریں) تو بلاشبہ ہم ظالم ہوں گے﴿107﴾

سے بڑھ جائیں۔ خواہ ایک نیکی ہی بڑھ جائے، یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے۔ [1]

﴿ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿102﴾ ﴾ ”پس یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔“ یعنی وہ کامیاب ہوں گے، جہنم سے نجات پا جائیں گے اور جنت میں داخل ہوں گے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ان لوگوں نے جس چیز کو طلب کیا تھا اس کے حصول میں کامیاب ہوں گے اور جس شر سے یہ بھاگے تھے اسی سے نجات پا جائیں گے۔ ﴿ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ ﴾ ”اور جن کے پلڑے ہلکے ہو گئے۔“ یعنی ان کی برائیاں، نیکیوں سے زیادہ وزنی ہوں گی۔ ﴿ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ﴾ ”تو وہی ہیں جنھوں نے اپنے آپ کو خسارے میں ڈالا۔“ یعنی انھوں نے نقصان اٹھایا اور وہ خائب و خاسر ہو گئے، اسی لیے فرمایا: ﴿ فِيْ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ﴿103﴾ ﴾ ”ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔“ یعنی وہ ہمیشہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے اور اس سے کبھی ہل نہ سکیں گے۔ ﴿ تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ النَّارُ ﴾ ”آگ ان کے مونہوں کو جھلس دے گی۔“ جیسا کہ فرمایا: ﴿ وَّتَغْشٰى وُجُوْهَهُمُ النَّارُ ۝ ﴾ (إبراهيم 14:50) ”اور آگ ان کے مونہوں کو ڈھانپ رہی ہوگی۔“ اور فرمایا: ﴿ لَوْ يَعْلَمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا حِيْنَ لَا يَكُفُّوْنَ عَنْ وُّجُوْهِهِمُ النَّارَ وَلَا عَنْ ظُهُوْرِهِمْ ﴾ (الأنبيآء 21:39) ”اے کاش! کافر اس وقت کو جانیں جب وہ اپنے مونہوں پر سے (دوزخ کی) آگ کو ہٹا نہیں سکیں گے اور نہ اپنی پیٹھوں پر سے۔“ ﴿ وَهُمْ فِيْهَا كٰلِحُوْنَ ﴿104﴾ ﴾ ”اور وہ اس میں بدشکل ہوں گے۔“ علی بن ابو طلحہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ﴿ كٰلِحُوْنَ ﴾ کے معنی ہیں تیوری چڑھائے ہوں گے۔ [2]

تفسیر آیات:105-107

دوزخیوں کو سرزنش: اللہ تعالیٰ دوزخیوں کو ان کے کفر، گناہ، محرمات کے ارتکاب اور ان بڑی بڑی باتوں کی وجہ سے جنھوں نے انھیں تباہ و برباد کر دیا تھا، سرزنش کرتے ہوئے فرمائے گا: ﴿ اَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ﴿105﴾ ﴾ ”کیا تم پر میری آیات تلاوت نہیں کی جاتی تھیں، پھر تم ان کو جھٹلا دیا کرتے تھے۔“ یعنی میں نے تمھاری طرف رسول بھیجے، کتابیں نازل کیں، تمھارے شکوک و شبہات کو دور کر دیا حتی کہ تمھارے پاس کوئی دلیل بھی باقی نہ بچی جسے تم اپنے موقف کی تائید میں پیش کر سکو جیسا کہ فرمایا: ﴿ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌۢ بَعْدَ الرُّسُلِ ؕ ﴾ (النسآء 4:165) ”تاکہ پیغمبروں (کے آنے) کے بعد لوگوں کے لیے اللہ کو الزام دینے کی کوئی گنجائش نہ رہے۔“ اور فرمایا: ﴿ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا ۝ ﴾ (بنیٓ إسرآءیل 17:15) ”اور جب تک ہم پیغمبر نہ بھیج لیں عذاب نہیں دیا کرتے۔“ اور یہ بھی فرمایا: ﴿ كُلَّمَآ

[1] الدر المنثور:130/3۔ [2] تفسیر الطبری:73/18۔

”محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

قَالَ اخْسَـُٔوْا فِيْهَا وَ لَا تُكَلِّمُوْنِ ﴿108﴾ اِنَّهٗ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْ عِبَادِيْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا

اللہ فرمائے گا: اسی (جہنم) میں ذلیل وخوار (پڑے) رہو اور مجھ سے کلام نہ کرو ﴿108﴾ بے شک میرے بندوں میں ایک گروہ تھا جو کہتے تھے: اے

فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿109﴾ فَاتَّخَذْتُمُوْهُمْ سِخْرِيًّا حَتّٰۤى اَنْسَوْكُمْ

ہمارے رب! ہم ایمان لائے، لہٰذا تو ہماری مغفرت فرما اور ہم پر رحم کر، اور تو ہی سب سے بہتر رحم کرنے والا ہے ﴿109﴾ پھر تم نے انھیں ہنسی مذاق

ذِكْرِيْ وَكُنْتُمْ مِّنْهُمْ تَضْحَكُوْنَ ﴿110﴾ اِنِّيْ جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوْۤا ۙ اَنَّهُمْ هُمُ

بنا لیا تھا، حتی کہ انھوں نے تمھیں میری یاد بھلا دی تھی، اور تم ان پر ہنسا کرتے تھے ﴿110﴾ بلاشبہ میں نے آج انھیں ان کے صبر کا بدلہ دے دیا ہے کہ

الْفَآئِزُوْنَ ﴿111﴾

بے شک وہی کامیاب ہیں ﴿111﴾

اُلْقِيَ فِيْهَا فَوْجٌ سَاَلَهُمْ خَزَنَتُهَاۤ اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَذِيْرٌ ○ قَالُوْا بَلٰى قَدْ جَآءَنَا نَذِيْرٌ ۙ فَكَذَّبْنَا وَ قُلْنَا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ ۚ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ كَبِيْرٍ ○ وَقَالُوْا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِيْۤ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ○ فَاعْتَرَفُوْا بِذَنْۢبِهِمْ ۚ فَسُحْقًا لِّاَصْحٰبِ السَّعِيْرِ○﴾ (الملك 67:8-11) ”جب اس میں کوئی جماعت ڈالی جائے گی تو دوزخ کے داروغے ان سے پوچھیں گے: کیا تمھارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تھا؟ وہ کہیں گے: کیوں نہیں! ضرور ڈرانے والا ہمارے پاس آیا تھا لیکن ہم نے اس کو جھٹلا دیا اور کہا کہ اللہ نے تو کوئی چیز نازل ہی نہیں کی، تم تو بڑی غلطی میں (پڑے ہوئے) ہو اور کہیں گے: اگر ہم سنتے یا سمجھتے ہوتے تو دوزخیوں میں نہ ہوتے تو انھوں نے اپنے گناہ کا اعتراف کر لیا، پس دوزخیوں کے لیے دوری ہے۔“

اس لیے وہ کہیں گے: ﴿ رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَ كُنَّا قَوْمًا ضَآلِّيْنَ ﴿106﴾﴾ ”اے ہمارے پروردگار! ہم پر ہماری کم بختی غالب ہو گئی اور (واقعی) ہم گمراہ لوگ تھے۔“ یعنی ہم پر حجت قائم ہو گئی تھی لیکن ہم بد بخت تھے، اسی لیے ہم نے دلیل وحجت کو تسلیم نہ کیا، اس لیے ہم راہ راست سے بھٹک گئے اور ہمیں توفیق نہ ملی کہ اسے تسلیم کر لیتے، پھر کہیں گے: ﴿ رَبَّنَاۤ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ﴿107﴾﴾ ”اے ہمارے پروردگار! ہمیں یہاں سے نکال دے، پھر اگر ہم لوٹیں (دوبارہ وہی کریں) تو بلاشبہ ہم ظالم ہوں گے۔“ یعنی ہمیں دنیا میں لوٹا دے اور اگر ہم نے پھر پہلے جیسے کام رکھے تو پھر ہم ظالم اور مستحق عذاب ہوں گے جیسا کہ فرمایا: ﴿ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوْبِنَا فَهَلْ اِلٰى خُرُوْجٍ مِّنْ سَبِيْلٍ ○ ذٰلِكُمْ بِاَنَّهٗۤ اِذَا دُعِيَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ كَفَرْتُمْ ۚ وَاِنْ يُّشْرَكْ بِهٖ تُؤْمِنُوْا ۭ فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيْرِ○﴾ (المؤمن 40:11,12) ”سو ہم اپنے گناہوں کا اقرار کرتے ہیں، پھر کیا (اس عذاب سے) نکلنے کی کوئی سبیل ہے؟ تمھیں یہ (عذاب) اس لیے ہے کہ بلاشبہ جب تنہا اللہ کو پکارا جاتا تھا تو تم انکار کر دیتے تھے اور اگر اس کے ساتھ شریک مقرر کیا جاتا تھا تو تسلیم کرتے تھے اب تو حکم اللہ ہی کا ہے جو بلند و بالا، بہت بڑا ہے۔“ یعنی دوزخ سے نکلنے کی اب کوئی سبیل نہیں، اس لیے کہ تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتے تھے جبکہ مومن اللہ کو وحدہ لاشریک مانتے تھے۔

تفسیر آیات: 108-111

”محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ کا جواب: جب کفار یہ سوال کریں گے کہ انھیں جہنم سے نکال کر ایک بار پھر دنیا میں بھیج دیا جائے تو اللہ تعالیٰ ان کے جواب میں فرمائیں گے: ﴿ اخْسَـُٔوْا فِيْهَا ﴾ ''اسی میں ذلت کے ساتھ پڑے رہو۔'' یعنی حقیر وفقیر اور ذلیل ورسوا ہو کر اب جہنم ہی میں رہو۔ ﴿ وَلَا تُكَلِّمُوْنِ ۝ ﴾ ''اور مجھ سے بات نہ کرو۔'' یعنی دوبارہ ایسا سوال بھی نہ کرنا کیونکہ تمھارے لیے میرے پاس کوئی جواب نہیں ہے۔ ﴿ اخْسَـُٔوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ ۝ ﴾ کے بارے میں عوفی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جب کفار کی بات ختم ہو جائے گی تو یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کو جواب ہوگا۔[1] ابن ابو حاتم نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ دوزخی جہنم کے داروغے مالک کو بلاتے رہیں گے مگر وہ چالیس سال تک تو ان کو کوئی جواب ہی نہیں دے گا، پھر جب جواب دے گا تو یہ کہے گا: ﴿ اِنَّكُمْ مّٰكِثُوْنَ ۝ ﴾ (الزخرف 43:77) ''تم ہمیشہ (اسی حالت میں) رہو گے۔'' تو ان کی یہ پکار بے کار ثابت ہوگی اور اللہ تو مالک سے بھی اوپر ہے بلکہ وہ تو مالک کا پروردگار ہے، پھر وہ رب تعالیٰ کو پکارتے ہوئے کہیں گے: ﴿ رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَآلِّيْنَ ۝ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ۝ ﴾ (المؤمنون 23:106,107) ''اے ہمارے پروردگار! ہم پر بھی ہماری کم بختی غالب ہوگئی اور (واقعی) ہم لوگ گمراہ تھے۔ اے ہمارے پروردگار! ہم کو اس میں سے نکال دے اگر ہم پھر (ایسے کام) کریں تو ہم ظالم ہوں گے۔'' تمام دنیا کی جس قدر عمر ہوگی اس سے دوگنے عرصے تک اللہ تعالیٰ سکوت فرمائے گا، پھر ان کو جواب دیتے ہوئے فرمائے گا: ﴿ اخْسَـُٔوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ ۝ ﴾ ''اسی میں ذلت کے ساتھ پڑے رہو اور مجھ سے بات نہ کرو۔'' اس کے بعد واللہ! وہ زبان سے ایک لفظ بھی نہ نکال سکیں گے، بس جہنم میں چلاتے اور دھاڑتے رہیں گے اور ان کی آوازیں گدھے کی آوازوں جیسی ہوں گی، پہلے چلائیں گے، پھر دھاڑیں گے۔[2]

پھر اللہ تعالیٰ ان کو دنیا میں ان کے کیے ہوئے گناہ اور مومن بندوں اور اللہ کے دوستوں کے ساتھ کیے ہوئے ان کے مذاق کو یاد دلاتے ہوئے فرمائے گا: ﴿ اِنَّهٗ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْ عِبَادِيْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ۝ فَاتَّخَذْتُمُوْهُمْ سِخْرِيًّا ﴾ ''بے شک میرے بندوں میں ایک گروہ تھا جو کہتے تھے: اے ہمارے پروردگار! ہم ایمان لائے، لہٰذا تو ہم کو بخش دے اور ہم پر رحم کر اور تو ہی سب سے بہتر رحم کرنے والا ہے پھر تم ان سے تمسخر کرتے تھے۔'' وہ جب مجھے پکارتے اور میرے حضور آہ وزاری کیا کرتے تھے تو تم ان کا مذاق اڑاتے تھے۔ ﴿ حَتّٰٓى اَنْسَوْكُمْ ذِكْرِيْ ﴾ ''یہاں تک کہ انھوں نے تمھیں میری یاد بھلوادی۔'' یعنی ان کے ساتھ بغض میں تم اس حد تک چلے گئے کہ میرے معاملے کو بھی بھول گئے۔ ﴿ وَكُنْتُمْ مِّنْهُمْ تَضْحَكُوْنَ ۝ ﴾ ''اور تم ان پر ہنسا کرتے تھے۔'' ان کے اعمال اور ان کی عبادت کا مذاق اڑایا کرتے تھے۔ جیسا کہ فرمایا: ﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا كَانُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يَضْحَكُوْنَ ۝ وَاِذَا مَرُّوْا بِهِمْ يَتَغَامَزُوْنَ ۝ ﴾ (المطففين 83:29,30) ''بلاشبہ گناہ گار (دنیا میں) مومنوں سے ہنسی کیا کرتے تھے اور جب وہ ان (مسلمانوں) کے پاس سے گزرتے تو آپس میں آنکھوں سے اشارے کرتے تھے۔'' یعنی ان کا مذاق اڑاتے ہوئے اشارے کرتے، پھر اللہ تعالیٰ نے

[1] تفسیر الطبری:18/79۔ [2] تفسیر ابن أبی حاتم:8/2509۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

قٰلَ كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْاَرْضِ عَدَدَ سِنِيْنَ ﴿112﴾ قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ فَسْـَٔلِ

اللہ فرمائے گا: زمین میں تم کتنے سال رہے؟ ﴿112﴾ وہ کہیں گے: ہم ایک دن یا دن کا بھی کچھ حصہ رہے، گنتی کرنے والوں سے پوچھ

الْعَآدِّيْنَ ﴿113﴾ قٰلَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا لَّوْ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿114﴾ اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا

لیجیے ﴿113﴾ اللہ فرمائے گا: (واقعی) تم تھوڑا سا وقت ہی رہے، کاش! تم (یہ بات دنیا میں) جانتے ہوتے ﴿114﴾ کیا تم نے سمجھا تھا کہ ہم نے

خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ﴿115﴾ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا

تمھیں بے فائدہ پیدا کیا ہے اور یہ کہ تم ہماری طرف لوٹ کر نہیں آؤ گے ﴿115﴾ چنانچہ بلند و بالا اللہ حقیقی بادشاہ ہے، اس کے سوا کوئی

هُوَ ۚ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ ﴿116﴾

معبود نہیں، وہ معزز و مکرم عرش کا رب ہے ﴿116﴾

اپنے دوستوں اور نیک بندوں کو جس جزا سے نوازا اس کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے: ﴿اِنِّيْ جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوْٓا﴾ ''بلاشبہ آج میں نے انھیں ان کے صبر کا بدلہ دے دیا۔'' یعنی اس صبر کا جو انھوں نے تمھاری ایذا رسانیوں اور تمھارے ہنسی اڑانے پر کیا تھا۔ ﴿اَنَّهُمْ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ﴿111﴾﴾ ''بے شک وہی کامیاب ہیں۔'' میں نے انھیں کامیاب بنا کر سعادت، سلامتی، جنت دے کر اور جہنم سے نجات عطا فرما دی ہے۔

تفسیر آیات:112-116

زندگانی دنیا کی کل مدت: ان لوگوں نے اپنی دنیا کی مختصر سی زندگی کو جو ضائع کر دیا اور اسے اللہ تعالیٰ کی اطاعت و عبادت میں صرف نہ کیا تو اللہ تعالیٰ انھیں سرزنش کرتے ہوئے فرمائے گا کہ اگر یہ لوگ دنیا کی قلیل سی مدت میں صبر کرتے تو یہ بھی اسی طرح کامیاب ہو جاتے جس طرح ان کے دوست اور متقی لوگ کامیاب ہوئے ہیں۔ ﴿قٰلَ كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْاَرْضِ عَدَدَ سِنِيْنَ ﴿112﴾﴾ ''اللہ فرمائے گا: تم زمین مین کتنے سال رہے۔'' یعنی دنیا میں تمھاری اقامت کی مدت کتنی تھی؟ ﴿قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ فَسْـَٔلِ الْعَآدِّيْنَ ﴿113﴾﴾ ''وہ کہیں گے کہ ہم ایک روز یا روز کا بھی کچھ حصہ رہے تھے، شمار کرنے والوں سے پوچھ لیجیے۔'' یعنی شمار کرنے والے اور حساب کرنے والے۔ ﴿قٰلَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا﴾ ''اللہ فرمائے گا: وہاں تم (بہت ہی) کم رہے۔'' تو دنیائے فانی کو ابدی اور سرمدی آخرت پر ترجیح نہ دیتے اور اپنے لیے یہ برا تصرف اختیار نہ کرتے اور نہ اس قلیل سی مدت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی ناراضی کے مستحق ٹھہرتے۔ اگر تم اللہ تعالیٰ کی اطاعت و عبادت پر صبر کرتے جس طرح مومنوں نے کیا تھا تو تم بھی کامیاب ہو جاتے جس طرح مومن کامیاب ہو گئے ہیں۔

ابن ابوحاتم نے صفوان سے روایت کیا ہے اور انھوں نے ایفع بن عبدالکلاعی سے سنا جبکہ وہ لوگوں کو خطبہ دے رہے تھے، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

[إِنَّ اللّٰهَ لَمَّا أَدْخَلَ أَهْلَ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ وَأَهْلَ النَّارِ النَّارَ وَقَالَ: يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ! كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْأَرْضِ عَدَدَ سِنِينَ؟ قَالُوا: لَبِثْنَا يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ، قَالَ: لَنِعْمَ مَا اتَّجَرْتُمْ فِي يَوْمٍ أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ، رَحْمَتِي وَرِضْوَانِي وَ

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ

اور جو کوئی اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کو پکارے جس کی اس کے پاس کوئی دلیل نہیں، تو صرف اس کا حساب اس کے رب کے پاس ہے، بے شک

اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿117﴾ وَقُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿118﴾ ع 6/26/6

کافر فلاح نہیں پائیں گے ﴿117﴾ اور آپ کہیں: اے میرے رب! میری مغفرت فرما، اور (مجھ پر) رحم فرما، اور تو ہی سب سے بہتر رحم کرنے والا ہے ﴿118﴾

جَنَّتِي امْكُثُوا فِيهَا خَالِدِينَ، ثُمَّ يَقُولُ: يَا أَهْلَ النَّارِ كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْأَرْضِ عَدَدَ سِنِينَ؟ قَالُوا: لَبِثْنَا يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ، فَيَقُولُ: بِئْسَ مَااتَّجَرْتُمْ فِي يَوْمٍ أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ، نَّارِي وَسُخْطِي امْكُثُوا فِيهَا خَالِدِينَ مُخَلَّدِينَ]

''بے شک اللہ تعالیٰ جب اہل جنت کو جنت میں اور اہل دوزخ کو دوزخ میں داخل کر دے گا تو وہ فرمائے گا کہ اے اہل جنت! تم زمین میں کتنے برس رہے؟ وہ جواب دیں گے کہ ہم وہاں ایک روز یا ایک روز سے بھی کم رہے۔ اللہ فرمائے گا کہ وہ بہت اچھی تجارت ہے جو تم نے ایک روز یا ایک روز سے بھی کم عرصے میں کی تھی اور اس طرح تم نے میری رحمت، میری خوشنودی اور میری جنت کو حاصل کر لیا، لہٰذا اب تم ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جنت میں رہو گے، پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے دوزخیو! تم زمین میں کتنے برس رہے تھے؟ وہ بھی یہی جواب دیں گے کہ ہم ایک روز یا ایک روز سے بھی کم عرصہ رہے تھے، اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ وہ بہت بری تجارت ہے جو تم نے ایک روز یا ایک روز سے بھی کم مدت میں کی تھی اور اس طرح تم نے میری دوزخ اور میری ناراضی کو حاصل کر لیا، لہٰذا اب تم ہمیشہ ہمیشہ کے لیے دوزخ ہی میں رہو گے۔''[1]

اللہ نے بندوں کو بے فائدہ نہیں پیدا فرمایا: ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا ﴾ ''کیا پھر تم نے سمجھا تھا کہ ہم نے تمھیں بے فائدہ پیدا کیا ہے۔'' یعنی کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ تم بے فائدہ پیدا کیے گئے ہو اور جس طرح تمھاری تخلیق میں تمھارا کوئی قصد و ارادہ نہیں، اسی طرح تم گمان کرتے ہو کہ اس میں ہماری کوئی حکمت بھی کارفرما نہیں۔ عبث کے یہ معنی بھی بیان کیے گئے ہیں کہ تم کھیل کود میں زندگی بسر کر دو جس طرح کہ جانوروں کی زندگی ہے اور انھیں کوئی ثواب و عذاب نہ ہوگا، حالانکہ ہم نے تمھیں اپنی عبادت اور اپنے احکام کی بجا آوری کے لیے پیدا کیا ہے۔ ﴿ وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ﴿115﴾ ﴾ ''اور یہ کہ تم ہماری طرف لوٹ کر نہیں آؤ گے۔'' یعنی تم یہ بھی خیال کرتے ہو کہ آخرت میں تم ہمارے پاس لوٹ کر نہیں آؤ گے جیسا کہ فرمایا: ﴿ اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ يُّتْرَكَ سُدًى ﴾ (القيمة 36:75) ''تو کیا انسان یہ سمجھتا ہے کہ اسے یونہی بے کار (بغیر حساب کتاب) چھوڑ دیا جائے گا۔'' یعنی مہمل چھوڑ دیا جائے گا۔

اور فرمایا: ﴿ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ﴾ ''سو بلند و بالا اللہ، سچا بادشاہ ہے۔'' یعنی وہ اس سے پاک ہے کہ کسی چیز کو بے فائدہ پیدا فرمائے کیونکہ اس سچے بادشاہ کی شان اس سے بہت بلند ہے۔ ﴿ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ ﴿116﴾ ﴾ ''اس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہی عرش بزرگ کا رب ہے۔'' عرش کا ذکر اس لیے کیا کہ وہ تمام مخلوقات کی چھت ہے اور اس کی صفت

[1] تفسیر ابن أبی حاتم: 2511/8 وأسد الغابة، ترجمة أيفع بن عبدالكلاعي: 343/1.

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

بیان کی ہے کہ وہ کریم، یعنی شکل وصورت کے اعتبار سے بے حد حسین وجمیل ہے جیسا کہ فرمایا: ﴿ اَنۡۢبَتۡنَا فِيۡهَا مِنۡ كُلِّ زَوۡجٍ كَرِيۡمٍ ۝ ﴾ (الشعرآء 7:26) ''ہم نے اس میں ہر قسم کی نفیس چیزیں اگائی ہیں۔''

تفسیر آیات:118,117

شرک ظلم عظیم ہے: اللہ تعالیٰ نے برے انجام سے ڈراتے ہوئے فرمایا ہے کہ جو کسی غیر کو اس کا شریک بنائے اور غیر اللہ کی عبادت کرے اور خبر دار فرمایا کہ جس نے اللہ کے ساتھ ساجھی بنایا ﴿ لَا بُرۡهَانَ لَهٗ ﴾ یعنی اس کے پاس اپنی بات کی کوئی دلیل نہیں، پس فرمایا: ﴿ وَمَنۡ يَّدۡعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۙ لَا بُرۡهَانَ لَهٗ بِهٖ ۙ ﴾ ''اور جو کوئی اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کو پکارے جس کی اس کے پاس کوئی دلیل نہیں۔'' یہ جملہ معترضہ ہے اور جواب شرط یہ ہے: ﴿ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنۡدَ رَبِّهٖ ؕ ﴾ ''تو اس کا حساب بس اس کے رب کے پاس ہے۔'' یعنی اللہ تعالیٰ ہی اس سے حساب لے گا اور فرمایا: ﴿ اِنَّهٗ لَا يُفۡلِحُ الۡكٰفِرُوۡنَ ۝۱۱۷ ﴾ ''کچھ شک نہیں کہ کافر کامیابی نہیں پائیں گے۔'' یعنی اس کے ہاں قیامت کے دن کافروں کے لیے فلاح ونجات نہ ہوگی۔

اور ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ وَقُلۡ رَّبِّ اغۡفِرۡ وَارۡحَمۡ وَاَنۡتَ خَيۡرُ الرّٰحِمِيۡنَ ۝۱۱۸ ﴾ ''اور (اے پیغمبر!) آپ کہیں: اے میرے پروردگار! مجھے بخش دے اور (مجھ پر) رحم فرما اور تو ہی سب سے بہتر رحم کرنے والا ہے۔'' اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی رہنمائی فرماتے ہوئے انھیں یہ دعا سکھائی ہے۔ ''مغفرت'' کا لفظ جب مطلق استعمال ہو تو اس کے معنی گناہ کے مٹا دینے اور اسے لوگوں سے چھپا دینے کے ہوتے ہیں اور ''رحمت'' کے یہاں معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ صحیح اقوال وافعال کے بجالانے کی توفیق عطا فرمائے۔

سورۂ مومنون کی تفسیر اختتام پذیر ہوئی۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

تفسیر سُورۂ نُور

یہ سورت مدنی ہے

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے نام سے (شروع) جو نہایت مہربان، بہت رحم کرنے والا ہے۔

سُوۡرَۃٌ اَنۡزَلۡنٰہَا وَ فَرَضۡنٰہَا وَ اَنۡزَلۡنَا فِیۡہَاۤ اٰیٰتٍۭ بَیِّنٰتٍ لَّعَلَّکُمۡ تَذَکَّرُوۡنَ ①

(یہ) ایک سورت ہے، ہم نے اسے نازل کیا اور ہم نے اس (کے احکام) کو فرض کیا ہے، اور ہم نے اس میں واضح آیات نازل کیں، تاکہ تم نصیحت

اَلزَّانِیَۃُ وَ الزَّانِیۡ فَاجۡلِدُوۡا کُلَّ وَاحِدٍ مِّنۡہُمَا مِائَۃَ جَلۡدَۃٍ ۪ وَّ لَا تَاۡخُذۡکُمۡ بِہِمَا

حاصل کرو① چنانچہ زانیہ عورت اور زانی مرد، ان دونوں میں سے ہر ایک کو تم سو کوڑے مارو، اور اگر تم اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتے ہو تو اللہ کے

رَاۡفَۃٌ فِیۡ دِیۡنِ اللّٰہِ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰہِ وَ الۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ ۚ وَ لۡیَشۡہَدۡ عَذَابَہُمَا

دین (پر عمل کرنے) کے معاملے میں تمھیں ان دونوں (زانی اور زانیہ) پر قطعاً ترس نہیں آنا چاہیے اور مومنوں میں سے ایک گروہ ان دونوں کی سزا کے

طَآئِفَۃٌ مِّنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ②

وقت موجود ہونا چاہیے②

تفسیر آیات :2,1

سورۂ نور کی اہمیت: ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ سُوۡرَۃٌ اَنۡزَلۡنٰہَا ﴾ ''(یہ ایک) سورت ہے جسے ہم نے نازل کیا۔'' اس کا یہ معنی نہیں کہ دوسری سورتوں کو اللہ تعالیٰ نے نازل نہیں فرمایا بلکہ اس سورت کے ساتھ خاص اہتمام کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ [وَ فَرَّضۡنَاھَا] ''اور ہم نے اُس (کے احکام) کو بیان کر دیا۔'' مجاہد و قتادہ فرماتے ہیں کہ ہم نے اس میں حلال و حرام، امر و نہی اور حدود کو بیان کر دیا ہے۔[1] امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جن لوگوں نے اسے ﴿ فَرَضۡنٰہَا ﴾ پڑھا ہے تو ان کی قراءت کے مطابق اس کے معنی یہ ہوں گے کہ ہم نے اس کے احکام تم پر اور تمھارے بعد آنے والے لوگوں پر فرض قرار دے دیے ہیں۔[2] ﴿ وَ اَنۡزَلۡنَا فِیۡہَاۤ اٰیٰتٍۭ بَیِّنٰتٍ ﴾ ''اور ہم نے اس میں واضح آیتیں نازل کیں۔'' جو بالکل غیر مبہم اور واضح ہیں۔

① تفسیر ابن أبي حاتم: 2516/8. ② صحیح البخاري، التفسیر، سورۃ النور، قبل الحدیث: 4745.

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

﴿ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ① ﴾ ''تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔''

زنا کی حد کا بیان: ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿ اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ﴾ ''پس بدکاری کرنے والی عورت اور بدکاری کرنے والا مرد (جب ان کی بدکاری ثابت ہو جائے) تو ان دونوں میں سے ہر ایک کو تم سو دُرّے مارو۔'' اس آیت کریمہ میں زانی کی حد کو بیان کیا گیا ہے اور اس مسئلے میں تفصیل ہے کہ زانی یا تو کنوارا ہوگا، یعنی اس نے شادی نہیں کی ہوگی یا وہ محصن ہوگا، محصن سے مراد وہ ہے جس نے نکاح صحیح میں مباشرت کی ہو اور وہ آزاد، بالغ اور عاقل ہو، اگر وہ کنوارا غیر شادی شدہ ہو تو اس کی حد سو دُرّے ہے جیسا کہ اس آیت کریمہ میں مذکور ہے، علاوہ ازیں اسے اپنے شہر سے جلا وطن بھی کر دیا جائے گا جیسا کہ صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے ان دو اعرابیوں کے بارے میں روایت ہے جو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان میں سے ایک نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! میرا یہ بیٹا اس شخص کے ہاں مزدوری کرتا تھا اور اس نے اس کی بیوی کے ساتھ زنا کر لیا ہے تو میں نے اپنے بیٹے کے فدیے میں اسے ایک سو بکری اور ایک باندی دی ہے، میں نے جب اہل علم سے اس کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے مجھے بتایا ہے کہ میرے بیٹے کی سزا ایک سو دُرّے اور ایک سال کے لیے جلا وطنی ہے اور اس عورت کی سزا رجم ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَأَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللّٰهِ، اَلْوَلِيدَةُ وَالْغَنَمُ رَدٌّ عَلَيْكَ، وَعَلَى ابْنِكَ جَلْدُ مِائَةٍ وَّ تَغْرِيبُ عَامٍ، (وَّ) اغْدُ يَاأُنَيْسُ! إِلَى امْرَأَةِ هٰذَا، فَإِنِ اعْتَرَفَتْ فَارْجُمْهَا] ''اس ذات پاک کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں تم دونوں کا فیصلہ ضرور کتاب اللہ کے مطابق کروں گا، باندی اور بکریاں تجھے واپس مل جائیں گی اور تیرے بیٹے کو ایک سو دُرّوں اور ایک سال کی جلا وطنی کی سزا ملے گی۔ اے اُنیس! ــ خاندان اسلم کا ایک شخص ــ تم اس شخص کی بیوی کے پاس جاؤ اور اگر وہ اعتراف کر لے تو اسے رجم کر دو۔'' اُنیس اس عورت کے پاس گئے تو اس نے اعتراف کر لیا اور اسے رجم کر دیا گیا۔[1]

کنوارے اور شادی شدہ زانی مرد و زن کی سزا: یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ زانی اگر غیر شادی شدہ ہو تو اس کی سزا جلا وطنی کے ساتھ ایک سو دُرّے ہے اور اگر وہ محصن ہو، یعنی اس نے نکاح صحیح میں مباشرت کی ہو اور وہ آزاد، بالغ اور عاقل ہو تو اس کی سزا رجم ہے جیسا کہ امام مالک رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی اور فرمایا: اما بعد، اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا اور آپ پر کتاب نازل فرمائی اور اللہ تعالیٰ نے آپ پر آیت رجم کو بھی نازل فرمایا تھا جسے ہم نے پڑھا اور یاد رکھا، پھر رسول اللہ ﷺ نے رجم کیا اور آپ کے بعد ہم نے بھی رجم کیا، مجھے ڈر ہے کہ امتدادِ زمانہ کے بعد کوئی یہ نہ کہے کہ ہم تو کتاب اللہ میں آیتِ رجم کو نہیں پاتے تو وہ ایک ایسے فریضے کو ترک کرنے کی وجہ سے گمراہ ہو جائیں گے جسے اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا تھا۔ کتاب اللہ کے مطابق رجم کی سزا اس شخص کے

① صحیح البخاری، الشروط، باب الشروط التی لا تحل فی الحدود، حدیث: 2725,2724، البتہ قوسین والا حرف بخاری ہی کی حدیث: 2315, 2314 میں ہے۔ وصحیح مسلم، الحدود، باب من اعترف علی نفسہ بالزنا، حدیث: 1698,1697.

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

لیے برحق ہے جو شادی شدہ مردوں اور عورتوں میں سے زنا کرے، بشرطیکہ شہادت موجود ہو یا حمل ظاہر ہو جائے یا (مجرم اپنے جرم کا) اعتراف کرلے۔① اسے امام بخاری و مسلم نے صحیحین میں امام مالک رحمہ اللہ کی طویل حدیث کے ضمن میں بیان کیا ہے اور یہ اس طویل حدیث کا کچھ حصہ ہے جو ہمارے مقصود سے متعلق ہے۔②

حدود نافذ کرنے میں ترس نہ کھاؤ: ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ﴾ ''اور اللہ کی شرع (کے معاملے) میں تمھیں ان دونوں پر ہرگز ترس نہ آئے۔'' یہاں اللہ کے دین سے مراد اللہ کا حکم ہے، یعنی اللہ تعالیٰ کی شریعت کے حکم کے نافذ کرتے وقت تمھیں ان دونوں پر رحم اور ترس نہیں آنا چاہیے۔ ممانعت اقامت حد کے وقت طبعی نرمی و ترس کی نہیں ہے بلکہ وہ ترس ممنوع ہے جو حاکم کو ترکِ حد پر آمادہ کرے تو حاکم کے لیے ایسا ترس اور ایسی نرمی جائز نہیں ہے۔ مجاہد فرماتے ہیں کہ ﴿وَلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ﴾ کے معنی یہ ہیں کہ اقامت حدود کا معاملہ جب سلطان کے پاس آئے تو حدود کو قائم کر دیا جائے اور انھیں معطل نہ کیا جائے۔③ سعید بن جبیر اور عطاء بن ابو رباح سے بھی اسی طرح مروی ہے۔④ حدیث میں آیا ہے: [تَعَافَوُا الْحُدُودَ فِيمَا بَيْنَكُمْ، فَمَابَلَغَنِي مِنْ حَدٍّ فَقَدْ وَجَبَ] ''آپس میں حدود کو معاف کر دو اور جب میرے پاس حد کا کوئی معاملہ آئے گا تو حد (کو نافذ کرنا) یقیناً واجب ہو جائے گا۔''⑤

اور فرمایا: ﴿اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ﴾ ''اگر تم اللہ اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتے ہو۔'' تو زنا کرنے والے پر حد قائم کر دو اور اسے کوڑے مارو مگر بہت زیادہ سختی کے ساتھ نہ مارو کیونکہ مقصود تو یہ ہے کہ اس طرح کا کام کرنے والے دوسرے لوگ اس سے باز آ جائیں۔ مسند میں بعض صحابہ کے بارے میں ہے کہ انھوں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! مجھے بکری ذبح کرتے ہوئے رحم آ جاتا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: [وَلَكَ فِي ذٰلِكَ أَجْرٌ] ''تمھیں اس کا بھی ثواب ملے گا۔''⑥

لوگوں کی موجودگی میں حد قائم کرو: ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝۲﴾ ''اور چاہیے کہ ان دونوں کی سزا کے وقت مومنوں کی ایک جماعت بھی موجود ہو۔'' جب زنا کرنے والے جوڑے کو لوگوں کی موجودگی میں کوڑے مارے جائیں گے تو یہ ڈانٹ ڈپٹ کے لیے زیادہ بلیغ اور (گناہ) چھوڑنے میں زیادہ مفید ہوگی کیونکہ لوگوں کی موجودگی میں ان کے لیے زجر و توبیخ اور ذلت و رسوائی ہے۔ امام حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس ارشاد باری تعالیٰ:

① الموطأ للإمام مالك، الحدود، باب ماجاء في الرجم: 348/2، حديث: 1583 عن ابن عباس رضی اللہ عنہ مختصرًا. ② صحيح البخاري، الحدود، باب الاعتراف بالزنا، حديث: 6830,6829 وصحيح مسلم، الحدود، باب رجم الثيب في الزنا، حديث: 1691 عن ابن عباس رضی اللہ عنہ. ③ تفسير ابن أبي حاتم: 2518/8. ④ تفسير الطبري: 89/18 وتفسير البغوي: 379/3. ⑤ سنن أبي داود، الحدود، باب يعفى عن الحدود مالم تبلغ السلطان، حديث: 4376 وسنن النسائي، قطع السارق، باب ما يكون حرزا ومالايكون، حديث: 4890 عن عبد الله بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ. ⑥ مسند أحمد: 436/3 عن قرة بن إياس رضی اللہ عنہ، ملحوظ: مجموعہ کتب حدیث میں یہ الفاظ [ولك في ذلك أجر] اس سیاق میں نہیں ملے، البتہ مذکورہ حوالے میں یہ الفاظ ہیں: [وَالشَّاةُ إِنْ رَحِمْتَهَا رَحِمَكَ اللّٰهُ] ''اگر تو بکری پر رحم کرے گا تو اللہ تجھ پر رحم کرے گا۔''

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

اَلزَّانِیْ لَا یَنْكِحُ اِلَّا زَانِیَةً اَوْ مُشْرِكَةً ۫ وَّالزَّانِیَةُ لَا یَنْكِحُهَاۤ اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِكٌ ۚ وَحُرِّمَ

زانی مرد نکاح نہیں کرتا مگر زانیہ یا مشرکہ عورت ہی سے اور زانیہ عورت سے نکاح نہیں کرتا مگر زانی یا مشرک مرد ہی اور مومنوں پر یہ (زنا کار سے نکاح)

ذٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ ③

حرام ٹھہرایا گیا ہے③

﴿ وَلْیَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآىِٕفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ② ﴾ کا مفہوم یہ ہے کہ انھیں علانیہ طور پر سزا دی جائے۔[1]

تفسیر آیت:3

اللہ تعالیٰ نے یہ خبر دی ہے کہ زانی بدکار عورت یا مشرک عورت ہی سے وطی کرتا ہے، یعنی اس کے ارادۂ زنا کے بارے میں اس کی بات کو یا تو زانی اور نافرمان عورت ہی مانتی ہے یا مشرک عورت جو زنا کو حرام نہیں سمجھتی، اسی طرح ﴿ وَّالزَّانِیَةُ لَا یَنْكِحُهَاۤ اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِكٌ ۚ ﴾ ''اور زانیہ عورت سے نکاح نہیں کرتا مگر زانی یا مشرک (مرد) ہی۔'' یعنی زانی عورت سے زانی اور عاصی مرد ہی وطی کرتا ہے یا وہ مشرک جو اسے حرام نہیں سمجھتا۔ ﴿ وَحُرِّمَ ذٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ ③ ﴾ ''اور یہ (بدکار سے نکاح کرنا) مومنوں پر حرام ٹھہرایا گیا ہے۔'' یعنی زانی عورتوں سے نکاح کرنا یا عفت مآب اور پاک دامن عورتوں کو بدکار مردوں کے نکاح میں دے دینا مومنوں پر حرام ہے۔ قتادہ اور مقاتل بن حیان فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کے لیے بدکار عورتوں سے نکاح کرنا حرام قرار دیا ہے۔[2] یہ آیت کریمہ حسب ذیل آیت کی طرح ہے: ﴿ مُحْصَنٰتٍ غَیْرَ مُسٰفِحٰتٍ وَّلَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ ۚ ﴾ (النسآء 4:25) ''بشرطیکہ وہ پاک دامن ہوں، بدکاری کرنے والی نہ ہوں اور نہ خفیہ آشنا بنانے والی ہوں۔'' نیز حسب ذیل آیت کی طرح: ﴿ مُحْصِنِیْنَ غَیْرَ مُسٰفِحِیْنَ وَلَا مُتَّخِذِیْۤ اَخْدَانٍ ؕ ...... ﴾ الآیة (المآئدة 5:5) ''نکاح میں لانے والے ہو، نہ کہ بدکاری کرنے والے اور نہ خفیہ آشنا بنانے والے......''

امام احمد نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ مومنوں میں سے ایک شخص نے اُمّ مہزول نامی ایک عورت سے تعلقات استوار کرنے کے بارے میں اجازت چاہی اور یہ ایک ایسی عورت تھی جو اس شرط پر بدکاری کرتی تھی کہ بدکاری کرنے والا اس پر خرچ کرتا رہے، اس مومن نے یا تو رسول اللہ ﷺ سے اس کے ساتھ تعلقات کے بارے میں اجازت طلب کی تھی یا اس نے اس کی صورت حال کو بیان کیا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے اس شخص کو یہ آیت کریمہ پڑھ کر سنائی: ﴿ وَّالزَّانِیَةُ لَا یَنْكِحُهَاۤ اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِكٌ ۚ وَحُرِّمَ ذٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ ③ ﴾ ''زنا کرنے والی عورت کو زنا کرنے والے یا مشرک (مرد) کے سوا اور کوئی نکاح میں نہیں لاتا اور یہ (بدکار سے نکاح کرنا) مومنوں پر حرام ٹھہرایا گیا ہے۔''[3]

ابن ابو حاتم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کو بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [لَا یَنْكِحُ الزَّانِی الْمَجْلُودُ إِلَّا

① تفسیر ابن أبی حاتم: 2519/8. ② الدرالمنثور: 38/5 وتفسیر ابن أبی حاتم: 2523/8 و2527. ③ مسند أحمد: 159/2 والسنن الکبری للنسائی، التفسیر، باب قوله تعالی: ﴿ وَّالزَّانِیَةُ لَا یَنْكِحُهَاۤ اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِكٌ ۚ ﴾ : 415/6، حدیث: 11359.

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً

اور جو لوگ پاک دامن عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں، پھر وہ چار گواہ نہیں لاتے ، تو تم انھیں اسّی کوڑے مارو ، اور تم ان کی

وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا ۚ وَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ④ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ

شہادت (گواہی) کبھی قبول نہ کرو ، اور یہی لوگ نافرمان ہیں ④ مگر اس کے بعد جن لوگوں نے توبہ کی اور اصلاح کرلی،

وَاَصْلَحُوْا ۚ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ⑤

تو بلاشبہ اللہ غفور رحیم ہے⑤

مِثْلَهٗ] ''وہ زانی جسے کوڑے لگ چکے ہوں اپنے جیسی کسی عورت سے شادی کرے گا۔''[1] امام ابوداود نے بھی اپنی سنن میں اسے اسی طرح روایت کیا ہے۔[2]

تفسیر آیات:5,4

حد قذف کا بیان: اس آیت کریمہ میں یہ حکم دیا گیا ہے کہ اگر کوئی شخص پرہیز گار، یعنی آزاد، بالغ اور پاکباز عورت پر بدکاری کا عیب لگائے تو اسے دُرّے مارے جائیں، اسی طرح اگر کوئی شخص کسی پرہیز گار مرد پر ایسا الزام لگائے تو اسے بھی دُرّے مارے جائیں گے، البتہ اگر بہتان لگانے والا شخص اپنی بات کی تصدیق کے لیے گواہ پیش کردے تو اس پر سے حد ساقط ہوجائے گی، اسی لیے فرمایا: ﴿ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا ۚ وَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ④ ﴾ ''پھر وہ چار گواہ نہ لائیں تو تم انھیں اسّی دُرّے مارو اور تم کبھی ان کی شہادت قبول نہ کرو اور یہی لوگ نافرمان ہیں۔'' اگر بہتان لگانے والا اپنی بات کی تائید میں گواہ پیش نہ کرسکے تو پھر اس پر تین باتیں واجب قرار دے دی گئی ہیں: (1) اسے اسّی دُرّے مارے جائیں (2) اس کی شہادت کو ہمیشہ کے لیے مردود قرار دیا جائے اور (3) اسے بدکردار قرار دیا جائے، وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اور لوگوں کے نزدیک بھی عادل نہیں ہوگا۔

بہتان بازی کرنے والے کی توبہ: ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا ۚ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ⑤ ﴾ ''مگر اس کے بعد جن لوگوں نے توبہ کی اور اصلاح کرلی تو بلاشبہ اللہ (بھی) بڑا بخشنے والا، نہایت مہربان ہے۔'' اس استثنا کا تعلق دوسرے اور تیسرے جملے سے ہے کیونکہ دُرّے مارنے کے حکم پر تو عمل ہوچکا، خواہ وہ توبہ کرے یا اپنے بہتان پر اصرار کرے، اس کے بعد اس کے لیے بلا اختلاف کوئی حکم نہیں ہے اگر وہ توبہ کرے تو اس کی شہادت مقبول ہوگی اور اس سے فسق کا حکم ختم ہوجائے گا جیسا کہ سید التابعین حضرت سعید بن مسیّب رحمہ اللہ اور سلف کی ایک جماعت سے وضاحت کے ساتھ مروی ہے۔[3]

شعبی اور ضحّاک کا قول یہ ہے کہ توبہ کے بعد بھی اس کی شہادت مقبول نہ ہوگی اِلّا یہ کہ وہ خود یہ اعتراف کرلے کہ اس نے یہ

---

① تفسیر ابن أبي حاتم: 2524/8. ② سنن أبي داود، النكاح، باب في قوله تعالى: ﴿ اَلزَّانِيْ لَا يَنْكِحُ اِلَّا زَانِيَةً ﴾، حديث: 2052. ③ تفسير الطبري: 102/18-105.

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ

اور جو لوگ اپنی بیویوں پر تہمت لگائیں اور ان کے پاس اپنے سوا کوئی گواہ نہ ہوں، تو ان میں سے ایک کی شہادت اس طرح ہوگی کہ چار بار اللہ کی قسم

شَهٰدٰتٍۭ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ⑥ وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كَانَ مِنَ

کھا کر کہے کہ بے شک وہ سچوں میں سے ہے ⑥ اور پانچویں بار یہ کہے: اگر وہ جھوٹوں میں سے ہو تو اس پر اللہ کی لعنت ہو ⑦ اور عورت سے سزا

الْكٰذِبِيْنَ ⑦ وَيَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهٰدٰتٍۭ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۙ ⑧

کو (یہ شے) ٹالتی ہے کہ وہ چار بار اللہ کی قسم کھا کر کہے کہ بلاشبہ وہ (اس کا خاوند) جھوٹوں میں سے ہے ⑧ اور پانچویں بار یہ کہے کہ اگر وہ (اس کا خاوند)

وَالْخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَآ اِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ⑨ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ

سچوں میں سے ہو تو اس (عورت) پر اللہ کا غضب ہو ⑨ اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی (تو جھوٹوں کو سزا ملتی) اور یہ کہ بلاشبہ اللہ بہت

وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ حَكِيْمٌ ⑩ ع 1/10/7

توبہ قبول کرنے والا اور خوب حکمت والا ہے ⑩

بات از راہ بہتان کہی تھی تو پھر اس کی شہادت مقبول ہوگی۔[1] وَاللّٰهُ أَعْلَمُ.

تفسیر آیات: 6-10

لعان کا بیان: اس آیت کریمہ میں میاں بیوی کے لیے کشادگی، نجات اور (مصیبت سے) نکلنے کا رستہ ہے اور یہ بیان کیا گیا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی پر بدکاری کا الزام لگائے اور اس کے لیے گواہ پیش کرنا مشکل ہو تو وہ حکم الٰہی کے مطابق اپنی بیوی سے لعان کرے، لعان کی صورت یہ ہے کہ وہ اپنی بیوی کو امام کے پاس لائے اور اپنے بہتان کا دعویٰ کرے تو چار گواہوں کے مقابلے میں امام اس سے چار قسمیں لے لے۔ ﴿اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ⑥﴾ ”بے شک وہ سچوں میں سے ہے۔“ یعنی اپنے اس بہتان میں جو زنا کے طور پر اس نے اپنی بیوی پر لگایا ہے۔ ﴿وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كَانَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ⑦﴾ ”اور پانچویں بار یہ (کہے) کہ اگر وہ جھوٹوں میں سے ہو تو اس پر اللہ کی لعنت ہو۔“ جب وہ اس طرح پانچ قسمیں اٹھا لے گا تو اس سے اس کی بیوی بائنہ ہو کر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اس پر حرام ہو جائے گی، اسے اس کا مہر دینا ہوگا اور اس کی بیوی پر زنا کی حد قائم کی جائے گی اور اس سے یہ حد ساقط نہیں ہوگی الا یہ کہ وہ بھی لعان کرے اور اللہ تعالیٰ کی چار قسمیں کھائے کہ بے شک یہ جھوٹا ہے، یعنی اس نے یہ بہتان باندھا ہے۔ ﴿وَالْخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَآ اِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ⑨﴾ ”اور پانچویں دفعہ یہ (کہے) کہ اگر وہ (اس کا خاوند) سچوں میں سے ہو تو اس (عورت) پر اللہ کا غضب ہو۔“ اسی لیے فرمایا: ﴿وَيَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ﴾ ”اور یہ چیز (چار بار اللہ کی قسم) عورت سے سزا کو ٹال دے گی۔“ یعنی حد کو۔ ﴿اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهٰدٰتٍۭ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ ⑧ وَالْخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَآ اِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ⑨﴾ ”کہ وہ چار بار اللہ کی قسم کھائے کہ بے شک وہ (اس کا خاوند) جھوٹوں میں سے ہے اور پانچویں دفعہ یہ (کہے) کہ اگر وہ (اس کا خاوند) سچوں میں سے ہو تو اس (عورت)

---

① تفسیر الطبری: 101/18 و 106 و تفسیر ابن أبی حاتم: 2531/8.

”محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

پر اللہ کا غضب ہو۔'' غضب کا بطور خاص اس لیے ذکر کیا گیا کہ اکثر و بیشتر صورتوں میں کوئی شخص اپنی بیوی کو اسی وقت ذلیل و رسوا کرتا اور اس پر بدکاری کا الزام لگاتا ہے جب وہ سچا ہو اور الزام لگانے میں معذور ہو اور یہ عورت بھی جانتی ہو کہ وہ اس الزام لگانے میں سچا ہے، اس لیے اس کے بارے میں پانچویں قسم یہ قرار دی گئی کہ اس پر اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہو اور مغضوب علیہ وہ ہوتا ہے جو حق بات کو جاننے کے باوجود اس سے اعراض کرتا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے مخلوق کے ساتھ اپنے لطف و کرم کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اس نے تنگی سے نکلنے کے لیے رستہ بنا دیا اور مشکل کو آسان فرما دیا ہے۔ ﴿ وَلَوْ لَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَ رَحْمَتُهٗ ﴾ ''اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی مہربانی نہ ہوتی۔'' تو تم حرج میں مبتلا ہو جاتے اور بہت سے امور و معاملات میں تمھیں بڑی مشکل پیش آتی۔ ﴿ وَ اَنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ ﴾ ''اور یہ کہ بلاشبہ اللہ بہت توبہ قبول کرنے والا ہے۔'' جو اپنے بندوں کی توبہ کو قبول فرماتا ہے، خواہ وہ پکی سچی قسموں کے بعد ہو۔ ﴿ حَكِيْمٌ ⑩ ﴾ ''خوب حکمت والا ہے'' اپنی نازل کردہ شریعت میں اور ان تمام اوامر و نواہی میں جو اس نے اپنے بندوں کے لیے مقرر فرمائے ہیں۔ اس آیت کریمہ کے تقاضے کے مطابق عمل، اس کے سبب نزول اور جن صحابہ کے بارے میں یہ نازل ہوئی، اس بارے میں بہت سی احادیث وارد ہیں۔

آیتِ لعان کا سبب نزول: امام احمد رحمہ اللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کو بیان کیا ہے کہ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:

﴿ وَ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّ لَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا ﴾ (النور 4:24) ''اور جو لوگ پاک دامن عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں، پھر وہ چار گواہ نہیں لاتے تو تم انھیں اسی (80) کوڑے مارو اور تم ان کی شہادت کبھی قبول نہ کرو۔'' تو سید الانصار سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! کیا یہ آیت کریمہ اسی طرح نازل ہوئی ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: [يَامَعْشَرَ الْأَنْصَارِ! أَلَا تَسْمَعُونَ إِلٰى مَا يَقُولُ سَيِّدُكُمْ؟] ''اے گروہ انصار! کیا تم سن رہے ہو کہ تمھارے سردار کیا کہہ رہے ہیں؟'' انھوں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! انھیں ملامت نہ کریں، یہ بہت غیور آدمی ہیں، انھوں نے ہمیشہ باکرہ عورتوں سے شادی کی ہے اور شدت غیرت کی وجہ سے اپنی کسی بیوی کو کبھی طلاق ہی نہیں دی کہ ہم میں سے کسی شخص نے یہ جرأت کی ہو کہ وہ ان کی بیوی سے شادی کر لے۔ سعد نے عرض کی: اللہ کی قسم! اے اللہ کے رسول! میں جانتا ہوں کہ یہ آیت کریمہ حق ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے (نازل ہوئی) ہے لیکن مجھے اس بات سے تعجب ہے کہ اگر میں اس کمینی عورت کو دیکھوں کہ اس کی رانوں کے درمیان ایک شخص بیٹھا ہوا ہو تو جب تک چار گواہ نہ لے آؤں مجھے اسے ڈرانے دھمکانے اور دور ہٹانے کا کوئی حق ہی نہیں ہے، اللہ کی قسم! جب تک میں چار گواہ لے کر آؤں گا وہ تو اپنی ضرورت پوری کر کے جا چکا ہوگا۔

راوی کا بیان ہے کہ ابھی تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ ہلال بن امیہ آئے۔ اور یہ ان تین میں سے ایک تھے جن کی (غزوۂ تبوک میں شرکت نہ کرنے کی) توبہ قبول کر لی گئی تھی۔ وہ اپنی زمین سے عشاء کے وقت اپنے گھر میں آئے اور انھوں نے اپنی بیوی

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

کے پاس ایک مرد کو دیکھا، انھوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور اپنے کانوں سے سنا مگر وہ طیش میں نہ آئے حتی کہ جب صبح ہو گئی تو وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے: اے اللہ کے رسول! میں عشاء کے وقت اپنی بیوی کے پاس آیا تو میں نے اس کے پاس ایک مرد کو پایا، میں نے انھیں اپنی آنکھوں سے دیکھا اور اپنے کانوں سے انھیں باتیں کرتے ہوئے سنا، رسول اللہ ﷺ نے اس بات کو ناپسند فرمایا اور یہ آپ کو بہت ناگوار محسوس ہوئی، اتنے میں انصار بھی جمع ہو گئے اور انھوں نے کہا کہ سعد نے جو بات کی تھی اس کی وجہ سے ہم آزمائش میں مبتلا ہو گئے ہیں، اب رسول اللہ ﷺ ہلال بن امیہ کو ماریں گے اور لوگوں میں ان کی شہادت کو باطل قرار دیں گے، یہ سن کر ہلال نے کہا: اللہ کی قسم! مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے لیے اس مشکل سے نکلنے کی کوئی صورت ضرور پیدا فرمادے گا، ہلال نے یہ بھی عرض کی: اللہ کے رسول! میں دیکھ رہا ہوں کہ میں نے جو بات کی ہے وہ آپ کو بہت ناگوار محسوس ہوئی ہے لیکن اللہ جانتا ہے کہ میں بالکل سچا ہوں۔ اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ کا ارادہ یہ تھا کہ اسے مارنے کا حکم دیں، اچانک اللہ تعالیٰ نے آپ پر وحی نازل فرمادی، آپ پر جب وحی نازل ہوتی تو صحابۂ کرام اسے آپ کے چہرۂ اقدس کے تأثرات سے پہچان لیا کرتے تھے۔

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم آپ سے الگ ہو گئے حتی کہ آپ وحی سے فارغ ہو گئے۔ اس وقت یہ آیات نازل ہوئیں: ﴿وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهٰدٰتٍۭ بِاللّٰهِ﴾ ''اور جو لوگ اپنی عورتوں پر تہمت لگائیں اور ان کے پاس اپنے علاوہ کوئی گواہ نہ ہوں تو ان میں سے ہر ایک کی شہادت (اس طرح) ہو گی کہ چار بار اللہ کی قسم کھائے۔'' رسول اللہ ﷺ کی نزول وحی کی یہ کیفیت جب ختم ہو گئی تو آپ نے فرمایا: [أَبْشِرْ يَاهِلَالُ! قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكَ فَرَجًا وَّ مَخْرَجًا] ''ہلال! تمھارے لیے یہ خوش خبری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمھارے لیے کشادگی اور مشکل سے نکلنے کا رستہ بنا دیا ہے۔'' ہلال نے عرض کی: مجھے اپنے رب تعالیٰ سے یہی امید تھی۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [أَرْسِلُوا إِلَيْهَا] ''اس عورت کی طرف پیغام بھیجو (اور اسے بلاؤ۔)'' انھوں نے اسے پیغام بھیجا تو وہ آئی اور رسول اللہ ﷺ نے ہلال اور اسے دونوں کو آیاتِ لعان پڑھ کر سنائیں، انھیں نصیحت کی اور فرمایا کہ آخرت کا عذاب دنیا کے عذاب سے بہت سخت ہے، ہلال نے عرض کی: اللہ کی قسم! اے اللہ کے رسول! میں اس کے بارے میں بالکل سچ کہتا ہوں، اس کے جواب میں اس عورت نے کہا کہ ہلال نے جھوٹ بولا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [لَاعِنُوا بَيْنَهُمَا] ''ان دونوں کے مابین لعان کرا دو۔'' ہلال سے کہا گیا: تم قسم کھاؤ تو اس نے چار بار قسم کھا کر کہا کہ وہ سچا ہے، جب پانچویں قسم کا وقت آیا تو ہلال سے کہا گیا: ہلال! اللہ سے ڈر جاؤ، دنیا کا عذاب آخرت کے عذاب کے مقابلے میں بہت ہلکا ہے اور یہ پانچویں قسم تم پر عذاب کو واجب قرار دے دے گی۔ انھوں نے جواب دیا: اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ مجھے اس کی وجہ سے عذاب نہیں دے گا جیسا کہ اس کی وجہ سے اسی نے مجھے کوڑے بھی نہیں لگوائے، اس کے بعد انھوں نے پانچویں قسم کھائی کہ اگر وہ جھوٹا ہو تو اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو، پھر اس عورت سے کہا گیا کہ تم اللہ کی چار قسمیں کھاؤ کہ یہ جھوٹا ہے اور پانچویں قسم کے وقت اس

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''